علامہ اقبال

اردو کلیات

شرح

بانگِ درا

ہمالہ

اے ہمالہ اے فصیلِ کشورِ ہندوستاں
چومتا ہے تیری پیشانی کو جھک کر آسماں

معانی: ہمالہ: برصغیر پاک و ہند کا مشہور پہاڑ، ہمالیہ ۔ فصیل: شہر کی چاردیواری ۔ کشور: ملک ۔
مطلب: اقبال کوہ ہمالہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تو وہ بلند و بالا پہاڑ ہے جو نہ صرف یہ کہ مملکت ہندوستان کے محافظ اور فصیل کی حیثیت رکھتا ہے بلکہ تیری چوٹیوں کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ آسمان بھی جھک کر چوم رہا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ تیری بلندی آسمان سے بھی قربت رکھتی ہے ۔

تجھ میں کچھ پیدا نہیں دیرینہ روزی کے نشاں
تو جواں ہے گردشِ شام و سحر کے درمیاں

معانی: دیرینہ روزی: بہت پرانے زمانے کا ہونا ۔ جواں ہے: مراد حالت جوں کی توں ہے ۔ گردشِ شام و سحر: یعنی وقت کا چکر، گزرنے کا عمل ۔
مطلب: اے ہمالہ تیرا وجود ہرچند کہ ابتدائے آفرینش سے قائم ہے اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ تو اس شام و سحر کی گردش کے مابین اسی طرح زندہ و ایستادہ ہے جس طرح کہ ابتدا میں تھا اور لاتعداد صدیاں بیت جانے کے باوجود تجھ میں کسی کمزوری کے آثار نہیں پائے جاتے ۔

ایک جلوہ تھا کلیمِ طورِ سینا کے لیے
تو تجلی ہے سراپا چشمِ بینا کے لیے

معانی: کلیم : مراد حضرت موسیٰ ۔ طورِ سینا: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ کو خدا کا جلوہ نظر آیا ۔ سراپا: پورے طور پر ۔ چشمِ بینا: مراد بصیرت والی آنکھ ۔
مطلب: اس شعر میں علامہ صاحب کہتے ہیں کہ تیرا وجود تو ان کے لیے بھی ایک خصوصی حیثیت کا حامل ہے ۔ یہی نہیں بلکہ ہر چشم بینا کے لیے تو ایک تجلی کا مظہر ہے ۔ مراد یہ ہے کہ تیری بلندی اور سرسبز وادیاں انسان کے لیے ایک عجوبہ کی طرح ہیں ۔

امتحانِ دیدہَ ظاہر میں کوہستاں ہے تو

پاسباں اپنا ہے تو، دیوارِ ہندوستاں ہے تو

معانی: دیدہ: آنکھ ۔ ظاہر بیں : صرف اوپر اوپر دیکھنے والی ۔ کوہستاں : پہاڑ ۔ پاسباں : حفاظت کرنے والا، چوکیدار ۔ دیوار: رکاوٹ جو دشمن سے حفاظت کی نشانی ۔
مطلب: یہ درست ہے اے ہمالہ تو بظاہر ایک پہاڑ ہے تاہم حقیقت یہ ہے کہ تو ہمارا محافظ بھی ہے اور ہندوستاں کے لیے ایک حفاظتی دیوار کی حیثیت رکھتا ہے ۔

مطلعِ اول فلک جس کا ہو وہ دیواں ہے تو

سوئے خلوت گاہِ دل دامن کشِ انساں ہے تو

معانی: مطلعِ اول: غزل کا پہلا شعر ۔ سوئے خلوت گاہ: تنہائی کی جگہ کی طرف ۔ دامن کش: مراد اپنی طرف توجہ دلانے والا ۔
مطلب: اگر تجھے ایک شاعر کا دیوان تصور کر لیا جائے تو اس کا مطلع یعنی اولین شعر آسمان کو تسلیم کرنا پڑے گا ۔ تیرا وجود تو ہر انسان کے لیے باعث کشش ہے جس کی قربت اسے سکون فراہم کرتی ہے ۔

برف نے باندھی ہے دستارِ فضیلت تیرے سر

خندہ زن ہے جو کلاہِ مہرِ عالم تاب پر

معانی: دستارِ فضیلت: بڑائی، عظمت کی پگڑی ۔ خندہ زن ہے: مراد مذاق اڑا رہی ہے ۔ مہر: سورج ۔ عالم تاب: دنیا کو روشن کرنے والا ۔

مطلب: تیری سطح اور چوٹیوں پر جو برف پڑی رہتی ہے وہ اس سفید رنگ کی دستار فضیلت کے مانند ہے جو بزرگوں کے سروں پر احتراماً باندھی جاتی ہے ۔ یہ دستارِ فضیلت تو سورج کی زریں کلاہ پر بھی خندہ زن نظر آتی ہے ۔

تیری عمرِ رفتہ کی اک آن ہے عہدِ کہن

وادیوں میں ہیں تری کالی گھٹائیں خیمہ زن

معانی: عمرِ رفتہ: گزری ہوئی عمر، زندگی ۔ عہدِ کہن: پرانا، قدیم زمانہ ۔ خیمہ زن: خیمہ لگائے ہوئے، پڑاوَ ڈالے ہوئے ۔

مطلب: اے ہمالہ! تیری گزری ہوئی عمر کا دور اس قدر طویل ہے کہ عہد ماضی کی شان و شوکت کا مظہر بن گیا ہے ۔ تیری بلند و بالا چوٹیوں کا سایہ تیرے گردوپیش کی وادیوں پر اس طرح پڑ رہا ہے جیسے وہاں خیمے آویزاں ہوں ۔

چوٹیاں تیری ثریا سے ہیں سرگرمِ سخن

تو زمیں پر اور پہنائے فلک تیرا وطن

معانی: سخن: بات، باتیں ۔ پہنائے فلک: آسمان کا پھیلاوَ، وسعت ۔

مطلب: یہی بلند و بالا چوٹیاں یوں لگتا ہے جیسے آسمان پر موجود ستاروں سے باتیں کر رہی ہوں ۔ یہ درست ہے کہ تو زمین پر ایستادہ ہے لیکن تیری بلندی آسمان کی وسعتوں سے ہم کنار نظر آتی ہے ۔

چشمہَ دامن ترا آئینہَ سیال ہے

دامنِ موجِ ہوا جس کے لیے رُومال ہے

معانی: چشمہَ دامن: وادی میں بہنے والا چشمہ ۔ آئینہ سیال: چلتا، بہتا ہوا آئینہ ۔ دامن: پلو ۔ موجِ ہوا: ہوا کی لہر ۔

مطلب: تیرے دامن میں پانی کے جو چشمے رواں دواں ہیں وہ اس قدر شفاف ہیں جس طرح سیال آئینے ہوں ۔ اور یہاں جو ہوا چلتی ہے وہ ان چشموں کے پانیوں کو مزید شفاف بناتی ہے ۔

ابر کے ہاتھوں میں رہوارِ ہوا کے واسطے

تازیانہ دے دیا برقِ سرِ کہسار نے

معانی: رہوارِ ہوا: ہوا کا گھوڑا ۔ برق: بجلی ۔ سرِ کہسار: پہاڑ کے اوپر ۔

مطلب: اے ہمالہ! تیرے گرد و پیش اور ماحول کو دیکھتے ہوئے یوں لگتا ہے کہ یہاں جو ہوا رواں دواں ہے وہ

ایک تیز گھوڑے کی مانند ہے ۔ اس کی رفتار کو مزید تیز کرنے کے لیے تیری چوٹیوں پر چمکنے والی بجلیوں نے بادلوں کے ہاتھوں میں ایک تازیانہ دے دیا ہے ۔

اے ہمالہ کوئی بازی گاہ ہے تو بھی، جسے
دستِ قدرت نے بنایا ہے عناصر کے لیے

معانی: بازی گاہ: کھیل کا میدان ۔ دست: ہاتھ ۔
مطلب: کیا ایسا تو نہیں کہ تیرا دامن بھی ایک کھیل کے میدان کی طرح ہے ۔ ایسا میدان جسے قدرت نے خود اپنے ہاتھوں سے بڑی صناعی کے ساتھ بنایا ہے ۔

ہائے کیا فرطِ طرب میں جھومتا جاتا ہے ابر
فیلِ بے زنجیر کی صورت اڑا جاتا ہے ابر

معانی: ہائے: اس میں حیرانی کا اظہار ہے ۔ فرطِ طرب: بے حد خوشی ۔ فیل: ہاتھی ۔ بے زنجیر: جسے زنجیر نہ ڈالی گئی ہو ۔
مطلب: یہاں کس جوش و مسرت کے ساتھ بادل اس طرح محو پرواز ہیں جیسے وہ بے زنجیر ہاتھی کی حیثیت رکھتے ہیں ۔

جنبشِ موجِ نسیمِ صبح ، گہوارا بنی
جھومتی ہے نشۂ ہستی میں ہر گل کی کلی

معانی: موجِ نسیم صبح: صبح کی ہوا کی لہر۔ گھوارا: جھولا ۔ جھومنا: خوشی یا مستی کی حالت میں سر اور ہاتھوں کو ہلانا ۔ نشۂ ہستی: زندگی کی مستی ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ یہ ایسا ماحول ہے جسکی صبح کی ہوا کی جنبش ایک گھوارے کی حیثیت رکھتی ہے ۔ ایسا گھوارہ جہاں کلیاں زندگی کے نشے میں جھومتی نظر آتی ہیں ۔

یوں زبانِ برگ سے گویا ہے اس کی خامشی
دستِ گل چیں کی جھٹک میں نے نہیں دیکھی کبھی

معانی: برگ: پتا ۔ گویا: بولنے والی ۔ دستِ گل چیں : پھول توڑنے والے کا ہاتھ ۔ جھٹک: ہاتھ مارنے کی حالت ۔

مطلب: یوں لگتا ہے کہ کلیوں کی خامشی اپنی پتیوں کی زبان سے یوں کہتی ہو کہ میرا تو پھول توڑنے والے سے بھی کبھی واسطہ نہیں پڑا ۔ مراد یہ ہے کہ ہمالہ کی اس بلندی تک انسان کی رسائی ممکن نہیں جہاں کلیاں کھل رہی ہیں ۔

کہہ رہی ہے میری خاموشی ہی افسانہ مرا
کنجِ خلوت خانۂ قدرت ہے کاشانہ مرا

معانی: کنج: کونہ ۔ کاشانہ: ٹھکانا ۔

مطلب: ہمالہ زبان حال سے یوں گویا ہوتا ہے کہ میری خامشی یہی دراصل میری داستان حیات کی مظہر ہے اور قدرت کا بخشا ہوا یہ گوشہ ہی دراصل میری پرسکون آماجگاہ ہے ۔

آتی ہے ندی فرازِ کوہ سے گاتی ہوئی
کوثر و تسنیم کی موجوں کو شرماتی ہوئی

معانی: فرازِ کوہ: پہاڑ کی چوٹی ۔ کوثر و تسنیم: بہشت کی دو ندیوں کا نام ۔

مطلب: ہمالیہ کی بلندیوں سے ندی کی شکل میں جو پانی لہریں مارتا نیچے آتا ہے اس کی آواز سننے والوں کو یوں محسوس ہوتی ہے جیسے کوئی گا رہا ہو۔ ندی کا منظر اس درجے خوبصورت ہوتا ہے کہ کوثر و تسنیم کی موجیں بھی اس سے شرما جائیں ۔

آئنہ سا شاہدِ قدرت کو دکھلاتی ہوئی
سنگِ رہ سے گاہ بچتی، گاہ ٹکراتی ہوئی

معانی: شاہدِ قدرت: قدرت کا محبوب ۔ سنگِ راہ: راستے کا پتھر ۔ گاہ: کبھی ۔

مطلب: یوں لگتا ہے کہ یہ ندی مناظر فطرت کے مشاہدہ کرنے والے کو آئینہ دکھاتی ہوئی اپنی منزل کی طرف گامزن ہے ۔ اس کا اندازہ کچھ یوں ہوتا ہے کہ راہ میں آنے والے سنگریزوں سے کبھی بچ کر نکلنے کی کوشش کرتی ہے تو کبھی ان سے ٹکرا بھی جاتی ہے ۔

چھیڑتی جا اس عراقِ دل نشیں کے ساز کو
اے مسافر دل سمجھتا ہے تری آواز کو

معانی: عراقِ دل نشیں : مراد دل میں اثر پیدا کرنے والا راگ ۔
مطلب: تو اسی طرح دل لبھانے والی موسیقی کے ساز کو چھیڑتی جا کہ میرا دل تیری اس صدا کی معنویت سے پوری طرح آشنا ہے ۔

لیلیِ شب کھولتی ہے آ کے جب زلفِ رسا
دامنِ دل کھینچتی ہے آبشاروں کی صدا

معانی: چھیڑنا: بجانا ۔ لیلیِ شب: رات کی لیلیٰ ۔ زلفِ رسا: لمبی اور گھنی زلفیں ، مراد رات کی تاریکی ۔
مطلب: جب رات کی محبوبہ اپنی لمبی لمبی زلفیں دراز کرتی ہے تو ان لمحات میں آبشاروں کی صدائیں انتہائی دلکش اور دلنواز محسوس ہوتی ہیں ۔

وہ خموشی شام کی جس پر تکلم ہو فدا
وہ درختوں پر تفکر کا سماں چھایا ہوا

معانی: تکلم: گفتگو، بولنا ۔ تفکر: سوچ میں ڈوبے ہونے کی حالت ۔
مطلب: کہ ان لمحوں کی خامشی پر گفتگو بھی قربان کی جا سکتی ہے ۔ اس لمحے یوں لگتا ہے کہ درخت بھی کسی سوچ میں مبتلا ہیں مراد یہ ہے کہ پورا منظر خامشی اور سکوت سے ہم کنار ہے ۔

کانپتا پھرتا ہے کیا رنگِ شفق کہسار پر

خوش نما لگتا ہے یہ غازہ ترے رخسار پر

معانی: شفق: صبح اور شام کی سرخی ۔ غازہ: سرخی ۔ رخسار: گال ۔
مطلب: ہمالہ پر سرشام شفق کا منظر پیش کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ فطرت شاید اس کے چہرے پر رنگا رنگ سرخی مل رہی ہے اور یہ غازہ بے حد خوشنما محسوس ہوتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ جب شام کے وقت شفق کی سرخی ہمالہ پر پڑتی ہے تو یوں لگتا ہے جیسے فطرت نے اس کے چہرے پر غازہ مل دیا ہو ۔

اے ہمالہ! داستاں اس وقت کی کوئی سنا

مسکنِ آبائے انساں جب بنا دامن ترا

معانی: مسکن: رہنے کی جگہ ۔ آبائے انساں: انسان کے باپ دادا ۔
مطلب: اے ہمالہ! ذرا مجھے اس وقت کا احوال تو بتا جب ہزاہا سال قبل باوا آدم نے یہاں آکر تیرے دامن میں پناہ لی تھی ۔ ظاہر ہے تو ان لمحات کا رازدان ہے ۔

کچھ بتا اس سیدھی سادی زندگی کا ماجرا

داغ جس پر غازہَ رنگِ تکلف کا نہ تھا

معانی: رنگِ تکلف: بناوٹ کا رنگ ۔ تصور: کسی چیز کی صورت کا ذہن میں آنا ۔
مطلب: اے ہمالہ ذرا ان دنوں کے بارے میں ہمیں واقعات و حقائق سے آگاہ کر کہ وہ لمحات تو ہر طرح کے تکلفات سے نا آشنا تھے ۔

ہاں دکھا دے اے تصور پھر وہ صبح و شام تو
دوڑ پیچھے کی طرف اے گردشِ ایام تو

معانی: تصور: کسی چیز کی صورت کا ذہن میں آنا ۔ گردشِ ایام: زمانے، دن رات کا چکر ۔

مطلب: اقبال فرماتے ہیں کہ ان ایام کا نقشہ تم ہی مجھ سے بیان کر دو کہ یہ پہاڑ تو آخر ایک خاموش پتھر ہی نکلا ۔ جب کہ تم میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ گزرے ہوئے ماضی کو پلٹا کر اسی کی پوری داستان منظر عام پر لے آوَ ۔

گلِ رنگیں

تو شناسائے خراشِ عقدۂ مشکل نہیں
اے گلِ رنگیں ترے پہلو میں شاید دل نہیں

معانی: گلِ رنگیں : رنگدار پھول ۔ عقدۂ مشکل: مشکل کی گرہ ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال پھول سے مخاطب ہیں اور فرماتے ہیں کہ تجھے اس حقیقت کا کیا علم کہ زندگی کے مسائل کون کون سے ہیں ۔ اس لیے کہ یہ معاملات تو وہی جان سکتا ہے جس کے پہلو میں دل ہو اور شاید یہی چیز تیرے پاس موجود نہیں ہے ۔

زیبِ محفل ہے ، شریکِ شورشِ محفل نہیں
یہ فراغت بزمِ ہستی میں مجھے حاصل نہیں

معانی: زیبِ محفل: بزم کو سجانے والا ۔ شورش: رونق، ہنگامہ ۔ ہستی: زندگی ۔ سراپا: سر سے پاؤں تک ۔
مطلب: ہرچند کہ تیرے وجود سے محفل کی زینت میں تو اضافہ ہوتا ہے تاہم عملی سطح پر وہاں جو ہنگامے برپا ہوتے ہیں ان میں تیری شرکت کسی طور پر بھی ممکن نہیں کہ یہی تو انسانی سطح پر عملی جدوجہد کا حصہ ہے جس سے تو بہرحال محروم ہے ۔

اس چمن میں میں سراپا سوز و سازِ آرزو
اور تیری زندگانی بے گدازِ آرزو

معانی: سوزوسازِ آرزو: مراد عشق کی تپش اور اس کی لذت ۔ بے گدازِ آرزو: مراد آرزو کی لذت سے خالی ۔
مطلب: تو جس انداز سے ساکن و ثابت رہتا ہے وہ انسانی فطرت سے کسی طور پر بھی مطابقت نہیں رکھتا ۔ کہ انسان تو ہر لمحے زندگی کی گوناگوں مشکلات و مسائل سے دوچار رہتا ہے ۔ جبکہ تیری زندگی میں تو سرے سے ایسی خواہش اور مقصد کا کوئی وجود ہی نہیں ہے کہ اس نوع کی خواہش اور تمنا تو صرف اہل دل کو ہی ہوتی ہے اور بس ۔

توڑ لینا شاخ سے تجھ کو مرا آئیں نہیں
یہ نظر غیر از نگاہِ چشمِ صورت بیں نہیں

معانی: نظر: نقطہَ نگاہ ۔ چشم صورت بیں : ظاہر کو دیکھنے والی آنکھ ۔ غیر: سوائے ۔
مطلب: میرا دستور نہیں کہ تجھے اپنی چھوٹی موٹی خوشیوں اور ضروریات کے لیے شاخ سے جدا کر دوں کہ یہ شیوہ تو محض ظاہر پرستوں کا ہے ۔ جب کہ میں تو صورت اور سیرت دونوں کے حسن کا قائل ہوں ۔

آہ یہ دستِ جفا جو اے گلِ رنگیں نہیں
کس طرح تجھ کو یہ سمجھاؤں کہ میں گل چیں نہیں

معانی: دستِ جفا جو: سختی کرنے یعنی توڑنے والا ہاتھ ۔ گل چیں : پھول توڑنے والا ۔

مطلب: میرا ہاتھ کسی سنگدل گلچیں کا بھی نہیں ہے جو تحقیق اور ذاتی مقاصد کے لیے تجھے شاخ سے علیحدہ کر کے پتی پتی میں تقسیم کر دیتے ہیں ۔

کام مجھ کو دیدۂ حکمت کے الجھیڑوں سے کیا

دیدۂ بلبل سے میں کرتا ہوں نظارہ ترا

معانی: کیا کام: کیا واسطہ ۔ دیدۂ حکمت: فلسفیانہ سوچ کی نگاہ ۔ الجھیڑا: بکھیڑا، جھگڑا ۔

مطلب: اس کے برعکس میں تو اسی طرح تجھ کو پسند کرتا ہوں جیسے بلبل اپنی چاہت کا اظہار کرتی ہے ۔

سو زبانوں پر بھی خاموشی تجھے منظور ہے

راز وہ کیا ہے ترے سینے میں جو مستور ہے

معانی: مستور: چھپا ہوا ۔

مطلب: اگر تیری پتیوں کو زبانوں کے مانند سمجھ لیا جائے تو اس کی کیا وجوہات ہیں کہ تو ہمیشہ خاموش رہتا ہے اس خاموشی کا سبب وہ کون سا راز ہے اے پھول جو تیرے سینے میں چھپا ہوا ہے اور جس کو افشا کرنے کے لیے تیار نہیں ہے ۔

میری صورت تو بھی اک برگِ ریاضِ طور ہے
میں چمن سے دور ہوں ،تو بھی چمن سے دور ہے

معانی: میری صورت: میری طرح ۔ برگ: پھول کی پتی ۔ ریاضِ طور: طور کا باغ ۔
مطلب: میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ تو بھی میری طرح بہشت کا ایک فرد ہے لیکن آدم کی طرح میری طرح تجھے بھی وہاں سے نکالا مل چکا ہے ۔

مطمئن ہے تو، پریشاں مثلِ بو رہتا ہوں میں
زخمیِ شمشیرِ ذوقِ جستجو رہتا ہوں میں

مطلب: اس کے باوجود تو اس زندگی پر مطمئن ہے جب کہ میں اپنی منزل کو پانے کے لیے بدستور جدوجہد کر رہا ہوں ۔

یہ پریشانی مری سامانِ جمیعت نہ ہو
یہ جگر سوزی چراغِ خانۂ حکمت نہ ہو

مطلب: اے پھول! تیرے برعکس میں جو ہر لمحہ پریشان و مضطرب رہتا ہوں، کہیں یہی پریشانی میرے لیے وجہ سکون نہ بن جائے کہ یہ جگر سوزی اور کچھ پانے کی جدوجہد ہی انسان کی دانش و حکمت میں اضافہ کرتی ہے ۔ اور کائنات کے پیچیدہ مسائل کو سمجھنے کے لیے اکساتی ہے

ناتوانی ہی مری سرمایۂ قوت نہ ہو
رشکِ جامِ جم مرا آئینۂ حیرت نہ ہو

معانی: رشک: کسی کی خوبی کو دیکھ کر خود میں اس خوبی کی خواہش کرنا ۔ جامِ جم: ایران کے بادشاہ جمشید کا پیالہ جس میں اسے دنیا نظر آتی تھی ۔ آئینۂ حیرت: حیرانی کی ڈوب جانے کی حالت ۔
مطلب: پھر میں خود کو کمزور و ناتواں سمجھ رہا ہوں شاید یہ کمزوری اور ناتوانی ہی میرے لیے قوت کا سرچشمہ بن جائے اور مجھ میں جو کچھ پانے کی جستجو ہے وہی حصول مقاصد کا ذریعہ بن جائے ۔

یہ تلاشِ متصل شمعِ جہاں افروز ہے
توسنِ ادراکِ انساں کو خرام آموز ہے

معانی: تلاشِ متصل: لگاتار مسلسل جستجو ۔ توسن: گھوڑا ۔
مطلب: اس طرح کی مسلسل جستجو پورے زمانے کو روشنی عطا کرتی ہے اور یہ انسانی عقل و شعور میں اضافے کا سبب بنتی ہے ۔

عہدِ طفلی

تھے دیارِ نو زمین و آسماں میرے لیے
وسعتِ آغوشِ مادر اک جہاں میرے لیے

معانی: عہدِ طفلی: بچپن کا زمانہ ۔ دیارِ نو: نئے نئے ملک، شہر۔ مادر: ماں ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ اپنے ایام طفلی میں زمین اور آسمان تو میرے لیے قطعی اجنبی حیثیت کے حامل تھے ۔ میری حقیقی پناہ گاہ تو ماں کی آغوش تھی جو فی الواقع ایک وسیع کائنات کے مانند محسوس ہوتی تھی ۔

تھی ہر اک جنبش نشانِ لطفِ جاں میرے لیے
حرفِ بے مطلب تھی خود میری زباں میرے لیے

معانی: جنبش: ہلنے کی حالت ۔ لطفِ جاں : روح کے لیے مزے کی بات ۔
مطلب: ہر متحرک شے میرے نزدیک دلچسپی کا باعث ہوتی تھی ۔ حد تو یہ ہے کہ میری زبان سے بھی جو صدائیں برآمد ہوتی تھی ان کا مفہوم میں خود بھی نہ سمجھ سکتا تھا ۔

درد، طفلی میں اگر کوئی رُلاتا تھا مجھے
شورشِ زنجیرِ در میں لطف آتا تھا مجھے

معانی: شورش: شور ۔ زنجیرِ در: دروازے کی کنڈی ۔
مطلب: اگر کسی تکلیف کے سبب رونے لگتا تو دروازے کی زنجیر کے کھٹکھٹانے سے ہی بہل جاتا تھا ۔

تکتے رہنا ہائے! وہ پہروں تلک سوئے قمر
وہ پھٹے بادل میں بے آوازِ پا اس کا سفر

معانی: پہروں تلک: بڑی دیر تک ۔ سوئے قمر: چاند کی طرف ۔ پھٹا بادل: ٹکڑیوں میں بٹا ہوا بادل کہ کہیں ہو اور کہیں نہ ہو ۔ آوازِ پا: پاؤں کی چاپ ۔
مطلب: رات آتی تھی تو میں آنکھ جھپکے بغیر آسمان پر روشن چاند کو تکتا رہتا تھا ۔ چاند جو بادلوں کے ٹکڑوں کے پیچھے بڑی خاموشی اور سکون کے ساتھ اپنا سفر طے کر رہا ہوتا تھا ۔

پوچھنا رہ رہ کے اس کے کوہ و صحرا کی خبر
اور وہ حیرت دروغِ مصلحت آمیز پر

معانی: رہ رہ کے: گھڑی گھڑی، بار بار ۔ کوہ: پہاڑ ۔ دروغِ مصلحت آمیز: ایسا جھوٹ جس میں کوئی بھلائی ہو ۔
مطلب: اپنے عزیز و اقارب سے جب میں چاند کے بارے میں سوالات کرتا تو اپنی لا علمی کے سبب وہ مجھے اس کے بارے میں ایسی باتیں بتایا کرتے تھے اب جن کے بارے میں سوچ کر ہنسی آتی ہے ۔

آنکھ وقفِ دید تھی، لب مائلِ گفتار تھا

دل نہ تھا میرا، سراپا ذوقِ استفسار تھا

معانی: وقفِ دید: دیکھنے میں مصروف ۔ لب: ہونٹ ۔ مائلِ گفتار: بولنے پر تیار ۔ ذوقِ استفسار: سوال کرتے رہنے کا لطف ۔

مطلب: ان دنوں آنکھ ہمیشہ کچھ دیکھنے میں مصروف رہتی تھی اور ہر شے کو تکتا رہتا جبکہ میرے لب ہر وقت بولنے کو تیار رہتے ۔ میں اپنے دل میں ہی سوال کرتا رہتا تھا ۔

مرزا غالب

فکرِ انساں پر تری ہستی سے یہ روشن ہوا
ہے پرِ مرغِ تخیل کی رسائی تا کجا

معانی: مرزا غالب: اردو، فارسی کے مشہور شاعر۔ فکر: سوچ، غور کرنے کی قوت ۔ روشن ہونا: ظاہر ہونا ۔ مرغِ تخیل: فکر اور خیالات کا پرندہ ۔ رسائی: پہنچ ۔ تا کجا: کہاں تک ۔
مطلب: اقبال یہاں غالب سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تیرے وجود نے فکر انسانی پر یہ بات واضح کر دی کہ خیالات کی رو کس بلندی تک پرواز کر سکتی ہے ۔ یعنی تیری متخیلہ کی بلندی تک رسائی کے لیے انتہائی فکر کی ضرورت ہے ۔

تھا سراپا روح تو ، بزمِ سخن پیکر ترا
زیبِ محفل بھی رہا، محفل سے پنہاں بھی رہا

معانی: بزمِ سخن: شاعری ۔ پیکر: جسم ۔ زیب محفل: محفل کی رونق ۔
مطلب: شاعری کی بزم میں تیری ذات اس کی روح معلوم ہوتی ہے اور تیرا وجود اس کی رونق بھی رہا اور ان معنوں میں اس سے پوشیدہ بھی رہا کہ تیرے ہم عصر لوگ فی الواقع تیری شاعرانہ عظمت تک رسائی حاصل نہیں کر سکے ۔

دید تیری آنکھ کو اس حسن کی منظور ہے
بن کے سوزِ زندگی ہر شے میں جو مستور ہے

معانی: اس حسن: مراد محبوب حقیقی کا حسن ۔ منظور: پیشِ نظر۔ سوزِ زندگی: زندگی کی حرارت ۔ ہر شے: کائنات کی ہر چیز۔ مستور: چھپی ہوئی ۔
مطلب: تیری آنکھ اپنے محبوب حقیقی کے حسن کی طرف مائل ہے جو کائنات کی ہر شے میں زندگی کی حرارت کی طرح چھپا ہوا ہے ۔

محفلِ ہستی تری بربط سے ہے سرمایہ دار
جس طرح ندی کے نغموں سے سکوتِ کوہسار

معانی: محفلِ ہستی: دنیا کی بزم ۔ بربط: ایک قسم کا باجا، شاعری ۔
مطلب: جس طرح رواں دواں گاتی گنگناتی ندی پہاڑوں کے سکوت میں ارتعاش پیدا کرتی ہے اسی طرح اس کائنات میں تیرے تخیل نے اہل ذوق کا دامن حکمت و دانش سے بھر دیا ہے ۔

تیرے فردوسِ تخیل سے ہے قدرت کی بہار
تیری کشتِ فکر سے اُگتے ہیں عالم سبزہ زار

معانی: فردوسِ تخیل: تخیل کی جنت ۔ کشت: کھیتی، فصل ۔ عالم: دنیائیں ، مراد نئے نئے مضامین ۔ سبزہ زار: سبزے کی طرح ۔

مطلب: تیرے خیالات نے فطرت کے مظاہر کو بھی بہار آشنا کر دیا ۔ یہی نہیں بلکہ تیری شاعرانہ فکر نے ایسی دنیائیں تخلیق کیں جو انسانی ذہن کو تازگی اور سرشاری سے ہمکنار کر گئیں ۔

زندگی مضمر ہے تیری شوخیِ تحریر میں
تابِ گویائی سے جنبش ہے لبِ تصویر میں

معانی: مضمر: چھپی ہوئی ۔ شوخی تحریر: مراد دل میں اثر کرنے والے شگفتہ اشعار ۔ تابِ گویائی: بولنے کی طاقت ۔

مطلب: تیری شعری تخیلات میں حکمت کے ساتھ ایسی شوخیاں بھی موجود ہیں جو ساکت و جامد تصاویر کو بھی لب کھولنے پر مجبور کر دیتی ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ اقبال کے نزدیک غالب کی شاعری میں خیال و فکر اور آہنگ کا طلس پوشیدہ ہے ۔

نطق کو سو ناز ہیں تیرے لبِ اعجاز پر
محوِ حیرت ہے ثریا رفعتِ پرواز پر

معانی: نطق: زبان ۔ لبِ اعجاز: یعنی معجزہ کی سی کیفیت رکھنے والے اشعار کہنے والی زبان ۔ محوِ حیرت: حیرانی میں گم ۔ رفعتِ پرواز: یعنی مضامین کے لحاظ سے بلندی پر اڑنا ۔

شاہدِ مضموں تصدق ہے ترے انداز پر
خندہ زن ہے غنچۂ دلی گلِ شیراز پر

معانی: شاہد: محبوب، حسین ۔ تصدق: قربان ۔ انداز: مراد شعرگوئی کا طریقہ ۔ خندہ زن: ہنسی، مذاق اڑانے والا ۔ غنچۂ دلی: دلی کی کلی مراد غالب ۔ گلِ شیراز: شیراز کا پھول ۔

مطلب: شاعری میں تیرا اندازِ بیاں اس قدر منفرد اور دلنشیں ہے جس پر مضامین خودنثار ہونے پر آمادہ رہتے ہیں ۔ تیرے کلام میں ایسی تازگی اور مٹھاس ہے کہ اس کے بالمقابل شیراز کے حافظ اور سعدی جیسے بلند پایہ شعرا کا رنگ بھی پھیکا پڑ جاتا ہے ۔ مراد یہ کہ غالب دوسرے باکمال شعرا سے بھی عظیم ہے ۔

آہ! تو اجڑی ہوئی دلی میں آرامیدہ ہے
گلشنِ ویمر میں تیرا ہم نوا خوابیدہ ہے

معانی: آرامیدہ: آرام کر رہا ہے، دفن ہے ۔ گلشنِ ویمر: جرمنی کے شہر ویمر کا باغ، ویمر میں جرمنی کے مشہور شاعر گوءٹے کی قبر ہے ۔

مطلب: لیکن کتنا اندوہگیں انقلاب ہے کہ تو اب اس دلی میں مدفون ہے جو انحطاط و زوال کا نمونہ ہے اور تخلیقی و تہذیبی اعتبار سے اجڑ چکا ہے ۔ غالب! تیرے ہم عصر شعرا میں عالمی سطح پر تجھ سا بلند پایہ شاعر تو جرمنی کا گوءٹے ہے جو وہاں کے مشہور اور زندہ شہر ویمر میں دفن ہے ۔

لطفِ گویائی میں تیری ہم سری ممکن نہیں

ہو تخیل کا نہ جب تک فکرِ کامل ہم نشیں

معانی: لطفِ گویائی: بولتے یعنی شعر کہنے کا مزہ ۔ ہمسری: برابری ۔ فکرِ کامل: سوچ بچار اور غور کرنے کی پوری پوری قوت ۔

مطلب: اے شاعر عظیم! جب تک کوئی تیرے فکر و تخیل کی بلندی سے آشنا نہیں ہوتا وہ تیری ذات سے کس طرح واقف ہو سکتا ہے اور تیرے انداز بیاں کی برابری کا کیسے حق دار ہو سکتا ہے ۔

ہائے! اب کیا ہو گئی ہندوستاں کی سرزمیں
آہ! اے نظارہ آموزِ نگاہِ نکتہ بیں

معانی: نظارہ آموز: دیکھنے یعنی مشاہدہ کا ڈھنگ سکھانے والی ۔ نگاہِ نکتہ بیں: باریکیوں یا بھیدوں کو دیکھنے والی نگاہ ۔

مطلب: نہ جانے تیرے بعد ہندوستان کی سرزمین تخلیقی سطح پر کیوں بنجر ہو گئی اور اب وہاں تجھ سا عظیم شاعر اور دانشور کیوں پیدا نہیں ہو رہا ۔

گیسوئے اردو ابھی منت پذیرِ شانہ ہے
شمع یہ سودائیِ دل سوزیِ پروانہ ہے

معانی: گیسوئے اردو: اردو کی زلفیں، یعنی اردو زبان ۔ منت پذیر: احسان مند ۔ شانہ: کنگھی ۔ شمع: یعنی اردو زبان ۔ سودائی: مشتاق ۔ دل سوزیَ پروانہ: مراد پتنگے کی محبت ۔

مطلب: حالانکہ اردو زبان ابھی ترقی کے ابتدائی مراحل میں ہے اور اس کے عروج وارتقا کے لیے تجھ جیسے بلند پایہ شعرا درکار ہیں ۔

اے جہان آباد! اے گہوارۂ علم و ہنر
ہیں سراپا نالۂ خاموش تیرے بام و در

معانی: جہان آباد: دہلی کا پرانا نام ۔ گہوارہ: مرکز، تربیت گاہ ۔ نالۂ خاموش ایسی فریاد جس میں آواز نہ ہو ۔ بام و در: چھت اور دروازے ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال دہلی سے براہ راست مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ تو جو ابتدا سے ہی علم و ہنر کا گہوار رہی ہے اب تیری وہ عظمت کیا ہوئی ۔ تیرے گلی کوچے کیوں حکمت و دانش سے خالی نظر آتے ہیں ۔

ذرے ذرے میں ترے خوابیدہ ہیں شمس و قمر
یوں تو پوشیدہ ہیں تیری خاک میں لاکھوں گہر

معانی: شمس و قمر: سورج اور چاند، مراد بڑی ہستیاں ۔ گہر: یعنی علم و فضل والے ۔
مطلب: حالانکہ تیری خاک میں بے شمار ایسے ماہرین علم و حکمت دفن ہیں جن کی شہرت و عظمت سے خود تیرا وجود روشن اور درخشندہ ہے ۔

دفن تجھ میں کوئی فخرِ روزگار ایسا بھی ہے
تجھ میں پنہاں کوئی موتی آبدار ایسا بھی ہے

معانی: فخرِ روزگار: زمانے کے لیے فخر کا باعث ۔ موتی: مراد شخصیت ۔ آبدار: چمک دار، عظمت والا ۔
مطلب: لیکن اتنا بتا دے کہ کیا تیری خاک میں غالب سا بھی کوئی بلند پایہ شاعر دفن ہے جو علم و حکمت، تخیل اور شاعرانہ لطافت میں یکتائے روزگار ہے ۔

ابرِ کہسار

ہے بلندی سے فلک بوس نشیمن میرا
ابرِ کہسار ہوں ، گل پاش ہے دامن میرا

معانی: ابرِ کہسار: پہاڑ کا بادل ۔ فلک بوس: آسمان کو چومنے والا ۔ نشیمن: ٹھکانا، مسکن ۔ گل پاش: پھول بکھیرنے والا ۔
مطلب: ابر کہسار مکالمہ کرتا ہے کہ میری مستقل بودوباش توآسمانوں کوچھونے والے بلند و بالا پہاڑوں پر رہتی ہے ۔ لیکن زمین پر پھول بکھیرتا رہتا ہوں یعنی جب تک نہ برسوں پھولوں کی نمود ممکن نہیں ۔

کبھی صحرا ، کبھی گلزار ہے مسکن میرا
شہر و ویرانہ مرا ، بحر مرا ، بن میرا

معانی: گلزار: جہاں گلاب کے پھول زیادہ ہوں ، باغ ۔ بن: جنگل ۔
مطلب: کبھی صحرا میں برستا ہوں اور کبھی باغوں پر بارش برساتا ہوں ۔ اس اعتبار سے شہروں کے علاوہ ویران مقامات اور کبھی جنگل پر بھی میرا تسلط رہتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ جب بادل برستے ہیں تو زمین پر موجود تمام مقامات کو سیراب کرتے ہیں ۔

کسی وادی میں جو منظور ہو سونا مجھ کو
سبزۂ کوہ ہے مخمل کا بچھونا مجھ کو

معانی: سبزۂ کوہ: پہاڑ پر اگا ہوا سبزہ ۔ مخمل کا بچھونا: مراد نرم آرام دہ بچھونا ۔
مطلب: ابر کہسار کہتا ہے کہ کبھی پہاڑوں کی وادیوں میں برستا ہوں تو وہاں اگا ہوا سبزہ جو مخمل کی مانند ہوتا ہے وہی میری آماجگاہ بن جاتا ہے ۔

مجھ کو قدرت نے سکھایا ہے دُر افشاں ہونا
ناقۂ شاہدِ رحمت کا حدی خواں ہونا

معانی: درافشاں : موتی بکھیرنے والا ۔ ناقہ : اونٹنی ۔ شاہدِ رحمت : رحمت کا محبوب مراد رحمت ۔ حدی خواں : قافلے کے اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے خاص اشعار پڑھنے والا ۔
مطلب: قدرت نے مجھے بارش کی بوندوں کی شکل میں زمیں پر موتی برسانا سکھایا ہے کہ یہ بوندیں موتیوں سے مشابہت رکھتی ہیں ۔ میں جب برستا ہوں تو ان لمحات میں بوندوں کے گرنے سے جو خوبصورت اور دلکش آوازیں پیدا ہوتی ہیں ان کو رحمت باری کے لیے نغمہ سیرائی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ۔

غم زدائے دلِ افسردۂ دہقاں ہونا
رونقِ بزمِ جوانانِ گلستاں ہونا

معانی: غم زدا: دکھ منانے والا ۔ دلِ افسردہ: بجھا ہوا مایوس دل ۔ دہقاں : کسان ۔ جوانانِ گلستان: مراد پھول ۔
مطلب: اور جب خشک و بنجر کھیتوں پر برستا ہوں تو ان کی آبیاری سے کسانوں کے پژمردہ دل مسرتوں اور خوشیوں سے لبریز ہو جاتے ہیں اور جب باغوں میں برستا ہوں تو وہاں پھلوں اور پھولوں پر تازگی اور شباب جھلکی اٹھتا ہے ۔

بن کے گیسو رُخِ ہستی پہ بکھر جاتا ہوں

شانۂ موجۂ صرصر سے سنور جاتا ہوں

معانی: گیسو: زلفیں ، سیاہ رنگ کی طرف اشارہ ۔ رُخِ ہستی: زندگی، دنیا کا چہرہ ۔ موجۂ صرصر: آندھی کی لہر۔ سنور جانا: سلیقے سے سمٹ جانا ۔

مطلب: میرا وجود تو حیات و کائنات کے لیے ایک دل خوش کن حیثیت کا مالک ہوتا ہے اور جب ہوائیں چلتی ہیں تو مجھے یکجا ہوکر زمین پر برسنے اور اسے نکھارنے میں مدد دیتی ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ بادل جب برستے ہیں تو نہ صرف یہ کہ فصلوں کی کاشت میں اضافہ ہوتا ہے، باغات میں پھل پھول کو زندگی اور نمو بخشتے ہیں بلکہ زمین کے حسن وزیبائش کا سبب بھی بنتے ہیں ۔

دور سے دیدۂ امید کو ترساتا ہوں
کسی بستی سے جو خاموش گزر جاتا ہوں

معانی: دیدۂ امید: وہ آنکھیں جو رحمت کی آس لگائے ہوتی ہیں ۔

مطلب: اگر میں کسی بستی پر سے برسے بغیر گزر جاتا ہوں تو جو کسان اور باغبان میرے برسنے کے منتظر ہوتے ہیں وہ نا امیدی اور مایوسی کا شکار ہو جاتے ہیں اور اس عالم میں رحمت باری تعالیٰ کے طلبگار نظر آتے ہیں ۔ ان کی امیدیں تشنہ رہ جاتی ہیں اور میرے برسنے کی دعائیں مانگتے ہیں ۔

سیر کرتا ہوں جس دم لبِ جو آتا ہوں
بالیاں نہر کو گرداب کی پہناتا ہوں

معانی: لبِ جو: ندی کا کنارہ ۔ بالیاں: جمع بالی، کانوں کے بندے ۔
مطلب: پھر جب کسی ندی پر زور شور کے ساتھ برستا ہوں تو اس کے پانی میں بھنور سے پڑنے لگتے ہیں ۔

سبزۂ مزرعِ نوخیز کی امید ہوں میں
زادۂ بحر ہوں ، پروردۂ خورشید ہوں میں

معانی: مزرع: کھیتی ۔ نوخیز: نئی نئی اگی ہوئی ۔ زادۂ بحر: سمندر کی اولاد ۔ پروردۂ خورشید: جسے سورج نے پالا ہو ۔
مطلب: حقیقت تو یہ ہے کہ میرے دم سے تازہ اگی ہوئی فصلیں اور باغوں کے سبزہ زار قائم ہیں میں ان کے لیے امید و آس کی حیثیت رکھتا ہوں ۔ میں سمندر سے پیدا ہوا ہوں اور سورج نے میری پرورش کی ہے ۔ فطری اور سائنسی اصولوں کے مطابق سورج کی گرمی سے سمندر کا پانی بھاپ بن کر اڑتا ہے پھر بادل کی شکل اختیار کر لیتا ہے اقبال نے اسی نکتے کی طرف اشارہ کیا ہے ۔

چشمۂ کوہ کو دی شورشِ قلزم میں نے
اور پرندوں کو کیا محوِ ترنم میں نے

معانی: شورشِ قلزم: سمندر کا سا اونچا شور ۔ محوِ ترنم: چہچہانے میں مصروف ۔
مطلب: پہاڑوں سے برآمد ہونے والے چشموں کو میں نے ہی سمندر جیسا جوش و خروش عطا کیا ۔ میرے سبب ہی گرمی کے مارے پرندے سکھ کا سانس لے کر نغمہ سرا ہوتے ہیں ۔

سر پہ سبزے کے کھڑے ہو کے کہا قُم میں نے
غنچۂ گل کو دیا ذوقِ تبسم میں نے

معانی: ذوقِ تبسم: مسکرانے یعنی کھلنے کا شوق ۔ قم: اٹھ کھڑا ہو ۔

مطلب: میری وجہ سے ہی پامال اور مرجھایا ہوا سبزہ پھر سے لہلہانے لگتا ہے اور یہ میں ہی ہوں کہ جب باغوں پر برستا ہوں تو غنچے چٹک کر خوشنما اور خوشبودار پھولوں کی شکل اختیار کر لیتے ہیں یعنی میرے بغیر یہ سب کچھ ممکنات سے نہیں ہے ۔

فیض سے میرے نمونے ہیں شبستانوں کے

جھونپڑے دامنِ کہسار میں دہقانوں کے

معانی: شبستانوں : جمع شبستان، رات گزارنے کی جگہیں ۔ دامن کہسار: پہاڑ کا پہلو۔

مطلب: میرے ہی فیض و برکت سے پہاڑوں کے دامن میں کسانوں کے جھونپڑوں میں بھی رونق آتی ہے اس لیے کہ میرے سبب ان کی کھیتیاں لہلاتی ہیں اور انہیں خوشحالی عطا کرتی ہیں ۔ میں ان کے لیے مسرتوں کا باعث بنتا ہوں ۔

ایک مکڑا اور مکھی

(ماخوذ)

اک دن کسی مکھی سے یہ کہنے لگا مکڑا
اس راہ سے ہوتا ہے گزر روز تمہارا

معانی: مکڑا: جالا بن کر رہنے والا کیڑا ۔
مطلب: ایک مکڑا کسی مکھی سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ تم ہر روز ادھر سے گزرتی ہو ۔

لیکن مری کٹیا کی نہ جاگی کبھی قسمت
بھولے سے کبھی تم نے یہاں پاؤں نہ رکھا

معانی: کٹیا: جھونپڑی ۔ قسمت جاگنا: اچھے دن آنا ۔
مطلب: لیکن میری جھونپڑی کی قسمت میں تمہارا بھولے سے بھی آنا نہیں ہوتا اور تم نے میرے غریب خانے میں قدم رکھنے کی زحمت تک گوارا نہیں کی ۔

غیروں سے نہ ملیے تو کوئی بات نہیں ہے
اپنوں سے مگر چاہیے یوں کھنچ کے نہ رہنا

معانی: غیر: اجنبی، ناواقف ۔ کھنچ کے رہنا: دور دور رہنا ۔

مطلب: یہ درست ہے کہ اگر غیروں سے نہ ملا جائے تو اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اپنوں کے ساتھ اس طرح کی لاتعلقی مناسب معلوم نہیں ہوتی ۔

آؤ جو مرے گھر میں تو عزت ہے یہ میری
وہ سامنے سیڑھی ہے جو منظور ہو آنا

معانی: منظور ہونا: پسند آنا ۔

مطلب: اگر تم میرے گھر آؤ تو میری عزت افزائی ہوگی ۔ میری یہ دعوت منظور کر لو تو سامنے جو سیڑھی ہے اس سے آ جاؤ ۔

مکھی نے سنی بات جو مکڑے کی تو بولی
حضرت! کسی نادان کو دیجے گا یہ دھوکا

معانی: ناداں : بے سمجھ، کم عقل ۔

مطلب: مکھی نے مکڑے کی بات کو بغور سنا پھر گویا ہوئی کہ حضرت! یہ دھوکا کسی احمق کو دیجیے گا ۔

اس جال میں مکھی کبھی آنے کی نہیں ہے
جو آپ کی سیڑھی پہ چڑھا ، پھر نہیں اترا

معانی: جال میں آنا: دھوکے میں آنا ۔ نہیں اترا: مراد نہیں بچا ۔

مطلب: اس لیے کہ میں تو اس حقیقت سے پوری طرح واقف ہوں کہ جو آپ کی سیڑھی پر چڑھا پھر واپس نہیں آیا ۔

مکڑے نے کہا واہ ! فریبی مجھے سمجھے
تم سا کوئی نادان زمانے میں نہ ہو گا

معانی: فریبی: دھوکا دینے والا ۔
مطلب: اس مرحلے پر مکڑے نے بڑی سختی کے ساتھ مکھی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ کس قدر افسوسناک بات ہے کہ تم مجھے دھوکے باز سمجھ کر نادانی کا ثبوت دے رہی ہو ۔

منظور تمہاری مجھے خاطر تھی وگرنہ
کچھ فائدہ اپنا تو مرا اس میں نہیں تھا

معانی: خاطر: دعوت ۔
مطلب: میں نے جو تمہیں یہاں آنے کی دعوت دی تو محض تمہاری خاطر داری منظور تھی جب کہ اس میں میرا کوئی فائدہ نہ تھا ۔

اڑتی ہوئی آئی ہو خدا جانے کہاں سے
ٹھہرو جو مرے گھر میں تو ہے اس میں برا کیا

مطلب: تم جانے کتنی دور دراز سے اڑتی آ رہی ہو ۔ اس میں برائی کیا ہے کہ چند لمحوں کے لیے یہاں رک کر سانس لے لو ۔

اس گھر میں کئی تم کو دکھانے کی ہیں چیزیں
باہر سے نظر آتا ہے ، چھوٹی سی یہ کٹیا

مطلب: ہرچند کہ میرا گھر باہر سے بالکل معمولی نظر آتا ہے لیکن اس میں کئی ایسی نادر اشیا موجود ہیں جنہیں دیکھ کر تم خوش ہو جاؤگی ۔

لٹکے ہوئے دروازوں پہ باریک ہیں پردے
دیواروں کو آئینوں سے ہے میں نے سجایا

مطلب: اندر جو دروازے موجود ہیں ان پر میں نے خوش رنگ پردے لٹکائے ہوئے ہیں ۔ اور جو دیواریں ہیں ان پر شیشے جڑے ہوئے ہیں ۔

مہمانوں کے آرام کو حاضر ہیں بچھونے
ہر شخص کو ساماں یہ میسر نہیں ہوتا

معانی: میسر ہونا: حاصل ہونا ۔
مطلب: یہی نہیں بلکہ مہمانوں کے آرام کے لیے بستر بھی حاضر ہیں ۔ تم جانتی ہو کہ ہر شخص کو ایسی آسائشیں میسر نہیں ہوتیں ۔

مکھی نے کہا خیر، یہ سب ٹھیک ہے لیکن
میں آپ کے گھر آؤں ، یہ امید نہ رکھنا

مطلب: مکھی نے جواباً کہا کہ بے شک تمہاری بات درست ہوگی ۔ پھر بھی میں نہ آؤں اس کی امید بھی نہ رکھنا ۔

ان نرم بچھونوں سے خدا مجھ کو بچائے
سو جائے کوئی ان پہ تو پھر اٹھ نہیں سکتا

مطلب: میں اچھی طرح اس حقیقت سے واقف ہوں کہ ان بستروں پر اگر کوئی بد قسمت سو جائے تو پھر قیامت تک نہیں اٹھ سکتا ۔ لہذا مجھ سے توقع نہ رکھنا کہ سب کچھ جانتے بوجھتے تمہارے گھر آجاؤں گی ۔

مکڑے نے کہا دل میں، سنی بات جو اس کی
پھانسوں اسے کس طرح، یہ کمبخت ہے دانا

معانی: دانا: عقل سمجھ والی ۔
مطلب: مکھی کا جواب سن کر مکڑا حیرت زدہ رہ گیا کہ یہ کم بخت تو بڑی ہوشیار نکلی ۔ چنانچہ سوچنے لگا کہ اس کو پھانسنے کے لیے کونسا حربہ آزمایا جائے ۔

سو کام خوشامد سے نکلتے ہیں جہاں میں
دیکھو جسے دنیا میں، خوشامد کا ہے بندا

مطلب: غور و فکر کرنے کے بعد مکڑے نے سوچا دنیا میں جو کام خوشامد سے نکل سکتا ہے وہ کسی اور طرح نکلنا مشکل ہے لہذا اس دنیا میں اکثر خوشامد کے بندے ہیں ۔

یہ سوچ کے مکھی سے کہا اس نے بڑی بی
اللہ نے بخشا ہے بڑا آپ کو رتبا

معانی: رتبا: شان، عزت ۔

مطلب: پھر چند لمحوں تک خاموش رہ کر یوں گویا ہوا کہ بی بی بے شک اللہ نے آپ کو بڑا مرتبہ عطا کیا ہے ۔ جو کوئی نظر بھر کر دیکھ لیتا ہے آپ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے ۔

ہوتی ہے اسے آپ کی صورت سے محبت
ہو جس نے کبھی ایک نظر آپ کو دیکھا

مطلب: جو کوئی نظر بھر کر دیکھ لیتا ہے آپ سے محبت کرنے لگ جاتا ہے ۔

آنکھیں ہیں کہ ہیرے کی چمکتی ہوئی کنیاں
سر آپ کا اللہ نے کلغی سے سجایا

مطلب: آپ کی آنکھوں میں ہیرے کی سی چمک ہے اور سر پر اللہ نے کلغی سجائی ہوئی ہے ۔

یہ حسن ، یہ پوشاک ، یہ خوبی ، یہ صفائی
پھر اس پہ قیامت ہے یہ اڑتے ہوئے گانا

معانی: پوشاک: لباس ۔

مطلب: آپ کی خوبصورتی، لباس اور نفاست میں کسی کو شک ہو سکتا ہے اور جب پرواز کے دوران آپ نغمہ سرا ہوتی ہیں تو قیامت کا سماں بندھ جاتا ہے ۔

مکھی نے سنی جب یہ خوشامد تو پسیجی
بولی کہ نہیں آپ سے مجھ کو کوئی کھٹکا

مطلب: مکھی نے مکڑے کی جب یہ خوشامدانہ باتیں سنیں تو پسیج گئی اور کہنے لگی مجھے آپ سے کیا خطرہ ہو سکتا ہے ۔

انکار کی عادت کو سمجھتی ہوں برا میں
سچ یہ ہے کہ دل توڑنا اچھا نہیں ہوتا

مطلب: اگر کوئی اس طرح کی دعوت دے تو میں انکار کو خود برا سمجھتی ہوں ۔ اور سچی بات تو یہ ہے کہ کسی کا دل توڑنا اچھا فعل نہیں ہوتا ۔

یہ بات کہی اور اڑی اپنی جگہ سے
پاس آئی تو مکڑے نے اُچھل کر اسے پکڑا

مطلب: یہ کہہ کر وہ اپنی جگہ سے اڑ کر جیسے ہی مکڑے کے پاس پہنچی تو اچھل کر مکھی کو دبوچ لیا ۔

بھوکا تھا کئی روز سے، اب ہاتھ جو آئی
آرام سے گھر بیٹھ کے مکھی کو اڑایا

مطلب: یوں بھی وہ کئی روز سے بھوکا تھا چنانچہ کسی توقف کے بغیر مکھی کو ہڑپ کر گیا ۔

ایک پہاڑ اور گلہری

(ماخوذ از ایمرسن)

کوئی پہاڑ یہ کہتا تھا اک گلہری سے
تجھے ہو شرم تو پانی میں جا کے ڈوب مرے

معانی: گلہری: چوہے سے ملتا جلتا سفید رنگ کا جانور۔ پانی میں ڈوب مرنا: شرم، غیرت سے مر جانا۔
مطلب: کسی پہاڑ نے زبان حال سے گلہری سے کہا کہ میرے مقابلے پر تو اتنی چھوٹی اور مختصر چیز ہے کہ اگر تجھ میں معمولی سی شرم بھی ہو تو کہیں جا کر ڈوب مرے۔

ذرا سی چیز ہے، اس پر غرور، کیا کہنا
یہ عقل اور یہ سمجھ، یہ شعور، کیا کہنا

معانی: کیا کہنا: مراد یہ کہ بہت بری بات ہے۔ شعور: دانائی، سمجھنے کی اہلیت۔
مطلب: ہر چند کہ تو مختصر سی شے ہے اس کے باوجود نہ جانے کس برتے پر اتنا غرور کرتی ہے تو نے تو یہ سمجھ رکھا ہے کہ تجھ سے زیادہ نہ کسی اور میں عقل اور سمجھ موجود ہے بلکہ خود کو ہر شخص سے زیادہ باشعور تصور کرتی ہے۔

خدا کی شان ہے ناچیز چیز بن بیٹھیں
جو بے شعور ہوں یوں باتمیز بن بیٹھیں

مطلب: تجھے دیکھ کر تو خدا کی شان نظر آجاتی ہے اور یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ یہ کتنی عجیب بات ہے جو بے حیثیت سے خود با حیثیت اور جو بے شعور ہے وہ خود کو باشعور سمجھنے لگ جائے ۔

تری بساط ہے کیا میری شان کے آگے

زمیں ہے پست مری آن بان کے آگے

معانی: بساط: حیثیت ۔ پست: ذلیل ۔ آن بان: ٹھاٹھ باٹھ، شان و شوکت ۔

مطلب: اے گلہری! میری شان و شوکت کے بالمقابل تیری تو حیثیت کچھ بھی نہیں جب کہ زمیں بھی میرا مقابلہ نہیں کر سکتی ۔

جو بات مجھ میں ہے، تجھ کو وہ ہے نصیب کہاں

بھلا پہاڑ کہاں ، جانور غریب کہاں

مطلب: جو عزوجاہ مجھ کو نصیب ہے وہ بھلا تیرے مقدر میں کہاں ہے میں تو ایک بلند و بالا پہاڑ ہوں اور تو ننھی سی گلہری! تیری حیثیت میرے نزدیک بے معنی سی ہے ۔

کہا یہ سن کے گلہری نے ، منہ سنبھال ذرا

یہ کچی باتیں ہیں دل سے انھیں نکال ذرا

مطلب: پہاڑ کی باتیں سن کر گلہری کو بھی طیش آگیا وہ بڑے غصے سے یوں گویا ہوئی کہ تو نے جو کچھ کہا میں نے سن لیا ۔ تیرے لیے مناسب تو یہ تھا کہ منہ سنبھال کر بات کرے مگر تو تو خواہ مخواہ احساس برتری کا شکار ہے ۔ تو نے جو باتیں کہیں ہیں تجھ پر لازم ہے کہ انہیں اپنے دل سے نکال پھینک ورنہ خراب و خستہ ہو گا ۔

جو میں بڑی نہیں تیری طرح تو کیا پروا
نہیں ہے تو بھی تو آخر مری طرح چھوٹا

مطلب: اے پہاڑ! غور سے سن لے کہ اگر میں تیری طرح بلند و بالا نہیں تو اس حقیقت سے کیسے انکار کر سکے گا کہ تو بھی تو میری مانند چھوٹا نہیں ہے ۔

ہر ایک چیز سے پیدا خدا کی قدرت ہے
کوئی بڑا ، کوئی چھوٹا ، یہ اس کی حکمت ہے

مطلب: اس حقیقت سے کس طرح انکار کر سکے گا کہ کائنات میں جو شے بھی تخلیق کی گئی ہے اس سے قدرت خداوندی ہویدا ہے ۔ اور اگر قد و قامت کے اعتبار سے بڑا یا چھوٹا ہے تو اس امر کا تعلق اسی کی حکمت و دانش سے ہے ۔

بڑا جہان میں تجھ کو بنا دیا اس نے
مجھے درخت پہ چڑھنا سکھا دیا اس نے

مطلب: اس بات کو کیوں بھولتا ہے کہ خدا نے اگر تجھے بڑا بنا دیا تو اس امر سے اختلاف ممکن نہیں تو یہ بتا کہ قدرت نے جہاں تیرے قد کو اس قدر بلند کیا تو مجھے بھی تو درخت کی بلندیوں پر چڑھنا سکھا دیا ہے ۔

قدم اٹھانے کی طاقت نہیں ذرا تجھ میں
نری بڑائی ہے ، خوبی ہے اور کیا تجھ میں

مطلب: یہ بھی جان لے کہ صرف بلندی ہی کوئی خوبی نہیں ہے کہ تو تو اس قدر مجبور و معذور ہے کہ اپنی جگہ سے ایک قدم آگے کی طرف بھی حرکت نہیں کر سکتا ۔

جو تو بڑا ہے تو مجھ سے ہنر دکھا مجھ کو
یہ چھالیا ہی ذرا توڑ کر دکھا مجھ کو

مطلب: اے پہاڑ! اگر یہ فرض بھی کر لیا جائے کہ تو واقعی بڑا ہے تو میں ایک معمولی سی شے چھالیہ تیرے پاس رکھے دیتی ہوں اگر تجھ میں کوئی ہنر اور طاقت موجود ہے تو اس کو ہی توڑ کر دکھا دے ۔

نہیں ہے چیز نکمی کوئی زمانے میں
کوئی برا نہیں قدرت کے کارخانے میں

مطلب: تو اپنی بلندی پر اس قدر غرور نہ کر بلکہ اس حقیقت کو تسلیم کر لے کہ خدائے عزوجل نے اس عالم رنگ و بو میں جن چیزوں کو بھی پیدا کیا ہے ان میں سے کوئی شے بھی بیکار نہیں بلکہ ہر چیز کوئی نہ کوئی مقصد لیے ہوئے ہے ۔

ایک گائے اور بکری

(ماخوز)

اِک چراگہ ہری بھری تھی کہیں
تھی سراپا بہار جس کی زمیں

معانی: چراگہ: گھاس والی جگہ جہاں جانور چرتے ہیں ۔ کہیں: کسی جگہ ۔ سراپا: پوری طرح ۔
مطلب: اقبال ایک سرسبز چراگاہ کا منظر پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس چراگاہ میں ہرے بھرے درختوں اور پودوں کی فراوانی، بہار کا منظر پیش کر رہی تھی ۔

کیا سماں اس بہار کا ہو بیاں
ہر طرف صاف ندیاں تھیں رواں

معانی: سماں: نظارہ ۔ رواں: جاری، بہنے کی حالت ۔
مطلب: وہاں ایسا سماں تھا گویا ہر طرف بہار کا نظارہ ہو ۔ ہر جانب شفاف پانی کی ندیاں بہہ رہی تھیں ۔

تھے اناروں کے بے شمار درخت
اور پیپل کے سایہ دار درخت

معانی: سایہ دار: مراد بہت پتوں والا درخت ۔

مطلب: اناروں کے پھل دار اور پیپل کے بے حساب درخت موجود تھے ۔

ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی تھیں
طائروں کی صدائیں آتی تھیں

مطلب: چراگاہ میں ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی اور ہر جانب پرندے چہچہا رہے تھے ۔

کسی ندی کے پاس اک بکری
چرتے چرتے کہیں سے آ نکلی

مطلب: اسی چراگاہ میں ایک ندی کے پاس ہی کہیں سے ایک بکری چرتے چرتے آگئی ۔ ادھر ادھر نظر آئی تو دیکھا کہ قریب ہی ایک گائے بھی اپنا پیٹ بھرنے میں مصروف ہے ۔

جب ٹھہر کر اِدھر اُدھر دیکھا
پاس اک گائے کو کھڑے پایا

مطلب: ادھر ادھر نظر دوڑائی تو دیکھا کہ قریب ہی ایک گائے بھی اپنا پیٹ بھرنے میں مصروف ہے ۔

پہلے جھک کر اُسے سلام کیا
پھر سلیقے سے یوں کلام کیا

مطلب: بکری نے پہلے ادب و احترام کے ساتھ گائے کو سلام کرتے ہوئے اس کی خیر و عافیت کے بارے میں پوچھا ۔

کیوں بڑی بی! مزاج کیسے ہیں
گائے بولی کہ خیر اچھے ہیں

مطلب: پھر بولی یہ تو فرمائیے آپ کے مزاج کیسے ہیں گائے نے قدرے بے دلی سے جواب دیتے ہوئے کہا کہ اچھے ہیں ۔

کٹ رہی ہے بری بھلی اپنی
ہے مصیبت میں زندگی اپنی

مطلب: بری بھلی کٹ ہی رہی ہے ۔ البتہ عملی طور پر زندگی مصائب سے دوچار ہے ۔

جان پر آ بنی ہے ، کیا کہیے
اپنی قسمت بری ہے، کیا کہیے

مطلب: اے بکری! کیا حال پوچھتی ہے جان پر بنی ہوئی ہے ۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ قسمت ہی بری ہے ۔

دیکھتی ہوں خدا کی شان کو میں
رو رہی ہوں بروں کی جان کو میں

مطلب: ہر جانب خدا کی شان کا مظاہرہ کرتے ہوئے بروں کی جان کو رو رہی ہوں ۔

زور چلتا نہیں غریبوں کا
پیش آیا لکھا نصیبوں کا

مطلب: مقدر میں جو لکھا ہے وہ بھگتنا ہے پڑتا ہے ۔ آخر غریبوں کا زور ہی کس پر چل سکتا ہے ۔

آدمی سے کوئی بھلا نہ کرے
اس سے پالا پڑے، خدا نہ کرے

مطلب: اب تو اس نتیجے پر پہنچی ہوں کہ آدمی کے ساتھ کوئی بھلائی نہیں کرنا چاہیے ۔ خدا کرے اس سے کسی کا واسطہ نہ پڑے ۔

دودھ کم دوں تو بڑبڑاتا ہے
ہوں جو دبلی تو بیچ کھاتا ہے

مطلب: یہ آدمی تو ایسا احسان ناشناس ہے کہ اگر دودھ کم دوں تو ہر لمحہ گلے شکوے کرتا رہتا ہے ۔ دبلی ہو جاؤں تو مجھے قصابوں کے ہاتھ فروخت کر ڈالتا ہے ۔

ہتھکنڈوں سے غلام کرتا ہے
کن فریبوں سے رام کرتا ہے

مطلب: میرے ساتھ طرح طرح کے ہاتھ کرتا رہتا ہے ۔

اس کے بچوں کو پالتی ہوں میں
دودھ سے جان ڈالتی ہوں میں

مطلب: حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کے بچوں کی پرورش کر رہی ہوں ۔ میرا دودھ نہ ہو تو وہ بھوکوں مر جائیں ۔

بدلے نیکی کے یہ برائی ہے
میرے اللہ تری دہائی ہے

مطلب: لیکن اس نیکی کا بدلہ وہ برائی سے دیتا ہے ۔ اس پر میں اللہ سے دہائی ہی کرتی ہوں ۔

سن کے بکری یہ ماجرا سارا
بولی ، ایسا گلہ نہیں اچھا

مطلب: گائے کی زبانی یہ احوال سن کر بکری نے کہا کہ اس انداز کی شکایت اور گلہ مناسب نہیں ہے ۔

بات سچی ہے بے مزا لگتی
میں کہوں گی مگر خدا لگتی

مطلب: ہرچند کہ سچی بات ہمیشہ کڑوی لگتی ہے لیکن سچ کہے بغیر رہ بھی نہیں سکتی ۔

یہ چراگہ، یہ ٹھنڈی ٹھنڈی ہوا
یہ ہری گھاس اور یہ سایا

مطلب: یہ تو بتایئے کہ جو ہری ہری گھاس آپ چر رہی ہیں اور یہاں جو سایہ دار درخت موجود ہیں جن کے پتوں سے چھن چھن کر ٹھنڈی ٹھنڈی ہوائیں آتی ہیں ۔

ایسی خوشیاں ہمیں نصیب کہاں
یہ کہاں ، بے زباں غریب کہاں

مطلب: کیا یہ محض آدمی کی محنت اور مشقت کے سبب سے وجود میں نہیں آئیں اور کیا ہم غریب اور بے سروسامان مویشی ان سے فائدہ نہیں اٹھا رہے ۔

یہ مزے آدمی کے دم سے ہیں
لطف سارے اسی کے دم سے ہیں

مطلب: یہ آدمی ہی ہے جس کے دم سے ہمیں ایسی سہولتیں میسر آئی ہیں ۔ پھر آپ کا گلہ قطعی بے جا نظر آتا ہے ۔

سو طرح کا بنوں میں ہے کھٹکا
واں کی گزران سے بچائے خدا

مطلب: اگر ہمیں جنگل میں رہنا پڑتا تو وہاں ہزار خطرے ہیں ۔ وہاں جنگل میں وقت گزارنے سے خدا بچائے ۔

ہم پر احسان ہے بڑا اس کا
ہم کو زیبا نہیں گلہ اس کا

مطلب: آدمی کے ہم پر بہت احسان ہیں اس لیے ہمیں اس کا گلہ کرنا مناسب نہیں ۔

قدر آرام کی اگر سمجھو
آدمی کا کبھی گلہ نہ کرو

مطلب: اگر تمہیں آدمی کی قدر معلوم ہو جائے تو تم گلہ کرنا چھوڑ دو ۔

گائے سن کر یہ بات شرمائی
آدمی کے گلے سے پچھتائی

مطلب: بکری کی زبانی حقیقت سن کر گائے کی آنکھیں کھل گئیں اور وہ شرماتے ہوئے بولی ۔

دل میں پرکھا بھلا برا اس نے
اور کچھ سوچ کر کہا اس نے

مطلب: جب گائے نے اپنے دل میں آدمی کے بارے میں غور کیا تو کچھ سوچ کر بکری سے کہا ۔

یوں تو چھوٹی ہے ذات بکری کی
دل کو لگتی ہے بات بکری کی

مطلب: تم مجھ سے بے شک چھوٹی ہو لیکن تمہاری باتیں سچی ہیں اور دل کو بھی لگتی ہیں ۔

بچے کی دعا

(ماخوذ)

لب پہ آتی ہے دُعا بن کے تمنا میری
زندگی شمع کی صورت ہو خدایا میری

مطلب: خدائے عزوجل کی بارگاہ میں بچہ دعا کرتا ہے کہ میرے لبوں پر یہ دعا آرزو بن کر مچل رہی ہے کہ میری زندگی شمع کی مانند ہو۔

دُور دنیا کا مرے دم سے اندھیرا ہو جائے
ہر جگہ میرے چمکنے سے اُجالا ہو جائے

مطلب: شمع جو گھور اندھیرے کو منور کر دیتی ہے لیکن خود جلتی رہتی ہے ۔ دنیا میں جہالت کی جو تاریکی چھائی ہے، بار الہٰ وہ میرے علم کی بدولت دور ہو جائے ۔

ہو مرے دم سے یونہی میرے وطن کی زینت
جس طرح پھول سے ہوتی ہے چمن کی زینت

مطلب: جس طرح پھول چمن کی زیبائش اور زینت کا سبب ہوتا ہے اسی طرح میری ذات میرے وطن کی زیبائش کا سبب بن جائے ۔

زندگی ہو مری پروانے کی صورت یارب
علم کی شمع سے ہو مجھ کو محبت یارب

مطلب: خداوندا! جس طرح پروانہ شمع پر نثار ہو کر زندہَ جاوید ہو جاتا ہے اسی طرح مجھ کو بھی صلاحیت عطا کر کہ اپنی جدوجہد اور قربانی سے وطن کو سنوار سکوں ۔

ہو مرا کام غریبوں کی حمایت کرنا
دردمندوں سے، ضعیفوں سے محبت کرنا

مطلب: میری ذمہ داری یہ ہے کہ ہر شخص سے محبت کروں ، غریبوں ، کمزوروں اور ضرورت مندوں کے کام آؤں ۔

مرے اللہ ! برائی سے بچانا مجھ کو
نیک جو راہ ہو، اس رہ پہ چلانا مجھ کو

مطلب: میرے مولا مجھے ہر طرح کی برائی سے بچا کر نیکی کے راستے پر چلنے کی توفیق عطا کر ۔

ہمدردی

(ماخوذ از ولیم کوپر)

ٹہنی پہ کسی شجر کی تنہا
بلبل تھا کوئی اُداس بیٹھا

مطلب: اس نظم میں بتایا گیا ہے کہ کسی درخت کی شاخ پر ایک بلبل تنہا اور اداس بیٹھا ہوا تھا ۔

کہتا تھا کہ رات سر پہ آئی
اُڑنے چُگنے میں دن گزارا

مطلب: اور کہہ رہا تھا کہ سارا دن تو دانہ دُنکا چگنے میں گذر گیا اور اب رات سر پر آگئی ہے ۔

پہنچوں کس طرح آشیاں تک
ہر چیز پہ چھا گیا اندھیرا

مطلب: ساری فضا پر تاریکی چھا گئی ہے ایسے میں کس طرح اپنے گھونسلے تک پہنچ سکوں گا ۔

سن کر بلبل کی آہ و زاری
جگنو کوئی پاس ہی سے بولا

مطلب: بلبل کی یہ دکھ بھری داستان قریب کے درخت پر بیٹھے ہوئے ایک جگنو نے بھی سن لی ۔ اس کے دل میں ہمدردی کا جذبہ عود کر آیا اور کہنے لگا ۔

حاضر ہوں مدد کو جان و دل سے

کیڑا ہوں اگرچہ میں ذرا سا

مطلب: بے شک میں ایک حقیر سا کیڑا ہوں ۔ اس کے باوجود تمہاری مدد کے لیے ہر طرح سے حاضر ہوں ۔

کیا غم ہے جو رات ہے اندھیری

میں راہ میں روشنی کروں گا

مطلب: اے بلبل! اس بات کا غم نہ کرو کہ رات تاریک ہے اور ہر سمت اندھیرا چھایا ہوا ہے ۔ تاہم مجھ میں قدرت نے یہ صلاحیت بخشی ہے کہ اپنی روشنی سے تمہارے راستے کی تاریکی دور کر دوں ۔

اللہ نے دی ہے مجھ کو مشعل

چمکا کے مجھے دیا بنایا

مطلب: باری تعالیٰ نے تو میرے جسم کو روشنی عطا کر کے دیے کی مانند بنا دیا ہے ۔ چنانچہ تمہاری رہنمائی کا فریضہ اپنے ذمے لیتا ہوں ۔

ہیں لوگ وہی جہاں میں اچھے

آتے ہیں جو کام دوسروں کے

مطلب: نظم سے یہ سبق ملتا ہے کہ دنیا میں وہی لوگ اچھے ہوتے ہیں جو مشکل میں دوسروں کے کام آتے ہیں ۔

ماں کا خواب

(ماخوذ)

میں سوئی جو اک شب تو دیکھا یہ خواب
بڑھا اور جس سے مرا اضطراب

مطلب: ایک ماں اپنا خواب بیان کرتے ہوئے کہتی ہے کہ رات کو سوتے ہوئے کیا دیکھتی ہوں جس سے میرے اندر بے چینی بڑھ گئی ہے ۔

یہ دیکھا کہ میں جا رہی ہوں کہیں
اندھیرا ہے اور راہ ملتی نہیں

مطلب: کیا دیکھتی ہوں کہ میں کہیں جا رہی ہوں لیکن اس قدر تاریکی ہے کہ راستہ نظر نہیں آتا ۔

لرزتا تھا ڈر سے مرا بال بال
قدم کا تھا دہشت سے اٹھنا محال

مطلب: اس منظر سے میری بے چینی میں اس قدر اضافہ ہوا کہ خوف کے مارے کانپنے لگی اور قدم اٹھانا مشکل ہو گیا
۔

جو کچھ حوصلہ پا کے آگے بڑھی
تو دیکھا قطار ایک لڑکوں کی تھی

مطلب: کچھ حوصلہ کر کے آگے بڑھی تو دیکھا لڑکوں کی ایک لمبی قطار ہے ۔

زمرد سی پوشاک پہنے ہوئے
دیے سب کے ہاتھوں میں جلتے ہوئے

مطلب: ان کے لباس سبز ہیں اور وہ ہاتھوں میں جلتے ہوئے چراغ لیے ہوئے ہیں ۔

وہ چپ چاپ تھے آگے پیچھے رواں
خدا جانے جانا تھا ان کو کہاں

مطلب: بڑی خاموشی کے ساتھ چل رہے تھے ۔ نہ جانے ان کی منزل کونسی تھی ۔

اسی سوچ میں تھی کہ میرا پسر
مجھے اس جماعت میں آیا نظر

مطلب: میں اسی سوچ میں تھی کی اس قطار میں مجھے میرا بیٹا نظر آیا ۔

وہ پیچھے تھا اور تیز چلتا نہ تھا
دیا اس کے ہاتھوں میں جلتا نہ تھا

مطلب: وہ قطار میں قدرے آہستگی سے چل رہا تھا ۔ اس کے ہاتھ میں اگرچہ ایک چراغ تھا لیکن بجھا ہوا تھا ۔

کہا میں نے پہچان کر ، میری جاں
مجھے چھوڑ کر آ گئے تم کہاں

مطلب: اس نے بیٹے کو پہچان کر اس سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ تو کہاں چلا گیا تھا ۔

جدائی میں رہتی ہوں میں بے قرار
پروتی ہوں ہر روز اشکوں کے ہار

مطلب: تیری جدائی میں میری حالت تباہ ہو کر رہ گئی ہے اور ہر وقت روتی رہتی ہوں ۔

نہ پروا ہماری ذرا تم نے کی
گئے چھوڑ، اچھی وفا تم نے کی

مطلب: تم مجھے اس دنیا میں اکیلا چھوڑ کر چلے گئے ہو ۔ تم نے میری پرواہ تک نہ کی کہ میں کس حال میں ہوں ۔

جو بچے نے دیکھا مرا پیچ و تاب
دیا اس نے منہ پھیر کر یوں جواب

مطلب: اس لمحے بیٹے نے قدرے دکھ کے ساتھ منہ پھیر لیا اور جواب میں کہا ۔

رُلاتی ہے تجھ کو جدائی مری
نہیں اس میں کچھ بھی بھلائی مری

مطلب: اے ماں تجھ کو جو میری جدائی رلاتی ہے تو اس میں میری کچھ بھلائی نہیں ہے ۔

سمجھتی ہے تو ہو گیا کیا اسے
ترے آنسوؤں نے بجھایا اسے

مطلب: آپ کی آہ وزاری سے میرا چراغ بجھ کر رہ گیا ہے اور اس سے مجھے کوئی فائدہ نہیں پہنچا ۔

پرندے کی فریاد

آتا ہے یاد مجھ کو گزرا ہوا زمانا
وہ باغ کی بہاریں، وہ سب کا چہچہانا

مطلب: اس نظم میں بتایا گیا ہے کہ آزادی خواہ انسان کی خواہ پرندے کے لیے ہو ایک نعمت سے کم نہیں ۔ غلامی تو ایک لعنت ہے ۔ اس موضوع پر علامہ نے ایک پرندے کے مکالمے کو ان اشعار میں پیش کیا ہے ۔ یہ پرندہ پنجرے میں محبوس ہے اور زبان حال سے کہتا ہے ۔ آج مجھے وہ گزرا ہوا زمانہ یاد آرہا ہے جب میں باغ میں دوسرے پرندوں کے ساتھ مل کر چہچہایا کرتا تھا ۔

آزادیاں کہاں وہ اب اپنے گھونسلے کی
اپنی خوشی سے آنا، اپنی خوشی سے جانا

مطلب: اب وہ آزادی کہاں نصیب ہے جب میں اپنی مرضی سے گھونسلے میں آیا جایا کرتا تھا ۔

لگتی ہے چوٹ دل پر، آتا ہے یاد جس دم
شبنم کے آنسوؤں پر کلیوں کا مسکرانا

مطلب: جس لمحے ماضی کی باتیں یاد آتی ہیں تو دل پر چوٹ سی لگتی ہے ۔ وہ لمحات بھی یاد آتے ہیں جب کلیوں پر شبنم گرتی تھیں اور وہ کھل کر پھول بن جایا کرتی ہیں ۔

وہ پیاری پیاری صورت وہ کامنی سی مورت
آباد جس کے دم سے تھا میرا آشیانہ

معانی: کامنی: حسین اور نازک ۔ مورت: صورت، شکل ۔ آشیانا: گھونسلا ۔
مطلب: اب تو میرے ساتھی بلبل کی نہ صورت نظر آتی ہے نہ ہی اس کی آواز سنائی دیتی ہے وہی تو میرا ہمسفر تھا ۔

آتی نہیں صدائیں اس کی مرے قفس میں
ہوتی مری رہائی اے کاش میرے بس میں

مطلب: میں پنجرے میں بند ہوں اور اس کی آواز کانوں میں نہیں آتی ۔ اے کاش! یہاں سے رہائی میرے بس کی بات ہوتی ۔

کیا بدنصیب ہوں میں گھر کو ترس رہا ہوں
ساتھی تو ہیں وطن میں ، میں قید میں پڑا ہوں

مطلب: میں کس قدر بدنصیب پرندہ ہوں جو گھر کے لیے ترس رہا ہوں ۔ میرے تمام ساتھی وطن میں ہیں اور میں یہاں قید میں پڑا ہوں ۔

آئی بہار ، کلیاں پھولوں کی ہنس رہی ہیں
میں اس اندھیرے گھر میں قسمت کو رو رہا ہوں

مطلب: باغ میں بہار آئی ہوئی ہے اور کلیاں مسکرا رہی ہیں جب کہ میں اس تاریک پنجرے میں گرفتار اپنے مقدر کو رو رہا ہوں ۔

اس قید کا الہیٰ دُکھڑا کسے سناؤں
ڈر ہے یہیں قفس میں، میں غم سے مر نہ جاؤں

مطلب: اس قید کا دکھڑا سننے والا بھی کوئی نہیں ۔ مجھے تو اب یہ خدشہ ہے کہ آزادی کے غم میں کہیں اپنی جان سے ہاتھ نہ دھو بیٹھوں ! ۔

جب سے چمن چھٹا ہے ، یہ حال ہو گیا ہے
دل غم کو کھا رہا ہے ، غم دل کو کھا رہا ہے

مطلب: صورت یہ ہے کہ جس وقت سے اپنا وطن اور گھر چھٹا ہے تو غموں سے نڈھال ہو رہا ہوں ۔ ہر وقت دل گرفتہ رہتا ہوں ۔

گانا اسے سمجھ کر خوش ہوں نہ سننے والے
دُکھے ہوئے دلوں کی فریاد، یہ صدا ہے

مطلب: میں جس لے میں فریاد کر رہا ہوں اسے گانا سمجھ کر سننے والوں کو لطف اندوز نہیں ہونا چاہیے بلکہ یہ تو ایک دکھے ہوئے دل کی فریاد ہے ۔

آزاد مجھ کو کر دے او قید کرنے والے

میں بے زباں ہوں قیدی، تو چھوڑ کر دُعا لے

مطلب: اے مجھے قید کرنے والے! خدارا اس پنجرے سے آزاد کر دے کہ میں ایک بے زبان قیدی ہوں تو مجھے چھوڑ کر دعا قبول کر لے ۔

خفتگانِ خاک سے استفسار

مہرِ روشن چھپ گیا، اُٹھی نقابِ رُوئے شام
شانۂ ہستی پہ ہے بکھرا ہوا گیسوئے شام

معانی: خفتگان: جمع خفتہ، سوئے ہوئے، مراد مردے ۔ خاک: مٹی، مراد قبر۔ استفسار: سوال ۔ مہرِ روشن: چمکتا ہوا سورج ۔ روئے شام: شام کا چہرہ ۔ شانۂ ہستی: مراد کائنات کا کندھا ۔ گیسوئے شام: رات کی زلفیں ۔
مطلب: اس نظم کے پہلے حصے میں اقبال شام کے اوقات قبرستان کا منظر پیش کرتے ہیں ۔ دوسرے اور تیسرے حصے میں حیات و کائنات کے بالمقابل حیات بعد از ممات کا تقابلی جائزہ ہے ۔ کہتے ہیں شام ڈھل رہی ہے اور سورج غروب ہو چکا ہے ۔ چاروں طرف شام کے سائے پھیل رہے ہیں ۔

یہ سیہ پوشی کی تیاری کسی کے غم میں ہے
محفلِ قدرت مگر خورشید کے ماتم میں ہے

معانی: سیہ پوشی: کالا لباس پہننے کی حالت ۔ خورشید: سورج ۔
مطلب: یوں محسوس ہوتا ہے کہ قدرت اپنے تمام مناظر کے ساتھ ڈوبنے والے سورج کے غم میں ماتم کناں ہے ۔

کر رہا ہے آسماں جادو لبِ گفتار پر
ساحرِ شب کی نظر ہے دیدۂ بیدار پر

معانی: لبِ گفتار: بولنے والے ہونٹ ۔ جادو کرنا: اشارہ ہے نیند کی طرف ۔ ساحرِ شب: رات کا جادوگر ۔ دیدۂ بیدار: جاگتی ہوئی آنکھیں ۔

مطلب: یوں تو نہیں کہ آسمان نے گفتگو کرنے والے لبوں پر سحر پھونک دیا ہے اور رات کا کردار ایک ایسے ساحر کی مانند ہے جو زندہ انسانوں پر خواب طاری کرنے کی صلاحیت کا حامل ہے ۔

غوطہ زن دریائے خاموشی میں ہے موجِ ہوا
ہاں مگر اک دُور سے آتی ہے آوازِ درا

معانی: غوطہ زن: ڈبکی لگانے والا ۔ دریائے خاموشی: مراد رات کے وقت ہر طرف چھائی ہوئی خاموشی ۔ آوازِ درا: گھنٹے کی آواز ۔

مطلب: ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی ہے ۔ یہاں تک کہ ہوا بھی ساکت ہو کر رہ گئی ہے ۔ اقبال کہتے ہیں کہ اس کیفیت میں بھی ایک ایسی آواز سنائی دے رہی ہے جیسے کسی سرگرم سفر قافلے میں ہراول دستے کے اونٹوں کی گھنٹیوں کی آواز ہو ۔

دل کہ ہے بے تابیِ الفت میں دنیا سے نفور
کھینچ لایا ہے مجھے ہنگامۂ عالم سے دور

معانی: بیتابیِ الفت: محبت کے سبب ہونے والی بے چینی ۔ نفور: نفرت کرنے والا ۔ ہنگامۂ عالم: اس دنیا کا غل غپاڑا ۔

مطلب: یہی وہ عالم ہے جس نے مجھے اس عالم فانی سے متنفر کر دیا ہے اور اس کو ترک کر کے اس قبرستان میں آ گیا ہوں ۔

منظرِ حرماں نصیبی کا تماشائی ہوں میں
ہم نشینِ خفتگانِ کنجِ تنہائی ہوں میں

معانی: حرماں نصیبی: نامرادی کی قسمت ۔ کنجِ تنہائی: الگ تھلگ رہنے کا کونا ۔
مطلب: اور اس کو ترک کر کے اس قبرستان میں آگیا ہوں جہاں زندگی سے گزر جانے والے کنج تنہائی میں خاموش سو رہے ہیں ۔ یہاں میں بھی ان کا ہم نشیں ہوں ۔

تھم ذرا بے تابیِ دل! بیٹھ جانے دے مجھے
اور اس بستی پہ چار آنسو گرانے دے مجھے

معانی: تھم: رک ۔ چار آنسو گرانا: تھوڑی دیر تک رونا ۔
مطلب: اقبال بڑے دکھ بھرے اور اضطراب انگیز لہجے میں اہل قبور سے استفسار کرتے ہیں کہ تمہاری اس غمناک اور اندوہگیں بستی پر میں اشک افشانی کرنے پر مجبور ہوں ۔

اے مے غفلت کے سر مستو! کہاں رہتے ہو تم
کچھ کہو اس دیس کی آخر جہاں رہتے ہو تم

معانی: مے غفلت: بے ہوشی کی شراب، غفلت مراد موت ۔ سر مستو: سرمست کی جمع، مدہوش لوگو یعنی مردو ۔
دیس: ملک ۔

مطلب: اے بے ہوشی کی شراب میں مست لوگو یعنی مردو! اتنا تو بتاؤ کہ جس بستی میں تمہاری بودوباش ہے اس کی کیفیت کیا ہے ۔

وہ بھی حیرت خانۂ امروز و فردا ہے کوئی
اور پیکارِ عناصر کا تماشا ہے کوئی

معانی: حیرت خانۂ امروز و فردا: آج اور آنے والے کل کی حیرتوں کا گھر، مراد یہ دنیا جہاں وقت بدلتا رہتا اور انقلاب آتے رہتے ہیں ۔ پیکارِ عناصر: مراد آگ، مٹی، ہوا کا آپس میں ٹکراؤ جو پیدائش یا فنا کا سبب بنتا ہے ۔
مطلب: کیا یہ بستی بھی میری دنیا کی مانند ہے جہاں ہر لمحہ انسان، انسان سے برسرپیکار رہتا ہے ۔

آدمی واں بھی حصارِ غم میں ہے محصور کیا
اس ولایت میں بھی ہے انساں کا دل مجبور کیا

معانی: حصار: قلعہ، چار دیواری ۔ محصور: گھرا ہوا، قید ۔ ولایت: ملک ۔
مطلب: کیا یہاں بھی تم میری دنیا کے باشندوں کی طرح مجبور و معذور ہونے کے ساتھ ہر طرح کی محرومیوں کا شکار ہو

واں بھی جل مرتا ہے سوزِ شمع پر پروانہ کیا
اس چمن میں بھی گل و بلبل کا ہے افسانہ کیا

معانی: سوز: جلنے کی حالت ۔
مطلب: اے اہل قبور! کیا تمہاری بستی میں بھی شمع کی روشنی پر پروانہ اپنی جان نثار کر دیتا ہے پھول اور بلبل کے بارے میں جو روایتی داستانیں ہماری دنیا میں موجود ہیں کیا تمہاری بستی بھی اس نوعیت کی داستانوں سے مزین ہے ۔

یاں تو اک مصرع میں پہلو سے نکل جاتا ہے دل
شعر کی گرمی سے کیا واں بھی پگھل جاتا ہے دل

معانی: مصرع شعر کا ایک ٹکڑا ۔ دل پہلو سے نکل جانا: دل کا تڑپ اٹھنا ۔ شعر کی گرمی: شعر میں جذبے ابھارنے والی تاثیر ۔
مطلب: میری دنیا میں تو شاعر کا ایک مصرعہ ہی دل کو تڑپانے کا موجب ہوتا ہے کیا تمہارے ساتھ تمہارا دل بھی شعر کی حدت سے پگھل جاتا ہے

رشتہ وپیوند یاں کے جان کا آزار ہیں
اس گلستاں میں بھی کیا ایسے نکیلے خار ہیں

معانی: رشتہ وپیوند: رشتے داریاں اور آپس کے تعلقات ۔ یاں کے: اس دنیا کے ۔ جان کا آزار: روح کے لیے تکلیف کا باعث ۔ نکیلے خار: نوکیلے، تیز کانٹے ۔
مطلب: جس طرح اس دنیا میں انسانی رشتے باہمی نفرتوں کی آماجگاہ بنے ہوئے ہیں کیا تم لوگ بھی ا سی صورت حال سے دوچار ہو ۔

اس جہاں میں اک معیشت اور سو اُفتاد ہے
روح کیا اس دیس میں اس فکر سے آزاد ہے

معانی: معیشت: مراد زندگی ۔ سواُفتاد: کئی مصیبتیں ۔
مطلب: اس دنیا کی معیشت تو بے شمار جھمیلوں میں گھری ہوئی ہے ۔ کیا وہاں بھی روح فکر سے آزاد ہے ۔

کیا وہاں بجلی بھی ہے، دہقاں بھی ہے، خرمن بھی ہے
قافلے والے بھی ہیں ، اندیشہَ رہزن بھی ہے

معانی: خرمن: غلے کا ڈھیر۔
مطلب: یہ تو بتاوَ کہ ہمارے معاشرے کی طرح کیا تمہارے بھی بجلی، کسان اور کچے گھروندے ہیں ۔ کیا وہاں بھی اہل قافلہ کو رہزنوں سے لٹ جانے کا خوف ہوتا ہے

تنکے چنتے ہیں وہاں بھی آشیاں کے واسطے
خشت و گل کی فکر ہوتی ہے مکاں کے واسطے

معانی: خشت و گل: اینٹ اور مٹی جس سے عمارت بناتے ہیں ۔
مطلب: کیا وہاں کے پرندے بھی اپنے گھونسلوں کے تنکے چنتے ہیں اور کیا ہماری طرح تم لوگ بھی مکانوں کی تعمیر کے لیے اینٹ اور گارے کا استعمال کرتے ہو۔

واں بھی انساں اپنی اصلیت سے بیگانے ہیں کیا
امتیازِ ملت و آئیں کے دیوانے ہیں کیا

مطلب: یہ بھی بتا دو کہ جس طرح ہمارے لوگ اپنی حقیقت کو فراموش کر بیٹھے ہیں اور ذاتی عقیدوں کے جنون میں مبتلا ہیں کیا تمہارے ہاں بھی یہی معاملات ہیں

واں بھی کیا فریادِ بلبل پر چمن روتا نہیں
اس جہاں کی طرح واں بھی دردِ دل ہوتا نہیں

معانی: دردِ دل: ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کا جذبہ ۔
مطلب: کیا وہاں بھی بلبل کے فریاد کرنے سے چمن میں کوئی نہیں روتا ۔ کیا اس جہاں کی طرح وہاں بھی کوئی دردِ دل رکھنے والا نہیں ہوتا ۔

باغ ہے فردوس یا اک منزلِ آرام ہے
یا رُخِ بے پردہَ حسنِ ازل کا نام ہے

معانی: فردوس: جنت ۔ منزلِ آرام: آرام کرنے کا ٹھکانا ۔ رُخِ بے پردہ: مراد کھلا چہرہ ۔ حسنِ ازل: قدرت کا حسن ۔
مطلب: تمہاری دنیا میں جس خطے کا نام بہشت ہے کیا وہ کوئی باغیچہ ہے یا آرامگاہ ہے یا پھر اس مقام پر حسن ازل بے نقاب ہو کر سامنے آگیا ہے ۔

کیا جہنم معصیت سوزی کی اک ترکیب ہے
آگ کے شعلوں میں پنہاں مقصدِ تادیب ہے

معانی: معصیت سوزی: گناہ جلانے کا عمل ۔ مقصدِ تادیب: ادب سکھانے، تنبیہ کی غرض ۔
مطلب: اقبال خفتگان خاک سے سوال کرتے ہیں کہ یہ تو بتاوَ! کیا جہنم جو ہے اس کے شعلوں میں گنہگاروں کو ڈال کر سزا دینا ہے یا پھر یہی شعلے گنہگاروں کو بھسم کرنے کا ذریعہ ہیں ۔

کیا عوض رفتار کے اس دیس میں پرواز ہے
موت کہتے ہیں جسے اہلِ زمیں، کیا راز ہے

معانی: رفتار: زمین پر چلنا ۔

مطلب: اس دنیا میں توانسان اپنے مادی جسم کے باوجود محوِ پرواز رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے لیکن تمہاری دنیا میں بھی کیا یہی صورت ہے یہ بھی بتاوَ کہ ہم جس شے کو موت کہتے ہیں کیا تم اس راز سے آگاہ ہو

اضطرابِ دل کا ساماں یاں کی ہست و بود ہے
علمِ انساں اس ولایت میں بھی کیا محدود ہے

معانی: ہست وبود: مراد موجودات کی دنیا، یہ کائنات ۔ محدود: مختصر ۔

مطلب: اے اہلِ قبور! ہماری دنیا میں توزندگی اور موت کا مسئلہ انتہائی اضطراب کا سبب ہے ۔ کیا تمہاری دنیا میں بھی علم اتنا ہی محدود ہے ۔

دید سے تسکین پاتا ہے دلِ مہجور بھی
لن ترانی کہہ رہے ہیں یا وہاں کے طور بھی

معانی: دید: مراد محبوب حقیقی کا دیدار ۔ مہجور: ہجر، فراق کا شکار ۔ لن ترانی: تو مجھے نہیں دیکھ سکتا ۔ طور: طورِ سینا ۔

مطلب: محبوب کی ایک جھلک سے کیا وہاں بھی سکون قلب حاصل ہوتا ہے یا پھر کوہ طور پر اس دنیا میں حضرت موسیٰ کو خدا نے اپنا جلوہ دکھانے سے انکار کیا تھا کیا وہاں بھی ایسا ہوتا ہے ۔

جستجو میں ہے وہاں بھی روح کو آرام کیا
واں بھی انساں ہے قتیلِ ذوقِ استفہام کیا

معانی: جستجو: تلاش ۔ قتیل: مراد جان چھڑکنے والا ۔ ذوقِ استفہام: سوال کرنے کا شوق ۔
مطلب: کیا تمہاری دنیا میں بھی تحقیق و جستجو سے روح کو آسودگی نصیب ہوتی ہے اور کیا وہاں بھی فرد عقل و فہم کا ادرا رکھتا ہے ۔

آہ! وہ کشور بھی تاریکی سے کیا معمور ہے
یا محبت کی تجلی سے سراپا نور ہے

معانی: کشور: ملک ۔ معمور: بھری ہوئی ۔
مطلب: مجھے اتنا بتادو کہ تمہاری محبت کی تجلی سے نور کا سراپا بنی ہوئی ہے یا وہاں بھی نفرتوں کی تاریکی چھائی ہوئی ہے ۔

تم بتا دو راز جو اس گنبدِ گرداں میں ہے
موت اک چبھتا ہوا کانٹا دلِ انساں میں ہے

مطلب: کائنات کا سب سے بڑا راز موت ہے جو منکشف نہ ہونے کے سبب قلب انسان میں کانٹے کی طرح معلق ہے ۔

شمع و پروانہ

پروانہ تجھ سے کرتا ہے اے شمع! پیار کیوں
یہ جانِ بے قرار ہے تجھ پر نثار کیوں

معانی: جانِ بے قرار: محبت کے سبب بے چین روح ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال شمع سے مکالمہ کرتے ہوئے استفسار کرتے ہیں کہ تجھ میں ایسی کون سی خصوصیت ہے کہ پروانہ تجھ سے اتنی والہانہ محبت کرتا ہے ۔ وہ تو اس قدر تیرے لیے بیتاب رہتا ہے کہ اپنی جان بھی تجھ پر قربان کرنے کے لیے تیار ہے ۔

سیماب وار رکھتی ہے تیری ادا اسے
آدابِ عشق تو نے سکھائے ہیں کیا اسے

معانی: سیماب وار: پارے کی طرح، مراد ہر گھڑی بے چین ۔
مطلب: یوں لگتا ہے جیسے تیری محبت اسے پارے کی طرح بیقرار رکھتی ہے ۔ تو ہی بتا دے کہ عشق و محبت کے یہ آداب کیا تو نے اسے سکھائے ہیں

کرتا ہے یہ طواف تری جلوہ گاہ کا
پھونکا ہوا ہے کیا تری برقِ نگاہ کا

معانی: پھونکا ہوا: جلایا ہوا ۔ برقِ نگاہ: نگاہوں کی بجلی ۔

مطلب: حیرت ہے کہ تیرے گرد یہ ہر لحہ طواف کرتا رہتا ہے اور کیا تیری برق نظر نے اسے جلا کر راکھ کر دیا ہے ۔

آزارِ موت میں اسے آرامِ جاں ہے کیا

شعلے میں تیرے زندگیِ جاوداں ہے کیا

معانی: آزار: تکلیف، دکھ ۔ آرامِ جاں: روح کا سکون ۔ زندگی جاوداں: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ۔

مطلب: کیا تیرے شعلے میں اسے اپنے لیے حیات جاوداں نظر آتی ہے جو اس طرح موت کو قبول کرنے پر آمادہ رہتا ہے ۔

غم خانۂ جہاں میں جو تیری ضیا نہ ہو

اس تفتہ دل کا نخلِ تمنا ہرا نہ ہو

معانی: غم خانۂ جہاں: مراد یہ دنیا جو دکھوں کا گھر ہے ۔ تفتہ دل: جس کا دل جلا ہو، مراد عشق ۔ نخلِ تمنا: خواہش کا درخت ۔ ہرا ہونا: سرسبز ہونا ۔

مطلب: اے شمع! یوں محسوس ہوتا ہے کہ اگر دنیا کے اس غم کدے میں تیری روشنی موجود نہ ہو تو پروانے کا دل ناصبور کبھی بھی آسودہ نہیں ہو سکتا ۔

گرنا ترے حضور میں اس کی نماز ہے

ننھے سے دل میں لذتِ سوز و گداز ہے

معانی: حضور: خدمت ۔ لذتِ سوز وگداز: عشق کی تپش اور گرمی کا مزہ ۔

مطلب: اس کے ننھے سے دل میں عشق و محبت کا سوز وگداز اتنا شدید ہے کہ تجھ پر فدا ہونے کو یہ عبادت تصور کرتا ہے ۔

کچھ اس میں جوشِ عاشقِ حسنِ قدیم ہے
چھوٹا سا طور تو، یہ ذرا سا کلیم ہے

معانی: حسنِ قدیم: مراد محبوب حقیقی کا حسن و جمال ۔ کلیم: مراد حضرت موسیٰ جیسا ۔

مطلب: اے شمع! مجھے یوں محسوس ہوتا ہے کہ پروانے میں ماضی کے روایتی عشق کا جذبہ بھرپور انداز میں موجود ہے اور اگر یہ کہوں تو بے جا نہ ہو گا کہ تیرا وجود ایک چھوٹے سے کوہ طور کی مانند ہے اور یہ پروانہ ایک ننھے سے کلیم کی حیثیت رکھتا ہے کہ جلوہ دیکھتے ہی بے ہوش ہو جائے ۔

پروانہ، اور ذوقِ تماشائے روشنی
کیڑا ذرا سا، اور تمنائے روشنی

معانی: تماشائے روشنی: روشنی دیکھنے کا عمل ۔

مطلب: یہ پروانہ ہرچند کہ ننھا سا کیڑا ہے تاہم اس میں روشنی پر نثار ہونے کا بلند جذبہ اور ذوق بہر حال موجود ہے ۔

عقل و دل

عقل نے ایک دن یہ دل سے کہا
بھولے بھٹکے کی رہنما ہوں میں

مطلب: یہ نظم علمی سطح پر عقل اور دل کے مابین ایک مکالمہ ہے جس میں عقل اور دل اپنی اپنی خصوصیات بیان کرتے ہیں ۔ نظم کا آغاز عقل کی زبانی سے ہوتا ہے جو دل سے ایک دن یوں گویا ہوتی ہے کہ جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو یہ جان لے کہ میں ان لوگوں کی رہنمائی کے فراءض انجام دیتی ہوں جو اپنے صحیح راستے سے بھٹک کر غلط راہ پر چل پڑے ہیں ۔

ہوں زمیں پر، گزر فلک پہ مرا
دیکھ تو کس قدر رَسا ہوں میں

معانی: رَسا: پہنچنے والی ۔

مطلب: بے شک میرا وجود زمین پر قائم ہے اس کے باوجود میری پہنچ آسمان تک ہے کہ میں اپنی قوت استدلال کے سبب زمین پر رہتے ہوئے بھی آسمان کی وسعتوں اور ان کے عوامل سے پوری طرح آگاہ رہتی ہوں ۔

کام دنیا میں رہبری ہے مرا
مثلِ خضرِ خجستہ پا ہوں میں

معانی: خضر: وہ ولی جو بھولے ہوئے کو راستہ دکھاتا ہے ۔ خجستہ پا: مبارک قدموں والا یہ فریضہ لگا دیا ہے ۔
مطلب: اس دنیا میں میرا کام تو ان لوگوں کی صحیح رہبری کرنا ہے جو اپنی راہ سے بھٹک چکے ہیں ۔ یوں میری حیثیت خضر کی سی ہے جس کے ذمے قدرت نے یہ فریضہ لگایا ہے ۔

ہوں مفسر کتابِ ہستی کی
مظہرِ شانِ کبریا ہوں میں

معانی: کتابِ ہستی: مراد زندگی کی کتاب ۔ مظہر: ظاہر ہونے کی جگہ ۔ شانِ کبریا: خدا کی شان، عظمت ۔
مطلب: اگر زندگی کو ایک صحیفہ تصور کر لیا جائے تو یہ جان لے کہ میں اس کی تفسیر کی اہلیت رکھتی ہوں ۔ یہی نہیں بلکہ شان خداوندی کا اظہار بھی میرے ہی دم سے ہوتا ہے ۔

بوند اک خون کی ہے تو لیکن
غیرتِ لعلِ بے بہا ہوں میں

معانی: لعلِ بے بہا: بہت قیمتی لعل ۔
مطلب: تیری حیثیت تو اے دل بس اتنی ہی ہے کہ تو خون کی ایک بوند کی مانند ہے جب کہ میرا وجود ایک نایاب لعل کی طرح سے ہے جس کی قیمت کوئی ادا نہیں کر سکتا ۔

دل نے سن کر کہا، یہ سب سچ ہے
پر مجھے بھی تو دیکھ کیا ہوں میں

مطلب: عقل کی زبان سے یہ الفاظ سن کر دل نے جواب میں کہا، تو نے جو کچھ کہا ہے بے شک درست ہے لیکن تو نے میری حقیقت کو جاننے کی بھی کوشش نہیں کی نہ ہی اس امر کا تجزیہ کر سکی کہ فی الواقع میں کیا شے ہوں ۔

راز ِ ہستی کو تو سمجھتی ہے
اور آنکھوں سے دیکھتا ہوں میں

مطلب: ماناکہ زندگی کے اسرار کا تجھ کو ادراک ہے لیکن یہ نہ بھول کہ میں تو ان کو خود اپنی آنکھوں کی بصیرت سے دیکھنے کا اہل ہوں ۔

علم تجھ سے تو معرفت مجھ سے
تو خدا جو ، خدا نما ہوں میں

معانی: خدا جو: خدا کو تلاش کرنے والی ۔ خدا نما: خدا کا پتہ بتانے والا ۔

مطلب: تیرا واسطہ تو محض ظاہری اشیاَ سے ہے جب کہ میں داخلی سطح پر ہر شے کے باطن سے شناسا رہتا ہوں ۔ اس حقیقت کو تسلیم بھی کر لیا جائے کہ تیرا دائرہ کار علم ہے تو یہ بھی ماننا پڑے گا کہ کائنات کے جملہ اسرار کی پہچان کا منبع میں ہوں ۔ خدا کو شناخت کرنے کا عمل بھی تیری بجائے میری وجود سے وابستہ ہے ۔

علم کی انتہا ہے بے تابی
اس مرض کی مگر دوا ہوں میں

معانی: مرض: بیماری، مراد حقیقت مطلقہ تک پہنچ نہ ہونا ۔

مطلب: اے عقل! یہ بھی جان لے کہ علم جب اپنی انتہا کو پہنچ جاتا ہے تو اس کا رد عمل اضطراب اور بے چینی کی

صورت میں ظاہر ہوتا ہے لیکن یہ تو محض ایک عارضہ ہے ۔ چنانچہ میری ذات ہی اس مرض کے لیے مسیحا کی حیثیت رکھتی ہے ۔

شمع تو محفلِ صداقت کی
حسن کی بزم کا دیا ہوں میں

معانی : محفل صداقت : حقیقت کی بزم ۔ حسن : مراد محبوب حقیقی کا حسن وجمال ۔
مطلب : تو اگر سچائی کی محفل میں شمع کے مانند ہے تو میں بھی حسن کی بزم میں ایک روشن دیے کی حیثیت رکھتا ہوں ۔

تو زمان و مکاں سے رشتہ بپا
طائرِ سدرہ آشنا ہوں میں

معانی : رشتہ پا : جس کے پاؤں میں دھاگا بندھا ہوا، ایسا پرندہ جو خاص حد تک اڑ سکے ۔ طائر : پرندہ ۔ سدرہ آشنا : جبرئیل کے ٹھکانے سے واقف ۔
مطلب : اے عقل! اگر تیری رسائی زمان و مکان تک ہے تو یہ نہ بھول کہ میری پرواز ان مراحل تک ہے جہاں زمان و مکان کی حدود ختم ہو جاتی ہیں ۔

کس بلندی پہ ہے مقام مرا
عرش ربِ جلیل کا ہوں میں

معانی: ربِ جلیل: بڑی عظمت والا خدا ۔

مطلب: بس اس سے زیادہ اور میں کیا کہہ سکتا ہوں کہ میرا رتبہ انتہائی بلند ہے ۔ بس اتنا جان لے کہ میرا وجود تو ربِ جلیل کے عرش کی مانند ہے ۔

صدائے درد

جل رہا ہوں کل نہیں پڑتی کسی پہلو مجھے
ہاں ڈبو دے اے محیطِ آبِ گنگا تو مجھے

معانی: کل نہ پڑنا: چین نہ آنا، بیقراری ۔ کسی پہلو: کسی طرح بھی ۔ محیط: دریا کا پاٹ ۔ آبِ گنگا: دریائے گنگا، ہندوؤں کا بہت مقدس دریا ۔

مطلب: اس نظم میں اقبال کہتے ہیں کہ ہندوستان کے باشندوں کے مابین نفاق کا جو عالم ہے اس نے مجھے جلا کر رکھ دیا ہے ۔ اسی دکھ کے سبب مجھے ایک لمحے کے لیے بھی اضطراب سے نجات نہیں ملتی ۔ اسی دکھ میں لمحہ بہ لمحہ تڑپ رہا ہوں ۔ اس سے شاید نجات مل جائے کہ میں دریائے گنگا میں ڈوب کر مر جاؤں ۔ شاید یہی عمل میرے سکون کا سبب بن سکے اور اس کرب سے نجات حاصل سکوں ۔

سرزمیں اپنی قیامت کی نفاق انگیز ہے
وصل کیا، یاں تو اک قربِ فراق انگیز ہے

معانی: قیامت کی: بیحد، بہت زیادہ ۔ نفاق انگیز: آپس میں پھوٹ، نا اتفاقی ڈالنے والی ۔ قرب فراق انگیز: ایسی نزدیکی جس میں دوری شامل ہو ۔

مطلب: افسوس کہ میرا وطن عدم اتفاق اور نفاق کی آماجگاہ بنا ہوا ہے ۔ یہاں جو مختلف قومیں آباد ہیں وہ ایک دوسرے سے برسرِپیکار ہیں ہر طرف فرقہ وارانہ فسادات کا زور ہے ۔

بدلے یک رنگی کے یہ ناآشنائی ہے غضب
ایک ہی خرمن کے دانوں میں جدائی ہے غضب

معانی: غضب: دکھ کی بات ۔ خرمن: کھلیان، غلے کا ڈھیر۔
مطلب: ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ یہاں اتفاق اور باہمی یگانگت کا مظاہرہ ہوتا ۔ اس کے برعکس اس سرزمین پر موجود ہر شخص دوسرے کے خون کا پیاسا ہے ۔

جس کے پھولوں میں اخوت کی ہوا آئی نہیں
اس چمن میں کوئی لطفِ نغمہ پیرائی نہیں

معانی: نغمہ پیرائی: ترانہ، گیت گانا ۔
مطلب: یہاں کی فضا محبت و اخوت کے جذبوں سے خالی ہے ۔ سو میرے جیسا دردمند شاعر ایسی فضا میں کس طرح شعر کی تخلیق کر سکتا ہے

لذّتِ قربِ حقیقی پر مٹا جاتا ہوں میں
اختلاطِ موجہ و ساحل سے گھبراتا ہوں میں

معانی: قربِ حقیقی: مراد صحیح معنوں میں دوستی، بھائی چارا ۔ مٹا جانا: کسی چیز بات سے بیحد لگاؤ ہونا ۔ اختلاط: باہم ملنا، ٹکرانا ۔ موجہ و ساحل: لہر اور کنارہ ۔
مطلب: میں تو ہندوستان کے باشندوں کے مابین حقیقی قرب اور اتحاد کا خواہاں ہوں جب کہ موج اور ساحل کے مابین جو ٹکراؤ اور تصادم کی فضا ہوتی ہے وہ کم از کم میرے لیے اضطراب و بے چینی کا سبب بن جاتی ہے ۔

دانۂ خرمن نما ہے شاعرِ معجز بیاں
ہو نہ خرمن ہی تو اس دانے کی ہستی پھر کہاں

معانی: دانۂ خرمن: ایسا دانہ جس سے پورے کھیت کا پتا چل جائے، دانہ مراد شاعر اور خرمن مراد قوم ۔ شاعرِ معجز بیاں : معجزے کی سی فصیح شاعری کرنے والا ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ جس طرح ایک دانے سے پورے کھلیان کی حقیقت اور اس کے معیار کا اندازہ ہو جاتا ہے اسی طرح شاعر اور اس کا کلام کسی قوم کا آیینہ دار ہوتا ہے لیکن خرمن کی تباہی سے دانے کا وجود بھی برقرار نہیں رہتا ۔

حسن ہو کیا خود نما جب کوئی مائل ہی نہ ہو
شمع کو جلنے سے کیا مطلب جو محفل ہی نہ ہو

معانی: مائل: توجہ کرنے، دیکھنے والا ۔ خود نما: اپنے حسن کی نمائش کرنے والا ۔

مطلب: اگر کوئی توجہ کرنے والا ہی موجود نہ ہو تو اپنے حسن کی افادیت بھی ختم ہو جاتی ہے اس لیے کہ شمع تو محفل کو منور کرتی ہے اور جب محفل کا کوئی وجود ہی نہ ہو تو شمع کے جلنے کا کیا فائدہ ۔ مراد یہی ہے کہ جب متحد و متفق قوم ہی نہ موجود ہے تو کوئی شاعر ایسی صورت میں اپنے فن کا اظہار کیسے کر سکے گا ۔

ذوقِ گویائی خموشی سے بدلتا کیوں نہیں
میرے آئینے سے یہ جوہر نکلتا کیوں نہیں

معانی: ذوقِ گویائی: بولنے کا شوق، اشتیاق ۔ جوہر: مراد چمک دمک ۔

مطلب: اقبال انتہائی یاس و اضطراب کے عالم میں کہتے ہیں کہ مذکورہ صورت حال میں نہ جانے میں عرض ہنر سے گریز کی راہ کیوں نہیں اختیار کر لیتا ۔ نہ جانے مجھ میں جو تخلیقی صفات موجود ہیں ان کا خاتمہ کیوں نہیں ہو جاتا ۔

کب زباں کھولی ہماری لذّتِ گفتار نے
پھونک ڈالا جب چمن کو آتشِ پیکار نے

معانی: لذت گفتار: بولنے کا مزہ ۔ پھونک ڈالا: جلا ڈالا ۔ آتشِ پیکار: مراد دوہ قوموں کی باہم دشمنی ۔

مطلب: دکھ کی بات تو یہ ہے کہ میں نے اس لمحے شعر گوئی کا آغاز کیا ہے جب کہ ہندوستان افتراق و نفاق کی آگ میں جل رہا ہے اس حالت میں میرے نغمے کون سنے گا ۔

آفتاب

(ترجمہ گایتری)

اے آفتاب! رُوح و روانِ جہاں ہے تو
شیرازہ بندِ دفترِ کون و مکاں ہے تو

معانی: گایتری: ہندوؤں کی مقدس کتاب رگ وید کا ایک بہت قدیم اور مشہور منتر۔ روح وروان : مراد جس پر انسانی زندگی کا دارومدار ہو۔ شیرازہ بند: مراد کائنات کے انتظام کو مضبوط بنانے والا ۔ دفترکون و مکاں : مراد یہ کائنات جس کے مختلف رنگ ہیں ۔

مطلب: اس نظم میں اقبال نے سنسکرت زبان سے گایتری منتر کا آزاد ترجمہ کیا ہے ۔ واضح رہے کہ گایتری منتر کو اہل ہنود رگ وید کی روح سمجھتے ہیں ۔ عالم نزع میں اس منتر کا جاپ کیا جاتا ہے ۔ اقبال کہتے ہیں کہ اس منتر کو پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل سنسکرت میں لفظ سوترا استعمال کیا گیا ہے جس کے لیے اردو لفظ نہ ملنے کے باعث ہم نے لفظ آفتاب رکھا ہے ۔ لیکن اصل میں اسی آفتاب سے مراد اس افتاب سے ہے جو فوق المحوسات ہے اور جس سے مادی آفتاب کسب ضیا کرتا ہے ۔ اکثر قدیم قوموں نے نیز صوفیا نے اللہ کی ہستی کو نور سے تعبیر کیا ہے ۔ قرآن شریف میں آیا ہے ۔ اللہ نور السمٰوات والارض ۔ اس نظم میں اقبال آفتاب سے یوں مخاطب ہیں کہ تو ہی ہے جو اس جہاں کی روح رواں ہے اور تیرے ہی دم سے اس کائنات کا نظام قائم و دائم ہے ۔ تو نہ ہوتا تو یہ نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے

باعث ہے تو وجود و عدم کی نمود کا
ہے سبز تیرے دم سے چمن ہست و بود کا

معانی: باعث: وجہ ۔ نمود: ظاہر ہونے کی حالت ۔ ہست و بود: کائنات، دنیا ۔

مطلب: یہاں موت اور زندگی کا جو سلسلہ ہے اس کا اظہار تیرے ہی دم سے ہوتا ہے یہی نہیں بلکہ اس دنیا میں جو رونق اور چہل پہل ہے وہ بھی تجھ سے ہے ۔

قائم یہ عنصروں کا تماشا تجھی سے ہے
ہر شے میں زندگی کا تقاضا تجھی سے ہے

معانی: تقاضا: صلاحیت، اہلیت ۔

مطلب: اے آفتاب! آگ، پانی، مٹی اور ہوا چاروں عناصر کے مابین جو ربط اور شیرازہ بندی ہے اس کی بنیاد بھی تو ہی ہے ۔ مزید براں کائنات میں جو بھی جاندار اشیاَ موجود ہیں ان میں زندگی کی لہر تیرے ہی دم سے دوڑتی ہے ۔

ہر شے کو تیری جلوہ گری سے ثبات ہے
تیرا یہ سوز و ساز سراپا حیات ہے

معانی: جلوہ گری: ظاہر ہونے کی کیفیت ۔ ثبات: مراد زندگی ۔ سوز و ساز: مراد تپش اور گرمی ۔

مطلب: عالم رنگ و بو میں جو چیز بھی نظر آتی ہے اس کا وجود تیرے سبب سے ہی قائم ہے ۔ تیری شہادت کے بغیر یہ چیزیں بے معنی ہو کر رہ جاتی ہیں ۔ خود تیرے وجود میں جو روشنی اور حرارت ہے وہی ان اشیاَ کے لیے حیات کا سبب ہے ۔

وہ آفتاب جس سے زمانے میں نور ہے

دل ہے، خرد ہے، روحِ رواں ہے، شعور ہے

معانی: شعور: سوجھ بوجھ کی روشنی ۔

مطلب: تیرے وجود سے ہی پوری کائنات روشن اور منور رہتی ہے اور اسی روشنی کے سبب دل، عقل اور روح مسرور و شادمان رہتے ہیں ۔

اے آفتاب! ہم کو ضیائے شعور دے

چشمِ خرد کو اپنی تجلی سے نور دے

مطلب: اس شعر میں اقبال ایک دوسرے انداز سے آفتاب سے مکالمہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمیں بھی اپنے نور سے خرد اور شعور کی روشنی عطا کر اور اسی نور سے ہماری عقل اور خرد کو بھی منور کر دے ۔

ہے محفلِ وجود کا ساماں طراز تو

یزدانِ ساکنانِ نشیب و فراز تو

معانی: محفلِ وجود: مراد کائنات ۔ ساماں طراز: مراد انتظام، بندوبست کرنے والا ۔ یزداں : اچھائیوں کا خدا ۔ نشیب و فراز: مراد زمین اور اوپر کی دنیا ۔

مطلب: اس دنیا میں نظم پیدا کرنے والی ذات تیری ہے یہی نہیں بلکہ یہاں جو بھی ادنیٰ و اعلیٰ ہے، چھوٹا بڑا ہے اس کی تخلیق تیرے ہی دم سے ہے ۔

تیرا کمال ہستی ہر جان دار میں
تیری نمود سلسہَ کوہسار میں

معانی: ہستی: زندگی ۔ سلسہَ کوہسار: پہاڑوں کی قطار ۔
مطلب: کائنات کی ہر شے تیرے کمال فن کی آئینہ دار ہے یہاں تک کہ پہاڑوں کے جو سلسلے ہیں وہ بھی تیرے فن کا شاہکار ہیں ۔

ہر چیز کی حیات کا پروردگار تو
زائیدگانِ نور کا ہے تاجدار تو

معانی: پروردگار: پالنے والا ۔ زائیدگانِ نور: نور، روشنی سے پیدا ہونے والے ۔
مطلب: اے آفتاب! تو تو ہر چیز میں موجود زندگی کا خالق ہے اور دنیا میں جتنی بھی روشن و منور چیزیں ہیں ان کا سرتاج بھی تو ہی ہے ۔

نے ابتدا کوئی نہ کوئی انتہا تری
آزاد قیدِ اول و آخر ضیا تری

معانی: قید اول و آخر: یعنی ابتدا اور انتہا کی پابندی ۔
مطلب: کوئی بھی نہیں جانتا کہ تیری ابتدا و انتہا کیا ہے ۔ تیرا نور تو ان حدود سے قطعی آزاد ہے جن کا تعلق ازل اور ابد سے ہے ۔ یہ امر پہلے ہی واضح کر دیا گیا ہے کہ گایتری کے مطابق اس نور (آفتاب) سے مراد خالق کون و مکاں ہے ۔

شمع

بزمِ جہاں میں ، میں بھی ہوں اے شمع! دردمند
فریاد در گرہ صفتِ دانۂ سپند

معانی بزمِ جہاں : مراد دنیا ۔ فریاد و درگرہ: مراد ہر وقت فریاد پر تیار ۔ دانۂ سپند: وہ دانہ جسے آگ پر ڈالیں تو چٹخنے لگتا ہے ۔
مطلب: اس نظم میں علامہ اقبال شمع سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے شمع! تیری طرح میں بھی غم زدہ اور دکھیا ہوں ۔ میری کیفیت بھی ہرمل کے اس دانے کی مانند ہے جو آگ کی تپش سے چٹخنے کی آواز پیدا کرتا ہے ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ میرا دل جب سوز غم سے بھڑک اٹھتا ہے تو اس میں سے درد انگیز نالے اٹھتے ہیں ۔

دی عشق نے حرارتِ سوزِ دروں تجھے
اور گل فروشِ اشکِ شفق گوں کیا مجھے

معانی: سوزِ دروں : جذبۂ عشق کی گرمی ۔ گل فروشِ اشکِ شفق گوں : شفق کی طرح سرخ آنسوؤں کے پھول بیچنے والا، یعنی محبوب سے دوری کے سبب خون کے آنسو رونے والا ۔
مطلب: جس طرح عشق نے تجھے داخلی کرب کے آگ میں جلنے پر مجبور کر دیا ہے بعینہ مجھے بھی خون کے آنسو رونے پر مجبور کر دیا ہے ۔

ہو شمعِ بزمِ عیش کہ شمعِ مزار تو
ہر حال اشکِ غم سے رہی ہم کنار تو

معانی: بزمِ عشق: مراد خوشیوں کی محفل ۔ ہمکنار رہنا: بغلگیر، ساتھ ساتھ رہنا ۔
مطلب: مجھے علم ہے کہ تو کسی عشرت کدے میں روشن ہو یا کسی مزار پر جلے دونوں صورتوں میں تیری آنکھ سے آنسو ٹپکتے رہتے ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ شمع خواہ خوشی کی محفل میں جلے یا کسی غم کدے میں اس کے پگھلنے سے بہر حال موم کے قطرے ٹپکتے رہتے ہیں ۔ اقبال نے انہی کو آنسوؤں سے تعبیر کیا ہے ۔

یک بیں تری نظر صفتِ عاشقانِ راز
مری نگاہ مایہَ آشوبِ امتیاز

معانی: یک بیں : مراد ہر جگہ ایک ہی طرح روشنی دینے والی ۔ عاشقانِ راز: بھید، حقیقت کے عاشق ۔ مایہَ آشوبِ امتیاز: تفریق پیدا کرنے کے فتنے کا سبب ۔
مطلب: اے شمع! جس طرح قدرت کے بھید جاننے والے عشاق ہر شے کو کسی جانب داری کے بغیر مساوی سطح پر دیکھتے ہیں تیری کیفیت بھی ان سے ملتی جلتی ہے ۔ جب کہ میں اشیاَ کے مابین فرق و امتیاز کا جائزہ لیتا ہوں ۔

کعبے میں، بت کدے میں ہے یکساں تری ضیا
میں امتیازِ دیر و حرم میں پھنسا ہوا

معانی: دَیر و حرم: مندر اور کعبہ، ہندو اور مسلمان ۔
مطلب: تیری روشنی تو خواہ کعبہ ہو یا بت خانہ، دونوں کو یکساں طور پر منور کرتی ہے جب کہ میری نظر دیر و حرم کے مابین جو فرق ہے اس کی مماثل ہے ۔

ہے شان آہ کی ترے دودِ سیاہ میں
پوشیدہ کوئی دل ہے تری جلوہ گاہ میں

معانی: آہ کی شان: مراد آہ کی سی کیفیت ۔ دودِ سیاہ: کالا دھواں ۔ جلوہ گاہ: مراد روشنی کی جگہ ۔
مطلب: تیرے جلن سے جو دھواں اٹھتا ہے اس کی کیفیت قلب انسان سے برآمد ہونے والی آہ کی سی ہے ۔ لگتا ہے کہ تیرے اندر بھی انسان کی طرح کوئی دل چھپا ہوا ہے ۔

جلتی ہے تو کہ برقِ تجلی سے دور ہے
بے درد تیرے سوز کو سمجھے کہ نور ہے

معانی: برقِ تجلی: جلوہ کی بجلی مراد محبوب حقیقی کا جلوہ ۔ سوز: جلنے کی حالت ۔
مطلب: شاید تو اس غم میں جل رہی ہے کہ تو روشنی کے حقیقی منبع سے دور ہے لیکن تیرے اس عمل کو بیدرد لوگ روشنی سے تعبیر کرتے ہیں ۔

تو جل رہی ہے اور تجھے کچھ خبر نہیں
بینا ہے اور سوزِ دروں پر نظر نہیں

معانی: بینا: نظر والی ۔ سوزِ دروں : عشق کے سبب دل کی تپش ۔
مطلب: چنانچہ وہ کہتے ہیں کہ تو جل رہی ہے تا ہم حیرت اس امر پر ہے کہ تجھے اپنے جلنے کا بھی کچھ پتہ نہیں ہے ۔ اس قدر چشم بینا رکھتے ہوئے بھی تو اپنی داخلی جلن سے آگاہ نہیں ۔

میں جوشِ اضطراب سے سیماب وار بھی
آگاہِ اضطرابِ دل بے قرار بھی

معانی: سیماب وار: پارے کی طرح ۔
مطلب: اس کے برعکس میں اضطراب و بے چینی کے سبب پارے کی طرح تڑپ رہا ہوں ۔ اور اس اضطراب و بے چینی سے میرا دل پوری طرح آگاہ ہے ۔

تھا یہ بھی کوئی ناز کسی بے نیاز کا
احساس دے دیا مجھے اپنے گداز کا

معانی: بے نیاز: یعنی محبوب حقیقی جو کسی کا محتاج نہیں ۔ گداز: پگھلنے یعنی عشق میں گھلنے کی حالت ۔
مطلب: شاید مجھے رب اعلیٰ نے جلنے اور پگھلنے کا احساس عطا فرما دیا ہے ۔

یہ آگہی مری مجھے رکھتی ہے بے قرار
خوابیدہ اس شرر میں ہیں آتش کدے ہزار

معانی: خوابیدہ: سوئے ہوئے ۔ شرر: چنگاری ۔ آتش کدے: جمع آتش کدہ، آتش پرستوں کی عبادت گاہیں ۔
مطلب: مجھے اپنی ذات کی شناخت کا جو شعور عطا کیا گیا ہے بظاہر یہ ایک معمولی سی چنگاری کے مانند ہے تا ہم اس میں بے شمار آتش کدے پوشیدہ ہیں ۔

یہ امتیازِ رفعت و پستی اسی سے ہے
گل میں مہک، شراب میں مستی اسی سے ہے

معانی: رفعت: بلندی ۔
مطلب: بلندی و پستی میں امتیاز کی خصوصیت اسی کے سبب پائی جاتی ہے ۔ آگہی کا یہی وہ شعور ہے جس کے سبب پھولوں میں خوشبو اور شراب میں نشہ کا عنصر برقرار ہے ۔

بستان و بلبل و گل و بو ہے یہ آگہی
اصلِ کشاکشِ من و تو ہے یہ آگہی

معانی: بستان: بوستان، باغ ۔ اصل: بنیاد ۔ کشاکش: کھینچا تانی ۔ من و تو: میں اور تو ۔
مطلب: یہی آگہی بلبل، پھول اور اس کی خوشبو کے علاوہ بندہ و آقا کے مابین فرق کا سبب بن جاتی ہے ۔

صبحِ ازل جو حسن ہوا دلستانِ عشق
آوازِ کن ہوئی تپش آموزِ جانِ عشق

معانی: دلستان: دل لینے، چھیننے والا ۔ صبحِ ازل: کائنات کے وجود میں آنے سے بھی پہلے کی صبح ۔ آوازِ کن: ہو جا کی آواز قرآنی آیت ہے جب خدا کسی چیز کو پیدا کرنا چاہتا ہے تو فرماتا ہے ہو جا اور وہ پیدا ہو جاتی ہے ۔
مطلب: جب خالق کون و مکان نے کن کی صدا کے ساتھ کائنات کی تخلیق کی تو حسن عملاً عشق کا گرویدہ ہوا اور اسی کیفیت نے عاشق کے دل میں ایک تڑپ اور اضطراب پیدا کر دیا ۔

مجھ سے خبر نہ پوچھ حجابِ وجود کی
شامِ فراق صبح تھی میری نمود کی

مطلب: خالق ارض و سما نے انسان کو پیدا کر کے اس کے وجود اور جسم کو ایک ایسے حصار میں ڈال دیا جس کے سبب وہ اپنی حقیقت اور وجود سے بے خبر اور بڑی حد تک بے نیاز ہو گیا ۔ چنانچہ یہی لمحہ تھا جب تخلیق کے ساتھ ہی حقیقت ازل سے وجود کے ہجر کا آغاز ہو گیا ۔

وہ دن گئے کہ قید سے میں آشنا نہ تھا
زیبِ درختِ طور مرا آشیانہ تھا

مطلب: بالفاظ دگر پہلے انسان ان قیود سے آزاد تھا جب کہ اب قدرت نے اس پر بیشتر ذمہ داریوں کا بوجھ ڈال کر اسے ایک محدود حصار میں بند کر دیا ہے ۔ اب وہ زمانہ ختم ہو گیا جب انسانی وجود کا مسکن کوہ طور کے ایک درخت پر تھا ۔ اس لمحے تو وہ کسی حجاب کے بغیر نور کبریائی کا نظارہ کیا کرتا تھا ۔

قیدی ہوں اور قفس کو چمن جانتا ہوں میں
غربت کے غم کدے کو وطن جانتا ہوں میں

مطلب: اب تو صورت حال یہ ہے کہ انسان اپنے وجود میں ہی محصور ہو کر رہ گیا ہے ۔ اور المیہ یہ ہے کہ وہ اس قید خانے کو ہی ایک باغ تصور کر بیٹھا ہے ۔ اس کے علاوہ جس مقام پر وہ ایک اجنبی کی طرح بود و باش اختیار کیے ہوئے ہے اس کو اپنا وطن سمجھتا ہے ۔

یاد وطن فسردگیِ بے سبب بنی
شوقِ نظر کبھی، کبھی ذوقِ طلب بنی

معانی: فسردگی: افسردگی، اداسی ۔
مطلب: اب صورتحال یہ ہے کہ وہ اپنے حقیقی وطن کو یاد میں افسردہ و پریشان رہتا ہے ۔ اور اس خالق حقیقی کی طلب دل و نظر کو مضطرب رکھتی ہے جس سے کبھی اس کا براہ راست رابطہ تھا ۔

اے شمع! انتہائے فریبِ خیال دیکھ
مسجودِ ساکنانِ فلک کا مآل دیکھ

معانی: فریب خیال: یعنی غلط فہمی ۔ مسجود: جسے سجدہ کیا جائے ۔ ساکنان: جمع ساکن، رہنے والے ۔ مآل: انجام ۔
مطلب: اقبال پھر سے شمع سے مکالمہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اس پس منظر سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ انسان کس قدر فریب خوردہ ہے جو اپنے فانی وجود کو ہی ایک مستقل حقیقت سمجھ بیٹھا ہے حالانکہ ساکنان فلک کو سجدوں کا انجام بھی اس کے روبرو ہے ۔

مضموں فراق کا ہوں، ثریا نشاں ہوں میں
آہنگِ طبعِ ناظمِ کون و مکاں ہوں میں

معانی: فراق کا مضمون: مراد انسان جو اصل سے جدا ہے ۔ ثریا نشان: یعنی ثریا کی طرح بلند لیکن دور ۔ آہنگِ طبعِ ناظمِ کون و مکاں: دنیا کی نظم لکھنے والے یعنی تنظیم کرنے والے کی طبیعت کی لے ۔

مطلب: ہر چند کہ میرا مقام بہت بلند ہے پھر بھی ہجر کا ستایا ہوا ہوں ۔ پھر بھی خالق کون و مکاں کے مشیت سے ہم آہنگ ہوں ۔

باندھا مجھے جو اس نے تو چاہی مری نمود
تحریر کر دیا سرِ دیوانِ ہست و بود

معانی: باندھا: یعنی مضمون پیدا کیا، انسان کو تخلیق کیا ۔ سرِ دیوان ہست و بود: کائنات کے دیوان کے شروع میں ۔
مطلب: اس نے مجھ پر جو پابندیاں عائد کیں غالباً ان سے مقصد یہی تھا کہ ان سے زندگی کے ارتقائی مراحل طے کروں اس کے سبب رب اعلیٰ نے مجھے حیات و ممات کا عنوان دیا ہے ۔

گوہر کو مشتِ خاک میں رہنا پسند ہے
بندش اگرچہ سست ہے، مضموں بلند ہے

معانی: گوہر: موتی، روح ۔ مُشت خاک: مٹی کی مٹھی، انسانی جسم ۔
مطلب: یہ ایک حقیقت ابدی ہے کہ نایاب موتیوں کا مسکن بھی مٹی اور خاک کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا اس کے باوجود وہ اپنی اہمیت کے اعتبار سے بلند مرتبہ رکھتے ہیں ۔

چشمِ غلط نگر کا یہ سارا قصور ہے
عالم ظہور جلوہَ ذوق شعور ہے

مطلب: اب جو گہرائی میں اتر کر دیکھتا ہوں تو اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ یہ قصور میری بصارت اور بصیرت کا ہے جو حقائق کو ان کے صحیح منظر نامے میں دیکھنے سے گریزاں ہے ۔ جب کہ امر واقعہ اپنے شعور کی نمائش کا خواہاں ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ دنیا میں افتراق و امتیاز کی خلیج وسعت پذیر ہو رہی ہے ۔

یہ سلسلہ زمان و مکاں کا کمند ہے
طوقِ گلوئے حسن تماشا پسند ہے

معانی: زمان و مکاں : کائنات ۔ کمند: رسی کا پھندا ۔ طوقِ گلوئے حسن: حسن کے گلے، گردن کا طوق ۔ تماشا پسند: دلچسپ چیزوں کو دیکھنے کا شوقین ۔

مطلب: زمان و مکان کا سلسلہ انسانی حیات کے گرد ایک حصار کے مانند ہے ۔

منزل کا اشتیاق ہے، گم کردہ راہ ہوں
اے شمع ! میں اسیرِ فریبِ نگاہ ہوں

معانی: منزل: عالمِ بالا جو انسان کا اصل ٹھکانا ہے ۔ گم کردہ راہ: راستہ بھٹکا ہوا ۔ فریبِ نگاہ: نظر کا دھوکا ۔

مطلب: ہر چند کہ اپنی راہ گم کر بیٹھا ہوں پھر بھی منزل تک رسائی میرا مطمع نظر ہے ۔ فریب نظر میں مبتلا ہونے سے یہ زیادہ بہتر ہے کہ حقائق کا سامنا کروں ۔

صیاد آپ، حلقۂ دامِ ستم بھی آپ
بامِ حرم بھی، طائرِ بامِ حرم بھی آپ

معانی: حلقۂ دامِ ستم: ظلم کے جال کا حلقہ ۔ بامِ حرم: کعبہ کی چھت ۔
مطلب: لیکن صورت یہ ہے کہ خود ہی صیاد بن چکا ہوں اور اسکے دام میں گرفتار بھی خود ہی ہوں ۔ کیا ستم ہے کہ خود کو حرم کی بلندی بھی سمجھتا ہوں اور اس پر ایستادہ پرندہ بھی ۔

میں حسن ہوں کہ عشق سراپا گداز ہوں
کھلتا نہیں کہ ناز ہوں میں یا نیاز ہوں

معانی: عشق سراپا گداز: ایسا عشق جو سارے جسم کو پگھلا دے ۔ کھلتا نہیں : واضح نہیں ہوتا ۔ ناز: مراد محبوب ۔ نیاز: عاجزی، مراد عشق ۔
مطلب: فی الواقع میں تو اس حقیقت سے بھی آگاہی نہیں رکھتا کہ حسن ہوں یا عشق کا گداز! مجھ پر تو یہ بھید بھی نہیں کھلتا کہ محبوب ہوں یا میری حیثیت عاشق کی ہے ۔

ہاں ، آشنائے لب ہو نہ رازِ کہن کہیں
پھر چھڑ نہ جائے قصۂ دار و رسن کہیں

معانی: آشنائے لب ہونا: زبان پر آنا ۔ رازِ کہن: پرانا بھید، حقیقت ۔ چھڑ جانا: شروع ہونا ۔ قصہ دار و رسن: رسی باندھ کر پھانسی کے تختے پر چڑھانے کی کہانی، اشارہ ہے منصور حلاج کی طرف ۔
مطلب: چنانچہ میرے لیے یہ خدشہ بے جا نہیں کہ اپنی زبان پر وہی راز قدیم لے آؤں جس کا نتیجہ پھانسی کے پھندے کے سوا اور کچھ نہیں کہ سچ کا نتیجہ ہمیشہ تلخ ہی ہوتا ہے ۔

ایک آرزو

دنیا کی محفلوں سے اکتا گیا ہوں یارب
کیا لطف انجمن کا جب دل ہی بجھ گیا ہو

معانی: اکتا جانا: تنگ آنا، بیزار ہونا: انجمن: بزم، باہم مل کر بیٹھنے کی جگہ ۔ دل بجھ جانا: کوئی خواہش نہ ہونا ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال اپنی دلی خواہش کا کمال چابکدستی سے اظہار کرتے ہیں چنانچہ نظم کا آغاز کرتے ہوئے علامہ اقبال رب ذوالجلال کو مخاطب کر کے اس طرح سے گویا ہوتے ہیں کہ اب دنیا کی محفلوں اور ان کے جھمیلوں سے میری طبیعت اکتا گئی ہے ۔ اس لیے کہ جب حوادث زمانہ سے دل ہی بجھ کر رہ جائے تو ایسی محفلوں کا وجود بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے ۔

شورش سے بھاگتا ہوں، دل ڈھونڈتا ہے میرا
ایسا سکوت جس پر تقریر بھی فدا ہو

معانی: شورش: غل غپاڑہ، ہنگامہ ۔ تقریر: بولنے کی حالت ۔ بھاگنا: مراد پسند نہ کرنا ۔
مطلب: اب تو دنیا کے شور و شر سے طبیعت بیزار ہو کر رہ گئی ہے چنانچہ مجھے ایسی خاموشی اور سکوت کی تلاش ہے جس پر تقریر کو بھی رشک آ جائے ۔

مرتا ہوں خامشی پر یہ آرزو ہے میری
دامن میں کوہ کے اک چھوٹا سا جھونپڑا ہو

معانی: دامن: وادی ۔

مطلب: میں تو اب پرسکون زندگی پر فدا ہونے کا خواہاں ہوں اور اتنی ہی آرزو ہے کہ کسی پہاڑ کے دامن میں ایک مختصر سا جھونپڑا میسر آجائے جہاں ساری دنیا سے الگ تھلگ پرسکون زندگی بسر کر سکوں ۔

آزاد فکر سے ہوں، عزلت میں دن گزاروں
دنیا کے غم کا دل سے کانٹا نکل گیا ہو

معانی: فکر سے آزاد: غموں دکھوں سے نجات پانے والا ۔ عزلت: تنہائی کا کونا ۔ دن گزارنا: زندگی بسر کرنا ۔

مطلب: صورت یہ ہو کہ انتہائی تنہائی میں دن گزارنے کے باوجود ہر قسم کے فکر و فاقے سے آزاد ہو جاؤں اور یہاں دنیا کا ایسا کوئی غم نہ ہو جو میرے سکون کو برباد کر سکے ۔

لذت سرود کی ہو چڑیوں کے چہچہوں میں
چشمے کی شورشوں میں باجا سا بج رہا ہو

معانی: سرود: نغمہ، گیت ۔ چہچہوں : جمع چہچہا، پرندوں کے بولنے کی آواز ۔ شورشوں : جمع شورش، غل، شور ۔

مطلب: میرے مسکن کے گرد وپیش کی کیفیت یہ ہو کہ چڑیوں کی چہچہاہٹ میں نغمے بکھر رہے ہوں اور بہتے ہوئے چشموں کی صداؤں میں باجا سا بجتا محسوس ہو رہا ہو ۔

گل کی کلی چٹک کر پیغام دے کسی کا
ساغر ذرا سا گویا مجھ کو جامِ جہاں نما ہو

معانی: چٹک کر: کِھل کر ۔ کسی کا: مراد محبوب حقیقی کا ۔ ساغر: شراب کا پیالہ، کلی کو کہا ۔ جامِ جہاں نما: ایسا پیالہ جس میں دنیا نظر آئے ۔

مطلب: کلیاں جب چٹکیں تو یوں لگے جیسے وہ کسی کا پیغام مجھ تک پہنچا رہی ہیں ۔ کلیوں اور پھولوں کے شگفتہ دہانے میرے لیے ایسے ساغر کی حیثیت اختیار کر لیں جن میں تمام مناظر فطرت کا جائزہ لے سکوں ۔

ہو ہاتھ کا سرہانا ، سبزے کا ہو بچھونا

شرمائے جس سے جلوت خلوت میں وہ ادا ہو

معانی: سبزہ: گھاس ۔ جلوت: بزم، انجمن ۔

مطلب: اس جھونپڑے میں جب آرام کی خواہش ہو تو فرش زمین کی سبز سبز گھاس میرا بچھونا ہو اور سرہانا خود میرا ہاتھ ہو ۔ اس لمحے ایسی تنہائی کا عالم ہو جو انجمن آرائی سے کہیں دلنشیں محسوس ہو ۔

مانوس اس قدر ہو صورت سے میری بلبل

ننھے سے دل میں اس کے کھٹکا نہ کچھ مرا ہو

معانی: مانوس: ملی ہوئی، عادی ۔

مطلب: وہاں موجود بلبل اور دوسرے ننھے ننھے پرندے مجھ سے اس طرح مانوس ہو جائیں جس طرح کہ ان کے دل سے ہر طرح کا خوف دور ہو گیا ہو ۔

صف باندھے دونوں جانب بوٹے ہرے ہرے ہوں

ندی کا صاف پانی تصویر لے رہا ہو

معانی: صف باندھے: قطاروں کی صورت میں ۔ تصویر لینا: صاف پانی میں عکس اتارنا ۔

مطلب: یہی نہیں بلکہ ہر جانب سرسبز پودے پوری شان و شوکت سے ایستادہ ہوں ۔ سامنے ندی کا شفاف پانی ایسے بہہ رہا ہو جس طرح کہ اس میں ان پودوں کی تصویر منعکس ہو رہی ہو ۔

ہو دل فریب ایسا کہسار کا نظارہ
پانی بھی موج بن کر، اٹھ اٹھ کے دیکھتا ہو

معانی: دل فریب: دل کو بھانے والا ۔

مطلب: یہاں موجود پہاڑوں کا نظارہ بھی اتنا دلکش ہو کہ ندی اور چشموں کا پانی موجوں کی صورت میں بلند ہو کر جس کو دیکھ سکے ۔

آغوش میں زمیں کی سویا ہوا ہو سبزہ
پھر پھر کے جھاڑیوں میں پانی چمک رہا ہو

معانی: آغوش: گود، پہلو ۔

مطلب: سرسبز گھاس اس طرح سے ایستادہ ہو جیسے کہ وہ زمین کی آغوش میں محو خواب ہو ۔ اور جہاں تک بہتے ہوئے پانی کا تعلق ہو وہ جھاڑیوں میں سے گزرتا ہوا شفاف آئینے کی مانند چمک رہا ہو ۔

پانی کو چھو رہی ہو جھک جھک کے گل کی ٹہنی
جیسے حسین کوئی آئینہ دیکھتا ہو

مطلب: پھر اس بہتے ہوئے پانی کو پھولوں کی ٹہنیاں اس طرح سے چھو رہی ہوں جیسے کوئی خوبرو حسینہ آئینہ دیکھ رہی ہو ۔

مہندی لگائے سورج جب شام کی دلہن کو
سرخی لیے سنہری ہر پھول کی قبا ہو

معانی: شام کی دلہن: مراد شام ۔ مہندی: اشارہ ہے شفق کی طرف ۔ سرخی: چہرے کو ملنے والا غازہ ۔ قبا: لباس ۔
مطلب: وقت غروب جب سورج کی سرخی اور سنہری کرنیں شام کے وقت عکس ریز ہوں تو یوں محسوس ہو جیسے دلہن کو مہندی لگائی جا رہی ہے ۔ پھولوں کی کیفیت بھی ایسی ہو جیسے وہ سرخ اور سنہرے رنگ کی قبا پہنے ہوئے ہوں ۔

راتوں کو چلنے والے رہ جائیں تھک کے جس دم
اُمید ان کی میرا ٹوٹا ہوا دیا ہو

مطلب: رات کے راہی جب سفر کرتے کرتے تھک کر رہ جائیں تو میرے جھونپڑے کے دیئے کی دھندلی روشنی ان کے لیے امید کی علامت بن جائے ۔

بجلی چمک کے ان کو کٹیا مری دکھا دے
جب آسماں پہ ہر سو بادل گھرا ہوا ہو

معانی: کٹیا: جھونپڑی ۔ ہر سو: ہر طرف ۔ بادل گھرنا: بادل چھا جانا ۔
مطلب: اور جب آسمان پر ہر طرف بادل چھائے ہوئے ہوں اور راستہ نظر نہ آئے تو بجلی اس طرح سے چمک اٹھے کہ اس کی روشنی میں ان تھکے ہوئے مسافروں کو میری کٹیا نظر آئے ۔

پچھلے پہر کی کوئل وہ صبح کی موذن
میں اس کا ہم نوا ہوں وہ میری ہم نوا ہو

معانی: موذن: اذان دینے والا، والی ۔ ہمنوا: ساتھ مل کر بولنے، گانے والا ۔
مطلب: یہی نہیں جب رات کے آخری لمحات میں صبح کے موذن کی طرح کوئل کی صدا بلند ہو تو میں اس کا ساتھ دوں اور اسی طرح وہ میری ہم نوا بھی ہو۔

کانوں پہ ہو نہ میرے دَیر و حرم کا احساں
روزن ہی جھونپڑی کا مجھ کو سحر نما ہو

معانی: روزن: سوراخ ۔ سحر نما: دن چڑھنے کا پتہ دینے والا ۔
مطلب: مسجدوں اور مندروں سے سحر کے عبادت گزاروں کو مطلع کرنے کے لیے جو اذانیں بلند ہوتی ہیں اور ناقوس کی صدا آتی ہے مجھے ان کی ضرورت نہ ہو بلکہ طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی کرنیں میری جھونپڑی کے سوراخ سے اندر داخل ہو کر مجھے بیداری کا پیغام دیں ۔

پھولوں کو آئے جس دم شبنم وضو کرانے
رونا مرا وضو ہو ، نالہ مری دُعا ہو

مطلب: اور جس لمحے صبح دم شبنم پھولوں پر اس طرح برسے جیسے انہیں وضو کرا رہی ہو تو اس لمحے میری آہ و فغاں میرے لیے وضو اور دعا کا کام دے ۔

اس خامشی میں جائیں اتنے بلند نالے

تاروں کے قافلے کو میری صدا درا ہو

معانی: نالہ: فریاد۔ درا: قافلے کی گھنٹی ۔

مطلب: اس خامشی کے عالم میں میری آہ و فغاں اتنی بلند ہو جائے کہ تاروں کے قافلوں کے لیے آغاز سفر کا سبب بن جائے ۔

ہر درد مند دل کو رونا مرا رُلا دے

بے ہوش جو پڑے ہیں شاید انہیں جگا دے

معانی: دردمند: غمگین، دکھوں کا مارا ۔ بے ہوش: غافل، عمل اور جدوجہد نہ کرنے والا ۔

مطلب: یوں میرا رونا اس قدر موثر ثابت ہو کہ ہر دردمند دل بھی میرے ہمراہ گریہ کناں ہو جائے اور میری آہ و فغاں سے جو صدا بلند ہو ممکن ہے کہ ان لوگوں کی بیداری کا سبب بن جائے جو ایک عرصے سے مست و بے ہوش پڑے ہیں ۔

آفتابِ صبح

شورشِ مے خانۂ انساں سے بالاتر ہے تو
زینتِ بزمِ فلک ہو جس سے ، وہ ساغر ہے تو

معانی: آفتاب: سورج ۔ شورش: شور، ہنگامہ، غل غپاڑا ۔ میخانۂ انساں : مراد یہ دنیا ۔ بالاتر: بہت اونچا ۔ زینت: سجاوٹ ۔ بزم فلک: مراد چاند، ستارے وغیرہ ۔ ساغر: شراب کا پیالہ ۔
مطلب: علامہ اقبال طلوع ہوتے ہوئے آفتاب سے یوں مخاطب کرتے ہیں کہ بے شک تو انسانی دنیا کے ہنگاموں سے بہت زیادہ بلند و بالا ہے اس اعتبار سے بلند ہے کہ تیرا وجود انسانی دنیا سے بہت زیادہ دور ہے اور تیرا تعلق آسمان سے ہے ۔

ہو دُرِ گوشِ عروسِ صبح وہ گوہر ہے تو
جس پہ سیمائے افق نازاں ہو وہ زیور ہے تو

معانی: دُر: موتی ۔ گوش: کان ۔ عروس: دلہن ۔ گوہر: موتی ۔ سیمائے افق: افق کا ماتھا ۔ نازاں ہونا: فخر کرنا ۔
مطلب: تیرے ہی دم سے وہاں کا حسن اور رونق برقرار ہے ۔ اگر صبح کو دلہن کی مانند تصور کر لیا جائے تو اے آفتاب تجھے اس کے کان کو زینت بخشنے والا موتی تصور کیا جائے گا ۔ تو ایسے حسین زیور کی طرح ہے جو افق کی پیشانی کے لیے بھی باعث ناز و فخر ہے ۔

صفحۂ ایام سے داغِ مدادِ شب مٹا
آسماں سے نقشِ باطل کی طرح کوکب مٹا

معانی: صفحۂ ایام: مراد زمانے کا صفحہ یعنی خود زمانہ ۔ مدادِ شب: رات کی سیاہی ۔ مٹا: رگڑ کر صاف کر دے ۔ نقشِ باطل: مراد غلط تحریر ۔ کوکب: ستارہ ۔

مطلب: اے آفتاب! تیرے طلوع ہونے کے ساتھ ہی دنیا سے رات کی تاریکی کا خاتمہ ہو جاتا ہے ۔ اس کے علاوہ آسمان پر ستارے بھی حرف غلط کی مانند غائب ہو جاتے ہیں ۔

حسن تیرا جب ہوا بامِ فلک سے جلوہ گر
آنکھ سے اُڑتا ہے یک دم خواب کی مے کا اثر

معانی: بامِ فلک: آسمان کی چھت ۔ جلوہ گر: روشن ۔ اثر اڑنا: اثر ختم ہونا ۔ خواب کی مے: مراد نیند ۔

مطلب: تو جس لمحے طلوع ہوتا ہے اور تیری حسین اور خوبصورت شعاعیں زمین پر عکس ریز ہوتی ہیں تو دنیا بھر کے لوگوں کی نگاہوں سے نیند کا غلبہ ختم ہو جاتا ہے ۔

نور سے معمور ہو جاتا ہے دامانِ نظر
کھولتی ہے چشمِ ظاہر کو ضیا تیری مگر

معانی: معمور: بھرا ہوا ۔ دامانِ نظر: نظر کی جھولی ۔

مطلب: اور ان کی نظریں تیری روشنی سے لبریز ہو جاتی ہیں ۔ اگرچہ تیری روشنی بظاہر آنکھوں کو نور عطا کرتی ہے ۔

ڈھونڈتی ہیں جس کو آنکھیں وہ تماشا چاہیے
چشمِ باطن جس سے کھل جائے، وہ جلوا چاہیے

معانی: چشمِ باطن: ضمیر کی آنکھ، بصیرت ۔ جلوا: روشنی ۔
مطلب: تاہم امرواقع یہ ہے کہ میں وہ منظر دیکھنے کا خواہاں ہوں جس کی بدولت کائنات کے پوشیدہ اسرار مجھ پر وا ہو جائیں اور میں حقیقت کا ادراک کر سکوں ۔

شوقِ آزادی کے دنیا میں نہ نکلے حوصلے
زندگی بھر قید زنجیرِ تعلق میں رہے

معانی: حوصلہ نکلنا: آرزو پوری ہونا ۔ زنجیرِ تعلق: مراد دنیاوی دلچسپیوں کی زنجیر ۔
مطلب: اے آفتاب! ہرچند کہ میں ہمیشہ سے آزادی کا خواہاں تھا لیکن میری یہ طلب پوری نہ ہو سکی اس کے برعکس ساری زندگی دنیوی تعلقات کے جھمیلوں میں پھنسا رہا ۔

زیر و بالا ایک ہیں تیری نگاہوں کے لیے
آرزو ہے کچھ اسی چشمِ تماشا کی مجھے

معانی: زیر و بالا: نیچے اور اوپر ۔ چشم تماشا: دیکھنے والی آنکھ، نگاہ ۔
مطلب: جب کہ تیری روشنی یہاں ہر ادنیٰ و اعلیٰ شخص کے لیے اور ہر کوئی بلا امتیاز اس سے استفادہ کر سکتا ہے ۔ مجھے بھی ایسی آنکھ درکار ہے جو تیری مانند ہر پست و بلند اور اپنے بیگانے کو کسی امتیاز کے بغیر دیکھنے کی حامل ہو ۔

آنکھ میری اور کے غم میں سرشک آباد ہو
امتیازِ ملت و آئیں سے دل آزاد ہو

معانی: سرشک آباد: مراد روتے رہنے والی ۔ امتیاز ملت وآئیں : مذہب اور رسموں وغیرہ میں فرق پیدا کرنے کی کیفیت ۔

مطلب: میں توایسی آنکھ چاہتا ہوں جو ہر کہہ ومہ کے دکھ درد میں آنسو بہانے کی قائل ہو۔ یہی نہیں بلکہ مختلف اقوام اور وہاں کے قوانین سے منفی انداز کی تکلیف دہ روش سے آزاد ہو۔

بستۂ رنگِ خصوصیت نہ ہو میری زباں
نوعِ انساں قوم ہو میری، وطن میرا جہاں

معانی: بستہ رنگ خصوصیت: خاص گروہ سے تعلق ہونے کی حالت ۔ نوع: قسم، گروہ، جماعت ۔

مطلب: میرا لب ولہجہ اور زبان ایسی ہو کہ کسی مخصوص جماعت یا گروہ کے اثرات سے ہم آہنگ نہ ہو۔ میری خواہش تو یہ ہے کہ پوری انسانیت میری قوم ہو اور پوری دنیا میری وطن کی مانند ہو۔

دیدۂ باطن پہ رازِ نظمِ قدرت ہو عیاں
ہو شناسائے فلک شمعِ تخیل کا دھواں

معانی: دیدہَ باطن: دل، ضمیر کی آنکھ، بصیرت ۔ نظم قدرت: قدرت کا بندوبست ۔ شناسائے فلک: آسمان سے واقف یعنی آسمان تک پہنچنے والا ۔ تخیل: چند معلوم باتوں کو ذہن میں لا کر ان سے ایک نیا خیال نکالنا ۔

مطلب: مجھ پر قدرت کی نعمتوں کے راز سربستہ افشاء ہو جائیں ۔ یہی نہیں بلکہ میرا تخیل آسمان کی بلندیوں تک بھی رسائی رکھنے کا اہل ہو ۔

عقدۂ اضداد کی کاوش نہ تڑپائے مجھے
حسنِ عشق انگیز ہر شے میں نظر آئے مجھے

معانی: عقدۂ اضداد کی کاوش: مراد انسانوں کے باہمی اختلافات اور دشمنی وغیرہ کی الجھن ۔

مطلب: اے آفتاب صبح! میری یہ دلی آرزو ہے کہ مجھے اس عالم فانی کے تفرقے اور جھمیلے پریشان نہ کریں ۔ اس کے برعکس مجھے ہر شے میں ایسا حسن اور خوبصورتی نظر آئے جو میرے عشق جنوں خیز میں لمحہ لمحہ اضافہ کر دے یعنی ہر شے سے بے نیاز ہو کر محبت اور وفا کو ہی اپنا مسلک سمجھوں ۔

صدمہ آ جائے ہوا سے گل کی پتی کو اگر
اشک بن کر میری آنکھوں سے ٹپک جائے اثر

معانی: اے آفتاب صبح! میں تو اس قدر گداز طبع ہوں کہ اگر کسی پھول کی پتی کو بھی کوئی تکلیف پہنچے تو میری آنکھوں سے آنسو رواں ہو جاءیں

دل میں ہو سوزِ محبت کا وہ چھوٹا سا شرر
نور سے جس کے ملے رازِ حقیقت کی خبر

معانی: سوزِ محبت: محبت کی آگ ۔ شرر: چنگاری ۔ رازِ حقیقت: مراد اس دنیا کو پیدا کرنے کا اصل بھید ۔
مطلب: یہی نہیں بلکہ میرے دل میں محبت کی ایسی آگ روشن ہو گئی ہے جس کی روشنی سے مجھ پر راز حقیقت کا انکشاف ہو جائے ۔

شاہدِ قدرت کا آئینہ ہو دل، میرا نہ ہو
سر میں جز ہمدرد انساں کوئی سودا نہ ہو

معانی: ہمدردیِ انساں: انسانوں کے دکھ درد میں شریک ہونا ۔ سودا: شوق، دھن ۔
مطلب: جہاں تک میرے دل کا تعلق ہو وہ فطرت کے آئینے کی مانند ہو کہ اس میں سب کچھ نظر آ جائے ۔

تو اگر زحمت کشِ ہنگامہَ عالم نہیں
یہ فضیلت کا نشاں اے نیرِ اعظم نہیں

معانی: زحمت کش: تکلیف اٹھانے والا ۔ ہنگامہَ عالم: دنیا کا شور، غل ۔ نیرِ اعظم: سب سے زیادہ روشنی پھیلانے والا، یعنی سورج ۔
مطلب: اے آفتاب! اگر تو دنیا کے ہنگاموں اور مصائب کو برداشت کرنے کا اہل نہیں ہے تو یہ امر قطعی فخر و مباہات کا سبب نہیں ۔

اپنے حسنِ عالم آرا سے جو تو محرم نہیں
ہمسر یک ذرہَ خاکِ درِ آدم نہیں

معانی: حسنِ عالم آرا: دنیا کو سجانے والا حسن، روشنی ۔ ہمسر: برابر کی شان ۔ خاکِ درِ آدم: انسان کے دروازے کی مٹی، مراد حقیر شے ۔

مطلب: جب تو اپنے حسن کی حقیقت سے آگاہ ہی نہیں جو پوری کائنات کو منور کرنے کا باعث ہوتا ہے تو اس صورت میں انسان کی ہمسری اور برابری کا ہل نہیں ۔

نورِ مسجودِ ملک گرمِ تماشا ہی رہا
اور تو منت پذیرِ صبحِ فردا ہی رہا

معانی: نورِ مسجودِ ملک: وہ نور جسے فرشتوں نے سجدہ کیا، مراد آدم کا نور ۔ گرمِ تماشا: مسلسل نظارے میں مصروف رہنے والا ۔ منت پذیر: دوسرے کا احسان اٹھانے والا ۔ صبحِ فردا: آنے والے کل کی صبح ۔

مطلب: انسانی نگاہ تو اے سورج تجھ کو دیکھتی رہی لیکن تو تھا کہ آنے والی کل کا منتظر ہی رہا ۔

آرزو نورِ حقیقت کی ہمارے دل میں ہے
لیلیِ ذوقِ طلب کا گھر اسی محمل میں ہے

معانی : نورِ حقیقت: حقیقتِ کائنات کو جاننے کی روشنی ۔ لیلیٰ: مجنوں کی محبوبہ ۔ ذوقِ طلب: تلاش کا ذوق ۔

مطلب: ہم تو حقائق کے نور کی خواہش دل میں لیے ہوئے ہیں جو کائنات کے رازوں کو بے نقاب کر دے کہ یہی ہمار بنیادی مسئلہ ہے ۔

کس قدر لذت کشودِ عقدہَ مشکل میں ہے
لطفِ صد حاصل ہماری سعیِ بے حاصل میں ہے

معانی: کشودِ عقدہَ مشکل: پیچیدہ مسئلے حل کرنے کی حالت ۔ صد حاصل: مراد بہت سے فائدے، نتیجے ۔ سعی بے حاصل: ایسی کوشش جس کا کوئی نتیجہ نہ نکلے ۔

مطلب: تو اس حقیقت سے قطعی طور پر بہرہ ور نہیں ہے کہ مشکل مسائل کو حل کرنے میں کس قدر لطف موجود ہے اور اسی کوشش میں وہ کیفیت موجود ہے جو کچھ پانے کی جستجو سے تعلق رکھتی ہے ۔

دردِ استفہام سے واقف ترا پہلو نہیں
جستجوئے رازِ قدرت کا شناسا تو نہیں

معانی: دردِ استفہام: سوال کرنے، جستجو و تلاش کی تکلیف ۔

مطلب: اے آفتاب! آگاہی کے اس جذبے سے تو قطعی محروم ہے اس لیے کہ فطرت کے اسرار کو پانے کی طلب تجھ میں موجود ہی نہیں ہے ۔

دردِ عشق

اے دردِ عشق ! ہے گہر آبدار تو
نامحرموں میں دیکھ نہ ہو آشکار تو

معانی: گہرِ آب دار: چمکدار موتی ۔ نامحرم: ناواقف، غیر، بیگانہ ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال عشق کے جذبے میں جو کسک ہوتی ہے اس سے مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تو ایک انتہائی چمکدار موتی کی مانند ہے لہذا تجھ پر لازم ہے کہ جو اس جذبے سے آگاہی نہیں رکھتے ان کے روبرو اپنے وجود کو آشکار نہ کرے ۔

پنہاں تہِ نقاب تری جلوہ گاہ ہے
ظاہر پرست محفلِ نو کی نگاہ ہے

معانی: پنہاں : چھپا ہوا ۔ تہِ نقاب: پردے کے نیچے ۔ جلوہ گاہ: ظاہر ہونے کی جگہ ۔ ظاہر پرست: مراد ظاہر کی دنیا ہی کو سب کچھ سمجھنے والی ۔
مطلب: تیری کیفیت تو اس حسین چہرے کی سی ہے جو نقاب میں چھپا ہونے کے باوجود بھی اپنی تابندگی مظہر ہوتا ہے ۔ میں تجھے اس حقیقت سے پوری طرح آگاہ کرنا چاہتا ہوں کہ عہد نو کے لوگ محض ظاہری چیزوں کو ہی اہمیت دیتے ہیں اور باطن تک ان کی نظر نہیں پہنچتی ۔

آئی نئی ہوا چمنِ ہست و بود میں
اے دردِ عشق! اب نہیں لذت نمود میں

معانی: نئی ہوا: مراد نئے طریقے، خیالات، مراد مادہ پرستی ۔ چمنِ ہست و بود: مراد یہ دنیا ۔ نمود: ظاہر ہونے کی حالت ۔
مطلب: اے دردِ عشق! اس کائنات میں تو ایسی ہوا چل پڑی ہے کہ باشعور لوگ اب اپنے روبرو ظاہر اشیا سے لطف نہیں اٹھا سکتے ۔

ہاں، خود نمائیوں کی تجھے جستجو نہ ہو
منت پذیر، نالۂ بلبل کا تو نہ ہو

معانی: خود نمائیوں : جمع خود نمائی، خود کو ظاہر کرنے کی حالتیں ۔
مطلب: چنانچہ تیرے لیے لازم ہے کہ اپنے وجود کو ظاہر کرنے کی جستجو نہ کرے یوں بھی تیرے لیے کیا ضروری ہے کہ خود کو نالہ بلبل کی احسان مندی قبول کرے کہ اس طرح تو تیری ہیت ظاہر ہونے کا امکان ہے ۔

خالی شرابِ عشق سے لالے کا جام ہو
پانی کی بوند گریۂ شبنم کا نام ہو

معانی: گریہ: رونا ۔
مطلب: اے درد عشق! موجودہ صورت حال میں تو ایسی کیفیت ہونی چاہیے کہ لالے کے پھول کے حوالے سے بھی جذبہ محبت کے اظہار کا امکان نہ ہو ۔ اور انسان پانی کی بوندوں کو بھی شبنم کے قطرے تصور کرے ۔

پنہاں درونِ سینہ کہیں راز ہو ترا
اشکِ جگر گداز نہ غماز ہو ترا

معانی: درونِ سینہ: دل میں ۔ اشک جگر گداز: ایسے پر سوز آنسو جو جگر کو پگھلا دیں ۔ غماز: چغلی کھانے والا ۔

مطلب: تیرا راز بدستور سینے کے کسی گوشے میں پوشیدہ رہنا ضروری ہے نا ہی تجھ سے منسوب آہ بھی سنائی دے جو سننے والے کے جگر کو تڑپا کر اور گداز کر کے رکھ دیتی ہے ۔

گویا زبانِ شاعرِ رنگیں بیاں نہ ہو
آوازِ نے میں شکوہَ فرقت نہاں نہ ہو

معانی: رنگیں بیاں: دل کش اشعار کہنے والا ۔ نے: بانسری ۔

مطلب: بلکل اسی طرح سے جیسے کہ شاعر رنگیں نوا اپنے نغموں کا سلسلہ منقطع کر دیتا ہے یا کوئی بانسری بجانے والا اپنے سروں میں جدائی کی کیفیت کا اظہار کرنے سے گریز کرتا ہے ۔

یہ دورِ نکتہ چیں ہے ، کہیں چھپ کے بیٹھ رہ
جس دل میں تو مکیں ہے، وہیں چھپ کے بیٹھ رہ

معانی: نکتہ چیں : عیب نکالنے والا، اعتراض کرنے والا ۔ مکیں : ٹھکانا کیے ہوئے ۔

مطلب: اے درد عشق! تجھ پر بھی یہ لازم ہے کہ اس عہد نکتہ چیں سے خود کو کہیں روپوش کرے ۔ تیرے لیے مناسب یہی ہے کہ جو دل تیری آماجگاہ ہے وہیں مستقل طور پر اپنا مسکن بنا لے ۔ مراد یہ ہے کہ جذبہ عشق کی کسک اظہار کے ساتھ ہی اپنی اہمیت کھو بیٹھتی ہے ۔ لہذا اس باطن تک ہی محدود کرنا لازم ہے ۔

غافل ہے تجھ سے حیرتِ علم آفریدہ دیکھ
جویا نہیں تری نگہِ نارسیدہ دیکھ

معانی: حیرتِ علم آفریدہ: علم کی پیدا کردہ حیرانی ۔ جویا: تلاش کرنے والی ۔ نگہِ نارسیدہ: ایسی نگاہ جو اپنے مقصود تک نہ پہنچے، ناتجربہ کار نگاہ ۔

مطلب: حیرت کی بات تو یہ ہے کہ اے درد عشق! تیرے وجود سے اہل علم و دانش آگاہ نہیں اور تیری کسک کا بھی انہیں ادراک نہیں ۔

رہنے دے جستجو میں خیالِ بلند کو
حیرت میں چھوڑ دیدۂ حکمت پسند کو

معانی: خیالِ بلند: مراد فلسفی کی بلند سوچیں ۔ دیدۂ حکمت پسند: فلسفے کو پسند کرنے والی نگاہ ۔

مطلب: لیکن اس سے کیا فرق پڑتا ہے تو ان اہل علم و دانش کو اسی طرح سے حیرت زدہ ہی رہنے دے اور جو لوگ خود کو حکمت و آگہی کا مظہر سمجھتے ہیں انہیں بدستور عدم واقفیت کا شکار ہی رہنے دے ۔

جس کی بہار تو ہو، یہ ایسا چمن نہیں
قابل تری نمود کے یہ انجمن نہیں

مطلب: یہ ماحول ایسا نہیں ہے جو تیرے سبب بہار آفریں بن سکے ۔ اس لیے کہ یہ تو ایسی نہیں جگہ ہے جہاں تیری نمود کی گنجائش ہو ۔ مراد یہ ہے کہ اس عالم رنگ و بو کے لوگ عملی طور پر بے حس ہو چکے ہیں اور لطیف جذبوں سے محروم ہیں ۔

یہ انجمن ہے کشتۂ نظارۂ مجاز
مقصد تری نگاہ کا خلوت سرائے راز

معانی: کشتۂ نظارہ مجاز: مراد ظاہری حسن پر مرنے والا ۔ خلوت سرائے راز: مراد کائنات کی حقیقت کی تنہائی کی جگہ یعنی منزل ۔
مطلب: یہ پورا ماحول باطنی اسرار کی آگہی سے قطعی طور پر ناشنا ہے جب کہ تیرا ادراک تو وہی کر سکتا ہے جو باطن میں جھانکنے کی صفت کا حامل ہو ۔

ہر دل مئے خیال کی مستی سے چور ہے
کچھ اور آج کل کے کلیموں کا طور ہے

معانی: مئے خیال: تصور اور سوچ کی شراب مراد عشق سے خالی ۔ چور: ڈوبا ہوا ہے ۔ آج کل کے کلیم: موجود دور کے فلسفی جو جذبہ عشق سے خالی ہیں ۔
مطلب: آج کل کے لوگوں کی کیفیت تو بس ایسی ہے کہ وہ اپنے اپنے خیالات میں گم رہنے والے ہیں اس طرح عصر موجود کے باسیوں کے طور طریقے ہی ماضی کی نسبت بڑی حد تک تبدیل ہو کر رہ گئے ہیں ۔

گلِ پژمردہ

کس زبان سے اے گلِ پژمردہ تجھ کو گل کہوں
کس طرح تجھ کو تمنائے دلِ بلبل کہوں

معانی: گلِ پژمردہ: مرجھایا ہوا پھول، مراد انسانی روح جو اپنی اصل سے جدا ہو گئی ہے ۔ کس زباں سے کہوں : یعنی زبان میں بیان کی قوت نہیں ۔ تمنائے دلِ بلبل: بلبل کے دل کی آرزو مراد بلبل کا محبوب ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال کا مکالمہ ایک ایسے پھول سے ہوتا ہے جو مرجھا چکا ہے اور اس طرح اپنی تازگی کے علاوہ آب و تاب بھی کھو چکا ہے ۔ چنانچہ اس مرجھائے ہوئے پھول سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں اب تیری ہیت ہی تبدیل ہو چکی ہے ۔ اس صورت میں تجھے پھول قرار نہیں دیا جا سکتا ۔ اس کیفیت میں تو تو بلبل کے لیے بھی کشش کا سبب نہیں ہو سکتا ۔

تھی کبھی موجِ صبا گہوارہَ جنباں ترا
نام تھا صحنِ گلستاں میں گلِ خنداں ترا

معانی: موجِ صبا: صبح کی ہوا کی لہر ۔ گہوارہَ جنباں : ہلتا ہوا گہوارہ، جھولا ۔ گلِ خنداں : ہنستا ہوا پھول ۔
مطلب: میں اس دور کو یاد کرتا ہوں کہ موج صبا تجھے ہلکارے دیا کرتی تھی اور اس کی آغوش تیرے لیے ہلتے ہوئے گہوارے کی مانند ہوا کرتی تھی اور باغ میں تیرا وجود مسکاہٹوں کا آئینہ دار رہتا ۔

تیرے احساں کا نسیمِ صبح کو اقرار تھا
باغ تیرے دم سے گویا طبلہَ عطار تھا

معانی: نسیمِ صبح: صبح کی نرم ہوا ۔ تیرے دم سے: تیری وجہ سے ۔ طبلہَ عطار: عطر بیچنے والے کا خوشبوؤں سے بھرا ہوا ڈبہ ۔
مطلب: صبح کی نسیم تیری خوشبو سے معطر ہوتی تھی اور یہ خوشبو پھر سارے گلستاں کو معطر کر دیتی تھی ۔

تجھ پہ برساتا ہے شبنم دیدہَ گریاں مرا
ہے نہاں تیری اُداسی میں دلِ ویراں مرا

معانی: شبنم برسانا: آنسو بہانا ۔ دیدہَ گریاں: روتی ہوئی آنکھیں ۔ نہاں: چھپا ہوا ۔ دلِ ویراں: مراد افسردہ دل ۔
مطلب: آج تیری صورت دیکھ کر اے مرجھائے ہوئے پھول میری آنکھوں سے آنسو رواں ہیں ۔ اور یوں لگتا ہے کہ تیری اداسی میں میرا دل ویران پوشیدہ ہے ۔

میری بربادی کی ہے چھوٹی سی اک تصویر تو
خواب میری زندگی تھی جس کی ہے تعبیر تو

معانی: تعبیر: خواب کا مطلب ۔
مطلب: دیکھا جائے تو تیرا وجود میری بربادی کی ایک چھوٹی سی تصویر ہے جس شے کی میری زندگی ایک خواب تھی بظاہر یوں لگتا ہے تو اس خواب کی تعبیر ہے ۔

ہمچو نے از نیستانِ خود حکایت می کنم
بشنو اے گل! از جدائی ہا شکایت می کنم

مطلب: میں بانسری کی طرح اپنے بانسوں کے جنگل کی داستاں بیان کر رہا ہوں ۔ اے پھول تو سن، میں اپنی اصل سے دُور رہنے کی شکایت کر رہا ہوں ۔

سید کی لوحِ تربت

اے کہ تیرا مرغ جاں تارِ نفس میں ہے اسیر
اے کہ تیری روح کا طائر قفس میں ہے اسیر

معانی: سید: مراد سر سید احمد خان جنھوں نے علی گڑھ میں مسلمانوں کی اعلیٰ تعلیم کے لیے کالج کھولا جو اب مسلم یونیورسٹی سے موسوم ہے ۔ لوح تربت: قبر پر لگا ہوا کتبہ ۔ مرغِ جاں : روح کا پرندہ ۔ تارِ نفس: سانس کی ڈوری ۔ قفس: پنجرہ، مراد جسم ۔

مطلب: اقبال نے اپنے مخصوص انداز میں ان اشعار میں بتایا ہے کہ سر سید احمد خان کی تربت کا کتبہ زبان حال سے ہندوستان کے باشندوں سے یوں گویا ہے کہ تم زندگی کی بھول بھلیوں میں گرفتار ہو اور تمہاری روح بھی شب و روز کے عوامل میں مقید ہے ۔

اس چمن کے نغمہ پیراؤں کی آزادی تو دیکھ
شہر جو اجڑا ہوا تھا ، اس کی آبادی تو دیکھ

معانی: نغمہ پیرا: گیت گانے ، چہچہانے والے ۔

مطلب: ذرا ان لوگوں کی جانب بھی نظر کرو جو یہاں آزادی سے نغمہ پیرائی تو کر رہے ہیں لیکن یہ امر بھی ذہن میں رہے کہ میں نے تو اپنی جدوجہد اور فکری کاوشوں سے اس ویرانے میں ایک شہر بسا دیا ہے ۔

فکر رہتی تھی مجھے جس کی وہ محفل ہے یہی
صبر و استقلال کی کھیتی کا حاصل ہے یہی

معانی: فکر رہنا: تلاش میں رہنا ۔ صبر واستقلال: قوتِ برداشت اور ثابت قدمی ۔

مطلب: سن لو کہ جو محفل میری خوابوں کی ماحاصل تھی وہ اپنی تعبیر کی حیثیت سے تمہارے روبرو ہے ۔ میں نے جس صبر واستقلال کے ساتھ اپنی جدوجہد سے جو کھیتی کاشت کی تھی اس کا پھل سامنے آ چکا ہے ۔

سنگِ تربت ہے مرا گرویدہَ تقریر دیکھ
چشمِ باطن سے ذرا اس لوح کی تحریر دیکھ

معانی: سنگ تربت: قبر پر لگا ہوا پتھر ۔ گرویدہَ تقریر: بات چیت، گفتگو کا شوق رکھنے والا ۔ چشمِ باطن: مراد بصیرت ۔ لوح: تختی ۔

مطلب: چنانچہ میری لوح تربت جن الفاظ میں تجھ سے عالم خیال میں مخاطب ہے اپنی چشم باطن سے اس کی طرف سنجیدگی سے توجہ کرو ۔

مدعا تیرا اگر دنیا میں ہے تعلیمِ دیں
ترکِ دنیا قوم کو اپنی نہ سکھلانا کہیں

معانی: مدعا: مقصد ۔

مطلب: اے لوگو! اگر دنیا میں تمہارا مقصد دین کی تعلیم پھیلانا ہے تو خدارا اپنی قوم کو رہبانیت یعنی دنیا کو ترک کرنے کا سبق نہ دینا ۔

وا نہ کرنا فرقہ بندی کے لیے اپنی زباں
چھپ کے ہے بیٹھا ہوا ہنگامہَ محشر یہاں

معانی: وا کرنا: کھولنا ۔ چھپ کے بیٹھا ہے: مراد ابھی دبا ہوا ہے ۔ ہنگامۂ محشر: قیامت کا فساد، مراد بہت بڑا فساد، فتنہ ۔

مطلب: سب سے اہم بات یہ ہے کہ فرقہ بندی کی حمایت میں کبھی اپنی زبان نہ کھولنا ۔ اس لیے کہ یہ ایک ایسی لعنت ہے جو ملک و ملت کی تباہی کا سبب بن سکتی ہے ۔

وصل کے اسباب پیدا ہوں تری تحریر سے
دیکھ! کوئی دل نہ دُکھ جائے تری تقریر سے

معانی: وصل: مراد اتفاق و محبت ۔ دل دکھنا: دل کو تکلیف پہنچنا ۔

مطلب: اس کے برعکس تمہاری ہر تحریر اور تقریر سے اتحاد و اتفاق کا عنصر نمایاں ہونا چاہیے ۔ اور نہ ہی ایسی گفتگو کرنا جو دوسروں کے لیے دل دکھانے کا سبب بن جائے ۔

محفلِ نو میں پرانی داستانوں کو نہ چھیڑ
رنگ پر جو اب نہ آئیں، ان فسانوں کو نہ چھیڑ

معانی: محفلِ نو: نئی، جدید دنیا ۔ پرانی داستان چھیڑنا: پرانے مسئلے چھیڑنا یا ان کو ہوا دینا ۔ رنگ پر آنا: مقبول ہونا ۔

مطلب: مزید یہ کہ آج کے ترقی پذیر معاشرے میں ماضی کی روایات کو دہرانا درست نہیں ۔ اس لیے کہ اب اس نوع کی افسانہ طرازی ماحول میں کوئی رنگ نہیں بھر سکتی نا ہی اس سے کوئی مثبت نتیجہ برآمد ہو گا ۔

تو اگر کوئی مدبر ہے تو سن میری صدا
ہے دلیری دستِ اربابِ سیاست کا عصا

معانی: مدبر: سیاست دان ۔ صدا: آواز، مراد نصیحت ۔

مطلب: سر سید کی لوح تربت اس بند میں یوں گویا ہے کہ تم لوگوں سے جو مدبر اور سیاستدان ہیں وہ بغور میرا پیغام سن لیں کہ جرات مندی اور دلیری ان کا شعار ہونا چاہیے ۔ کہ وہ ملک وملت کے مفاد میں حقیقت پسندی اور راست گوئی کے ساتھ اپنا مافی الضمیر پیش کریں ۔

عرضِ مطلب سے جھجک جانا نہیں زیبا تجھے
نیک ہے نیت اگر تیری تو کیا پروا تجھے

معانی: جھجک جانا: رک جانا، ڈر محسوس کرنا ۔

مطلب: اور سچائی کے اظہار میں کسی قسم کی جھجک کسی طور پر بھی مناسب نہیں اس لیے کہ اگر ملت درست ہو تو اپنی بات کہنے میں کوئی قباحت نہیں ہونی چاہیے ۔

بندہَ مومن کا دل بیم و ریا سے پاک ہے
قوتِ فرماں روا کے سامنے بے باک ہے

معانی: بیم وریا: ہر طرح کا خوف اور سیاسی دکھاوا ۔

مطلب: یوں بھی نیک اور حق گو انسان کا دل کسی بھی جھجک اور تذبذب کا شکار نہیں ہوتا اور حکمران خواہ کتنے بھی جابر ہوں ان کے روبرو اپنے نقطہ کا اظہار پوری بیباکی اور جرات مندی کے ساتھ کرتا ہے ۔

ہو اگر ہاتھوں میں تیرے خامہَ معجز رقم
شیشہَ دل ہو اگر تیرا مثالِ جامِ جم

معانی: خامہَ معجزرقم: ایسی تحریر لکھنے والا قلم جو دوسرا نہ لکھ سکے ۔ شیشہَ دل: مراد دل ۔ جام جم: قدیم ایرانی بادشاہ جمشید کا شراب کا پیالہ جس میں دنیا نظر آتی تھی ۔

پاک رکھ اپنی زباں ، تلمیذ رحمانی ہے تو
ہو نہ جائے دیکھنا تیری صدا بے آبرو

معانی: پاک رکھ اپنی زباں : کسی کو برا بھلا نہ کہہ، گالی گلوچ نہ کر ۔ تلمیذ رحمانی: خدا کا شاگرد، عربی مقولہ ہے، الشعرآتلامیذ الرحمٰن، شاعر خدا کے شاگرد ہیں ، الہام ہوتا ہے ۔ صدا: مراد شاعری ۔
مطلب: اگر تم میں سے کوئی ادیب یا شاعر ہے تو تیرا دل ہر طرح کی منافقت اور ریاکاری سے پاک ہونا ضروری ہے اس لیے کہ تم لوگ فطرت کے شاگرد ہو لہذا تمہارا لب و لہجہ کسی حالت میں بھی بے آبرو نہیں ہونا چاہیے ۔

سونے والوں کو جگا دے شعر کے اعجاز سے
خرمنِ باطل جلا دے شعلہَ آواز سے

معانی: جگا دے: ان میں جوش و جذبہ پیدا کر دے ۔ اعجاز: معجزہ، کرامت ۔ خرمن باطل: کفر، باطل طاقتوں کا کھلیان، فصل ۔ شعلہَ آواز: مراد جذبوں کی گرمی اور حرارت سے پر شاعری ۔
مطلب: اپنے اشعار کے اعجاز سے ان لوگوں کو بیدار کر دو جو ایک عرصے سے غفلت کی نیند سو رہے ہیں ۔ آخری بات یہ ہے کہ جھوٹ اور باطل کو اپنی حق گوئی اور راست بازی سے فنا کر دو ۔

ماہِ نو

ٹوٹ کر خورشید کی کشتی ہوئی غرقابِ نیل
ایک ٹکڑا تیرتا پھرتا ہے روئے آب نیل

معانی: ماہِ نو: پہلی رات کا چاند، ہلال ۔ خورشید: سورج ۔ غرقابِ نیل ہوئی: مصر کے دریائے نیل میں ڈوب گئی ۔ ایک ٹکڑا: اشارہ ہے ہلال کی طرف ۔ تیرتا پھرتا ہے: یعنی اس کا عکس ہلتے پانی میں پڑ رہا ہے ۔
مطلب: اقبال اس نظم میں بیان کرتے ہیں کہ جب سورج اپنا سفر تمام کر کے شام کے دھند لکے میں غرق ہوگیا تو یوں محسوس ہوا کہ اس کے نور کا ایک ٹکڑا سطح آسماں پر ہلال نو کی صورت میں ظاہر ہوا ۔

طشتِ گردوں میں ٹپکتا ہے شفق کا خونِ ناب
نشترِ قدرت نے کیا کھولی ہے فصدِ آفتاب

معانی: طشتِ گردوں : آسمان کی تھالی ۔ شفق: آسمان کی سرخی ۔ خون ناب: خالص خون ۔ نشتر: زخم چیرنے کا باریک اوزار ۔ فصد کھولنا: نشتر سے رگ میں سے خراب خون نکالنا ۔
مطلب: اس لمحے کا منظر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ یہ لمحہ وہ ہے کہ شفق کی سرخی اپنی انتہا پر پہنچ چکی ہے بالفاظ دگر یہ کہا جا سکتا ہے کہ فطرت نے سورج کی سرخی انڈیل کر رکھ دی ہے ۔

چرخ نے بالی چرا لی ہے عروسِ شام کی
نیل کے پانی میں یا مچھلی ہے سیمِ خام کی

معانی: بالی: کان کا بندا ۔ عروسِ شام: شام یا رات کی دلہن ۔ سیم خام: کچی چاندنی ۔
مطلب: ہلال نو کو دیکھ کر یوں لگتا ہے جیسے شام ایک دلہن کی مانند ہے اور ہلال نو اس کے کانوں کی بالی ہے یا پھر شفاف پانی میں چاندی کے رنگ جیسی مچھلی تیر رہی ہو ۔

قافلہ تیرا رواں بے منتِ بانگِ درا
گوشِ انساں سن نہیں سکتا تری آوازِ پا

معانی: بے منت: احسان کے بغیر ۔ بانگِ درا: قافلے کی گھنٹی کی آواز ۔ گوش: کان ۔ آوازِ پا: پاؤں کی چاپ ۔
مطلب: تیرا قافلہ گھنٹیوں کے بغیر بڑی خاموشی سے رواں دواں ہے ۔ یہ ایسا سکوت ہے جو انسانی کانوں تک جس کی رسائی ممکن نہیں ۔

گھٹنے بڑھنے کا سماں آنکھوں کو دکھلاتا ہے تو
ہے وطن تیرا کدھر، کس دیس کو جاتا ہے تو

مطلب: کبھی تو اپنے حجم میں کم ہو جاتا ہے اور کبھی زیادہ! قدرتی طور پر یہ سوال اٹھتا ہے کہ تیرا سفر کس جانب رواں ہے اور تیری قیام گاہ کہاں ہے ۔

ساتھ اے سیارہَ ثابت نما لے چل مجھے
خارِ حسرت کی خلش رکھتی ہے اب بے کل مجھے

معانی: سیارہَ ثابت نما: ایسا چلنے والا ستارہ جو ایک جگہ پر ٹکے ہوئے دکھائی دیتا ہے ۔ خارِ حسرت: آرزو کا کانٹا ۔ خلش: چبھن ۔ بے کل: بے چین ۔

مطلب: اے رواں دواں رہنے والے سیارے مجھے بھی اپنے ہمراہ لے چل ۔ اس لیے کہ میں خود بھی اس ماحول سے پریشان ہوں جو میرے گردوپیش موجود ہے ۔

نور کا طالب ہوں ، گھبراتا ہوں اس بستی میں میں
طفلکِ سیماب پا ہوں مکتب ہستی میں ، میں

معانی: طفلک: چھوٹا سا بچہ ۔ سیماب پا: جس کے پاؤں حرکت ہی میں رہتے ہوں ۔ مکتب ہستی: یہ دنیا جو انسان کے لیے مقامِ عبرت و درس ہے ۔

مطلب: میں تو تاریکی کے بجائے روشنی کا طالب ہوں اور ایسے بچے کی مانند ہوں جو مدرسے کے نامناسب ماحول سے گھبراتا ہے ۔

غرّہ شوال یا ہلالِ عید

غرہَ شوال اے نورِ نگاہِ روزہ دار
آکہ ہے تیرے لیے مسلم سراپا انتظار

معانی: غرہ شوال: اسلامی سال کے دسویں مہینے شوال کی پہلی تاریخ کا چاند ۔ نور نگاہ: نظر کا نور ۔ روزہ دار: روزہ رکھنے والا ۔ سراپا انتظار: بے چینی سے انتظار کرنے والا ۔

مطلب: ملت اسلامیہ کے عروج وزوال کے جن مناظر نے تمام عمر علامہ کو مضطرب اور بے چین رکھا ان کا اظہار اس نظم میں بھی ہے ۔ اس امر کی پروا نہ کرتے ہوئے کہ ہلال عید بالخصوص ماہ رمضان کی آزمائشوں کے بعد خوشی اور مسرت کا پیغام لاتا ہے اقبال نے ان اشعار میں ان حقائق کو سامنے رکھا ہے جو مسلمانوں کے زوال کا سبب بنے ۔ اس نظم میں علامہ اقبال ہلال عید کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے ہلال عید یہ امر واقعہ ہے کہ تو روزہ رکھنے والوں کی آنکھ کا تارا ہے ۔ اے چاند جلد نمودار ہو جا کہ روزہ رکھنے والے مسلمان تیرے لیے سراپا انتظار بنے ہوئے ہیں ۔

تیری پیشانی پہ تحریر پیامِ عید ہے
شام تیری کیا ہے صبحِ عیش کی تمہید ہے

معانی: پیامِ عید: عید آنے کی عبارت ۔ عیش: خوشی و مسرت ۔

مطلب: اس لیے کہ تیرے طلوع ہوتے ہی اس امر کا یقین ہو جائے گا کہ اب عید آگئی ہے اور تمام مسلمان اس روز عید سعید پر گلے ملیں گے اور مسرت و خوشی کا اظہار کریں گے ۔ اس لیے کہ تو بے شک شام کے وقت طلوع ہوتا ہے پھر آنحضرت کے پیروکاروں کے لیے تیرا وجود مسرت کی صبح کا آغاز ہے ۔

سرگزشتِ ملت بیضا کا تو آئینہ ہے
اے مہ نو ہم کو تجھ سے الفت دیرینہ ہے

معانی: سرگزشت : گزرے ہوئے حالات، واقعات ۔ ملت بیضا: روشن قوم، یعنی ملت اسلامیہ ۔ آئینہ: مراد جس سے د وسری چیز کا پتا چلے ۔ مہ نو: پہلی کا چاند ۔ الفت دیرینہ : پرانی محبت ۔
مطلب: اے ہلال دیکھا جائے تو تیری حیثیت ملت مسلمہ کی داستان کے لیے آئینے کی حیثیت رکھتی ہے جو ہماری عروج وزوال کی آئینہ دار ہے ۔ اے نئے چاند تیرے ساتھ ہماری محبت انتہائی قدیم ہے ۔

جس عِلم کے سائے میں تیغ آزما ہوئے تھے ہم
دشمنوں کے خون سے رنگیں قبا ہوئے تھے ہم

معانی: علم: پرچم، جھنڈا ۔ تیغ آزما: تلوار سے میدان جنگ میں لڑنے والے ۔ رنگیں قبا: خون کے لباس والا ۔
مطلب: اے چاند تجھے یہ بات تو یاد ہوگی کہ ہم مسلمان غنیم کے خلاف جس پرچم کے تلے تیغ آزما ہوئے تھے اس پر ستارے کے علاوہ تو بھی موجود تھا ۔ ان معرکوں میں ہمارے قبا کے دامن، بالعموم دشمنوں کے خون سے آلودہ ہوتا ہے ۔

تیری قسمت میں ہم آغوش اسی رایت کی ہے
حسنِ روز افزوں سے تیرے آبرو ملت کی ہے

معانی: ہم آغوش: ساتھ مل کے رہنا ۔ رایت: جھنڈا ۔ حسنِ روز افزوں : ہر روز بڑھتے رہنے والا دل کشی ۔ آبرو: شان، عزت ۔

مطلب: اے چاند تو اسی پرچم سے ہم آغوش ہے جس نے فتح کے ہزاروں جھنڈے گاڑے تھے تجھ میں جو خوبصورتی ہے اس سے ملت کی عزت و توقیر میں اضافہ ہوا ہے ۔

آشنا پرور ہے قوم اپنی ، وفا آئیں تیرا
ہے محبت خیز یہ پیراہنِ سیمیں تیرا

معانی: آشنا پرور: دوست کو پالنے والی، وفادار ۔ محبت خیز: محبت بڑھانے والا ۔ پیراہن، سیمیں : سفید لباس ۔
مطلب: جس طرح توں وفا شعار ہے اور اس دستور کو بڑی تندہی سے نبھاتا ہے اسی طرح ہماری قوم بھی اپنے شناساؤں سے ہمیشہ محبت و شفقت سے پیش آتی ہے ۔ ویسے بھی تیرے سراپا سے ہی محبت ٹپکتی ہے ۔ یوں لگتا ہے جیسے تو نے جو لبادہ زیب تن کیا ہوا ہے وہ چاندی کا بنا ہوا ہے ۔

اوج گردوں سے ذرا دنیا کی بستی دیکھ لے
اپنی رفعت سے ہمارے گھر کی پستی دیکھ لے

معانی: اوجِ گردوں : آسمان کی بلندی ۔ بستی: آبادی ۔ رفعت: بلندی ۔
مطلب: اے چاند تو آسمان کی بلندی پر جگمگا رہا ہے وہاں سے اس دنیا کا نظارہ بھی کر لے ۔ اس بلندی سے ہم مسلمانوں کی پستی اور زبوں حالی بھی دیکھ لے ۔

قافلے دیکھ اور ان کی برق رفتاری بھی دیکھ
رہروِ درماندہ کی منزل سے بیزاری بھی دیکھ

معانی: برق رفتاری: تیز چلنے کی حالت، بہت ترقی کرنا ۔ قافلے: دوسری قومیں ۔ رہرودرماند: پیچھے رہ جانے والا مسافر، مراد مسلمان ۔ منزل سے بیزاری: آگے بڑھنے سے بے پروائی ۔

مطلب: اے چاند ان اقوام کے تیز رفتار قافلوں کا جائزہ بھی لے جو بڑے اہتمام و اعتماد کے ساتھ کامیابی و کامرانی کے ساتھ منزل کی جانب رواں دواں ہیں ۔ ان کے مقابل ہمارے قومی کارواں کی سست رفتاری بھی دیکھ لے ۔ یوں لگتا ہے جیسے ہم منزل کے تصور ہی سے بیزار ہیں ۔

دیکھ کر تجھ کو افق پر ہم لٹاتے تھے گہر
اے تہی ساغر ہماری آج ناداری بھی دیکھ

معانی: افق: آسمان کا کنارہ ۔ تہی ساغر: خالی پیالے والا ۔

مطلب: کبھی وہ دور بھی تھا جب تیرے طلوع ہونے پر ہم عالم مسرت و شادمانی میں موتی لٹایا کرتے تھے ۔ جب کہ آج ہم اپنی ناداری اور تہی دستی کے ہاتھوں اس عمل سے معذور ہیں ۔ جب کہ تیری ہیت بھی ایک خالے پیالے کے مانند ہے ۔

فرقہ آرائی کی زنجیروں میں ہیں مسلم اسیر
اپنی آزادی بھی دیکھ، ان کی گرفتاری بھی دیکھ

معانی: فرقہ آرائی: فرقہ بندی ۔ اسیر: قیدی ۔

مطلب: ادھر ہم مسلمان تو مختلف فرقوں میں اس طرح سے بٹے ہوئے ہیں کہ اس نفاق وافتراق کے باعث ایک دوسرے کے خون کے پیاسے بنے ہوئے ہیں ۔ اے چاند تو توان بکھیڑوں سے بے شک آزاد ہے جب کہ ہم باہمی اتحاد واتفاق سے محروم ہوکر محض باہمی تصادم کی لعنت میں اسیر ہوکر رہ گئے ہیں ۔

دیکھ مسجد میں شکستِ رشتۂ تسبیحِ شیخ
بت کدے میں برہمن کی پختہ زناری بھی دیکھ

معانی: شکست رشتہ تسبیح شیخ: مراد مسلمانوں میں انتشار، نا اتفاقی ۔ برہمن: ہندو مذہبی رہنما ۔پختہ زناری: مذہبی قوت میں اضافہ ۔

مطلب: اے آسمان کی رفعت سے نظارہ کرنے والے ہمارے ذہنی افلاس اور باہمی نفاق کا یہ عالم ہے کہ مساجد میں واعظان کرام نے تسبیح کے اس رشتے کو منتشر کر کے رکھ دیا ہے جس سے ملت مسلمہ کا تعلق استوار تھا ۔ اس کے مقابلے میں بتکدوں میں پوجا پاٹ کرنے والا برہمن ہیں جو اپنی قوم کو اتحاد و اتفاق اور باہمی محبت و شفقت کا سبق دیتے نہیں تھکتے ۔

کافروں کی مسلم آئینی کا بھی نظارہ کر
اور اپنے مسلموں کی مسلم آزاری بھی دیکھ

معانی: مسلم آئینی: مسلمانوں کے سے طور طریقے ۔ مسلم آزاری: مسلمانوں کا اپنے ہی بھائیوں کو تکلیف پہنچانا ۔

مطلب: اے چاند یہ عبرت انگیز منظر بھی دیکھ لے کہ کافروں نے کس طرح مسلمانوں کے اصول اور طور طریقے اپنا لیے ہیں ۔ اس کے مقابلے میں مسلمان خود کس طرح اسلام اور اپنے ہم مذہب مسلمانوں کو نقصان پہنچا رہے ہیں ۔

بارشِ سنگِ حوادث کا تماشائی بھی ہو
امتِ مرحوم کی آئینہ دیواری بھی دیکھ

معانی: بارشِ سنگ حوادث: حادثوں کے پتھر برسنا ۔ آئینہ دیواری : بے عملی اور بے حسی ۔

مطلب: مسلمانوں پر جس طرح مصائب کی یلغار ہے ان کا ڈٹ کر مقابلہ کرنے کے بجائے وہ توشیشے کی دیوار ثابت ہو رہے ہیں کہ ذرا ٹھیس لگی اور ٹوٹ گئی ۔

ہاں تملق پیشگی دیکھ آبرو والوں کی تو
اور جو بے آبرو تھے ان کی خودداری بھی دیکھ

معانی: تملق پیشگی: چاپلوسی کی عادت ۔ آبرو والے َعزت والے مراد مسلمان ۔ خودداری: اپنی عزت کی خاطر غلط باتوں سے بچنا ۔

مطلب: اے چاند دیکھ کہ وہ مسلمان جو کبھی صاحب عزت و وقار ہوا کرتے تھے اب اپنے حریفوں کے سامنے خوشامد اور چاپلوسی پر اتر آئے ہیں ان کے بالمقابل وہ لوگ جو حقیر اور پست ہوا کرتے تھے وہی صاحب عزت و وقار ہیں ۔

جس کو ہم نے آشنا لطفِ تکلم سے کیا
اس حریف بے زباں کی گرم گفتاری بھی دیکھ

معانی: لطف تکلم : بات چیز کا مزہ ۔ حریف بے زباں : وہ غیر مسلم قومیں جنھیں بولنے کا سلیقہ نہ تھا ۔ گرم گفتاری: چرب زبانی ۔

مطلب: اے چاند، ہم نے جن گونگی اور بے زبان قوموں کو بولنا سکھایا آج وہ ہماری حریف کی حیثیت سے پورے جوش و خروش کے ساتھ گفتگو کرنے لگی ہیں اور ہم ان کے روبرو انگشت بدنداں کھڑے رہتے ہیں ۔

سازِ عشرت کی صدا مغرب کے ایوانوں میں سن
اور ایراں میں ذرا ماتم کی تیاری بھی دیکھ

معانی: سازِ عشرت: خوشی و مسرت کا باجا۔ مغرب کے ایوان: یورپ کے محل۔
مطلب: مغربی ممالک کے محلات میں آج عیش و عشرت کی محفلیں سجی ہوئی ہیں اور ایران جیسی پر شکوہ مملکت و حکمت و دانش کا سرچشمہ تھی وہاں اپنی بربادی پر ماتم بپا ہے

چاک کر دی ترکِ ناداں نے خلافت کی قبا
سادگی مسلم کی دیکھ، اوروں کی عیاری بھی دیکھ

معانی: چاک کر دی: مراد ترکی کا اقدام جو اس نے خلافت چھوڑ کر مغربی طرز کی حکومت راءج کرنے کے لیے کیا۔
اوروں: دوسری قوموں۔
مطلب: نظامِ خلافت جو دنیا بھر کے مسلمانوں کی وحدت کی علامت ہے اسے خود ہی ترکوں نے فنا کے گھاٹ اتار دیا۔ اور یہ سب کچھ غیر مسلموں کی عیاری کے سبب ہوا۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مسلمان کس قدر سادا اور نادان ہیں۔

صورتِ آئینہ سب کچھ، دیکھ اور خاموش رہ
شورشِ امروز میں محوِ سرودِ دوش رہ

معانی: شورش امروز: آج کے ہنگامے ۔ سرودِ دوش: ماضی کا گیت ۔

مطلب: لیکن اے چاند تو بھی یہ سب کچھ آئینے کی مانند خاموش کے ساتھ دیکھتا رہ اور آج کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے ماضی میں کھو جا ۔

انسان اور بزمِ قدرت

صبح خورشید درخشاں کو جو دیکھا میں نے
بزمِ معمورہَ ہستی سے یہ پوچھا میں نے

معانی: بزمِ قدرت: قدرت کی محفل، مراد یہ کائنات ۔ خورشید درخشاں: چمکتا ہوا سورج ۔ معمورہَ ہستی: مراد آباد دنیا ۔
مطلب: اس نظم کا اگر گہرائی کے ساتھ مطالعہ کیا جائے تو اس امر کا اندازہ ممکن ہے کہ علامہ نے یہاں پہلی بار فلسفہ خودی کی نشاندہی کی ہے اور یہی فلسفہ آگے جا کر ان کی شاعرانہ فکر کا بنیادی مرکز بنا ۔ چنانچہ اس شعر میں فرماتے ہیں کہ چمکتے ہوئے سورج کے لمحات میں جب میں نے صبح کے وقت کا نظارہ کیا تو اس کائنات سے استفسار کیا جس میں خود میری ذات بھی موجود ہے ۔

پرتوِ مہر کے دَم سے ہے اجالا تیرا
سیمِ سیال ہے پانی تیرے دریاؤں کا

معانی: پرتوِ مہر: سورج کی روشنی ۔ دم: وجہ، سبب ۔ سیم سیال: بہتی ہوئی چاندی ۔
مطلب: کہ تجھ میں جو اجالا ہے وہ اسی سورج کی روشنی کے سبب ہے اور تیرے دریاؤں کا چاندی کے مانند شفاف پانی بھی اسی کے دم سے ہے ۔

مہر نے نور کا زیور تجھے پہنایا ہے
تیری محفل کو اسی شمع نے چمکایا ہے

معانی: محفل کو چمکانا: محفل روشن کرنا، رونق کا سبب بننا ۔

مطلب: یہ سورج ہی ہے جس نے تجھے نور کا زیور پہنایا ہے اور اسی سورج کا وجود تیری بزم میں ایک روشن شمع کے مانند ہے

گل و گلزار ترے خلد کی تصویریں ہیں

یہ سبھی سورۂ والشّمس کی تفسیریں ہیں

معانی: خلد: بہشت ۔ سورۂ والشمس: پارہ کی ایک سورہ جس کا آغاز والشمس سے ہوتا ہے یعنی اللہ نے سورج کی قسم کھائی ہے ۔

مطلب: اے کائنات یہ جو تیرے دامن میں گل و گلزار ہیں وہ بہشت کا منظر پیش کرتے ہیں یوں لگتا ہے کہ یہ سب قرآن کریم کے سورہ والشمس کی تفسیریں ہیں ۔

سرخ پوشاک ہے پھولوں کی، درختوں کی ہری

تیری محفل میں کوئی سبز، کوئی لال پری

مطلب: مذکورہ باغات میں جو پھول اور اشجار موجود ہیں علی الترتیب ان کا لبادہ سرخ اور سبز رنگ کا ہے بالکل اسی طرح جیسے کہ تیری محفل میں کوئی سبز پری اور کوئی لال پری ہو۔

ہے ترے خیمۂ گردوں کی طلائی جھالر

بدلیاں لال سی آتی ہیں اُفق پر جو نظر

معانی: خیمہَ گردوں: آسمان کا خیمہ، مراد آسمان ۔

مطلب: اے دنیا تیرا جو آسمان ہے وہ ایسے خیمے کی طرح سے ہے جس کے گرد سنہری جھالر لٹک رہے ہوں اور افق پر جو سرخی مائل بدلیاں دکھائی دیتی ہیں ۔

کیا بھلی لگتی ہے آنکھوں کو شفق کی لالی
مئے گلِ رنگ خمِ شام میں تو نے ڈالی

معانی: افق: آسمان کا دور کا کنارہ ۔ لالی: سرخی ۔ مئے گلرنگ: سرخ رنگ کی شراب ۔ خمِ شام: شام کا مٹکا ۔

مطلب: ان کے ساتھ شفق کی سرخی انتہائی بھلی لگتی ہے جس کے سبب شام کا وقت بھی سرخی مائل دکھائی دیتا ہے ۔

رتبہ تیرا ہے بڑا، شان بڑی ہے تیری
پردہَ نور میں مستور ہے ہر شے تیری

معانی: مستور: چھپی ہوئی ۔ سطوت: شان و شوکت، دبدبہ ۔

مطلب: اے دنیا تیرا مرتبہ بہت بلند ہے اور تیری شان بھی بڑی ہے ۔ اسی لیے تیرے دامن میں جو بھی چیز موجود ہے وہ نور کے پردے میں چھپی ہوئی ہے ۔

صبح اک گیت سراپا ہے تری سطوت کا
زیرِ خورشید نشاں تک بھی نہیں ظلمت کا

معانی: سطوت: شان و شوکت ۔ ظلمت: تاریکی، اندھیرا ۔

مطلب: صبح کو دیکھا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ یہ بھی تیری عظمت کے گیت گا رہی ہے اور جہاں تک خورشید کا تعلق ہے تو اس کے منظر نامے میں تاریکی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔

میں بھی آباد ہوں اس نور کی بستی میں مگر
جل گیا پھر مری تقدیر کا اختر کیوں کر

معانی: اختر: ستارہ ۔ کیونکر: کس طرح ۔

مطلب: تیری اس نور کی بستی میں ہرچند کہ میں بھی رہائش پذیر ہوں لیکن اس کی کیا وجہ ہے کہ میری قسمت کا ستارہ روشنی سے محروم ہے ۔

نور سے دُور ہوں ، ظلمت میں گرفتار ہوں میں
کیوں سیہ روز، سیہ بخت ، سیہ کار ہوں میں

معانی: سیہ روز: جس کا دن تاریک ہو، بد قسمت ۔

مطلب: تیری ان روشنیوں سے دور ہوتے ہوئے میرا وجود ظلمت کے محبس میں ایک قیدی کے مانند ہے چنانچہ میں تجھ سے پوچھتا ہوں کہ پھر کیا وجہ ہے کہ میں ہی تیرے دامن میں رہتے ہوئے بدنصیبی اور بد قسمتی کا شکار ہوں ۔

میں یہ کہتا تھا کہ آواز کہیں سے آئی
بامِ گردوں سے وہ یا صحنِ زمیں سے آئی

معانی: بامِ گردوں: آسمان کی چھت ۔

مطلب: میں ابھی اپنے انہی خیالات میں گم تھا کہ معاً کہیں سے میرے کانوں میں آواز آئی تاہم یہ نہیں کہا جا سکتا کہ یہ آواز آسمان سے یا پھر زمین سے بلند ہوئی ۔

ہے ترے نور سے وابستہ مری بود و نبود
باغباں ہے تری ہستی پےَ گلزارِ وجود

معانی: وابستہ: بندھی ہوئی ۔ بود و نبود: ہونا یعنی ہستی اور نہ ہونا یعنی نیستی ۔ پےَ گلزارِ وجود: ہستی کے باغ کے لیے ۔

مطلب: اے انسان! اس حقیقت کو جان لے کہ کائنات کا عدم یا وجود صبح دم طلوع ہوتے ہوئے سورج کے دم سے نہیں بلکہ تیری ذات سے ہے کہ تیری ہی ذات ہے جو میرے گلستاں کے لیے ایک باغبان کی مانند ہے ۔

انجمن حسن کی ہے تو، تری تصویر ہوں میں
عشق کا تو ہے صحیفہ، تری تفسیر ہوں میں

معانی: صحیفہ: کتاب ۔

مطلب: اے انسان! تیرا وجود ہی ہر نوع کی خوبصورتیوں کا مجموعہ ہے اور جہاں تک میرا تعلق ہے میں تو ان خوبصورتیوں اور مظاہر فطرت کے عکس کی طرح ہوں تو ہی عشق کا وہ صحیفہ ہے جس کی تفسیر میری ذات ہے ۔

میرے بگڑے ہوئے کاموں کو بنایا تو نے
بار جو مجھ سے نہ اٹھا وہ اٹھایا تو نے

معانی: بگڑے کام بنانا: جو کام غلط ہوئے ہوں انھیں ٹھیک کرنا ۔
مطلب: تو ہی ہے جس نے میرے بگڑے ہوئے کاموں کی مثبت انداز میں تکمیل کی ہے ۔ یہی نہیں بلکہ اس کارکردگی کے ضمن میں جو بوجھ میں نہ اٹھا سکی وہ تو نے ہی اٹھایا ہے ۔

نورِ خورشید کی محتاج ہے ہستی میری
اور بے منتِ خورشید چمک ہے تیری

معانی: بے منتِ خورشید: سورج کے احسان کے بغیر ۔
مطلب: جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے دیکھا جائے تو وہ سورج کی روشنی کی محتاج ٹھہرتی ہے جب کہ تجھ میں جو چمک اور تابندگی ہے اس کے لیے سورج کی روشنی قطعی طور پر درکار نہیں ۔

ہو نہ خورشید تو ویراں ہو گلستاں میرا
منزلِ عیش کی جا نام ہو زنداں میرا

معانی: ویراں : ایسی جگہ جہاں کوئی آبادی وغیرہ نہ ہو ۔ منزلِ عیش کی جا: عیش کے ٹھکانے کی بجائے ۔ زنداں : قید خانہ ۔
مطلب: اگر سورج کا وجود نہ ہو تو میرا گلستاں اور میری ہستی ایک ویران صحرا میں تبدیل ہو کر رہ جائے اس کے برعکس تیری ذات سورج کے کسی جوہر کی محتاج نہیں ۔ سورج کے بغیر تو میرے تمام عشرت کدے، عملاً زندانوں میں تبدیل ہو کر رہ جائیں ۔

آہ، اے رازِ عیاں کے نہ سمجھنے والے
حلقۂ دامِ تمنا میں الجھنے والے

معانی: رازِ عیاں: کھلا بھید۔ حلقۂ دامِ تمنا: آرزو کے جال کا حلقہ۔ الجھنے والا: پھنسنے والا۔
مطلب: افسوس! اے انسان تو اس راز کو بھی نہ سمجھ سکا جو عملاً بالکل واضح ہے۔ اس کی وجہ غالباً یہ ہے کہ تو خود ہی اپنی خواہشوں کے دام میں الجھ کر رہ گیا ہے۔

ہائے غفلت کہ تری آنکھ ہے پابندِ مجاز
ناز زیبا تھا تجھے، تو ہے مگر گرمِ نیاز

معانی: پابند مجاز: غیر حقیقی باتوں کو دیکھنے کی عادی۔ زیبا: مراد مناسب، لائق۔ گرم نیاز: انکسار میں مصروف۔
مطلب: یہ کیسی غفلت ہے اور مقام افسوس بھی ہے کہ تیری آنکھ محض ظاہر پرست ہے اور اس کے ساتھ ہی حقائق سے ناآشنا بھی ہے۔

تو اگر اپنی حقیقت سے خبردار رہے
نہ سیہ روز رہے پھر، نہ سیہ کار رہے

مطلب: آخری بات یہ ہے کہ اگر تو اپنی حقیقتوں کا پوری طرح ادراک کرلے تو اس کے بعد تیری بدبختی اور بدنصیبی ختم ہوکر رہ جائے۔

پیامِ صبح
(ماخوذ از لانگ فیلو)

اُجالا جب ہوا رخصت جبینِ شب کی افشاں کا
نسیمِ زندگی پیغام لائی صبحِ خنداں کا

معانی: لانگ فیلو: مشہور امریکی شاعر۔ رخصت ہونا: غائب، ختم ہونا ۔ جبینِ شب رات کی پیشانی ۔ افشاں : گوٹے کی کترن، سجاوٹ کے لیے ماتھے پر لگائی جاتی ہے ۔ نسیم: صبح کی خوشگوار ہوا ۔ صبح خنداں : ہستی ہوئی صبح ۔
مطلب: نواشعار پر مشتمل یہ نظم مشہور زمانہ امریکی شاعر لانگ فیلو کی تخلیق سے ماخوذ ہے اس نظم میں اقبال نے جس نوع کی امیجری اور فطرت نگاری سے کام لیا ہے وہ ان کی فن پر مکمل گرفت اور قادر الکلامی کی دلیل ہے ۔ اقبال کہتے ہیں کہ جب آسمان پر ستارے ڈوب گئے اور شب کا اختتام ہوا تو ہنستی کھیلتی زندگی پیغام سحر لے کر نمودار ہو گئی ۔

جگایا بلبلِ رنگیں نوا کو آشیانے میں
کنارے کھیت کے شانہ ہلایا اس نے دہقاں کا

معانی: رنگیں نوا: دل کو بھانے والا نغمہ گانے والی ۔ شانہ ہلانا: کسی کو جگانے کے لیے ہلانا ۔ دہقاں کسان
مطلب :اور اپنے عمل میں اس طرح مصروف ہوئی کہ بلبل جو اپنے گھونسلے میں محو استراحت ہوئی پہلے اسے جگایا اس کے بعد کسان جو کھیتی کی کنارے پر محو خواب تھا اسے بھی بیدار کر دیا ۔

طلسمِ ظلمتِ شب سورۂ والنور سے توڑا
اندھیرا میں اُڑایا تاجِ زر شمع شبستاں کا

معانی: طلسم توڑا: جادو کا اثر ختم کرنا ۔ سورہ والنور: قرآن کریم کی سورت ۔ تاجِ زر توڑا: مراد سنہری روشنی ختم کر دی ۔ شمع شبستان: رات کی محفل کی موم بتی ۔
مطلب: یوں لگتا تھا جیسے اس نے سورہ والنور کی قوت سے ظلمت شب کا طلسم توڑ ڈالا اور عشرت گاہوں میں روشن ہونے والی شمعوں کو بھی بجھا دیا ۔

پڑھا خوابیدگانِ دَیر پر افسونِ بیداری
برہمن کو دیا پیغام خورشید درخشاں کا

معانی: خوابیدگان: جمع خوابیدہ، سوئے ہوئے ۔ دَیر: مندر ۔ برہمن: ہندووَں کا مذہبی پیشوا ۔ خورشید درخشاں: چمکتا ہوا سورج ۔
مطلب: جو برہمن مندروں میں سو رہے تھے ان کو بیدار کیا اور طلوع ہونے والے سورج کا پیغام بھی دیا ۔

ہوئی بامِ حرم پر آ کے یوں گویا مؤذن سے
نہیں کھٹکا ترے دل میں نمودِ مہرِ تاباں کا

معانی: بامِ حرم: کعبہ، مسجد کی چھت ۔ گویا ہوئی: بولی، کہنے لگی ۔ نمود: ظاہر، طلوع ہونا ۔ مہرِ تابان: روشن سورج ۔
مطلب: دوسری جانب جب مؤذن سے مسجد میں پہنچ کر یوں مکالمہ کیا کہ سورج نکلنے کے بعد نہ اذان کا وقت باقی رہے گا نہ ہی نماز کا اس لیے بیدار ہو کر اذان بھی دے اور نماز بھی ادا کر ۔

پکاری اس طرح دیوارِ گلشن پر کھڑے ہو کر
چٹک او غنچۂ گل! تو مؤذن ہے گلستاں کا

معانی: پکاری: اونچی آواز میں کہنے لگی ۔ چٹک: کھل ۔ او غنچہ: اری کلی، اے کلی ۔
مطلب: پھر وہ باغ میں آئی اور غنچوں کو چٹکنے کی طرف راغب کیا ۔

دیا یہ حکم، صحرا میں چلو اے قافلے والو
چمکنے کو ہے جگنو بن کے ہر ذرہ بیاباں کا

مطلب: اس کے بعد صحرا کی جانب نکل گئی اور تھکے ماندے قافلوں کو پھر سے آغاز سفر کے لیے آمادہ کیا کہ اب دھوپ نکلنے والی ہے اس لیے روانہ ہو جاوَ ۔

سوئے گورِ غریباں جب گئی زندوں کی بستی سے
تو یوں بولی نظارہ دیکھ کر شہرِ خموشاں کا

معانی: سوئے گورِ غریباں: پردیسیوں، یعنی عدم کے مسافروں کی قبروں کی طرف ۔ زندوں کی بستی: چلتے پھرتے انسانوں کی دنیا ۔ شہر خموشاں: قبرستان
مطلب: اس کے بعد وہ قبرستان میں جا پہنچی تو وہاں سناٹے کو دیکھ کر اہل قبور سے یوں گویا ہوئی ۔

ابھی آرام سے لیٹے رہو، میں پھر بھی آوَں گی
سلا دوں گی جہاں کو، خواب سے تم کو جگاؤں گی

معانی: خواب: نیند ۔ سلا دوں گی: مراد مار دوں گی ۔ جگا دوں گی: قیامت کے دن مردوں کو زندہ کروں گی ۔
مطلب: کہ ابھی تم آرام سے لیٹے رہو کہ میں بعد میں یہاں آؤں گی اور زمانے بھر کو بیدار کرنے کے بعد تمہاری بیداری کا اہتمام کروں گی ۔

عشق اور موت

(ماخوذ از ٹینی سن)

سہانی نمودِ جہاں کی گھڑی تھی
تبسم فشاں زندگی کی کلی تھی

معانی: ٹینی سن: مشہور انگریزی شاعر ۔ سہانی: دل پر اچھا اثر کرنے والی ۔ نمودِ جہاں: دنیا کی پیدائش ۔ تبسم فشاں: مسکراہٹیں بکھیرنے والی ۔

مطلب: یہ نظم ممتاز برطانوی شاعر ٹینی سن کی نظم سے ماخوذ ہے اقبال نے نظم کے مرکزی اور بنیادی خیال کو پوری مہارت کے ساتھ اپنے مخصوص خوبصورت انداز میں اپنے ہاں منتقل کیا ہے ۔ اس نظم میں اقبال آغاز کائنات کے ان لمحات کا ذکر کرتے ہوئے کرتے ہیں جب تخلیق کے عمل کا آغاز ہوا تھا اور زندگی کی کلی کھلی رہی تھی

کہیں مہر کو تاجِ زَر مل رہا تھا
عطا چاند کو چاندنی ہو رہی تھی

معانی: تاجِ زر: سونے کا تاج، یعنی سنہری روشنی ۔

مطلب: ان لمحات میں خالق لم یزل کی جانب سے کہیں آفتاب کو کائنات پر دھوپ اور روشنی بکھیرنے کی صلاحیت ملی تھی اور کہیں ماہتاب کو چاندنی پھیلانے کی قوت عطا ہو رہی تھی ۔

سیہ پیرہن شام کو دے رہے تھے
ستاروں کو تعلیمِ تابندگی تھی

معانی: تابندگی: چمکنے کی حالت ۔

مطلب: شام کے وقت کو سیہ لباس فراہم کیا جا رہا تھا جب کہ ستاروں کو چمک کا تحفہ دیا جا رہا تھا ۔

کہیں شاخِ ہستی کو لگتے تھے پتے
کہیں زندگی کی کلی پھوٹتی تھی

مطلب: کرہَ ارض پر زندگی اور تخلیق کے جذبوں سے نوازا جا رہا تھا ۔ ان لمحات میں فرشتے شبنم کو آنسو بہانے کی تربیت دے رہے تھے اور کہیں پہلی بار کلی چٹک کر پھول کے لبوں کو خندہ زن کر رہی تھی ۔

عطا درد ہوتا تھا شاعر کے دل کو
خودی تشنہ کام مےَ بے خودی تھی

معانی: درد: مراد جذبہ عشق ۔ تشنہ کام: پیاسا، پیاسی ۔ مےَ بے خودی: حالت وجد کی شراب ۔ خودی: اپنے وجود کا احساس ۔

مطلب: شاعر کے دل میں درد کی لذت بھی اسی لمحے فراہم کی گئی اور خودی کو بھی بے خودی کے جذبے سے مسحور کیا جا رہا تھا ۔

اٹھی اول اول گھٹا کالی کالی
کوئی حور چوٹی کو کھولے کھڑی تھی

معانی: چوٹی: چٹیا، گندھے ہوئے بال ۔ حور: جنت کی عورت، خوبصورت عورت ۔
مطلب: پہاڑوں کی چوٹیوں پر پہلی بار کالی کالی گھٹاؤں کی اس طرح آمد ہوئی کہ ایسا لگتا تھا جیسے کوئی حور اپنے گھنیرے بال کھولے ہوئے کھڑی ہے ۔

زمیں کو تھا دعویٰ کہ میں آسماں ہوں
مکاں کہہ رہا تھا کہ میں لا مکاں ہوں

معانی: دعویٰ: اپنی بات کی سچائی پر زور دینے کی حالت ۔ آسماں ہوں : بلند ہوں ، بلند مرتبہ ہوں ۔ مکاں : مراد یہ وجود کی دنیا ۔ لا مکاں : عالم بالا، اوپر کی دنیا ۔
مطلب: زمیں کا یہ دعویٰ تھا کہ میں آسمان کی طرح بلند ہوں اور یہ وجود کی دنیا کہ رہی تھی کہ میں لا مکاں ہوں ۔

غرض اس قدر یہ نظارہ تھا پیارا
کہ نظارگی ہو سراپا نظارا

معانی: نظارگی: دیکھنے کی کیفیت، دیکھنے والا ۔ سراپا: پوری طرح ۔
مطلب: آغازِ کائنات کے لمحات بقول اقبال اس قدر خوبصورت اور نظر فریب تھے کہ یہ مناظر سراپا ایک دیکھنے کی چیز بنے ہوئے تھے ۔

ملک آزماتے تھے پرواز اپنی
جبینوں سے نورِ ازل آشکارا

معانی: ملک: فرشتے ۔ جبینوں: جمع جبین، پیشانیاں ۔ نورِ ازل: کائنات کی تخلیق سے بھی پہلے کا نور ۔

مطلب: ان لمحات میں آسمانوں پر فرشتے بھی اس قدر مسرور تھے کہ چاروں جانب اس طرح رواں دواں تھے جیسے اپنی قوت پرواز کی آزمائش کر رہے ہوں ۔ ان کی پیشانیوں سے نور ازل آشکار ہو رہا تھا ۔

فرشتہ تھا اک، عشق تھا نام جس کا
کہ تھی رہبری اس کی سب کا سہارا

مطلب: ان میں ایک فرشتہ عشق کے جذبے کا بھی تھا جو دوسرے فرشتوں کی رہنمائی کیا کرتا تھا ۔

فرشتہ کہ پتلا تھا بے تابیوں کا
ملک کا ملک اور پارے کا پارا

معانی: پتلا: مجسمہ، تصویر ۔ پارا: سفید ماءع دھات جو ہر وقت ہلتی رہتی ہے ۔

مطلب: اس فرشتے میں اضطراب کا عنصر اس طرح نمایاں تھا جیسے اس کے وجود میں پارا متحرک ہو ۔

پئے سیرِ فردوس کو جا رہا تھا
قضا سے ملا راہ میں وہ قضارا

معانی: پئے سیر: سیر کے واسطے ۔ فردوس: جنت ۔ قضا: خدائی حکم، موت کا فرشتہ ۔ قضا را: اتفاق سے، اچانک ۔
مطلب: عشق کا یہ فرشتہ جنت کی سیر کو جا رہا تھا کہ اچانک اسے راستے میں موت کا فرشتہ یعنی ملک الموت مل گیا ۔

یہ پوچھا ترا نام کیا، کام کیا ہے
نہیں آنکھ کو دید تیری گوارا

معانی: گوارا: پسند، قابل برداشت ۔
مطلب: عشق کے فرشتے نے اس سے استفسار کیا کہ بتاوَ تو سہی تو کون ہے اور تیرا کام کیا ہے ۔ تجھے دیکھ کر مجھے کچھ ناگوار سی کیفیت محسوس ہو رہی ہے ۔

ہوا سن کر گویا قضا کا فرشتہ
اجل ہوں، مرا کام ہے آشکارا

معانی: اجل: موت ۔
مطلب: اس مرحلے پر ملک الموت نے جواباً کہا! حیرت ہے کہ تو میری ذات سے واقف نہیں میں ہی تو ہوں جو ہر زندہ شے کو فنا کے گھاٹ اتارنے پر قادر ہوں ۔

اُڑاتی ہوں میں رختِ ہستی کے پرزے
بجھاتی ہوں میں زندگی کا شرارا

معانی: رخت ہستی کے پرزے اڑانا: زندگی کے لباس کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا، مراد زندگی ختم کر دینا ۔ زندگی کا شرارا بجھانا: مراد مارنا ۔

مطلب: میں ہی زندگی کے پرزے اڑاتی ہوں اور اسے ہمیشہ کے لیے موت کی نیند سلا دیتی ہوں ۔

مری آنکھ میں جادوئے نیستی ہے
پیام فنا ہے اس کا اشارا

معانی: جادوئے نیستی: مٹا دینے، ختم کر دینے کا جادو۔ پیامِ فنا: موت کا سندیسہ ۔ ہستی: وجود ۔

مطلب: میری آنکھوں میں وہ جادو ہے جو وجود کو عدم وجود سے آشنا کرتا ہے اور جس کا پیغام فنا ہے ۔

مگر ایک ہستی ہے دنیا میں ایسی
وہ آتش ہے، میں سامنے اس کے پارا

معانی: ہستی: وجود، مراد عشق ۔ آتش: آگ، شرر ۔

مطلب: مگر ایک ہستی ایسی بھی ہے جو اس دنیا میں آگ کی مانند ہے اور حقیقت یہ ہے کہ میں اس کے مقابلے میں پارے کی حیثیت رکھتا ہوں ۔

شرر بن کے رہتی ہے انساں کے دل میں
وہ ہے نورِ مطلق کی آنکھوں کا تارا

معانی: نورِ مطلق: مکمل نور، مراد محبوب حقیقی ۔ آنکھوں کا تارا: بہت پیارا ۔

مطلب: یہ ہستی قلب انسان میں ایک شعلے کی مانند پوشیدہ رہتی ہے اور سچ تو یہ ہے کہ وہی خدائے لم یزل کی آنکھوں کا تارا ہے ۔ مراد یہ کہ خداوند عالم اسے بہت عزیز رکھتا ہے ۔

ٹپکتی ہے آنکھوں سے بن بن کے آنسو
وہ آنسو کہ ہو جن کی تلخی گوارا

معانی: تلخی: کڑواہٹ ۔

مطلب: یہی ہستی یعنی عشق انسان کے دل میں موجزن رہتا ہے اور اس کے وجود اس کے لیے تلخ ہونے کے باوجود ایک خوش گوار حیثیت رکھتا ہے ۔

سنی عشق نے گفتگو جب قضا کی
ہنسی اس کے لب پر ہوئی آشکارا

مطلب: عشق کے فرشتے نے جب ملک الموت کی گفتگو سنی تو اس لے لبوں پر مسکراہٹ نمودار ہو گئی ۔

گری اس تبسم کی بجلی اجل پر
اندھیرے کا ہو نور میں کیا گزارا

معانی: بجلی گرنا: تبسم: مسکراہٹ ۔ مصیبت آ پڑنا ۔

مطلب: اور اس کا یہی تبسم بجلی بن کر موت کے فرشتے پر گرا ۔

بقا کو جو دیکھا فنا ہو گئی وہ

قضا تھی شکارِ قضا ہو گئی وہ

معانی: ہمیشگی ، باقی رہنے کی حالت ۔ شکارِ قضا ہو گئی ۔ فنا ہو گئی ۔

مطلب: جب موت کے فرشتے نے عشق کے فرشتے کو دیکھا تو قضا ہونے کے باوجود خود قضا کا شکار ہو گئی ۔ اس لیے کہ روشنی کے روبرو تاریکی کا وجود باقی نہیں رہتا ۔ عشق تو زندگی کا مظہر ہے ۔ ظاہر ہے موت اس کے روبرو کیسے ٹھہر سکتی تھی ۔

زُہد اور رندی

اک مولوی صاحب کی سناتا ہوں کہانی
تیزی نہیں منظور طبیعت کی دکھانی

معانی: زُہد: پارسائی ۔ رِندی: شرابی، عاشق ۔ طبیعت کی تیزی: سوچ و فکر کی قدرتی قوت ۔ دکھانا: ظاہر کرنا ۔
مطلب: زہد اور رندی ایک ایسی نظم ہے جس میں ایک جانب تو علامہ اقبال نے بڑے خوبصورت اور واضح انداز میں اپنے عقائد کا ذکر کیا ہے اور دوسری جانب ان تضادات کی نشاندہی بھی کی ہے جو ملازم اور پاپائیت کے تعصبات کی پیداوار ہیں ۔ اس نظم کے عملی سطح پر دو کردار ہیں ۔ ایک مولوی اور دوسرا ایسا آزاد خیال مسلمان جو اسلام کو انتہائی وسیع المشرب مذہب تصور کرتا ہے جب کہ مولوی اسے اپنے ذاتی تعصبات کی عینک سے ہی دیکھتا ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں میں یہاں آپ کو ایک مولوی صاحب کی داستان سنانے لگا ہوں ۔ میرے اس عمل کا مقصد قطعی طور پر یہ نہیں ہے کہ محض اپنی طبع کی تیزی کا اظہار کروں بلکہ کچھ ایسے حقائق ہیں جن کا تذکرہ ناگزیر ہے ۔

شہرہ تھا بہت آپ کی صوفی منشی کا
کرتے تھے ادب ان کا اعلی و ادانی

معانی: شہرہ: چرچا، مشہور ۔ صوفی منشی: صوفیوں کی سی زندگی بسر کرنا ۔ اعالی: جمع اعلیٰ، بڑے بڑے لوگ ۔ ادانی: جمع ادنیٰ، عام یا معلولی لوگ ۔
مطلب: جن مولوی صاحب کی داستان سنائی جا رہی ہے ان کے بارے میں یہی شہرت تھی کہ وہ تصوف کے فلسفہ سے پوری طرح آگاہ ہیں اس سبب ہر چھوٹا بڑا موصوف کا بہت احترام کرتا تھا ۔

کہتے تھے کہ پنہاں ہے تصوف میں شریعت
جس طرح کہ الفاظ میں مضمر ہوں معانی

معانی: پنہاں : چھپی ہوئی ۔ تصوف : دنیا سے بے نیاز اور اللہ کی ذات میں فنا ہونا ۔ مضمر: چھپے ہوئے ۔ معانی: جمع معنیٰ مطلب ۔

مطلب: ان مولوی صاحب کا عقیدہ یہ تھا کہ تصوف کے فلسفے میں شریعت اس طرح پوشیدہ ہے جیسے کہ الفاظ میں معانی چھپے ہوئے ہیں ۔

لبریز مئے زہد سے تھی دل کی صراحی
تھی تہ میں کہیں دُردِ خیالِ ہمہ دانی

معانی: لبریز: بھری ہوئی ۔ مئے زہد: پارسائی کی شراب ۔ صراحی: شراب کا برتن، مراد دل ۔ دُرد: تلچھٹ، میل ۔ خیال ہمہ دانی: ہر بات، سب کچھ جانے کا گھمنڈ ۔

مطلب: ان کا دل بھی کہا جاتا ہے کہ زہد سے لبریز تھا یوں بھی وہ خود بہت جیر و عاقل تصور کرتے تھے اور کسی دوسرے کو خاطر میں بھی نہیں لاتے تھے ۔

کرتے تھے بیاں آپ کرامات کا اپنی
منظور تھی تعداد مریدوں کی بڑھانی

معانی: کرامات: جمع کرامت، ایسے کام جو عام آدمی کی طاقت سے باہر ہوں ۔

مطلب: اپنی کرامات کا خود سے بہت چرچا کرتے تھے ۔ ان کے اس رویے کا بنیادی مقصد فی الواقع اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ اپنے مریدوں کی تعداد میں اضافہ کیا جائے ۔

مدت سے رہا کرتے تھے ہمسائے میں میرے
تھی رند سے زاہد کی ملاقات پرانی

معانی: رند: ایسا انسان جو عشق کی شراب میں مست ہو ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ یہ مولوی صاحب عرصہ دراز سے میری پڑوس میں سکونت اختیار کیے ہوئے تھے ۔ میں تو خیر رند ہی تھا لیکن زہد کے ان دعویدار سے پڑوسی ہونے کے ناطے میری پرانی واقفیت تھی ۔

حضرت نے مرے ایک شناسا سے یہ پوچھا
اقبال ، کہ ہے قمری شمشادِ معانی

معانی: شناسا: واقف، جاننے والا ۔ قمری: کبوتر سے چھوٹا ایک خوش آواز پرندہ، فاختہ ۔ شمشاد: ایک سیدھا لمبا درخت، بلندی ۔ معانی: معنوں یعنی شاعری میں نئے نئے مضامین پیدا کرنا ۔

مطلب: ایک روز انھوں نے میری بجائے میرے ایک واقف کار سے استفسار کیا کہ یہ شخص اقبال جس کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ بلند پایہ شاعر ہے ۔

پابندیِ احکامِ شریعت میں ہے کیسا
گو شعر میں ہے رشکِ کلیمِ ہمدانی

معانی:احکامِ شریعت: شریعت کے حکم، فراءض ۔ کیسا ہے: یعنی اچھا یا برا ہے ۔ شعر: شاعری ۔ رشک: دوسروں کی خوبی خود میں پیدا کرنے کی خواہش ۔ کلیم ہمدانی: ابو طالب کلیم، فارسی کا مشہور شاعر۔
مطلب: گوکہ اس کی شاعری ابوطالب کلیم کی طرح رشک آمیز ہے ذرا یہ تو بتاوَاحکام شرعی کا بھی پابند ہے یا نہیں

سنتا ہوں کہ کافر نہیں ہندو کو سمجھتا
ہے ایسا عقیدہ اثرِ فلسفہ دانی

معانی: عقیدہ: اعتقاد، مذہبی خیال ۔ فلسفہ دانی: علم فلسفہ جاننا ۔
مطلب: اس کے متعلق سنا ہے کہ ہندو کو کافر نہیں سمجھتا اس نوع کا عقیدہ تو محض ایسے شخص کا ہو سکتا ہے جو صرف فلسفے پر یقین رکھتا ہو۔

ہے اس کی طبیعت میں تَشیّع بھی ذرا سا
تفضیلِ علی ہم نے سنی اس کی زبانی

معانی: تشیع: شیعہ عقیدہ رکھنے کا عمل ۔ تفضیل: فضیلت ، دوسروں پر برتری دینا ۔ علی: حضرت علی علیہ السلام ۔
مطلب: مزید براں یہ بھی کہا جاتا ہے کہ اقبال کی فطرت میں شیعت کے عقیدے کا بھی کچھ عمل دخل ہے ۔ اس لیے کہ وہ خلفاء میں حضرت علی کو افضل تصور کرتا ہے ۔

سمجھا ہے کہ ہے راگ عبادات میں داخل
مقصود ہے مذہب کی مگر خاک اڑانی

معانی: مقصود: غرض، مقصد ۔ مگر: شاید ۔ مذہب کی خاک اڑانا: مذہب کو رسوا کرنا، ذلیل کرنا ۔

مطلب: اس کے علاوہ راگ رنگ کو بھی عبادت کا ایک حصہ خیال کرتا ہے ۔ اس کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ مذہب کا مذاق اڑاتا ہے ۔

کچھ عار اسے حسن فروشوں سے نہیں ہے
عادت یہ ہمارے شعرا کی ہے پرانی

معانی: حسن فروش: حسن بیچنے والی، مراد بازاری عورتیں ۔

مطلب: یہی نہیں بلکہ وہ تو طواء فیت کو بھی برا نہیں سمجھتا ۔ مگر محض اقبال سے ہی یہ شکایت نہ ہونی چاہیے اس لیے کہ ہمیشہ سے ہمارے شعراء کا یہی وطیرہ رہا ہے ۔

گانا جو ہے شب کو تو سحر کو ہے تلاوت
اس رمز کے اب تک نہ کھلے ہم پہ معانی

معانی: سحر: صبح کے وقت ۔ رمز: بھید ۔ معانی نہ کھلنا: حقیقتِ حال سمجھ میں نہ آنا ۔

مطلب: وہ یہی تو کرتے ہیں کہ رات کو گانے سے محظوظ ہونا اور صبح دم قرآن کریم کی تلاوت کرنا! یہ صورت حال بحر حال ایک ایسا راز ہے جس کی تعبیر سے کم از کم ہم ابھی تک آگاہ نہیں ہیں ۔

لیکن یہ سنا اپنے مریدوں سے ہے میں نے
بے داغ ہے مانندِ سحر اس کی جوانی

معانی: بے داغ: برائی سے پاک ۔ مانند سحر: صبح کی طرح ۔
مطلب: اس کے ساتھ ہی میں نے اپنے مریدوں سے یہ بھی سنا ہے وہ عالم شباب میں بھی بے داغ کردار کا مالک ہے ۔

مجموعۂ اضداد ہے ، اقبال نہیں ہے
دل دفترِ حکمت ہے ، طبیعت خفقانی

معانی: مجموعہ اضداد: ایسا شخص جس میں متضاد یعنی باہم مخالف باتیں جمع ہوں ۔ دفتر حکمت: فلسفہ کی کتاب ۔ خفقانی: دل دھڑکنے کی بیماری میں مبتلا ۔
مطلب: مجھے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اقبال تضادات کا مجموعہ ہے یعنی اس کا دل تو حکمت و دانش کا خزینہ ہے جب کہ طبیعت میں قدرے جنون کے آثار دکھائی دیتے ہیں ۔

رندی سے بھی آگاہ، شریعت سے بھی واقف
پوچھو جو تصوف کی تو منصور کا ثانی

معانی: منصور: مراد حسین بن منصور حلاج جنھیں انا الحق کہنے پر پھانسی دی گئی تھی ۔ ثانی: مراد مانند ۔
مطلب: اقبال تو رندی سے بھی آگاہ ہے اور شریعت سے اچھی طرح واقفیت رکھتا ہے اگر اس سے تصوف کے بارے پوچھو تو منصور حلاج کا ثانی لگتا ہے ۔

اس شخص کی ہم پر تو حقیقت نہیں کھلتی
ہو گا یہ کسی اور ہی اسلام کا بانی

معانی: حقیقت نہ کھلنا: صحیح صورت حال معلوم نہ ہونا ۔
مطلب: مولوی صاحب استفسارات کو جاری رکھتے ہوئے کہتے ہیں کہ مجھ پر اس شخص کی حقیقت واضح نہیں ہوتی کیا وہ کسی نئے اسلام کا بانی تو نہیں ہے ۔

القصہ بہت طول دیا وعظ کو اپنے
تا دیر رہی آپ کی یہ نغز بیانی

معانی: القصہ: مختصر یہ کہ ۔ تا دیر: دیر تک ۔ نغز بیانی: بڑی پیاری گفتگو (طنزیہ) ۔
مطلب: مختصر یہ کہ مولوی صاحب نے اپنے وعظ کو بہت طول دیا اور ان کی لمبی چوڑی تقریر کافی دیر تک جاری رہی ۔

اس شہر میں جو بات ہو، اُڑ جاتی ہے سب میں
میں نے بھی سنی اپنے احبا کی زبانی

معانی: بات اُڑ جانا: بات مشہور ہو جانا ۔ احبا: جمع حبیب، دوست ۔
مطلب: چونکہ اس شہر میں کوئی بات چھپی نہیں رہتی اس لیے مولوی صاحب کے ارشادات کا ہر طرف جو چرچا ہوا اس کی داستان مجھ تک بھی پہنچی ۔

اک دن جو سرِ راہ ملے حضرت زاہد
پھر چھڑ گئی باتوں میں وہی بات پرانی

معانی: سرراہ ملنا: راستے میں اچانک ملاقات ہونا ۔ حضرت زاہد: مراد وہی مولوی صاحب ۔ بات چھڑنا: باتیں شروع ہو جانا ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ بعد میں ایک روز مولوی صاحب سر راہ اچانک مل گئے تو آپس میں وہی پرانی بات چھڑ گئی ۔

فرمایا، شکایت وہ محبت کے سبب تھی
تھا فرض مرا راہ شریعت کی دکھانی

معانی: راہ دکھانا: صحیح راستے پر ڈالنا ۔

مطلب: وہ باتیں جو تم تک پہنچیں دراصل وہ تو محبت کے سبب کہی گئیں تھیں ۔ میرا مقصد تو تمہیں محض شریعت کی راہ سے آگاہ کرنے کے سوا اور کچھ نہ تھا ۔

میں نے کہا کوئی گلہ مجھ کو نہیں ہے
یہ آپ کا حق تھا زرہِ قربِ مکانی

معانی: حق: فرض ۔ زرہِ قرب مکانی: قریب، ہمسائیگی میں رہنے کی وجہ سے ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں اس مرحلے پر میں نے جواباً کہا کہ پڑوسی ہونے کے ناطے آپ نے جو کچھ فرمایا وہ یقیناً آپ کا حق تھا مجھے اس پر کوئی گلہ اور شکایت نہیں ۔

خم ہے سرِ تسلیم مرا آپ کے آگے
پیری ہے تواضع کے سبب میری جوانی

معانی: خم ہے: جھکا ہوا ہے ۔ سر تسلیم خم ہونا: دوسروں کی مرضی پر راضی رہنا ۔ پیری: بڑھاپا ۔ تواضع: عاجزی، انکساری ۔

مطلب: مولانا! میں توآپ کا نیاز مند ہوں ۔ ویسے بھی آپ میرے بزرگ ہیں ۔

گر آپ کو معلوم نہیں میری حقیقت
پیدا نہیں کچھ اس سے قصورِ ہمہ دانی

معانی: قصورِ ہمہ دانی: سب کچھ جاننے کا قصور ۔

مطلب: رہا یہ مسئلہ کہ اگر آپ میری حقیقت سے آگاہ نہیں تو اس پر حیرت بھی نہیں ہوتی نا ہی اس میں کسی دانش کا دخل ہے ۔

میں خود بھی نہیں اپنی حقیقت کا شناسا
گہرا ہے مرے بحرِ خیالات کا پانی

معانی: بحر خیالات: خیالوں کا سمندر ۔

مطلب: اس لیے کہ میں تو خود بھی اپنی حقیقت سے واقفیت نہیں رکھتا میرے خیالات میں جو گہرائی ہے اس کا علم تو مجھے بھی نہیں ۔

مجھ کو بھی تمنا ہے کہ اقبال کو دیکھوں
کی اس کی جدائی میں بہت اشک فشانی

معانی: اشک فشانی: آنسو بہانے کی حالت ۔

مطلب: میری بھی یہی خواہش ہے کہ اقبال کو خود بھی دیکھوں ۔ میں نہیں جانتا کہ میں کیا شے ہوں ۔

اقبال بھی اقبال سے آگاہ نہیں ہے

کچھ اس میں تمسخر نہیں ، واللہ نہیں ہے

معانی: اقبال سے: یعنی اپنی ذات، حقیقت سے ۔ تمسخر: مذاق ۔ واللہ: خدا کی قسم

مطلب: سچی بات تو یہ ہے کہ اقبال خود بھی اقبال کی حقیقت سے آگاہ نہیں ۔ اور اس معاملے میں کسی طرح طنز و مزاح کی گنجائش نہیں ہے ۔

شاعر

قوم گویا جسم ہے ، افراد ہیں اعضائے قوم
منزلِ صنعت کے رہ پیما ہیں دست و پائے قوم

معانی: گویا: جیسے ۔ اعضا: جمع عضو، جسم کے حصے ۔ منزل صنعت: کاریگری، دستکاری کا ٹھکانا ۔ رہ پیما: راستہ طے کرنے والے ۔ دست و پائے قوم: مراد ایسے لوگ، افراد جو جماعتی کام انجام دینے والے ہیں ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال نے انتہائی جاندار الفاظ میں شاعر کی اہمیت کا ذکر کیا ہے ۔ ان کے مطابق قوم کو اگر ایک جسم تصور کر لیا جائے تو افراد کو اس کے اعضاء سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ۔ ان افراد میں جو لوگ صنعت و حرفت کے پیشے سے تعلق رکھتے ہیں وہ عملاً قوم کے دست و بازو کی حیثیت کی حامل ہیں ۔

محفلِ نظمِ حکومت ، چہرہَ زیبائے قوم
شاعرِ رنگیں نوا ہے دیدہَ بینائے قوم

معانی: محفلِ نظم حکومت: حکومت کے انتظامی امور چلانے والے ۔ چہرہ زیبا: خوبصورت چہرہ ۔ رنگیں نوا: مراد دل پر اچھا اثر کرنے والے شعر کہنے والا ۔ دیدہَ بینا بصیرت والی نگاہ ۔
مطلب: اس کے علاوہ جو لوگ نظم و نسق کے ذمہ دار ہوتے ہوئے نظام حکومت چلاتے ہیں وہ قوم کے چہرے پر حسن و خوبصورتی کے مظہر ہوتے ہیں ۔ مراد یہ کہ جس طرح کسی شخص کی خوبصورتی کا اندازہ اس کے چہرے کو دیکھ کر ہوتا ہے اسی طرح کسی قوم کی خوبیوں کو برسرِ اقتدار طبقے کی صلاحیت اور کردار سے پرکھا جا سکتا ہے ۔ تاہم شاعر کی حیثیت ان سب سے بلند ہے کہ وہ قوم کے لیے دیدہَ بینا کی طرح ہے ۔

مبتلائے درد کوئی عضو ہو روتی ہے آنکھ
کس قدر ہمدرد سارے جسم کی ہوتی ہے آنکھ

معانی: مبتلائے درد: تکلیف میں گرفتار ۔ ہمدرد: دوسروں کی تکلیف کا احساس رکھنے والی ۔ کس قدر: مراد بہت زیادہ ۔

مطلب: مشاہدے اور تجربے کے مطابق یہ بات بڑے اعتماد کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ جسم کے کسی حصے کو بھی تکلیف پہنچے تو اس کا اظہار آنکھ سے ہی ہوتا ہے ۔ مراد یہ کہ اس تکلیف کے سبب آنکھ میں ہی آنسو آجاتے ہیں ۔ اس امر سے یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ یہ آنکھ جسم کی کس قدر ہمدرد ہوتی ہے مطلب یہ کہ شاعر کو اگر قوم کی آنکھ تسلیم کر لیا جائے تو پوری قوم کو اسے غم گسار بھی ماننا پڑے گا ۔

دل

قصہَ دار و رَسن بازیِ طفلانہَ دل
التجائے اَرِنی سرخیِ افسانہَ دل

معانی: قصہ دار و رسن: سولی اور رسی کی داستان، مراد حضرت حسین بن منصور حلاج کو انا الحق کہنے پر پھانسی دیے جانے کا واقعہ ۔ بازیَ طفلانہ: بچوں کا کھیل، مراد بہت آسان کام ۔ اَرِنی: مجھے اپنا جلوہ دکھا، حضرت موسیٰ کے واقعہ کی طرف اشارہ ہے ۔ سرخی: مضمون کا عنوان ۔

مطلب: اقبال اس نظم کے دل کے محاسن و خصاءص بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عام لوگوں کے لیے اپنی جان پر کھیل جانا بے شک ناممکنات سے ہے ۔ لیکن جو اہل دل ہیں یعنی عشاق ان کے لیے یہ عمل بچوں کے کھیل سے زیادہ اہمیت نہیں رکھتا ۔ دل کی ماہیت کیا ہے یہ ایک ایسا سوال ہے جس کا جواب بس اتنا ہی ہے کہ خدائے عزوجل کا جلوہ دیکھنے کی خواہش اس داستان کا عنوان بنتا ہے ۔

یارب اس ساغرِ لبریز کی مے کیا ہوگی
جادہَ ملکِ بقا ہے خطِ پیمانہَ دل

معانی: جادہ: راستہ ۔ ملکِ بقا: ہمیشہ باقی رہنے والی سلطنت ۔ خطِپیمانہَ دل: مراد دل کی رگیں جن میں خون دوڑتا ہے ۔

مطلب: اور ایسا دل جو عشق کی شراب سے لبریز ہو سوچیے تو سہی اس کی قیمت کیا ہوگی کہ یہ تو انسان کے لیے بقائے دوام کی حیثیت رکھتا ہے ۔ مراد یہ کہ انسان اگر دل کو اپنا رہبر بنا لے تو جذبہ عشق اسے بقائے دوام عطا کر دیتا ہے ۔

ابرِ رحمت تھا کہ تھی عشق کی بجلی یارب
جل گئی مزرعِ ہستی تو اُگا دانۂ دل

معانی: ابرِ رحمت: مہربانی کی بارش کرنے والا بادل ۔ مزرعِ ہستی: زندگی، وجود کی کھیتی ۔

مطلب: دراصل اقبال کے نزدیک عشق ایسا جذبہ ہے جس کا تعلق دل سے ہے ۔ نہ جانے یہ ابر رحمت تھا یا عشق کی بجلی کہ آخر الذکر کا کام جلانا اور فنا کر دینا ہے جب کہ ابر رحمت تو تخلیق کی علامت ہے ۔ اس شعر میں کہا گیا ہے کہ عشق کے جذبے نے تو زندگی کو فنا کر کے رکھ دیا تھا پھر یہی جذبہ ابر رحمت کی صورت میں ظاہر ہوا اور یوں دل کی تخلیق وجود میں آئی ۔

جن کا گنجِ گراں مایہ تجھے مل جاتا
تو نے فرہاد! نہ کھودا کبھی ویرانۂ دل

معانی: گنجِ گراں مایہ: بہت قیمتی خزانہ ۔ فرہاد: شیریں کا عاشق ۔

مطلب: اقبال نے یہاں فرہاد سے مخاطب ہو کر کہا ہے کہ اگر تو دل کی گہرائیوں میں اترنے کی صلاحیت رکھتا تو اپنے عشق میں یقیناً کامیاب ہو جاتا پھر تجھے مشروط بنیاد پر جوئے شیر لانے کے لیے پہاڑ کو کھودنے کی ضرورت بھی پیش نہ آتی ۔

عرش کا ہے، کبھی کعبے کا ہے دھوکا اس پر
کس کی منزل ہے الٰہی! مرا کاشانۂ دل

معانی: عرش: تخت، مراد آسمان سے بھی اوپر نور کی دنیا ۔ دھوکا: شک ۔ کاشانہ: گھر، آشیانہ، محل ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال عالم حیرت میں کہتے ہیں کہ کبھی تو دل پر عرش کا دھوکا ہوتا ہے اور کبھی یہ کعبہ کے مانند لگتا ہے ۔ دوسرے مصرع میں وہ رب ذوالجلال سے استفسار کرتے ہیں کہ تو ہی مجھ پر یہ راز ظاہر کر دے کہ میرا دل آخر کس فرد کی آماجگاہ ہے اس شعر سے باسانی یہ نتیجہ اخذ کیا جا سکتا ہے کہ شاعر نے یہ اشارہ ذات خداوندی کی جانب کیا ہے کہ وہی انسان کے دل میں مقیم ہوتا ہے ۔

اس کو اپنا ہے جنوں اور مجھے سودا اپنا
دل کسی اور کا دیوانہ، میں دیوانۂ دل

معانی: سودا: دیوانگی، عشق کی مستی ۔ دیوانہ: مراد عاشق ۔
مطلب: اقبال کے اس شعر میں تغزل پوری انتہا پر پہنچا ہوا ہے ۔ فرماتے ہیں دل اور میں عملی سطح پر دونوں ہی مجنون اور سودائی ہیں تاہم فرق اتنا ہی ہے کہ یہ دل تو کسی اور کا دیوانہ ہے جب کہ میں دل پر فریفتہ ہوں ۔ مقصد یہ ہے کہ میرا دل کائنات کو پیدا کرنے والے کے عشق میں سرشار ہے لہذا اس پر میرا فدا ہونا اس امر کی دلیل ہے کہ عشق کا یہ تعلق بالواسطہ ہے ۔

تو سمجھتا نہیں اے زاہدِ ناداں اس کو
رشکِ صد سجدہ ہے اک لغزشِ مستانۂ دل

معانی: رشک صد سجدہ: سیکڑوں سجدوں سے بھی بڑھ کر ۔ لغزشِ مستانہ: عشق کی مستی میں گر گر کر اٹھنا ۔
مطلب: وہ کہ جسے زہد کا دعویٰ ہے وہ اس حقیقت کا ادراک کیسے کر سکے گا ۔ عشق کی ایک لغزش عملی سطح پر سینکڑوں سجدوں سے افضل و اعلیٰ ہے ۔

خاک کے ڈھیر کو اِکسیر بنا دیتی ہے
وہ اثر رکھتی ہے خاکسترِ پروانۂ دل

معانی: خاک کا ڈھیر: معمولی شے، مراد انسان ۔ اکسیر: مراد اعلیٰ مرتبہ والی، والا ۔ خاکسترِ پروانہ: جلے ہوئے پتنگے کی راکھ۔
مطلب: عشق میں جلنے والے دل کی راکھ تو ایک ایسی اکسیر کی حیثیت رکھتی ہے جو مٹی کے ڈھیر پر ڈال دی جائے تو اس کو بھی سونا بنا دے ۔ مراد یہ کہ عشق میں کیفیت ہے جو انسان کو بلند مدارج بخشتی ہے ۔

عشق کے دام میں پھنس کر یہ رہا ہوتا ہے
برق گرتی ہے تو یہ نخل ہرا ہوتا ہے

معانی: برق: آسمانی بجلی ۔ نخل: درخت ۔ ہرا ہونا: سرسبز ہونا، پھلنا پھولنا ۔
مطلب: عشق کے دام میں جو پھنس جاتا ہے اس کے باوجود وہ خود کو آزاد سمجھتا ہے ۔ اور اگر اسے ایک پودا تصور کر لیا جائے اور اس پر بجلی گر جائے تو دل خاک ہونے کی بجائے سرسبز ہو جاتا ہے ۔

موجِ دریا

مضطرب رکھتا ہے میرا دلِ بے تاب مجھے
عینِ ہستی ہے تڑپ صورتِ سیماب مجھے

معانی: مضطرب: بے چین ۔ عینِ ہستی: مراد حقیقی طور پر زندگی ۔ صورتِ سیماب: پارے کی طرح ہر دم ہلتے تڑپتے رہنا ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال نے موج دریا کی زبان سے ایک مکالمے کو اپنی اس تخلیق کا موضوع بنایا ہے ۔ ان کے بقول دریا یوں گویا ہوتا ہے کہ میرا بے چین دل ہر لمحے مجھے مضطرب رکھتا ہے اس لیے کہ پارے کی مانند تڑپ اور متحرک رہنا ہی میری حقیقی زندگی ہے ۔

موج ہے نام مرا، بحر ہے پایاب مجھے
ہو نہ زنجیر کبھی حلقۂ گرداب مجھے

معانی: پایاب: مراد بہت کم گہرا ۔ زنجیر: مراد رکاوٹ ۔ حلقۂ گرداب: بھنور کا چکر ۔
مطلب: میرا نام موج ہے اور سمندر کا گہرا پانی میرا ذخیرہ ہے جس میں رونما ہونے والے بھنور عملی سطح پر میرے لیے زنجیر نہیں بن سکتے ۔ اس لیے کہ میں طبعاً آزاد ہوں اور کوئی پابندی میرے لیے ناقابل قبول ہے ۔ اس سبب کوئی شے میری راہ میں کسی طور پر بھی رکاوٹ نہیں بن سکتی ۔

آب میں مثل ہوا جاتا ہے توسن میرا
خارِ ماہی سے نہ اٹکا کبھی دامن میرا

معانی: آب: پانی ۔ توسن: وہ گھوڑا جسے سدھایا یا نہ گیا ہو۔ خارِ ماہی: مچھلی کا کانٹا۔ دامن: قمیص کا نچلا حصہ ۔

مطلب: میں پانی میں تیز گھوڑے کی مانند ہوا کی رفتار سے سفر کرتی ہوں ۔ اس سفر کے دوران وہ مچھلی بھی میری راہ میں حائل نہیں ہو سکتی جس کی پشت پر ایک بڑی ہڈی ہوتی ہے ۔

میں اچھلتی ہوں، کبھی جذبِ مہِ کامل سے
جوش میں سر کو ٹپکتی ہوں کبھی ساحل سے

معانی: جذب: کشش ۔ مہ کامل: چودھویں کا چاند۔ سر کو ٹپکنا: سر مارنا ۔

مطلب: موج دریا یوں گویا ہوتی ہے کہ کبھی تو چودھویں رات کے چاند کی کشش سے مدوجزر سے ہمکنار ہوتی ہوں اور کبھی جوش و خروش کے عالم میں ساحل کے کناروں سے ٹکراتی ہوں ۔

ہوں وہ رہرو کہ محبت ہے مجھے منزل سے
کیوں تڑپتی ہوں، یہ پوچھے کوئی میرے دل سے

مطلب: میں تو دراصل اس مسافر کے مانند ہوں جس کو منزل ہی راس آتی ہے اور اسی سے اس کا تعلق خاطر ہوتا ہے ۔ لیکن مجھ میں یہ بے چینی اور اضطراب کیوں ہے اس کو کوئی میرے دل سے ہی پوچھے تو اس کا جواب ممکن ہو سکتا ہے ۔

زحمتِ تنگیِ دریا سے گریزاں ہوں میں
وسعتِ بحر کی فرقت میں پریشاں ہوں میں

معانی: زحمت: تکلیف ۔ تنگی دریا: دریا کا محدود ہونا ۔ گریزاں : بھاگنے والی ۔ وسعت بحر: سمندر کا بہت پھیلے ہوئے ہونا ۔
مطلب: امر واقعہ یہ ہے کہ میں جو فطری سطح پر وسیع المشرب ہوں دریا کی تنگی دامانی سے نجات حاصل کرنے کی خواہاں رہتی ہوں ۔ دوسری بات یہ ہے کہ سمندر کی وسعت اور فراخی کو پانے کے لیے میرا دل ہمیشہ مضطرب رہتا ہے ۔

رخصت اے بزمِ جہاں

(ماخوذ از ایمرسن)

رُخصت اے بزمِ جہاں! سوئے وطن جاتا ہوں میں
آہ! اس آباد ویرانے میں گھبراتا ہوں میں

معانی: ایمرسن: مشہور امریکی شاعر، فلسفی، مقالہ نگار۔ بزمِ جہاں: دنیا کی محفل۔ سوئے وطن: وطن کی طرف۔ آباد ویرانہ: یہ دنیا جو دیکھنے میں آباد ہے لیکن شاعر کا ہم خیال کوئی نہیں۔
مطلب: جیسا کہ بتایا گیا ہے یہ نظم اقبال کی طبع زاد نہیں بلکہ ایمرسن کی ایک نظم سے ماخوذ ہے۔ اس کے باوجود اکثر مقامات پر اس نظم میں علامہ کے فکر و نظریات کی جھلک موجود ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس دنیا سے میرا دل اچاٹ ہو چکا ہے یہ دنیا تو ایک ایسی آبادی کی مانند ہے جو عملی سطح پر ایک ویرانے کی حیثیت رکھتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میرا دل اس سے گھبرانے لگا ہے۔

بسکہ میں افسردہ دل ہوں، درخورِ محفل نہیں
تو مرے قابل نہیں ہے، میں ترے قابل نہیں

معانی: بسکہ: بہت زیادہ۔ درخورِ محفل: بزم یا دوسروں کے ساتھ مل بیٹھنے کے لائق۔
مطلب: حقیقت یہ ہے کہ میں اتنا افسردہ دل ہو چکا ہوں کہ کسی طرح کی محفل آرائی کو پسند نہیں کر سکتا۔ بس اے دنیا اب تو اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ نہ ہی تو میرے قابل ہے اور نا ہی میں تیرے قابل ہوں۔

قید ہے دربارِ سلطان و شبستانِ وزیر
توڑ کے نکلے گا زنجیرِ طلائی کا اسیر

معانی: دربارِ سلطان: مراد حکمران، حکمرانوں کے دربار یا محل ۔ شبستان: رات گزارنے کی جگہ، مراد محل ۔ زنجیرِ طلائی: سونے کی زنجیر، مراد سرکاری ، درباری پابندی ۔
مطلب: یہ دنیا امیر و وزیر اور بادشاہوں کے درباروں میں گرفتار ہو کر رہ گئی ہے اور جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو ان زنجیروں کو توڑ کر آزاد فضا میں سانس لینے کا خواہاں ہوں ۔

گو بڑی لذّت تری ہنگامہ آرائی میں ہے
اجنبیت سی مگر تیری شناسائی میں ہے

معانی: ہنگامہ آرائی: مراد دنیا کی رونق، چہل پہل ۔ اجنبیت: غیریت، ناواقف ہونے کی حالت ۔ شناسائی: واقفیت، اپنائیت ۔
مطلب: یہ تسلیم کہ تجھ میں جو زندگی اور رونق ہے وہ ہر شخص کے لیے بیشک کشش انگیز ہے ۔ اس کے برعکس میرے لیے تو تیرا وجود اجنبی کا حامل ہے ۔

مدتوں تیرے خود آراؤں سے ہم صحبت رہا
مدتوں بے تاب موجِ بحر کی صورت رہا

معانی: خود آرا: مراد خود کو بڑا ظاہر کرنے والے ۔ ہم صحبت: پاس بیٹھنے اٹھنے والا ۔ موجِ بحر: سمندر کی لہر ۔ صورت: مانند ۔

مطلب: یہ درست ہے کہ ایک عرصے تک ان خود پسند اور متکبر لوگوں کے درمیان زندگی گزار رہا ہوں جو تیرے دامن میں پناہ لیے ہوئے ہیں ۔ تاہم حقیقت یہ ہے کہ ہر ممکن برداشت کے باوجود ان کے مابین اس طرح سے مضطرب اور تڑپتا رہا جس طرح کہ سمندر کی بے چین موج مضطرب اور پریشان رہتی ہے ۔ مراد یہ کہ یہ ماحول سدا سے میرے لیے ناقابل برداشت ہی رہا ۔

مدتوں بیٹھا ترے ہنگامہَ عشرت میں میں
روشنی کی جستجو کرتا رہا ظلمت میں میں

معانی: ہنگامہَ عشرت: مراد عیش و عشرت کی محفلیں ۔ ظلمت: تاریکی ۔

مطلب: بزم جہاں سے مخاطب ہوتے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ میں ایک مدت تک تیرے ہنگاموں میں شریک رہا ہوں لیکن یہ عرصہ ایک طرح سے بیکار ہی ضائع ہوا ۔ میں نے ہرچند کوشش کی کہ اس ظلمت کدے سے روشنی پالوں لیکن کچھ حاصل نہ کر سکا ۔

مدتوں ڈھونڈا کیا نظارہَ گل ، خار میں
آہ، وہ یوسف نہ ہاتھ آیا ترے بازار میں

معانی: ڈھونڈا کیا: تلاش کرتا رہا ۔ نظارہَ گل: پھول کو دیکھنے کی کیفیت ۔ خار: کانٹا ۔ یوسف: مراد محبوب، حسین ۔ ہاتھ نہ آنا: نہ ملنا، حاصل نہ ہونا ۔

مطلب: یہ میری راہ کے کانٹے تھے جن میں مدتوں پھول کے نظارے تلاش کرتا رہا لیکن تیرے بازار میں اس یوسف کو نہ پا سکا ۔ مراد یہ ہے کہ ہر ممکن سعی کے باوجود میں حصول مدعا میں ناکام رہا ۔

چشمِ حیراں ڈھونڈتی اب اور نظارے کو ہے
آرزو ساحل کی مجھ طوفان کے مارے کو ہے

معانی: چشم حیراں: حیرانی میں ڈوبی ہوئی نگاہ ۔ طوفان کا مارا: مراد ٹھوکروں پر ٹھوکر کھا کر بھی مقصد حاصل نہ کر سکا ۔
مطلب: اب تو کیفیت یہ ہو چکی ہے کہ میری آنکھیں ایک اور نظارے کی متلاشی ہیں جو اس امر کی آرزومند ہیں کہ میں جو طوفان میں گھرا ہوا ہوں اس کی ساحل تک رسائی ہو جائے ۔

چھوڑ کر مانندِ بو تیرا چمن جاتا ہوں میں
رخصت اے بزمِ جہاں! سوئے وطن جاتا ہوں میں

معانی: بو: خوشبو ۔ چمن: مراد دنیا ۔
مطلب: چنانچہ تیرے چمن کو اس طرح سے چھوڑ کر جا رہا ہوں جس طرح سے کہ پھول سے خوشبو رخصت ہوتی ہے ۔ اس صورت میں تجھ سے اے بزم جہاں رخصت ہو کر اپنے حقیقی وطن جا رہا ہوں ۔

گھر بنایا ہے سکوتِ دامنِ کہسار میں
آہ! یہ لذت کہاں موسیقیِ گفتار میں

معانی: دامن کہسار: پہاڑ کی وادی ۔ موسیقی گفتار: باتوں کی سر تال یعنی باتیں ۔
مطلب: نظم کے اس حصے میں اس دوسرے منظر کی نشاندہی کرتے ہیں جو بقول ان کے حقیقی وطن بننے کی اہلیت رکھتا ہے ۔ فرماتے ہیں کہ میں نے اس وطن میں رہنے کے لیے جو گھر بنایا ہے وہ دامن کہسار میں واقع ہے اور وہاں ایک ایسا سکوت ہے جس کے مقابلے میں آواز کی موسیقیت میں بھی لطف نہیں ہوتا ۔

ہم نشینِ نرگسِ شہلا، رفیقِ گل ہوں میں
ہے چمن میرا وطن، ہمسایہَ بلبل ہوں میں

معانی: ہم نشیں : ساتھ بیٹھنے والا ۔ نرگسِ شہلا: ایک زرد یا سیاہ رنگ کا پھول جس کی شکل آنکھ سے ملتی جلتی ہے ۔
مطلب: یہاں مجھے نرگس اور گلاب کے پھولوں کی ہم نشینی اور رفاقت حاصل ہے ۔ یہاں کا گلستاں ہی میرا وطن ہے ۔ جہاں بلبل کے گھونسلے کی قربت میں میرا گھر واقع ہے

شام کو آواز چشموں کی سلاتی ہے مجھے
صبح فرشِ سبز سے کوئل جگاتی ہے مجھے

معانی: فرشِ سبز: مراد سبزہ ۔ کوئل: سیاہ رنگ کا خوش آواز پرندہ ۔
مطلب: اس خوبصورت ماحول میں چشموں کی مست آوازیں مجھے نیند سے ہم کنار کرتی ہیں اور صبحدم کوئل کی کوک میرے لیے بیداری کا پیغام دیتی ہے ۔

بزمِ ہستی میں ہے سب کو محفل آرائی پسند
ہے دلِ شعار کو لیکن کنجِ تنہائی پسند

معانی: محفل آرائی: باہم مل بیٹھنا ۔ کنجِ تنہائی: ایسی الگ تھلگ جگہ جہاں کوئی اور نہ ہو۔
مطلب: اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنی زندگی میں خواص و عوام ہر لمحے محفل آرائی اور ہنگاموں کو پسند کرتے ہیں اس کے برعکس مجھ ایسے شاعر کو تو ایسا گوشہ مرغوب ہے جو ہر طرح سے پر سکون ہو۔

ہے جنوں مجھ کو کہ گھبراتا ہوں آبادی میں ، میں
ڈھونڈتا پھرتا ہوں کس کو کوہ کی وادی میں ، میں

مطلب: نظم کے اس حصے میں اقبال ایک بار پھر اپنی کیفیت اور اضطراب کا احوال بیان کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں کہ میں تو شاید سودائی ہوگیا ہوں کہ آبادی سے گھبراہٹ ہونے لگی ہے ۔ بار بار خود ہی اس سوچ میں گم ہو رہا ہوں کہ وہ کون سی ہستی ہے جس کو دامن کوہ میں تلاش کرنے آنکلا ہوں ۔

شوق کس کا سبزہ زاروں میں پھراتا ہے مجھے
اور چشموں کے کناروں پر سلاتا ہے مجھے

معانی: شوق: عشق ۔ سبزہ زار: جہاں سبزہ بہت ہو ۔
مطلب: ایسا کس چیز کا شوق ہے جو مجھے ان سبزہ زاروں میں سرگرداں کیے ہوئے ہے اور جس کے سبب میں چشموں کے کناروں پر محو استراحت ہوتا ہوں ۔

طعنہ زن ہے تو کہ شیدا کُنجِ عزلت کا ہوں میں
دیکھ اے غافل! پیامی بزمِ قدرت کا ہوں میں

معانی: طعنہ زن: طعنے مارنے والا ۔ شیدا: محبت کرنے والا ۔ پیامی: پیغام لے جانے والا، قاصد ۔
مطلب: اے بزم جہاں ! تو مجھے یہ طعنہ دے رہی ہے کہ میں تنہائی کا عادی ہوگیا ہوں حالانکہ تجھے اس حقیقت کا علم ہی نہیں کہ میں تو فطرت اور اس کے مظاہر کو پیش کرنے والا ہوں ۔

ہم وطن شمشاد کا، قمری کا میں ہم راز ہوں
اس چمن کی خامشی میں گوش بر آواز ہوں

معانی: ہم وطن: ایک ہی شہر، ملک کے باشندے ۔ شمشاد: سرو کی طرح کا لمبا درخت ۔ قمری: فاختہ ۔ ہم راز: ایک دوسرے کے بھید جاننے والے ۔

مطلب: میں تو صنوبر کے درخت کی قربت سے استفادہ کر رہا ہوں اور قمری کے رازوں سے بھی آگاہی رکھتا ہوں ۔ ہر چندکہ یہ چمن جہاں میں مقیم ہوں پر سکوت ہے لیکن اس کی خاموشی میں بھی کچھ ایسی آوازیں ہیں جن کو میں سننے کا اہل ہوں ۔

کچھ جو سنتا ہوں تو اوروں کو سنانے کے لیے
دیکھتا ہوں کچھ تو اَوروں کو دکھانے کے لیے

مطلب: اور یہاں جو کچھ سنتا ہوں اس کو دوسروں تک بھی پہنچاتا ہوں ۔ مزید برآں جو کچھ دیکھتا ہوں وہ دوسروں کو دکھانے کی سعی بھی کرتا ہوں ۔

عاشقِ عزلت ہے دل، نازاں ہوں اپنے گھر پہ میں
خندہ زن ہوں مسندِ دارا و اسکندر پہ میں

معانی: خندہ زن: ہنسی، مذاق اڑانے والا ۔ مسند: مراد تخت ۔ دارا: ایران کا قدیم بادشاہ جسے سکندر اعظم نے شکست دی تھی ۔ سکندر: سکندر اعظم ۔

مطلب: بے شک میں تنہائی کا عاشق ہوں لیکن میرا دل اپنے اسی گھر پر ناز کرتا ہے ۔ اس کے مقابلے پر دارا اور سکندر جیسے شان و شوکت رکھنے والے بادشاہوں کے عشرت کدے میرے نزدیک انتہائی مضحکہ خیز ہیں ۔

لیٹنا زیرِ شجر رکھتا ہے جادو کا اثر
شام کے تارے پہ جب پڑتی ہو رہ رہ کر نظر

معانی: زیرِ شجر: درخت کے نیچے ۔ جادو کا اثر: مراد آدمی پر پر کیف حالت طاری کرنا ۔ رہ رہ کر: بار بار ۔
مطلب: جب کسی درخت کے زیر سایہ شب کو محو استراحت ہوتا ہوں اور اس عالم میں آسمان پر چمکتے ہوئے تاروں پر نظر پڑتی ہے تو مسحور ہو کر رہ جاتا ہوں ۔

علم کے حیرت کدے میں ہے کہاں اس کی نمود
گل کی پتی میں نظر آتا ہے رازِ ہست و بود

معانی: علم کا حیرت کدہ: مراد فلسفہ کا فلسفی کائنات پر حیران تو ہوتا ہے لیکن اس کے بھید اور حقیقت کو نہیں پا سکتا ۔
رازِ ہست و بود: مراد کائنات، موجودات کی حقیقت، بھید ۔
مطلب: مجھے تو پھول کی پتی سے ہی موت اور زندگی کے پوشیدہ اسرار کا انکشاف ہو جاتا ہے ۔ جب کہ علم و فلسفے میں میرے نزدیک یہ خصوصیت ناپید ہے ۔

طفلِ شیر خوار

میں نے چاقو تجھ سے چھینا ہے تو چلاتا ہے تو
مہرباں ہوں میں ، مجھے نامہرباں سمجھا ہے تو

معانی: طفلِ شیر خوار: دودھ پیتا بچہ ۔ چلانا: زور سے رونا ۔ مہرباں : محبت کرنے والا ۔ نامہرباں : جو شفقت سے کام نہ لے ۔

مطلب: علامہ اقبال ایک دودھ پیتے بچوں کی نفسیات پر بھی کتنی گہری نظر رکھتے تھے اور اس حوالے سے اور اپنے نقطہ نظر کے اظہار میں جو طرز عمل اختیار کرتے تھے اس کا اندازہ زیر تشریح نظم سے ہوتا ہے ۔ یہاں وہ ایک دودھ پیتے بچے سے مخاطب ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے طفلِ ناداں تیرے ہاتھ میں چاقو دیکھ کر مجھے خطرے کا احساس ہوا ۔ چنانچہ میں نے اسے تیرے ہاتھ سے چھین لیا اس پر تو چیخ پڑا ۔ اس لیے کہ تجھے اس حقیقت کا علم نہ تھا کہ اس تیز دھار ہتھیار سے تجھے نقصان بھی پہنچ سکتا ہے ۔ مگر تو نے تو میرے اس عمل کو نامہربانی پر محمول کیا حالانکہ میرا یہ فعل تو خالصتاً مہربانی کا حامل تھا ۔

پھر پڑا روئے گا اے نو واردِ اقلیمِ غم
چبھ نہ جائے دیکھنا ! باریک ہے نوک قلم

معانی: نو وارد: نیا نیا داخل ہونے، آنے والا ۔ اقلیمِ غم : دکھوں کا ملک، مراد دنیا ۔ نوکِ قلم : قلم کا چبھنے والا باریک سرا ۔

مطلب: ۔ اس کے بعد تو نے قریب پڑا ہوا قلم اٹھا لیا تجھے تو اس امر کا علم بھی نہ تھا کہ اس قلم کی نوک کتنی تیز اور باریک ہے ۔ کہیں چبھ گئی تو تکلیف سے رونے لگے گا ۔

آہ! کیوں دکھ دینے والی شے سے تجھ کو پیار ہے
کھیل اس کاغذ کے ٹکڑے سے، یہ بے آزار ہے

معانی: بے آزار: جس سے کوئی تکلیف نہ پہنچے ۔
مطلب: نہ جانے تو ان تکلیف دینے والی اشیا کا گرویدہ کیوں ہے ۔ کھیلنا ہے تو اس کاغذ کے ٹکڑے سے کھیل کہ اس کے لمس سے تجھے قطعی طور پر تکلیف نہ پہنچے گی ۔

گیند ہے تیری کہاں، چینی کی بلی ہے کدھر
وہ ذرا سا جانور ، ٹوٹا ہوا ہے جس کا سر

معانی: چینی کی بلی: بلی کی شکل میں بنا ہوا چینی کا کھلونا ۔
مطلب: ارے بچے! مجھے یہ تو بتا کہ تیرے کھلونے کیا ہوئے ۔ تیری گیند کہاں ہے اور چینی کی وہ خوبصورت بلی کیا ہوئی جس ک سر ٹوٹا ہوا ہے ۔

تیرا آئینہ تھا آزادِ غبارِ آرزو
آنکھ کھلتے ہی چمک اٹھا شرارِ آرزو

معانی: غبارِ آرزو: تمناؤں کی گرد ۔ آنکھ کھلتے ہی: مراد ہوش سنبھالتے ہی ۔ شرارِ آرزو: خواہش کی چنگاری ۔
مطلب: پیدا ہونے سے قبل تو تجھ میں کسی خواہش کا وجود نہ تھا کہیں اس عالم رنگ و بو کی فضا میں آتے ہی خواہشات نے تجھے گھیر لیا ۔

ہاتھ کی جنبش میں ، طرزِ دید میں پوشیدہ ہے
تیری صورت آرزو بھی تیری نوزائیدہ ہے

معانی: جنبش: حرکت، ہلنے کی حالت ۔ طرزِ دید: دیکھنے کا انداز ۔ پوشیدہ: چھپی ہوئی ۔ تیری صورت: تیری طرح ۔ نوزائیدہ: نئی نئی پیدا ہوئی ۔
مطلب: مراد یہ کہ جو چیز تجھے پسند آجاتی ہے اسی کو ہتھیانے کی کوشش کرتا ہے کہ تیری خواہشات بھی تیری طرح نئی نئی وجود میں آئی ہیں ۔

زندگانی ہے تری آزادِ قیدِ امتیاز
تیری آنکھوں پر ہویدا ہے مگر قدرت کا راز

معانی: آزادِ قیدِ امتیاز: مراد لوگوں میں فرق کرنے کی قید، حاجت سے بری ۔ ہویدا: ظاہر، کھلا ۔
مطلب: میں جانتا ہوں کہ تیرا وجود ابھی ہر نوع کے اختلاف و امتیاز سے یکسر آزاد ہے ۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ اب بھی قدرت کے بیشتر اسرار تجھ پر آشکارا ہیں ۔ ہر چند کہ تو ان کا اظہار اپنی زبان سے نہیں کر سکتا ۔

جب کسی شے پر بگڑ کر مجھ سے چلاّتا ہے تو
کیا تماشا ہے ردی کاغذ سے من جاتا ہے تو

معانی: چلاتا ہے: روتا ہے ۔ من جاتا ہے: راضی ہو جاتا ہے ۔ کیا تماشا ہے: عجیب بات ہے ۔
مطلب: اے بچے! جب بھی کسی چیز کے چھینے جانے کی بنا پر مجھ سے بگڑتا ہے اور غم و غصے کی حالت میں گریہ و زاری کے ساتھ چلانے لگتا ہے تو میں تجھے بہلانے کے لیے تیرے ہاتھ میں ردی کاغذ کا ایک ٹکڑا تھما دیتا ہوں ۔ عجب تماشا ہے کہ اس عمل سے ہی تو بہل کر خاموش ہو جاتا ہے ۔

آہ اس عادت میں ہم آہنگ ہوں میں بھی ترا
تو تلوّن آشنا ، میں بھی تلوّن آشنا

معانی: ہم آہنگ: ایک جیسے خیال کا ۔ تلون آشنا: جس کا مزاج ہر پل بدلتا رہے ۔
مطلب: اے عزیز تیری یہ عادت بالکل میری عادت سے ملتی جلتی ہے ۔ یعنی تیری طرح میں بھی تغیر پذیر فطرت کا حامل ہوں ۔

عارضی لذت کا شیدائی ہوں ، چلاتا ہوں میں
جلد آ جاتا ہے غصہ ، جلد من جاتا ہوں میں

معانی: عارضی: وقتی، پل دو پل کی ۔ شیدائی: عاشق ۔
مطلب: میں بھی تو عارضی خوشی میں مست ہو جاتا ہوں اور صورت حال اس کے بر عکس ہو تو چیخنے چلانے لگتا ہوں ۔ میری بھی یہی کیفیت ہے کہ غصہ بھی جلد آ جاتا ہے اور اس کے بعد جلد ہی من جاتا ہوں ۔

میری آنکھوں کو لبھا لیتا ہے حسنِ ظاہری
کم نہیں کچھ تیری نادانی سے نادانی مری

معانی: حسن ظاہری: مراد چہرے کی خوبصورتی ۔ نادانی: ناسمجھی ۔
مطلب: میری آنکھوں کو بھی ظاہری حسن پوری طرح مسحور کر دیتا ہے ۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ میری نادانیاں بھی تیری نادانی سے کسی طرح کم نہیں ۔

تیری صورت گاہ گریاں، گاہ خنداں میں بھی ہوں
دیکھنے کو نوجواں ہوں ، طفلِ ناداں میں بھی ہوں

معانی: تیری صورت: تیری طرح ۔ طفلِ ناداں: کم عقل بچہ ۔
مطلب: میں بھی تیری مانند کبھی روتا ہوں اور کسی مرحلے پر ہنستے اور قہقہے لگاتا ہوں اگر دیکھنے کو بے شک نوجوان ہوں لیکن عملی سطح پر تیری مانند طفلِ نادان ہوں یعنی میری حالت بھی بالکل ایک شیر خوار بچے کی سی ہے ۔

تصویرِ درد

نہیں منت کشِ تابِ شنیدن داستاں میری
خموشی گفتگو ہے ، بے زبانی ہے زباں میری

معانی: منت کش: احسان اٹھانے والی ۔ تابِ شنیدن: سننے کی طاقت ۔ بے زبانی: کچھ نہ بولنے کی کیفیت ۔
مطلب: انجمن حمایت اسلام کے سالانہ جلسوں میں اقبال جو نظمیں پڑھتے رہے تصویر درد بھی انہی میں سے ایک نظم ہے ۔ اس نظم میں انھوں نے عصری صورت حال کے حوالے سے اہل وطن کی بے حسی پر اظہار خیال کیا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی انہیں اس امر پر متنبہ کیا ہے کہ اگر انھوں نے اپنی روش نہ بدلی تو تباہی ان کا مقدر بن جائے گی ۔ لہذا ان کے لیے لازم ہے کہ اپنی بہتری کے لیے متحد ہو کر جدوجہد کریں ۔ فرماتے ہیں مجھے اس امر کا شدید دکھ ہے کہ میں نے جو داستان بیان کی ہے اس پر کسی نے بھی توجہ نہیں دی ۔ اس صورت حال کے سبب میں نے خاموشی اختیار کر لی ہے کہ بعض حالات میں اس نوع کی بے زبانی ہی زبان بن جاتی ہے ۔

یہ دستورِ زباں بندی ہے کیسا تیری محفل میں
یہاں تو بات کرنے کو ترستی ہے زباں میری

معانی: دستور: طریقہ، قانون ۔ زباں بندی: بولنے پر پابندی ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ تیری بزم میں تو زباں بندی کا دستور اس قدر عام ہو گیا ہے کہ یہاں میری زبان کسی سے بات کرنے کے لیے بھی ترس گئی ہے ۔

اُٹھائے کچھ ورق لالے نے، کچھ نرگس نے، کچھ گل نے
چمن میں ہر طرف بکھری ہوئی ہے داستاں میری

معانی: ورق: کتاب کے صفحے ۔ لالے: لالہ کا مشہور سرخ پھول ۔ نرگس: آنکھ سے ملتا جلتا زرد رنگ کا پھول ۔ گل: مراد گلاب ۔
مطلب: اس کے باوجود میرے لیے یہ حقیقت بھی قدرے واضح ہے کہ میری داستان کے کچھ اوراق مختلف پھولوں یعنی افراد نے اٹھا لیے جب کہ یہ سارے چمن میں بکھرے پڑے تھے ۔

اُڑا لی قمریوں نے، طوطیوں نے ، عندلیبوں نے
چمن والوں نے مل کر لوٹ لی طرزِ فغاں میری

معانی: قمریوں : جمع قمری، فاختاؤں ۔ طوطیوں : جمع طوطی، طوطے ۔ عندلیبوں : جمع عندلیب، بلبلوں ۔ طرف فغاں : فریاد کرنے کا انداز ۔
مطلب: اس طرح کچھ لوگوں نے میری طرز سخن اور افکار پر ڈاکہ ڈال دیا اور اس طرح میری متاع کو لوٹ لیا ۔

ٹپک اے شمع ! آنسو بن کے پروانے کی آنکھوں سے
سراپا درد ہوں ، حسرت بھری ہے داستاں میری

معانی: ٹپک: قطرے بن کے نیچے گر ۔ سراپا: پورے طور پر ۔ حسرت بھری: افسوس سے پر ۔
مطلب: میں تو سراپا درد بن کر رہ گیا ہوں اور میری داستان میں اب حسرت کے سوا اور کچھ نہیں ۔ اے شمع ! تو ہی

میری غم گسار بن جا اور پروانے کی آنکھوں سے آنسو بن کر بہہ جا ۔ مراد یہ ہے کہ جس طرح قوم کے درد میں میں آنسو بہاتا ہوں تو بھی میرا ساتھ دے ۔

الہٰی! پھر مزا کیا ہے یہاں دنیا میں رہنے کا
حیات جاوداں میری ، نہ مرگِ ناگہاں میری

معانی: حیاتِ جاوداں : ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ۔ پھر مزا کیا ہے: یعنی کوئی لطف نہیں ۔ مرگِ ناگہاں : اچانک کی موت ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال خدا سے کہتے ہیں کہ یہ بتا! میرے لیے تیری اس دنیا میں قیام کرنے کا کیا لطف ہے جب کہ میرا نہ زندگی پر اختیار ہے نا ہی موت پر یعنی میں تو عملاً بے دست وپا فرد ہوں ۔ اور یہ صرف میری اپنی فریاد ہی نہیں بلکہ سارے زمانے کی اجتماعی فریاد ہے ۔

مرا رونا نہیں ، رونا ہے یہ سارے گلستاں کا
وہ گل ہوں میں ، خزاں ہر گل کی ہے گویا خزاں میری

معانی: خزاں : پت جھڑ کا موسم ۔

مطلب: میں تو ایک ایسے پھول کی مانند ہوں جو پورے چمن کی خزاں اور بربادی کو اپنی خزاں تصور کرتا ہے ۔

دریں حسرت سرا عمریست افسونِ جرس دارم
ز فیضِ دل تپیدن ہا خروشِ بے نفس دارم

مطلب: مدت ہو چلی ہے کہ میں حسرتوں کی اس سرائے یعنی دنیا میں گھنٹے کی سی حالت سے دوچار ہوں ۔ اس لیے کہ دل کے تڑپنے سے اٹھنے والی آوازوں کا شور مجھ میں برپا ہے ۔ (یہ شعر مرزا بیدل کا ہے

ریاضِ دہر میں ناآشنائے بزمِ عشرت ہوں
خوشی روتی ہے جس کو، میں وہ محرومِ مسرت ہوں

معانی: ریاضِ دہر: زمانے کا باغ ۔ بزمِ عشرت: عیش ونشاط کی محفل ۔ مسرت: خوشی ۔
مطلب: میں تو اس باغِ دنیا میں ایک ایسی شخصیت ہوں جو مسرت و خوشی سے یکسر محروم ہوں ۔ میں تو ان لوگوں میں سے ہوں جن پر مسرت اور خوشی بھی آنسو بہاتی ہے ۔

مری بگڑی ہوئی تقدیر کو روتی ہے گویائی
میں حرفِ زیرِ لب، شرمندہَ گوشِ سماعت ہوں

معانی: بگڑی ہوئی تقدیر: بد قسمتی ۔ حرفِ زیرِ لب: وہ بات جو منہ سے نہ نکلی ہو۔ شرمندہَ گوشِ سماعت: سننے والے کانوں سے شرمندہ ہونے والی، کیونکہ بات منہ سے ہی نہیں نکلی تو کان کیسے سنیں ۔
مطلب: میری تقدیر تو اس قدر بگڑ چکی ہے جس کی کیفیت کا اظہار بھی انتہائی الم انگیز ہے ۔ میری آواز تو ہونٹوں تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے اور ہر کوئی اس کو سننے سے قاصر ہے ۔

پریشاں ہوں میں مشتِ خاک، لیکن کچھ نہیں کھلتا
سکندر ہوں کہ آئینہ ہوں یا گردِ کدورت ہوں

معانی: مشتِ خاک: مٹی کی مٹھی ۔ سکندر: سکندر مقدونی، مشہور یونانی فاتح، کہتے ہیں اس نے آئینہ ایجاد کیا تھا ۔ گردِ کدورت: مراد مادیت کا غبار ۔
مطلب: میں بظاہر ایک مشت خاک کی مانند ہوں جب کہ آج تک مجھ پر اس امر کا انکشاف نہیں ہو سکا کہ نصف دنیا کو

فتح کرنے والے سکندر کی مانند ہوں یا جمشید کا وہ پیالہ جس میں وہ ساری دنیا کے مناظر دیکھ لیتا تھا یا پھر غبار کے مانند بے حقیقت شے ہوں ۔ مراد یہ کہ اس دار فانی میں اپنے وجود کو برقرار رکھنے کے باوجود خود کو شناخت نہیں کر سکا ۔

یہ سب کچھ ہے مگر ہستی مری مقصد ہے قدرت کا
سراپا نور ہو جس کی حقیقت ، میں وہ ظلمت ہوں

معانی: ہستی: وجود، زندگی ۔ مقصد: غرض ۔ حقیقت: اصلیت ۔ ظلمت: تاریکی، اندھیرا ۔
مطلب: ان ساری کیفیتوں کے باوجود اس امر سے انکار ممکن نہیں کہ میرے وجود کو برقرار رکھنا قدرت کے بنیادی مقاصد کا حصہ ہے اور اسی سبب میں خود کو ایک ایسی ظلمت سے تعبیر کر سکتا ہوں جو عملی سطح پر سراپا نور کی حیثیت رکھتی ہو ۔

خزینہ ہوں ، چھپایا مجھ کو مشتِ خاکِ صحرا نے
کسی کو کیا خبر ہے، میں کہاں ہوں، کس کی دولت ہوں

معانی: خزینہ: خزانہ ۔
مطلب: دراصل میں ایک ایسے خزانے کی طرح ہوں جو کسی صحرا کی خاک میں چھپا ہوا ہو ۔ یہی وجہ ہے کہ اب تک کسی کو یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ میری حقیقت کیا ہے اور میں کس کی متاع ہوں ایسی صورت میں مجھ سے کون استفادہ کر سکے گا ۔

نظر میری نہیں ممنونِ سیرِ عرصہَ ہستی
میں وہ چھوٹی سی دنیا ہوں کہ آپ اپنی ولایت ہوں

معانی: ممنونِ سیر: مراد دیکھنے ، نظارہ کرنے کا احسان اٹھانے والی ۔ عرصۂ ہستی: زندگی، وجود کا میدان ۔ ولایت: ملک، حکومت ۔
مطلب: میری نظر کو کیا غرض پڑی ہے کہ زندگی کے ساتھ پوری کائنات پر نظر رکھے جب کہ میری ذات تو بذات خود ایک چھوٹی سی دنیا کے مانند ہے اور یہ چھوٹی سی دنیا میں میری اپنی سلطنت کی طرح سے ہے ۔

نہ صہبا ہوں ، نہ ساقی ہوں ، نہ مستی ہوں ، نہ پیمانہ
میں اس میخانۂ ہستی میں ہر شے کی حقیقت ہوں

معانی: صہبا: شراب ۔ ساقی: پلانے والا ۔ مستی: شراب کا نشہ ۔پیمانہ: شراب کا جام ۔ میخانۂ ہستی: زندگی، وجود کا شرابہ خانہ، یہ دنیا ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ میں نہ تو شراب ہوں نا ساقی نا ہی مستی اور نہ ہی پیمانہ ہوں ۔ اس کے برعکس یہ زندگی کا جو میخانہ ہے اس میں موجود ہر چیز کی حقیقت کا مظہر ہوں ۔ مراد یہ ہے کہ اس پورے نظام کائنات میں باری تعالیٰ نے انسان کو مختیار کل بنا کر بھیجا ہے اس کے بغیر تو زندگی نامکمل اور ناکارہ شے ہے ۔

مجھے رازِ دو عالم دل کا آئینہ دکھاتا ہے
وہی کہتا ہوں ، جو کچھ سامنے آنکھوں کے آتا ہے

معانی: رازِ دو عالم: دونوں دنیاؤں کا بھید، حقیقت ۔
مطلب: میرا دل تو ایک ایسے آئینے کی مانند ہے جس میں دونوں جہانوں کے رازہائے سربستہ واضح طور پر نظر آتے ہیں ۔ یہی سبب ہے کہ میں اپنے اشعار میں ان حقائق کو سامنے لاتا ہوں جو عملی سطح پر میرے مشاہدے میں آتے ہیں ۔

عطا ایسا بیاں مجھ کو ہوا رنگیں بیانوں میں
کہ بامِ عرش کے طائر ہیں میرے ہم زبانوں میں

معانی: عطا ہوا: مراد خدا کی طرف سے ملا ۔ بیاں : مراد شاعری ۔ رنگیں بیان: مراد دل کش شعر کہنے والا ۔ بامِ عرش: عرش کی چھت ۔ طائر: پرندہ ۔ ہم زباں : مراد ساتھی ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ جو لوگ بڑے رنگین بیاں تھے فطرت نے مجھے ان میں سب سے الگ ایسی طرز بیاں عطا کی ہے کہ آسمانوں پر جو خوش الحان فرشتے ہیں وہ بھی میری ہم نوا بن گئے ہیں ۔

اثر یہ بھی ہے اک میرے جنونِ فتنہ ساماں کا
مرا آئینہ دل ہے قضا کے رازدانوں میں

معانی: جنونِ فتنہ سامان: دل میں ہنگامہ برپا کر دینے والی دیوانگی یعنی عشق ۔ آئینہ دل: ایسا دل جس پر قدرت کے راز ظاہر ہوتے ہیں ۔ قضا: خدائی حکم ۔ رازدان: بھیدوں سے واقف ۔
مطلب: مجھ میں جو عشق کا جذبہ موجود ہے اس کے سبب میں اپنی شعری تخلیقات میں قضا و قدر کے تمام سربستہ راز پیش کرنے کی اہلیت رکھتا ہوں ۔

رُلاتا ہے ترا نظارہ اے ہندوستاں ! مجھ کو
کہ عبرت خیز ہے تیرا فسانہ، سب فسانوں میں

معانی: رُلاتا ہے: یعنی بہت دکھ پہنچاتا ہے ۔ عبرت خیز: مراد دردناک جس سے دوسروں کو تنبیہ ہو ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال اپنے عہد کے ہندوستان کا نقشہ کھینچتے ہوئے بڑے افسردہ لہجے میں کہتے ہیں کہ تیری

افسوسناک صورت حال پر میرا دل خون کے آنسو روتا ہے اس لیے کہ دنیا کے دوسرے افسانوں میں تیرا افسانہ سب سے زیادہ عبرت انگیز دکھائی دیتا ہے ۔

دیا رونا مجھے ایسا کہ سب کچھ دے دیا گویا
لکھا کلکِ ازل نے مجھ کو تیرے نوحہ خوانوں میں

معانی: کلکِ ازل: قدرت کا قلم ۔ نوحہ خواں : مرثیہ پڑھنے والا، ماتم کرنے والا ۔
مطلب: تیری حالت پر میں جو افسردہ ہوں تو یوں لگتا ہے کہ قدرت نے میرا نام تیرے نوحہ خوانوں میں شامل کر دیا ہے ۔

نشانِ برگِ گل تک بھی نہ چھوڑا اس باغ میں گل چیں
تری قسمت سے رزم آرائیاں ہیں باغبانوں میں

معانی: برگِ گل: پھول کی پتی، مراد معمولی سے معمولی چیز ۔ نہ چھوڑا: یعنی لوٹ لیا ۔ گل چیں : پھول توڑنے والا، مراد انگریز حکمران ۔ باغ: ہندوستان، بر صغیر ۔ تری قسمت سے: مراد تیری خوش بختی ہے کہ ۔ رزم آرائیاں : لڑائی جھگڑے، فسادات ۔ باغبانوں : جمع باغبان، مالی، مراد برصغیر کی دو بڑی قومیں ہندو اور مسلم ۔
مطلب: یہاں اقبال بڑے دکھ کے ساتھ پھول توڑنے والے یعنی دشمن سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب باغ کے مالی اور رکھوالے ہی آپس میں دست و گریباں ہوں تو اس باغ کو برباد کرنے کے عمل میں تجھے کونسی قباحت محسوس ہوگی ۔

چھپا کر آستیں میں بجلیاں رکھی ہیں گردوں نے
عنادلِ باغ کے غافل نہ بیٹھیں آشیانوں میں

معانی: آستیں : قمیص، کرتے کی بانھ ۔ بجلیاں : جمع بجلی مراد تباہی کے سامان ۔ گردوں : آسمان ۔ عنادل: جمع عندلیب، بلبل ، مراد وہی قومیں ۔ آشیانوں : جمع آشیانہ، گھونسلے، مراد اپنی اپنی جگہ ۔
مطلب: یوں بھی آسمان نے اپنے دامن میں بجلیاں چھپا رکھی ہیں اس صورت میں اہل چمن کو انھوں نے انتباہ کیا ہے کہ اسی مرحلے پر اگر تم نے غفلت سے کام لیا تو نتیجہ بربادی کے سوا اور کچھ نہ ہو گا ۔

سن اے غافل! صدا میری، یہ ایسی چیز ہے جس کو
وظیفہ جان کر پڑھتے ہیں طائر بوستانوں میں

معانی: وظیفہ : ہر روز پڑھی جانے والی تسبیح ۔ بوستان: باغ ۔
مطلب: میری آواز سنو! کہ یہ ایسی چیز ہے جس کو غیر وظیفہ جان کر سنتے ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ دوسرے تو میری بات کا بے حد احترام کرتے ہیں جب کہ تم اہل وطن اس سے غفلت برتتے رہے ہو۔

وطن کی فکر کر ناداں! مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

معانی: مصیبت آنے والی ہے: مراد ملک کے حالات تباہی کی طرف جا رہے ہیں ۔
مطلب: اے میرے عزیز! تو کتنا نادان ہے کہ اپنے وطن کے تحفظ کا خیال نہیں کرتا جب کہ آسمانوں پر تیری بربادیوں کے مشورے جاری ہیں ۔

ذرا دیکھ اس کو، جو کچھ ہو رہا ہے، ہونے والا ہے
دَھرا کیا ہے بھلا عہدِ کہن کی داستانوں میں

معانی: عہد کہن: پرانا دور، زمانہ ۔ داستان: اشارہ ہے مسلم ہندو اختلافات کی طرف ۔ دھرا کیا ہے: کیا فائدہ ہے ۔
مطلب: ذرا اس منظر کا جائزہ لے کہ اب تک یہاں کیا ہو چکا ہے اور آئندہ کیا ہونے والا ہے لیکن مشکل یہ ہے کہ تو ماضی کی داستانوں میں گھرا ہوا ہے ۔ حالانکہ عصر نو میں ان داستانوں کی اہمیت ہی ختم ہو چکی ہے ۔

یہ خاموشی کہاں تک لذتِ فریاد پیدا کر
زمیں پر تو اور تیری صدا ہو آسمانوں میں

معانی: لذت فریاد: پر اثر انداز میں دل کا درد بیان کرنا ۔ اسلوب فطرت: قدرت کا طریقہ، انداز ۔
مطلب: بتا کہ تو اس طرح کب تک خاموش رہے گا ۔ اپنی آواز اس طرح بلند کر کہ تیری صدا زمیں سے آسمان تک رسائی حاصل کر لے ۔

نہ سمجھو گے تو مٹ جاوَ گے اے ہندوستاں والو
تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

مطلب: اس شعر میں اقبال اہل ہند سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ میرے انتباہ کے باوجود اب بھی تم بیدار نہ ہوئے اور اپنے معاملات کو نمٹانے کے لیے جدوجہد کا آغاز نہ کیا تو جان لو کہ ماضی اور حال سے متعلق داستانوں میں تمہاری داستان کا ذکر تک نہ ہو گا ۔

یہی آئینِ قدرت ہے، یہی اسلوبِ فطرت ہے
جو ہے راہِ عمل میں گامزن، محبوبِ فطرت ہے

مطلب: کہ قدرت کا نظام بھی یہی ہے اور فطرت کے اصول بھی اسی طرح کے ہیں کہ جو راہ عمل پر گامزن رہتا ہے خدا اسے ہی محبوب رکھتا ہے۔

ہویدا آج اپنے زخمِ پنہاں کر کے چھوڑوں گا
لہو رو رو کے محفل کو گلستاں کر کے چھوڑوں گا

معانی: زخمِ پنہاں: دل کو پہنچنے والا پوشیدہ دکھ۔ لہو رونا: خون کے آنسو رونا جو انتہائی غم کی علامت ہے۔ گلستاں: سرخ گلاب کے پھولوں کا باغ۔
مطلب: ان اشعار میں اقبال انتہائی رنج و الم مگر جوش اور جذبے کے ساتھ اعلان کرتے ہیں کہ آج اپنے چھپے ہوئے زخموں کو نمایاں ہی کر کے چھوڑوں گا۔ میری آنکھوں سے لہو بہے گا جو پورے باغ وطن میں پھیل جائے گا۔

جلانا ہے مجھے ہر شمعِ دل کو سوزِ پنہاں سے
تری تاریک راتوں میں چراغاں کر کے چھوڑوں گا

معانی: سوزِ پنہاں: دل کی تپش۔ ہر شمع دل: یعنی ہر ہم وطن کا دل۔ مگر: ممکن ہے۔
مطلب: میرے دل میں جو درد چھپا ہے اس کی آنچ سے ہر دل کی شمع کو روشن کر دوں گا۔ اور اسی شمع سے میں اے وطن تیری تاریک راتوں کو جگمگا دوں گا۔

مگر غنچوں کی صورت ہوں دلِ درد آشنا پیدا
چمن میں مشتِ خاک اپنی پریشاں کر کے چھوڑوں گا

معانی: درد آشنا: درد کے لطف، مزے سے باخبر۔ مشتِ خاک: مٹھی بھر خاک ۔ پریشاں کرنا: بکھیرنا ۔

مطلب: میں تو اپنی جان بھی قربان کرنے کے لیے آمادہ ہوں بشرطیکہ تیرے باسیوں کے سینوں میں دلِ درد آشنا پیدا ہو جائے ۔

پرونا ایک ہی تسبیح میں ان بکھرے دانوں کو
جو مشکل ہے، تو اس مشکل کو آساں کر کے چھوڑوں گا

معانی: ایک ہی تسبیح میں پرونا: مراد ان فرقوں میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنا ۔ بکھرے دانے: مراد مختلف فرقوں کی صورت ۔

مطلب: میرے اہل وطن نفاق اور نفرت کی آگ میں جل رہے ہیں ۔ میں اس حقیقت سے پوری طرح سے آگاہ ہوں تاہم خود پر اتنا اعتماد بھی ہے کہ اگر یہ مشکل ہے تو اس کو آسان بھی کر دوں گا ۔

مجھے اے ہم نشیں ! رہنے دے شغلِ سینہ کاوی میں
کہ میں داغِ محبت کو نمایاں کر کے چھوڑوں گا

معانی: ہم نشیں : ساتھی ۔ شغل: مشغلہ، کام ۔ سینہ کاوی: سینہ کھرچنا، انتہائی دکھ کی حالت ۔ داغ: زخم ۔

مطلب: اے میرے ہم نشیں ! مجھے اپنے سینے کو کھرچنے کے عمل میں ہی مصروف رہنے دے کہ اس طرح میں ان داغوں کو نمایاں کرنا چاہتا ہوں جو فی الواقع محبت کے داغ ہیں ۔

دکھا دوں گا جہاں کو، جو مری آنکھوں نے دیکھا ہے
تجھے بھی صورتِ آئینہ ، حیراں کر کے چھوڑوں گا

معانی: صورتِ آئینہ: آئینے کی طرح ۔

مطلب: میری نگاہ حقیقت بین نے اب تک جو منظر دیکھے ہیں ساری دنیا کو ان کا نظارہ کرا دوں گا ۔ تاکہ وہ نفاق اور نفرتوں کو چھوڑ کر اتحاد و یگانگت سے بہرہ ور ہو سکے ۔ میں نے فیصلہ کر لیا ہے کہ تمام احساسات اپنی تخلیقات کے ذریعے لوگوں تک پہنچا دوں گا ۔ مجھے اس امر پر مکمل اعتماد ہے کہ جب لوگ میرے مشاہدات، تجربات اور احساسات سے واقف ہوں گے تو دم بخود ہو کر رہ جائیں گے ۔

جو ہے پردوں میں پنہاں ، چشمِ بینا دیکھ لیتی ہے
زمانے کی طبیعت کا تقاضا دیکھ لیتی ہے

معانی: چشمِ بینا: بصیرت کی آنکھ ۔ تقاضا: ضرورت، خواہش ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال یوں گویا ہوتے ہیں کہ صرف میں ہی نہیں بلکہ ہر نگاہ حقیقت بین کی ان مناظر تک رسائی ہو جاتی ہے جو ابھی تک پردوں میں چھپے ہیں ۔ یہی نہیں بلکہ ایسی حقیقت شناس نظریں اپنے عہد کے تقاضوں کو بھی پوری طرح پہچان لیتی ہیں ۔

کیا رفعت کی لذت سے نہ دل کو آشنا تو نے
گزاری عمر پستی میں مثالِ نقشِ پا تو نے

معانی: رفعت: بلندی ۔ پستی: ذلت ۔ نقش پا: مٹی پر پاؤں کے پڑنے والے نشان ۔

مطلب: اس پورے بند میں اقبال اس عالم بے عمل سے براہ راست مخاطب ہیں جو مذہب کا اجارہ دار بنا ہوا ہے ۔ فرماتے ہیں کہ تو نے کسی مرحلے پر بھی وسعت قلبی کا مظاہرہ نہیں کیا ۔ نا ہی تیری نگاہوں میں وہ رفعت پیدا ہوئی جو فرد کو فرشتے سے بھی افضل بنا دیتی ہے ۔ اس کے برعکس تو نے تو تمام عمر نفاق اور نفرتوں کی پستیوں میں گزار دی ۔

رہا دل بستۂ محفل ، مگر اپنی نگاہوں کو
کیا بیرونِ محفل سے نہ حیرت آشنا تو نے

معانی: بیرون محفل: گھر سے باہر یعنی ملکی حالات ۔ حیرت آشنا: مراد حیران پریشان ہونے والا ۔

مطلب: ہرچند کہ تیرے دم سے محفلوں میں دل بستگی کا سامان تو پیدا ہوا لیکن تو اس قدر داخلیت پسند تھا کہ یہ بھی نہ دیکھ سکا کہ محفلوں سے باہر بھی تو بہت کچھ ہے ۔

فدا کرتا رہا دل کو حسینوں کی اداؤں پر
مگر دیکھی نہ اس آئینے میں اپنی ادا تو نے

مطلب: تو دوسروں کی خوبصورتیوں اور اداؤں پر قربان تو ہوتا رہا لیکن تیرے اندر اگر کوئی خوبصورتی چھپی ہوئی تھی اس کی جانب کوئی توجہ نہ کی ۔

تعصب چھوڑ ناداں ! دہر کے آئینہ خانے میں
یہ تصویریں ہیں تیری، جن کو سمجھا ہے برا تو نے

معانی: تعصب: بے جا حمایت ۔ ناداں: ناسمجھ، کم عقل ۔ دہر: زمانہ ۔ آئینہ خانہ: ایسا گھر جس کی دیواروں پر آئینے لگے ہوں ۔

مطلب: خدا کے لیے اپنے متعصبانہ نقطہ نظر سے گریز کر کہ تو جن چیزوں کو برا سمجھ رہا ہے وہ تو اس دنیا کی زندہ حقیقت ہیں ۔

سراپا نالہَ بیدارِ سوزِ زندگی ہو جا
سپند آسا گرہ میں باندھ رکھی ہے صدا تو نے

معانی: سراپا: پوری طرح ۔ نالہ: فریاد ۔ سوزِ زندگی: زندگی کی حرارت جس سے انسان میں قوتِ عمل پیدا ہوتی ہے ۔ سپند آسا: کالے دانے کی طرح ۔ گرہ میں باندھ رکھنا: سنبھال رکھنا ۔

مطلب: وطن اور اہل وطن پر جو ظلم و ستم ہو رہے ہیں ان کے خلاف تو تجھے سراپا احتجاج بن جانا چاہیے تھا لیکن تو نے تو اس صورت حال کے خلاف اپنی زبان اس طرح بند رکھی ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں ۔ مراد یہ ہے کہ غیر ضروری اور نفاق انگیز باتوں پر تو تو چیخ اٹھتا ہے لیکن جن باتوں پر احتجاج کرنا چاہیے ان پر اپنی زبان بند رکھتا ہے اور احتجاج کی جرات نہیں کرتا ۔

صفائے دل کو کیا آرائشِ رنگِ تعلق سے
کفِ آئینہ پر باندھی ہے او ناداں! حنا تو نے

معانی: صفائے دل: دل کی پاکیزگی ۔ آرائش: سجاوٹ ۔ رنگ تعلق: دنیاوی تعلقات کا رنگ ۔ کفِ آئینہ پر حنا باندھنا: بے فائدہ قسم کا کام کرنا ۔

مطلب: اگر دل و ضمیر صاف ہوں تو ان کے بارے میں کسی قسم کی رنگ آمیزی کی ضرورت نہیں ہوتی لیکن تو نے تو اے عالم بے عمل آئینے کی شفاف سطح پر بھی مہندی لگا کر اسے رنگنے کی کوشش کی ہے ۔

زمیں کیا، آسماں بھی تیری کج بینی پہ روتا ہے
غضب ہے سطرِ قرآں کو چلیپا کر دیا تو نے

معانی: کج بینی: مراد غلط باتیں سوچنا ۔ غضب ہے: دکھ کی بات ہے ۔ سطرِ قرآں: مراد قرآنی آیات ۔ چلیپا کر دیا: مراد باطل کر دیا ۔
مطلب: تو اس قدر کج بین ہے کہ زمین ہی نہیں بلکہ آسمان بھی تیرے اس رویے کے خلاف مضطرب اورر مضمحل ہے کہ تو نے تو قرآن کی آیات کو بھی اپنے زیرِ مفاد غلط معنی پہنا دیئے ہیں ۔

زباں سے گر کیا توحید کا دعویٰ تو کیا حاصل
بنایا ہے بتِ پندار کو اپنا خدا تو نے

معانی: توحید کا دعویٰ: خدا کی وحدت پر ایمان کا پر زور اظہار ۔ بت پندار: غرور، تکبر کا بت ۔
مطلب: اپنی زباں سے تو تو خدا کی وحدانیت کا دعویٰ کرتا ہے لیکن عملی سطح پر اپنے مفاد کے تحت کئی بت پال رکھے ہیں ۔

کنوئیں میں تو نے یوسف کو جو دیکھا بھی تو کیا دیکھا
ارے غافل ! جو مطلق تھا ، مقید کر دیا تو نے

معانی: یوسف: حضرت یوسف جن کو ان کے بھائی کنوئیں میں چھوڑ گئے تھے ۔ مطلق: مراد ہر قسم کی شرط وغیرہ سے آزاد ۔ مقید: قید کیا گیا ۔

مطلب: اے عالم بے عمل تو نے حضرت یوسف کی حقیقت بیان کرتے ہوئے حدود قیود سے آزاد چیزوں کو حدود و قیود کا پابند بنا کر رکھ دیا ہے ۔

ہوس بالائے منبر ہے تجھے رنگیں بیانی کی
نصیحت بھی تری صورت ہے اک افسانہ خوانی کی

معانی: ہوس: لالچ ۔ بالائے ممبر: ممبر کے اوپر ۔ رنگیں بیانی: لچھے دار باتیں کرنا ۔ صورت: شکل ۔ افسانہ خوانی: کہانی پڑھنا یعنی سنانا ۔

مطلب: تیرا مقصود تو محض یہی ہے کہ منبر پر اپنی رنگیں بیانی کے جوہر دکھائے ۔ حد تو یہ ہے کہ تو جو نصیحتیں کرتا ہے وہ محض افسانہ خوانی سے زیادہ اور کچھ نہیں ہوتیں ۔

دکھا وہ حسنِ عالم سوز اپنی چشمِ پرنم کو
جو تڑپاتا ہے پروانے کو، رلواتا ہے شبنم کو

معانی: حسن عالم سوز: دنیا کو جلا ڈالنے والا حسن ۔ چشم پرنم: روتی ہوئی آنکھیں ۔ پروانہ: پتنگا ۔ شبنم: اوس ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال اپنے عہد کے عالم بے عمل کو مشورہ دیتے ہیں کہ اپنی نمناک آنکھوں کو اس حسن سے آشنا کر جو پروانے کے دل میں اضطراب و تڑپ پیدا کرتا ہے اور جس کے سبب شبنم کو اشک آلودہ ہونا پڑتا ہے ۔

نرا نظارہ ہی اے بوالہوس! مقصد نہیں اس کا
بنایا ہے کسی نے کچھ سمجھ کر چشمِ آدم کو

معانی: بوالہوس: بہت لالچی ۔ کسی نے: مراد خدا نے چشمِ آدم: انسان کی آنکھ ۔
مطلب: تو جس انداز سے کائنات کے معاملات کو دیکھتا ہے وہ قدرت کے مقاصد کی نفی کا حامل ہے ۔ حالانکہ خدائے عزوجل نے بالاخر سوچ سمجھ کر انسان کی آنکھوں کو بنایا ہے ۔

اگر دیکھا بھی اس نے سارے عالم کو تو کیا دیکھا
نظر آئی نہ کچھ اپنی حقیقت جام سے جم کو

معانی: جام: شراب کا پیالہ ۔ جم: جمشید، ایرانی بادشاہ جس کے جام میں دنیا نظر آتی تھی ۔
مطلب: بے شک جمشید نے جو پیالہ تیار کیا تھا اس کے ذریعے وہ پوری دنیا کے مناظر کو دیکھتا رہا اس کے باوجود وہ حقائق کا نظارہ کرنے سے محروم ہی رہا ۔

شجر ہے فرقہ آرائی ، تعصب ہے ثمر اس کا
یہ وہ پھل ہے کہ جنت سے نکلواتا ہے آدم کو

معانی: شجر: درخت ۔ فرقہ آرائی: مراد فرقہ پرستی ۔ آدم: مراد حضرت آدم ۔
مطلب: سن لے کہ فرقہ آرائی ایک ایسے درخت کی مانند ہے جس کا پھل تعصب کے سوا اور کچھ نہیں ۔ مراد یہ ہے کہ فرقہ بندی سے معاشرے کو توڑ پھوڑ اور منافرت کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔ تفرقہ بازی کے سبب ہی حضرت

آدم جنت سے نکالے گئے ۔ اقبال کا اس شعر میں یہ کہنا ہے کہ فرشتوں اور آدم کے مابین نفرت کی جو فضا پیدا ہوئی اس کے ردعمل کے طور پر آدم جنت سے نکالے گئے ۔

نہ اُٹھا جذبہَ خورشید سے اک برگِ گل تک بھی
یہ رفعت کی تمنا ہے کہ لے اڑتی ہے شبنم کو

معانی: جذبہَ خورشید: سورج کی کشش ۔ برگ گل: پھول کی پتی ۔

مطلب: اقبال اس شعر میں کہتے ہیں کہ سورج اتنی بلندی پر اپنی کارکردگی کا مظاہرہ کرتا ہے اس کے باوجود ایک پھول کی پتی کو بھی زمین سے اوپر اٹھانے کی اہلیت نہیں رکھتا ۔ اس کے برعکس یہ شبنم ہے جو اڑ کر بلند فضاؤں سے جا ملتی ہے اس لیے کہ وہ بلند فطرت کی مالک ہے ۔

پھرا کرتے نہیں مجروحِ الفت فکرِ درماں میں
یہ زخمی آپ کر لیتے ہیں پیدا اپنے مرہم کو

معانی: مجروحِ الفت: مراد محبت کے مارے ہوئے ۔ درماں: علاج ۔ مرہم: دوا، دارو ۔

مطلب: مزید یہ کہ اہل محبت کو اپنے زخم بھرنے کی قطعی پروا نہیں ہوتی کہ یہ لوگ تو خود ہی اپنے زخموں کے لیے مرہم پیدا کر لیتے ہیں ان کو کسی بھی معالج اور دوا کی حاجت نہیں ہوتی ۔

محبت کے شرر سے دل سراپا نور ہوتا ہے
ذرا سے بیج سے پیدا ریاضِ طور ہوتا ہے

معانی: شرر: چنگاری ۔ ریاضِ طور: طور کا باغ ۔ مجروح: زخمی ۔
مطلب: یہ محبت کا شعلہ ہی ہے جس عملی سطح پر نور مطلق کی حیثیت رکھتا ہے یہ محبت ہے جو ایک معمولی بیج کے طور پر اس امر کی اہل ہے جو طور کے باغات کی تخلیق کرے ۔ اقبال کا نقطہ نظریہ ہے کہ محبت کے جذبے کی بنیاد پر قلب انسانی عملی طور پر باری تعالیٰ کے نور سے منور ہو جاتا ہے ۔

شرابِ بے خودی سے تا فلک پرواز ہے میری
شکستِ رنگ سے سیکھا ہے میں نے بن کے بو رہنا

معانی: شرابِ بے خودی: مدہوشی کی شراب ۔ تا فلک: آسمان تک ۔ شکستِ رنگ: رنگ اڑنا ۔
مطلب: میرے تخیل کی پرواز جو آسمان تک ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ میں نے پھولوں کی ماہیت سے کچھ نتاءج اخذ کیے ہیں ۔ بے شک پھولوں کا رنگ تو کسی نہ کسی مرحلے پر اڑ جاتا ہے تاہم ان میں جو خوشبو ہوتی ہے وہ فضاؤں کو اکثر و بیشتر معطر کرتی رہتی ہے ۔

تھمے کیا دیدہَ گریاں وطن کی نوحہ خوانی میں
عبادت چشمِ شاعر کی ہے ہر دم با وضو رہنا

معانی: تھمنا: رُکنا ۔ دیدہَ گریاں : روتی ہوئی آنکھیں ۔ وطن کی نوحہ خوانی: وطن کی غلامی کے غم پر دکھ کا اظہار ۔ باوضو: جس کا وضو قائم ہو ۔
مطلب: میں جو وطن اور اہل وطن کی بے حسی اور بے عملی پر ہر دم گریہ کناں رہتا ہوں وہ ایک فطری امر ہے اس لیے کہ میرے لیے ہی نہیں بلکہ ہر شاعر کے لیے یہ عمل عبادت سے کم نہیں کہ وہ اپنی تخلیقات کے ذریعے اس صورت حال کا چرچا کرے ۔

بنائیں کیا سمجھ کر شاخِ گل پر آشیاں اپنا
چمن میں آہ! کیا رہنا، جو ہو بے آبرو رہنا

معانی: آشیاں : گھونسلا ۔ آہ: افسوس ۔ بے آبرو رہنا: ذلت کی زندگی گزارنا ۔
مطلب: اس سارے پس منظر میں سوال یہ اٹھتا ہے کہ جب وطن اور اہل وطن کی بے عملی اپنے انتہائی عروج پر ہو تو ایک باشعور اور غیرت مند تخلیق کار یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ جہاں عزت و آبرو کا تصور ہی مفقود ہو کر رہ جائے وہاں بود و باش اختیار کرنے سے کیا حاصل ہو سکتا ہے ۔

جو تو سمجھے تو آزادی ہے پوشیدہ محبت میں
غلامی ہے اسیرِ امتیاز ما و تو رہنا

معانی: امتیاز: ما و تو: میں اور تو میں فرق پیدا کرنا ۔
مطلب: ہر فرد کے لیے لازم ہے کہ آزادی کے حصول کے لیے محبت بنیادی جذبہ ہے اس کے برعکس جہاں تک نفرت کا تعلق ہے وہ تو اسے غلامی سے ہمکنار کرتی ہے ۔

یہ استغنا ہے، پانی میں نگوں رکھتا ہے ساغر کو
تجھے بھی چاہیے مثلِ حبابِ آبجو رہنا

معانی: استغنا: کسی کے آگے ہاتھ نہ پھیلانے کی حالت ۔ نگوں : اُلٹا ۔ حباب: بلبلہ ۔ آبجو: ندی ۔
مطلب: یہ بے نیازی کا طور ہی ہے کہ جو پیالے کو پانی میں ڈبوئے رکھتا ہے بالکل اسی طرح جیسے کسی ندی میں پانی

کے بلبلے اوپر نیچے حرکت کرتے رہتے ہیں لیکن ڈوبتے نہیں ۔ تیرے لیے لازم ہے کہ شان بے نیازی اختیار کر لے ۔

نہ رہ اپنوں سے بے پروا، اسی میں خیر ہے تیری
اگر منظور ہے دنیا میں او بیگانہ خو! رہنا

معانی: بے پروا: خیال نہ کرنے والا ۔ منظور ہے: خواہش ہے ۔ او: اے ۔ بیگانہ خو: مراد دوسروں سے غیروں کی طرح ملنے والا ۔

مطلب: تو نے تو نفرتوں اور افتراق کے ذریعے خود کو الگ تھلگ کر رکھا ہے ۔ تاہم دنیا میں رہنا ہے تو یہ انداز ترک کر دے اور سب سے مل کر رہ ۔ اس لیے کہ محبت و یگانگت کے طفیل ہی نوع انساں خوش حال اور مطمئن رہ سکتی ہے ۔

شرابِ روح پرور ہے محبت نوع انساں کی
سکھایا اس نے مجھ کو مستِ بے جام و سبو رہنا

معانی: شرابِ روح پرور: روح کو تازہ رکھنے والی شراب ۔ محبت نوعِ انساں کی : انسانوں کے ساتھ محبت سے پیش آنا ۔ بے جام و سبو: شراب کے پیالے کے بغیر ۔

مطلب: میں جو شراب کے بغیر ہی مست و مخمور رہتا ہوں تو اس کا سبب محبت ہے ۔ محبت ہی فی الواقع ایسا جذبہ ہے جس کے سبب ذہنی اور نفسیاتی سطح پر بیمار قومیں شفا پاتی ہیں ۔ اور اسی کے سبب ان میں بیداری کی لہر پیدا ہوتی ہے ۔

محبت ہی سے پائی ہے شفا بیمار قوموں نے
کیا ہے اپنے بختِ خفتہ کو بیدار قوموں نے

معانی: بیمار قومیں : مراد باہم لڑنے جھگڑنے والی قومیں ۔ بختِ خفتہ: سویا ہوا نصیبہ ۔ بیدار کرنا: نصیبہ جگانا ۔
مطلب: محبت ہی فی الواقع ایسا جذبہ ہے جس کے سبب ذہنی اور نفسیاتی سطح پر بیمار قومیں شفا پاتی ہیں ۔ اور اس کے سبب ان میں بیداری کی لہرپیدا ہوتی ہے ۔ یہاں اقبال کی مراد یہی ہے کہ نفرت اور افتراق قوموں کو تباہی کے اندھیرے میں دھکیل دیتے ہیں ۔ یہ محبت ہی ہے جو انہیں دنیا میں کامیاب و کامران کرتی ہے ۔

بیابانِ محبت دشتِ غربت بھی، وطن بھی ہے
یہ ویرانہ قفس بھی ، آشیانہ بھی، چمن بھی ہے

معانی: بیابان: جنگل، ویرانہ ۔ دشتِ غربت: پردیس کا جنگل ۔ ویرانہ: غیر آباد جگہ ۔ قفس: پنجرہ ۔
مطلب: نتیجے کے طور پر علامہ اقبال فرماتے ہیں کہ محبت ہی اس عالم رنگ وبو میں سب کچھ ہے اور اس سے یہ کائنات قائم ہے ۔ یہ درست ہے کہ محبت کسی مرحلے پر صحرا اور ویرانے کی حیثیت اختیار کر جاتی ہے ۔ اور کہیں وطن بھی اس کا مظہر بن جاتا ہے ۔ کہیں قفس، کہیں ویرانہ، کہیں آشیانہ اور کسی مرحلے پر چمن کا روپ محبت ہی دھار لیتی ہے ۔

محبت ہی وہ منزل ہے کہ منزل بھی ہے صحرا بھی
جرس بھی ، کارواں بھی، راہبر بھی، راہزن بھی ہے

معانی: جرس: گھنٹا ۔ راہبر: راستہ دکھانے والا ۔

مطلب: محبت ہی وہ جذبہ ہے کہ جو منزل اور کہیں صحرا، کہیں اہل کارواں کے لیے آواز جرس کی مانند تو کہیں رہبری بھی کرتی ہے اور کبھی راہزنی بھی ۔

مرض کہتے ہیں سب اس کو، یہ ہے لیکن مرض ایسا
چھپا جس میں علاجِ گردشِ چرخِ کہن بھی ہے

معانی: گردشِ چرخِ کہن: پرانے آسمان کا چکر، مراد نصیبے کا چکر ۔

مطلب: یوں تو سب لوگ محبت کو ایک مرض سے تعبیر کرتے ہیں لیکن یہ ایسا مرض ہے جس میں کائنات کے جملہ امراض کا علاج پوشیدہ ہے ۔ اس جذبے سے جب دل جلتا ہے تو سراپا نور میں ڈھل جاتا ہے اس لیے کہ یہ ایسا ویرانہ ہے جو جل کر شمع محفل کی تقویت کا سبب بنتا ہے ۔

جلانا دل کا ہے گویا سراپا نور ہو جانا
یہ پروانہ جو سوزاں ہو تو شمعِ انجمن بھی ہے

معانی: سراپا نور ہو جانا: پورے طور پر روشنی بن جانا ۔ سوزاں: جلتا ہوا، جلنے والا ۔ شمع انجمن: مراد محفل کی رونق ۔

مطلب: اس جذبے سے جب دل جلتا ہے تو سراپا نور میں ڈھل جاتا ہے اس لیے کہ یہ ایسا پروانہ ہے جو جل کر شمع محفل کی تقویت کا سبب بنتا ہے ۔

وہی اک حسن ہے، لیکن نظر آتا ہے ہر شے میں
یہ شیریں بھی ہے گویا، بیستوں بھی، کوہکن بھی ہے

معانی: وہی اک حسن: مراد محبوب حقیقی کا حسن ۔ شیریں: فرہاد کی محبوبہ ۔ بیستوں: ایران کا وہ پہاڑ جسے فرہاد نے شیریں کے کہنے پر دودھ کی نہر بہانے کے لیے کھودا تھا ۔ کوہکن: پہاڑ کھودنے والا، مراد فرہاد ۔

مطلب: محبت تو ایسا حسن ہے جو ہر شے میں نظر آتا ہے ۔ دیکھا جائے تو شیریں، کوہ بیستوں، فرہاد میں بڑا فرق ہے تاہم محبت کے جذبے نے ہی انہیں ایک دوسرے سے منسلک کر رکھا ہے ۔

اجاڑا ہے تمیزِ ملت و آئیں نے قوموں کو
مرے اہلِ وطن کے دل میں کچھ فکرِ وطن بھی ہے

معانی: اجاڑا ہے: تباہ کیا ہے ۔ تمیز ملت و آئیں: تعصب کی بنا پر مذہب، فرقوں میں فرق کرنے کا عمل ۔ فکرِ وطن: وطن کی حفاظت کا خیال ۔

مطلب: نفرت و افتراق نے ہی قوموں کی بربادی میں نمایاں کردار ادا کیا ہے ۔ لیکن میرے اہل وطن اس حقیقت سے بے خبر نظر آتے ہیں ۔ انہیں وطن کی کوئی فکر نہیں ۔

سکوت آموز طولِ داستانِ درد ہے، ورنہ
زباں بھی ہے ہمارے منہ میں اور تابِ سخن بھی ہے

معانی: سکوت آموز: خاموشی سکھانے والا ۔ طولِ داستان: کہان، بات کرنے کی طوالت ۔

مطلب: یہ داستان دار اور بھی طویل ہو سکتی تھی کہ میرے تخیل میں بڑی وسعت ہے ۔

نمی گردید کوتہ رشتۂ معنی رہا کردم
حکایت بود بے پایاں، بخاموشی ادا کردم

مطلب: مضمون، باتوں کا سلسلہ ختم ہونے ہی کو نہ آرہا تھا، داستان بہت طویل تھی اس لیے میں نے وہ خاموشی سے،یعنی خاموش رہ کر بیان کر دی ۔ (یہ شعر نظیری نیشاپوری کا ہے

نالۂ فراق

(آرنلڈ کی یاد میں)

جا بسا مغرب میں آخر اے مکاں تیرا مکیں
آہ! مشرق کی پسند آئی نہ اس کو سرزمیں

معانی: نالۂ فراق: کسی کی جدائی میں رونا ۔ آرنلڈ: سرٹامس آرنلڈ، اپنے وقت کے فلسفہ کے عظیم پروفیسر 1897 سے گورنمنٹ کالج لاہور میں تدریس کے فراءض انجام دیے ۔ ان ہی کے کہنے پر علامہ اقبال نے فلسفہ میں ایم اے کیا ۔ 1904 میں انگلینڈ چلے گئے ۔ جا بسا: مقیم ہوگیا ۔ مغرب: مراد انگلستان ۔ مکیں : رہنے والا ۔
مطلب: اقبال لاہور میں پروفیسر آرنلڈ کی قیام گاہ سے مخاطب ہوکر فرماتے ہیں کہ تیرا مکیں بالاخر مغرب جا بسا ۔ افسوس یہ ہے کہ اس کو مشرق کی یہ سرزمین پسند نہ آئی ۔

آگیا آج اس صداقت کا مرے دل کو یقیں
ظلمتِ شب سے ضیائے روزِ فرقت کم نہیں

معانی: ظلمتِ شب: رات کا اندھیرا ۔ ضیائے روز فرقت: جدائی کے دن کی روشنی ۔
مطلب: استاد کی جدائی میں آج مجھے اس صداقت پر پوری طرح سے یقین آگیا ہے کہ بچھڑنے کے لمحات، رات کی تاریکی سے کسی طور پر بھی کم نہیں ہوتے ۔ یعنی جس طرح رات کی تاریکی میں انسان کو کچھ دکھائی نہیں دیتا اسی طرح کسی سے جدائی کے لمحات میں بھی دل و دماغ مفلوج ہوکر رہ جاتے ہیں ۔

تا ز آغوش وداعش داغِ حیرت چیدہ است
ہمچو شمعِ کشتہ در چشم نگہ خوابیدہ است

مطلب: جب سے اس نے اسے یعنی محبوب کی جدائی کی گود سے حیرانی کا زخم چنا یعنی اٹھایا ہے اس وقت سے نگاہ بجھی ہوئی شمع کی طرح میری آنکھ میں سو گئی ہے ۔

کشتۂ عزلت ہوں ، آبادی سے گھبراتا ہوں میں
شہر سے سودا کی شدت میں نکل جاتا ہوں میں

معانی: کشتۂ عزلت: تنہائی کا مارا ہوا ۔ سودا کی شدت: دیوانگی کا زیادہ ہونا ۔
مطلب: میں تو پہلے ہی تنہائی کا مارا ہوا تھا یہی وجہ ہے کہ آبادی سے گھبراتا رہا ہوں اور دیوانگی کی شدت بڑھنے کی وجہ سے شہر سے باہر نکل جاتا ہوں ۔

یادِ ایام سلف سے دل کو تڑپاتا ہوں میں
بہر تسکیں تیری جانب دوڑتا آتا ہوں میں

معانی: ایام سلف : گزرے ہوئے دن ۔ دل کو تڑپانا: بیحد بے چینی میں رہنا ۔ بہر تسکین : سکون، آرام کی خاطر ۔
مطلب: گزرے ہوئے دنوں کی یاد سے دل کو تڑپاتا رہتا ہوں ۔ اور جب کہیں بھی سکون نہیں ملتا تو اے استاد تیری قیام گاہ کی جانب دوڑتا ہوا آجاتا ہوں ۔

آنکھ گو مانوس ہے تیرے در و دیوار سے
اجنبیت ہے مگر پیدا مری رفتار سے

معانی: مانوس: مراد پہلے سے دیکھا ہوا ۔ اجنبیت: ناواقف ہونے کی حالت ۔
مطلب: یہ درست ہے کہ تیرے در و دیوار سے میری آنکھیں مانوس ہیں اس کے باوجود تیرے مکین کی عدم موجودگی میں یہاں اجنبیت کا احساس ہوتا ہے ۔

ذرہ میرے دل کا خورشید آشنا ہونے کو تھا
آئنہ ٹوٹا ہوا عالم نما ہونے کو تھا

معانی: میرے دل کا ذرہ: مراد میرا ننھا سا دل ۔ خورشید آشنا: سورج سے واقف، یعنی علم کی روشنی سے منور ۔
مطلب: اقبال فرماتے ہیں کہ اپنے استاد کی شفقت اور فیضان محبت سے میں ذرہَ ناچیز آفتاب کی مانند تابانی سے ہمکنار ہونے والا تھا ۔ مرا دل لاکھ ٹوٹے ہوئے آئینہ کے مانند ہے اس کے باوجود اس امر کا قطعی امکان تھا کہ استاد کی تربیت کے طفیل اس شکستہ آئینے میں ساری دنیا کا نظارہ کر سکوں ۔

نخل میری آرزووَں کا ہرا ہونے کو تھا
آہ! کیا جانے کوئی، میں کیا سے کیا ہونے کو تھا

معانی: نخل: درخت ۔ ہرا ہونا: سرسبز ہونا، پھول پھل دینے لگنا ۔
مطلب: اس امر کی توقع بھی تھی کہ میری آرزووَں اور خواہشات کی تکمیل ہو جائے ۔ کون جانے کہ میں آئندہ ترقی کر کے کیا سے کیا ہونے والا تھا ۔

ابرِ رحمت دامن از گلزارِ من برچید و رفت
اندکے بر غنچہ ہائے آرزو بارید و رفت

مطلب: رحمت کے بادل نے میرے باغ سے اپنا پلو اٹھا لیا (یعنی پوری طرح نہ برسا) اور چلا گیا۔ تھوڑی دیر کے لیے وہ میری تمنا کی کلیوں پر برسا اور چلا گیا۔

تو کہاں ہے اے کلیمِ ذروہَ سینائے علم
تھی تری موجِ نفس، بادِ نشاط افزائے علم

معانی: کلیمِ ذروہَ سینائے علم: علم کے طور سینا کا کلیم، مراد بہت بڑا عالم۔ موجِ نفس: سانس کی ہوا۔ بادِ نشاط افزائے علم: علم کی مسرت و لذت بڑھانے والی ہوا۔
مطلب: اقبال آرنلڈ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ علم کو اگر کوہ طور سمجھ لیا جائے تو ذات بھی علم و حکمت کے کلیم کی مانند ہے۔ تیری گفتگو سے میرے علم اور مسرت میں اضافہ ہو جاتا تھا۔

اب کہاں وہ شوقِ رہ پیمائیِ صحرائے علم
تیرے دم سے تھا ہمارے سر میں بھی سودائے علم

معانی: شوقِ رہ پیمائی صحرائے علم: علم کے جنگل میں چلنے کا اشتیاق۔ سودائے علم: مراد علم سے عشق کا جذبہ۔
مطلب: تیرے بغیر تو جیسے حصول علم کا شوق ہی ناپید ہو کر رہ گیا ہے۔ اس لیے کہ تیری موجودگی کے طفیل ہی میرے سر میں حصول علم کا جنون تھا۔ لیکن تیرے جانے کے بعد تو یہ جنون جیسے ختم ہو گیا۔

شورِ لیلیٰ کو کہ باز آرائش سودا کند
خاکِ مجنوں را غبارِ خاطرِ صحرا کند

مطلب: لیلیٰ کا چرچا کہاں ہے کہ وہ پھر سے دیوانگی کی سجاوٹ کرے یعنی دیوانگی میں اضافہ کرے اور مجنوں کی خاک کو صحرا کے دل کا غبار بنا دے ۔

کھول دے گا دستِ وحشت عقدۂ تقدیر کو
توڑ کر پہنچوں گا میں پنجاب کی زنجیر کو

معانی: عقدہ: گرہ ۔ دستِ وحشت: مراد شوق کی دیوانگی ۔ پنجاب کی زنجیر: اشارہ ہے گورنمنٹ کالج لاہور کی ملازمت کی طرف جو باہر جانے میں رکاوٹ تھی ۔

مطلب: علامہ اقبال اپنے عزم اور خواہش کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک روز یقیناً ایسا آئے گا جب میں حسب خواہش پنجاب کو چھوڑ کر اے عظیم استاد پھر تیرے سایہ التفات تک رسائی حاصل کر سکوں گا ۔

دیکھتا ہے دیدۂ حیراں تری تصویر کو
کیا تسلی ہو مگر گرویدۂ تقریر کو

معانی: دیدۂ حیراں : پھٹی پھٹی نگاہیں ۔ گرویدۂ تقریر: مراد باتیں سننے کا شوق ۔

مطلب: میری نگاہیں تو یہاں بھی تیری تصویر کو بغور دیکھتی رہتی ہیں ۔ اس کے باوجود وہ اطمینان حاصل نہیں ہوتا جو تیری تصویر اور گفتگو سے حاصل ہوتا تھا ۔

تابِ گویائی نہیں رکھتا دہن تصویر کا
خامشی کہتے ہیں جس کو، ہے سخن تصویر کا

مطلب: میں اس امر کا ادراک تو رکھتا ہوں کہ تصویر قوت گویائی سے محروم ہوتی ہے بالفاظ دگر یہ خامشی ہی عملی سطح پر کسی تصویر کی گفتگو ہوتی ہے ۔

چاند

میرے ویرانے سے کوسوں دُور ہے تیرا وطن
ہے مگر دریائے دل تیری کشش سے موجزن

معانی: کوسوں دور: یعنی ہزاروں میل دور ۔ تیرا وطن: مراد چاند کی آسمانی منزل ۔

مطلب: اس نظم میں اقبال چاند سے یوں مکالمہ کرتے ہیں کہ اے چاند! ہرچند کہ تیری آماجگاہ میرے وطن سے بہت دور ہے اس کے باوجود میرے دل میں ہر لمحے تیری کشش موجزن رہتی ہے ۔

قصد کس محفل کا ہے آتا ہے کس محفل سے تو
زرد رُو شاید ہوا رنجِ رہِ منزل سے تو

معانی: قصد: ارادہ ۔ زردرُو: پیلے چہرے والا ۔ رنجِ رہِ منزل: ٹھکانے کے راستے میں پہنچنے والی تکلیف ۔

مطلب: ذرا مجھے اتنا بتا دے کہ توکس مقام سے آتا ہے اور وہ کون سی جگہ ہے جہاں جا کر قیام کرے گا ۔ تیرے چہرے پر جو زردی پھیلی ہوئی ہے یوں لگتا ہے کہ زیادہ مسافت طے کرنے کے ضمن میں اس کی تھکن سے تیرا چہرہ زرد ہو کر رہ گیا ہے ۔

آفرینش میں سراپا نور تو ، ظلمت ہوں میں
اس سیہ روزی پہ لیکن تیرا ہم قسمت ہوں میں

معانی: آفرینش: پیدائش، جسمانی لحاظ سے ۔ سراپا نور: مکمل روشنی ۔ سیہ روزی: تاریک دن والا ہونا ۔

مطلب: تخلیقی سطح پر بے شک تیرا وجود سراپا نور ہے اس کے برعکس میری ذات اندھیرے کی مانند ہے لیکن جہاں تک بدبختی کا تعلق ہے ہم دونوں میں کافی یکسانیت پائی جاتی ہے کہ دونوں کے مقدر میں جلنے کے سوا اور کیا ہے ۔

آہ! میں جلتا ہوں سوزِ اشتیاقِ دید سے

تو سراپا سوز داغِ منتِ خورشید سے

معانی: اشتیاقِ دید: شوقِ دیدار ۔ سراپا سوزِ داغ: تمام داغ کی جلن ۔ منت خورشید: سورج کا احسان ۔

مطلب: میں اپنے محبوب کے ہجر میں اور تو اس لیے کبیدہ خاطر رہتا ہے کہ روشنی حاصل کرنے کے لیے تجھے سورج کا شرمندہَ احسان بننا پڑتا ہے ۔

ایک حلقے پر اگر قائم تری رفتار ہے

میری گردش بھی مثالِ گردشِ پرکار ہے

معانی: حلقے: چکر ۔ گردش: گھومنا ۔ گردش پرکار: پرکار کا گھومنا ۔

مطلب: بے شک اے چاند! یہ درست ہے کہ جس طرح تیرا سفر ایک دائرے کی طرح محدود ہے تو میری حرکت بھی پرکار کے مانند ہے کہ ایک مقام سے چل کر ادھر اُدھر گھومنے کے بعد پھر اسی مقام پر واپس آجاتا ہوں ۔ تو اگر کائنات میں سرگرداں ہے تو میں بھی حیرتوں میں ڈوبا ہوا ہوں ۔

زندگی کی رہ میں سرگرداں ہے تو، حیراں ہوں میں

تو فروزاں محفلِ ہستی میں ہے، سوزاں ہوں میں

معانی: سرگرداں : آوارہ ۔ محفلِ ہستی: زندگی کی محفل ۔ سوزاں : جلتا ہے ۔
مطلب: تو اگر اس کائنات میں سرگرداں ہے تو میں بھی حیرتوں میں ڈوبا ہوا ہوں ۔ یہ درست ہے کہ تو اس کائنات میں روشن رہتا ہے جب کہ میں بھی آتش عشق سے جلتا رہتا ہوں ۔

میں رہِ منزل میں ہوں ، تو بھی رہِ منزل میں ہے
تیری محفل میں جو خاموشی ہے، میرے دل میں ہے

معانی: رہِ منزل میں : منزل کی راہ میں ۔
مطلب: بدقسمتی یہ ہے کہ طویل مسافتوں کے باوجود تو بھی راستے میں سرگرداں ہے اور یہی کیفیت میری بھی ہے ۔ فرق یہ ہے کہ تو اس صورت حال پر خاموشی اختیار کیے ہوئے ہے ۔

تو طلب خو ہے تو میرا بھی یہی دستور ہے
چاندنی ہے نور تیرا ، عشق میرا نور ہے

معانی: طلب خو: مانگنے کی عادت ۔ دستور: طریقہ ۔
مطلب: اے چاند! جان لے کہ اگر تو کسی کو چاہتا ہے تو خود میری کیفیت بھی کچھ ایسی ہی ہے ۔ اگر روشنی تیرا نور ہے تو میرا عشق بھی نور کے مانند ہے ۔

انجمن ہے ایک میری بھی جہاں رہتا ہوں میں
بزم میں اپنی اگر یکتا ہے تو، تنہا ہوں میں

معانی: بزم: محفل ۔ یکتا: اکیلا ۔

مطلب: میں جس دنیا میں رہائش پذیر ہوں وہاں میرے گرد وپیش انجمن آرائی کے لیے ہزار ہا انسان موجود ہیں ۔ مگر بے شمار ستاروں میں گھرا ہونے کے باوجود جس طرح تو بھی خود کو تنہا اور بے مثال محسوس کرتا ہے کچھ ایسی ہی کیفیت میری بھی ہے ۔

مہر کا پرتو ترے حق میں ہے پیغامِ اجل
محو کر دیتا ہے مجھ کو جلوہَ حُسنِ ازل

معانی: مہر: سورج ۔ پرتو: سایہ، روشنی ۔ اجل: موت ۔ حُسن ازل: کائنات کا حسن یعنی نورِالہٰی ۔

مطلب: آفتاب کا طلوع ہونا جس طرح تیرے لیے موت کی مانند ہے اسی طرح خالق کائنات کا جلوہ مجھے اپنے وجود سے غافل کر دیتا ہے ۔

پھر بھی اے ماہِ مبیں ! میں اور ہوں تو اور ہے
درد جس پہلو میں اٹھتا ہے وہ پہلو اور ہے

معانی: ماہِ مبین: چمکتا چاند ۔

مطلب: اے چاند! تجھ میں اور مجھ میں اگرچہ بہت سی باتیں اور خصوصیات مشترک حیثیت کی حامل ہیں اس کے باوجود عملی سطح پر تو کچھ اور شے ہے اور میں کچھ اور شے ہوں ۔ یعنی تجھ میں اور مجھ میں بڑا فرق ہے اس لیے کہ جو پہلو درد کا حامل ہو اس سے تو واقف نہیں جب کہ میں پوری طرح آشنا ہوں ۔

گرچہ میں ظلمت سراپا ہوں ، سراپا نور تو
سیکڑوں منزل ہے ذوقِ آگہی سے دور تو

معانی: ظلمت: اندھیرا ۔ سراپا: سر سے پاؤں تک، سارے کا سارا ۔ ذوقِ آگہی: جاننے کا شوق ۔
مطلب: اور یہ بھی جان لے کہ بے شک میں سراپا تاریکی کے مانند ہوں اور تیرا وجود نور اور روشنی کا حامل ہے اس کے باوجود یہ بھی ایک اٹل حقیقت ہے کہ تو اپنی حقیقت سے بیگانہ ہے جب کہ میں اس کا پورا پورا شعور رکھتا ہوں ۔

جو مری ہستی کا مقصد ہے ، مجھے معلوم ہے
یہ چمک وہ ہے، جبیں جس سے تری محروم ہے

معانی: ہستی: وجود ۔ مقصد: ارادہ ۔ جبیں : پیشانی ۔ محروم ہے: خالی ہے ۔
مطلب: میں تجھ پر یوں بھی فضیلت رکھتا ہوں کہ مجھے اپنی تخلیق کے مقصد کا پوری طرح سے علم ہے میری انفرادیت یہی ہے جس سے تجھے محروم رکھا گیا ہے ۔

بلال

چمک اٹھا جو ستارہ ترے مقدر کا
حبش سے تجھ کو اٹھا کر حجاز میں لایا

معانی: بلال: حضرت بلال کنیت ابو عبداللہ، حبشی غلام تھے ۔ ولادت مکہ میں ہوئی ۔ اسلام قبول کرنے پر ان کے آقا نے ان پر ظلم ڈھائے ۔ حضور اکرم سے بے حد عقیدت تھی ۔ مسجدِ نبوی میں اذان وہی دیا کرتے تھے ۔ آپ کا شمار رسول اللہ ﷺ کے ممتاز صحابیوں میں ہوتا ہے ۔ علامہ اقبال نے یہ نظم ان کی شخصیت سے متاثر ہو کر کہی ہے ۔
چمک اٹھا: روشن ہوا ۔ حبش: افریقہ کا علاقہ ۔ حجاز: حجازِ مقدس ۔ اٹھا کر لانا: مراد پہنچانا ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال صحابیِ رسولِ مقبول حضرت بلال حبشی سے خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ یہ تیرے مقدر کا ستارہ ہی چمک اٹھا تھا کہ تو حضور کی دید اور خدمت کے لیے حبشہ سے حجاز میں آبسا ۔

ہوئی اسی سے ترے غم کدے کی آبادی
تری غلامی کے صدقے ہزار آزادی

معانی: غمکدہ: دکھوں کا گھر، دل ۔ آبادی: مراد دکھ دور ہوئے ۔
مطلب: فرماتے ہیں کہ اے بلال حبشی تو جو اپنے وطن میں بے کیف زندگی گزار رہا تھا ۔ حضور کی غلامی میں پہنچ کر اس سعادت کا اہل ہوا کہ اس غلام پر ہزار آزادیاں قربان کی جا سکتی ہیں ۔

وہ آستاں نہ چھٹا تجھ سے ایک دم کے لیے
کسی کے شوق میں تو نے مزے ستم کے لیے

معانی: آستاں: چوکھٹ، مراد حضور اکرم کا درِ مبارک ۔ دمَ گھڑی ۔ کسی کے: مراد حضور اکرم کے ۔

مطلب: پیغمبر اسلام پر اعدائے دیں کی یلغار اور تجھ پر ظلم و ستم کے باوجود تو نے حضور کے آستانے کو تا زندگی ایک لمحے کے لیے نہیں چھوڑا ۔

جفا جو عشق میں ہوتی ہے وہ جفا ہی نہیں
ستم نہ ہو تو محبت میں کچھ مزا ہی نہیں

مطلب: اس لیے کہ تو اس رمز سے آگاہی حاصل کر چکا تھا جو محبوب کے عشق میں غیروں کی جو جفائیں برداشت کرنی پڑتی ہیں وہ اہل دل کے لیے جفا نہیں ہوتیں اس لیے کہ ان کے بغیر محبت میں کچھ لطف حاصل نہیں ہوتا ۔

نظر تھی صورتِ سلماں ادا شناس تری
شرابِ دید سے بڑھتی تھی اور پیاس تری

معانی: صورتِ سلماں: حضرت سلمان فارسی کی مانند جو حضوراکرم کے مشہور صحابی تھے جنھیں سلمان محمدی بھی کہا جاتا ہے انھیں رسول اللہ نے سلیمان الخیر کا لقب دیا تھا ۔ دید: نظارہ، محبوب کا دیدار ۔ پیاس بڑھنا: مراد حضور سے محبت میں زیادہ اضافہ ہونا ۔

مطلب: اے بلال ! امر واقع یہ ہے کہ صحابیِ رسول حضرت سلمان فارسی کی طرح تیری نظر بھی ادا شناس تھی اور حضور کی عظمتوں سے پوری طرح سے آگاہی رکھتی تھی ۔ یہی نہیں بلکہ پیغمبر اسلام کی قربت میں تیرا جذبہ وارفتگی مزید فروغ پاتا تھا ۔

تجھے نظارے کا مثلِ کلیم سودا تھا
اویس طاقتِ دیدار کو ترستا تھا

معانی: مثلِ کلیم: حضرت موسیٰ کی طرح، جنھوں نے خدا سے اپنا جلوہ دکھانے کی درخواست کی تھی ۔ سودا: مراد شوق و جذبہ ۔ اویس : اویس قرنی، حضور اکرم کے نادیدہ عاشق، حضور نے انہیں خیر التابعین کا لقب عطا فرمایا تھا ۔
مطلب: جس طرح حضرت موسیٰ کلیم اللہ کو دیدار خداوندی کا جنون تھا اور حضرت اویس قرنی جس طرح نبی اکرم کی زیارت کے لیے ترستے رہے اسی طرح تجھے بھی رسول اللہ ﷺ کے نظارے کا جنون تھا ۔

مدینہ تیری نگاہوں کا نور تھا گویا
ترے لیے تو یہ صحرا ہی طور تھا گویا

معانی: نگاہوں کا نور: آنکھوں کی روشنی، مراد بیحد عزیز ۔ طور: طور سینا جہاں حضرت موسیٰ کو خدائی جلوہ نظر آیا ۔
مطلب: تو نے مدینے کو محض اس لیے نور حقیقت تصور کر لیا تھا مزید یہ کہ اس صحرا کو کوہ طور کی مانند سمجھ لیا تھا کہ حضور سرور کائنات اس شہر بے مثال میں اقامت پذیر تھے ۔

تری نظر کو رہی دید میں بھی حسرتِ دید
خنک دلے کہ تپید و دمے نیاسائید

مطلب: تجھے بے شک حضور کا دیدار حاصل رہا اس کے باوجود تیرا ذوق دید تشنگی محسوس کرتا رہا ۔ بے شک وہ دل خوش قسمت ہے جو ہمیشہ عشق رسول مقبول میں تڑپتا رہا ۔

گری وہ برق تری جانِ ناشکیبا پر
کہ خندہ زن تری ظلمت تھی دستِ موسیٰ پر

معانی: برق: آسمانی بجلی ۔ جانِ ناشکیبا: عشق کے سبب بے صبر روح ۔ خندہ زن: ہنسی، مذاق اڑانے والی ۔ دستِ موسیٰ: حضرت موسیٰ کا ہاتھ، جب وہ جیب سے باہر نکالتے تو وہ بہت روشن ہوتا ۔

تپش ز شعلہ گرفتند و بر دلِ تو زدند
چہ برقِ جلوہ بخاشاکِ حاصلِ تو زدند

مطلب: (قضا و قدر نے) شعلے سے حرارت لی اور اسے تیرے دل پر مارا یعنی دل میں جذبہَ عشق پیدا کیا ۔ کیا تجلی کی کیسی بجلی تیری فصل کی خاشاک پر گرائی گئی ۔

ادائے دید سراپا نیاز تھی تیری
کسی کو دیکھتے رہنا نماز تھی تیری

معانی: ادائے دید: نظارہ کرنے کا انداز ۔ سراپا نیاز: پورے طور پر عاجزی، انکسار ۔ کسی کو: حضور اکرم کو ۔ نماز: مراد عبادت
مطلب: حضور اکرم کے روئے مبارک کی زیارت تیرے لیے سراسر عجز و انکساری کے جذبے پر مبنی تھی اور دیکھا جائے تو تیرے لیے یہ عمل سراسر نماز اور سجدہَ خداوندی سے کم نہ تھا ۔

اذاں ازل سے ترے عشق کا ترانہ بنی
نماز اس کے نظارے کا اک بہانہ بنی

معانی: ازل: مراد شروع سے ۔ اس کے: مراد حضور اکرم کے ۔
مطلب: تیری اذان محض اذان نہ تھی بلکہ اسے عشق محبوب کے لیے ترانے سے تشبیہ دی جائے تو زیادہ مناسب ہو گا ۔ اے بلال نماز تو حضور کی زیارت کا بہانہ تھی ۔

خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اس کا

معانی: خوشا: بہت اچھا ۔ یثرب: مدینہ منورہ کا پرانا نام ۔ مقام: ٹھکانے، رہنے کی جگہ ۔ اس کا: حضور اکرم کا ۔ دیدار عام: مراد ہر کوئی حضور کو دیکھ لیتا تھا ۔
مطلب: وہ لمحات کتنے باعث رحمت تھے جب حضور یثرب میں مقیم تھے اور عام لوگ ان کی زیارت سے استفادہ کرتے تھے ۔

سرگزشتِ آدم

سنے کوئی مری غربت کی داستاں مجھ سے
بھلایا قصہَ پیمانِ اولیں میں نے

معانی: سرگزشت: واقعہ، کہانی ۔ آدم: حضرت آدم، انسان ۔ غربت: پردیس یا سفر میں رہنے کی حالت ۔پیمانِ اولیں : وہ عہد جو انسان سے عالم ارواح میں لیا گیا تھا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے ۔
مطلب: اس نظم میں دیکھا جائے تو اقبال نے ایک طرح سے ازل سے ابدتک انسان کے عروج وزوال کی داستانیں رقم کی ہیں ۔ انھوں نے پیغمبروں اور بعض دوسرے مذاہب کے رہنماؤں کی عظمت اور قربانیوں کے حوالے سے ایسے نقشے پیش کیے ہیں جن سے انسانیت کا منظر نامہ ترتیب پاتا ہوا دکھائی دیتا ہے ۔یہاں انسان یوں گویا ہوتا ہے کہ میری وطن سے دوری اور غربت کا احوال سننا ہے تو سنو! کہ جس مرحلے پر میں نے خالق دوجہاں کی ربوبیت کا اقرار کیا۔

لگی نہ میری طبیعت ریاضِ جنت میں
پیا شعور کا جب جام آتشیں میں نے

معانی: طبیعت نہ لگنا: دل کو پسند نہ آنا ۔ ریاض: باغ ۔ شعور: عقل، تمیز۔ جامِ آتشیں : عشق کا جوش و جذبہ پیدا کرنے والا جام ۔
مطلب: میری دانش نے مجھے اپنی حقیقت کے طلسم سے آگاہ کیا تو عجیب کیفیت رونما ہوئی کہ میرا دل جنت کی قیام گاہ سے اکتا کر رہ گیا ۔ شاید یہی لمحہ تھا جب میرا شعور بیدار ہوا ۔

رہی حقیقتِ عالم کی جستجو مجھ کو
دکھایا اوجِ خیالِ فلک نشیں میں نے

معانی: حقیقتِ عالم: کائنات کی اصل ۔ جستجو: تلاش ۔ اوج: بلندی ۔ خیالِ فلک نشیں : مراد بہت بلند خیال ۔
مطلب: اس لمحے دل میں یہ لگن پیدا ہوئی کہ کائنات کی جملہ حقیقتوں سے آگاہی حاصل کروں، اس لمحے میرا دماغ عرشِ معلی پر تھا ۔

ملا مزاج تغیر پسند کچھ ایسا
کیا قرار نہ زیرِ فلک کہیں میں نے

معانی: تغیر پسند: ہر گھڑی کوئی تبدیلی چاہنے والا ۔ قرار: مراد آرام، ٹھکانا ۔ زیر فلک: مراد دنیا میں ۔
مطلب: انسان کہتا ہے کہ کائنات کی حقیقتوں سے آگاہی کے جذبے کے علاوہ میرا مزاج اس قدر تغیر پسند واقع ہوا تھا کہ میں نے زمین پر پہنچنے کے بعد کسی ایک مقام پر قیام کو گوارا نہ کیا ۔

نکالا کعبے سے پتھر کی مورتوں کو کبھی
کبھی بتوں کو بنایا حرم نشیں میں نے

معانی: پتھر کی مورتیں :پتھر کے بنے ہوئے بت ۔ حرم نشیں : مراد کعبہ میں رکھے ہوئے ۔
مطلب: چنانچہ کبھی توپیغمبر خدا حضرت ابراہیم کا وجود اختیار کر کے بتوں سے کعبہ کو پاک کیا اور کبھی آذر بن کر کعبے کو بتوں سے مزین کر دیا ۔

کبھی میں ذوقِ تکلم میں طور پر پہنچا
چھپایا نورِ ازل زیرِ آستیں میں نے

معانی: ذوقِ تکلم: کلام، بات کرنے کا جذبہ ، حضرت موسیٰ کی طرف اشارہ ہے جنھوں نے خدا سے کلام کیا اور کلیم اللہ کہلائے ۔ نورِ ازل: حضرت موسیٰ کے ید بیضا کی طرف اشارہ ہے جب وہ اپنا ہاتھ جیب سے باہر نکالتے تو وہ بہت روشن ہوتا ۔ آستیں : قمیص کا وہ حصہ جس میں بازو ہوتا ہے ۔

مطلب: کسی مرحلے پر خدائے لم یزل سے مکالمے کا جنون پیدا ہوا تو حضرت موسیٰ کی شکل میں کوہ طور پر جا پہنچا اور کبھی آستین میں نور خداوندی کو چھپا لیا ۔

کبھی صلیب پہ اپنوں نے مجھ کو لٹکایا
کیا فلک کو سفر چھوڑ کر زمیں میں نے

معانی: صلیب: پھانسی کا تختہ، حضرت عیسیٰ کی طرف اشارہ ہے ۔ فلک کو سفر کرنا: مراد حضرت عیسیٰ جو آسمان پر زندہ اٹھا لیے گئے تھے ۔

مطلب: کبھی یوں بھی ہوا کہ اپنے ہی عزیز و اقارب نے مجھے صلیب پر چڑھا دیا ۔ یہاں اشارہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جانب اشارہ ہے جنھیں اللہ تعالیٰ نے زندہ آسمان پر اٹھا لیا تھا ۔ اس کے بعد وہ مرحلہ بھی آیا جب ایک بار پھر زمین سے پرواز کر کے آسمان کی جانب رخ کیا ۔

کبھی میں غارِ حرا میں چھپا رہا برسوں
دیا جہاں کو کبھی جامِ آخریں میں نے

معانی: میں: یعنی حضور اکرم ۔ غارِ حرا: وہ غار جہاں حضور اکرم بہت عرصہ عبادت میں مصروف رہے ۔ جامِ آخریں: مراد دین اسلام، ایک مکمل دین ۔

مطلب: اس شعر میں پیغمبر آخر الزماں کے غار میں پوشیدہ ہواس امر کی نشاندہی بھی ہے کہ حضور کے ساتھ ہی نبوت ختم ہو گئی یعنی یہ کہ وہ آخری نبی تھے ۔

سنایا ہند میں آ کر سرودِ ربانی
پسند کی کبھی یوناں کی سرزمیں میں نے

معانی: سرودِ ربانی: خدائی ترانہ ۔

مطلب: انسان ان اشعار میں یوں گویا ہوتا ہے کہ سرور کائنات کے بعد ہندوستان میں خالق حقیقی کے پیغام کی ترسیل کے لیے کرشن اور مہاتما بدھ جیسے اوتاروں کا روپ دھار لیا ۔ اور کبھی یونان کی سرزمین پر سقراط جیسے جرات منداور سچ بولنے والے فلسفی کی شکل اختیار کر لی ۔

دیارِ ہند نے جس دم مری صدا نہ سنی
بسایا خطہَ جاپان و ملکِ چیں میں نے

معانی: دیار: ملک ۔ مری صدا: یعنی مہاتما بدھ کا پیغام ۔ خطہ: علاقہ، ملک ۔

مطلب: ہندوستان میں جب مہاتما بدھ کی حیثیت سے وہاں کے باشندوں نے میری صدا پر لبیک نہ کہا تو پھر میں نے جاپان اور چین جا کر وہاں کے لوگوں کو اپنی تعلیم سے آراستہ کیا ۔

بنایا ذروں کو ترکیب سے کبھی عالم
خلافِ معنیِ تعلیم اہلِ دیں میں نے

معانی: ذروں کی ترکیب: حضرت عیسی سے چار صدی قبل کی فلسفی دیم قراطیس نے یہ نظریہ پیش کیا تھا کہ کائنات مادے کے ذروں سے مل کر بنی ہے اور خدا نہیں ہے ۔ عالم: کائنات ۔ خلافِ معنیِ تعلیمِ اہل دیں : مذہبی راہنماؤں نے مذہب کا جو تصور دیا اس کے برعکس ۔ میں نے: دیم قراطیس ۔
مطلب: کبھی میں نے ایک سائنسدان کی حیثیت سے اس امر کو ثابت کرنے کی کوشش کی کہ کائنات کا وجود مادہ کے ذریعے عمل میں آیا اور روح کی کوئی حقیقت نہیں ہے ۔ ظاہر ہے کہ یہ نظریہ ان لوگوں کے نظریات کی نفی کرتا ہے جو مذہب اور دین پر عقیدہ رکھتے تھے ۔

لہو سے لال کیا سیکڑوں زمینوں کو
جہاں میں چھیڑ کے پیکارِ عقل و دیں میں نے

معانی: لہو سے لال کرنا: جنگ یا فساد سے انسانی خون زمین پر بہانا ۔ پیکارِ عقل و دیں : عقل اور مذہب کی لڑائی جو وسطی زمانوں میں عیسائیوں اور فلسفیوں کے درمیان رہی ۔ کلیسا کے مطابق رومن کیتھولک یعنی عیسائی حق پر ہیں اور یونانی فلسفہ عقل کو درست کہتا تھا ۔
مطلب: اس کے بعد صورت حال یہ پیدا ہوئی کہ تعقل پرست اور مذاہب پر یقین رکھنے والے لوگوں میں جنگ و جدل کا بازار ایسا گرم ہوا جس میں لاتعداد لوگوں کے خون سے زمین سرخ ہو گئی ۔

سمجھ میں آئی حقیقت نہ جب ستاروں کی
اسی خیال میں راتیں گزار دیں میں نے

معانی: راتیں گزار دیں : یعنی سونے کی بجائے مدتوں رات رات پھر جاننے کی کوشش میں جاگتا رہا ۔ میں : ہئیت دان گلیلیو ۔

مطلب: پھر یوں بھی ہوا کہ میں نے ستارہ شناسی اور اس کی حقیقت کے ادراک کے لیے نہ جانے کتنی راتوں تک بیدار رہ کر ریاضت کی ۔

ڈرا سکیں نہ کلیسا کی مجھ کو تلواریں
سکھایا مسلہ گردشِ زمیں میں نے

معانی: مسئلہ گردشِ زمیں : یہ سائنسی مسئلہ کہ زمیں ساکن نہیں بلکہ حرکت میں رہتی ہے ۔ میں : مراد برنیکس نے یہ نظریہ پیش کیا ۔

مطلب: برنیکس نے جب زمین کی گردش کا انکشاف کیا تو مسیحی پادریوں نے اس کا گھیراؤ کر لیا ۔ اس لیے اکثر مذاہب کی طرح عیسائی بھی اس عقیدے کے حامل تھے کہ زمین ساکن ہے لیکن برنیکس نے اپنی تحقیقات سے یہ ثابت کر دکھایا کہ زمین ساکن نہیں بلکہ متحرک ہے ۔ پھر جب اس نظریے کی مخالفت میں تلواریں نکل آئیں پھر بھی برنیکس نے مزید تحقیقات جاری رکھیں اور وہ اس نوع کی مخالفت کے روبرو ڈٹ گیا ۔

کشش کا راز ہویدا کیا زمانے پر
لگا کے آئنہ عقلِ دوربیں میں نے

معانی: کشش: نیوٹن کا پیش کردہ نظریہ کہ زمین اشیا کو اپنی طرف کھینچتی ہے ۔ ہویدا کرنا: ظاہر کرنا ۔ عقل دوربین: دور تک دیکھنے والی عقل ۔

مطلب: انسان کہتا ہے کہ اس کے بعد میں نے بحیثیت سائنس دان اپنی دانش و جستجو سے یہ راز آشکارا کیا کہ اشیا جو فضا میں موجود ہیں وہ اوپر کی طرف جانے کی بجائے زمین کی طرف ہی کیوں راغب ہوتی ہیں

کیا اسیر شعاعوں کو ، برقِ مضطر کو
بنا دی غیرتِ جنت یہ سرزمیں میں نے

معانی: اسیر: قید، گرفتار ۔ برقِ مضطر: بے چین بجلی، مراد ایکس ریز ۔ میں : مراد ولیم کولر اور مائیکل فراڈے ۔ غیرت جنت: جو جنت کے لیے باعث رشک ہو ۔ یہ سرزمیں : یہ دنیا ۔
مطلب: یہی نہیں بلکہ دنیا کو مزید خوبصورت بنانے کے لیے میں نے شعاعوں اور برق سے سبق حاصل کر کے بجلی پیدا کی جو ہر طرف روشنی کا ذریعہ بنی ۔

مگر خبر نہ ملی آہ ! رازِ ہستی کی
کیا خرد سے جہاں کو تہِ نگیں میں نے

معانی: رازِ ہستی: زندگی، کائنات کا بھید، حقیقت ۔ خرد: عقل ۔ تہِ نگیں کرنا: اپنا ماتحت بنانا ۔
مطلب: اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے فہم وادراک سے میں نے ساری دنیا کو تسخیر تو کر لیا لیکن یہ راز نہ پا سکا کہ ہستی کیا شے ہے

ہوئی جو چشمِ مظاہر پرست وا آخر
تو پایا خانۂ دل میں اُسے مکیں میں نے

مطلب: چشمِ مظاہر پرست: کائنات کی ظاہر کی چیزیں دیکھنے والی آنکھ ۔ واہونا: کھلنا ۔ خانۂ دل: یعنی دل میں ۔ مکیں: رہنے والا ۔ اسے: یعنی خدا کو ۔

مطلب: لیکن میری ظاہر پرست آنکھ جب حقیقت کو پانے کے قابل ہو سکی تو پتہ چلا کہ حسن ازل اور حقیقت زندگی تو خود میرے دل کے اندر مقام کیے ہوئے ہے ۔

ترانۂ ہندی

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی، یہ گلستاں ہمارا

مطلب: یہ ترانہ اقبال نے اس وقت لکھا تھا جب وہ ایک وطن پرست انسان کے مانند متحدہ ہندوستان کو ہی اپنا سب کچھ سمجھتے تھے ۔ ایک محب وطن شاعر کی حیثیت سے ان کا ذہن ان اشعار میں ہر نوع کے اختلافات اور تعصبات سے پاک نظر آتا ہے ۔ ان کے ذہن میں بنیادی مسئلہ اس وقت صرف اور صرف انگریز کی غلامی کا تھا ۔ چنانچہ ان اشعار میں کہیں کہیں اس طرف اشارے ملتے ہیں ۔ فرماتے ہیں ہندوستان ہمارا ایسا وطن ہے جو ساری دنیا سے اعلیٰ اور خوبصورت نظر آتا ہے ۔ اس کو گلستاں تصور کر لیا جائے تو ہماری حیثیت اس میں مقیم ان بلبلوں کی سی ہے جو خوشیوں کے نغمے گاتی رہتی ہیں ۔

غربت میں ہوں اگر ہم ، رہتا ہے دل وطن میں
سمجھو وہیں ہمیں بھی ، دل ہو جہاں ہمارا

مطلب: اقبال اس شعر میں کہتے ہیں کہ اگر ہم سفر میں یا کسی دوسرے ملک میں ہوں تو بھی دل میں وطن کی محبت موجزن رہتی ہے ۔ چنانچہ پردیس میں رہتے ہوئے بھی خون کو اپنے وطن میں ہی محسوس کرتے ہیں ۔

پربت وہ سب سے اونچا، ہمسایہ آسماں کا
وہ سنتری ہمارا ، وہ پاسباں ہمارا

مطلب: یقیناً یہ قابل فخر حقیقت ہے کہ ہمالہ جیسا بلند پہاڑ جس کی چوٹیاں آسمانوں کو چھوتی رہتی ہیں وہ ہمارے محافظ اور پاسباں کی طرح سے ایستادہ ہے ۔

گودی میں کھیلتی ہیں اس کی ہزاروں ندیاں
گلشن ہے جن کے دم سے رشکِ جناں ہمارا

معانی: گودی: گود، مراد وادی ۔ کھیلتی ہیں: یعنی بہہ رہی ہیں ۔ گلشن: پھولوں کا باغ ۔ دم: باعث ۔ رشکِ جناں: جنتوں کے لیے رشک کا باعث ۔
مطلب: ہزاروں ندی نالے وطن عزیز کے طول و عرض میں موجزن رہتے ہیں ۔ جن کے سبب یہاں کی سرزمین ایسی سرسبز و شاداب رہتی ہے جو جنت کے لیے بھی باعث رشک ہے ۔

اے آبِ رودِ گنگا وہ دن ہیں یاد تجھ کو
اُترا ترے کنارے جب کارواں ہمارا

معانی: آب: پانی ۔ رودِ گنگا: دریائے گنگا، ہندووَں کا مقدس دریا ۔ کارواں اترنا: قافلہ کا کسی جگہ پڑاوَ کرنا ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال دریائے گنگا کو مخاطب کر کے استفسار کرتے ہیں کہ کیا تجھے وہ دن یاد ہے جب ہمارا قافلہ تیرے کنارے پر وارد ہوا تھا ۔ واضح رہے کہ علامہ کے آباء و اجداد برہمن تھے اور ہزاروں سال قبل جنوبی ایشیا سے نقل وطن کر کے ہندوستان آئے تھے ۔ ان کا اشارہ اسی واقعہ کی جانب ہے ۔

مذہب نہیں سکھاتا آپس میں بیر رکھنا
ہندی ہیں ہم ، وطن ہے ہندوستاں ہمارا

معانی: بیر: دشمنی ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال اپنے عہد کے مذہبی تعصبات کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کوئی مذہب بھی آپس کی دشمنی نہیں سکھاتا بلکہ باہمی سلوک و اتحاد کی تلقین کرتا ہے ۔ ہمیں اس حقیقت کو فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ ہمارا وطن ہندوستان ہے اور ہم سب ہندی ہیں یعنی اس کے باشندے ہیں ۔

یونان و مصر و روما سب مٹ گئے جہاں سے
اب تک مگر ہے باقی نام و نشاں ہمارا

معانی: یونان و مصر و روما: مراد ان ملکوں کی قدیم و عظیم تہذیبیں ۔ نام و نشاں : مراد تہذیب و وجود ۔

مطلب: یہ ایک حقیقت ہے کہ دنیا کی تمام بڑی اور قدیم تہذیبیں جو یونان، مصر اور روم کا طرۂ امتیاز تھیں وہ امتداد زمانہ سے بالاخر بٹ کر رہ گئیں جب کہ آج بھی ہر طرح کے تغیر و انقلاب کے باوجود ہم ہندیوں کا نام و نشان باقی ہے ۔

کچھ بات ہے کہ ہستی مٹتی نہیں ہماری
صدیوں رہا ہے دشمن دورِ زماں ہمارا

مطلب: آخر ہم میں کوئی ایسی خصوصیت تو موجود ہے جس کے سبب ہمیں زوال نصیب نہیں ہوا جب کہ گردش دوراں صدیوں سے ہماری دشمن چلی آ رہی ہے ۔

اقبال کوئی محرم اپنا نہیں جہاں میں
معلوم کیا کسی کو دردِ نہاں ہمارا

معانی: محرم: واقفِ حال ۔ دردِ نہاں : چھپا ہوا دکھ ۔

مطلب: اس نظم کے اس آخری شعر میں اقبال اپنی داخلی کیفیت کو اشارتاً بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں ہمارا کوئی محرم راز نہیں ۔ نا ہی اس درد سے آگاہ ہے جو ہمارے دل میں چھپا ہوا ہے ۔

جگنو

جگنو کی روشنی ہے کاشانۂ چمن میں
یا شمع جل رہی ہے پھولوں کی انجمن میں

معانی: جگنو: رات کو اڑنے والا کیڑا جس میں روشنی نکلتی ہے ۔ کاشانہ: گھر ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال نے جگنو کے وجود کو خوبصورت امیجز کے حوالوں سے جس مقام پر پہنچا دیا اس کا اندازہ نظم پڑھنے سے ہی ممکن ہے ۔ فرماتے ہیں جب کسی باغ میں جگنو اپنی روشنی سمیت محو پرواز ہوتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ پھولوں کی بزم سجی ہوئی ہے اور اس میں جگنو کا وجود ایک روشن شمع کی مانند ہے ۔

آیا ہے آسماں سے اُڑ کر کوئی ستارہ
یا جان پڑ گئی ہے مہتاب کی کرن میں

معانی: مہتاب: چاند ۔
مطلب: لگتا ہے کہ یا تو آسمان سے اڑ کر کوئی ستارہ یہاں پہنچا ہے یا چاند کی کوئی کرن جگمگا رہی ہے ۔

یا شب کی سلطنت میں دن کا سفیر آیا
غربت میں آ کے چمکا، گمنام تھا وطن میں

معانی: سفیر: کسی ملک کا ایلچی ۔ غربت: پردیس ۔
مطلب: یا کہ جس طرح سے دن کا کوئی سفیر رات کی سلطنت میں وارد ہوا ہے ۔ ہر چند کہ اپنے وطن میں اس کی کوئی

حیثیت نہ تھی لیکن یہاں پہنچ کر اس کی شخصیت چمک اٹھی ہے ۔ اس شعر سے مراد یہ ہے کہ دن کے وقت جگنو کے پروں کی روشنی اپنے وجود کا احساس نہیں کرپاتی جب کہ رات کی تاریکی میں یہ اسے فروزاں کرنے میں مدد دیتی ہے ۔

تکمہ کوئی گرا ہے مہتاب کی قبا کا

ذرہ ہے یا نمایاں سورج کے پیرہن میں

معانی: تکمہ: بٹن ۔ پیرہن: لباس، قمیص ۔

مطلب: شب کے لمحات میں چمکتے ہوئے جگنو کو دیکھ کر یوں محسوس ہوتا ہے کہ چاند نے اگر قبا پہنی ہوئی ہے تو اس کا کوئی بٹن ٹوٹ کر گر پڑا ہے ۔ یا سورج نے اگر کوئی لباس پہنا ہوا ہے اس پر پڑا ہوا کوئی ذرہ چمک رہا ہے ۔

حسنِ قدیم کی یہ پوشیدہ اک جھلک تھی

لے آئی جس کو قدرت خلوت سے انجمن میں

معانی: حسنِ قدیم: مراد قدرت کا حسن جو ازل سے ہے ۔ جھلک: چمک ۔

مطلب: دراصل یہ محض ایک ننھا سا کیڑا نہیں بلکہ یہ تو حسن قدیم کی ایک ایسی جھلک کے مانند ہے جسے قدرت تنہائی سے نکال کر کسی انجمن میں لے آئی ہو ۔

چھوٹے سے چاند میں ہے ظلمت بھی روشنی بھی

نکلا کبھی گہن سے ، آیا کبھی گہن میں

معانی: ظلمت: تاریکی، اندھیرا ۔ گہن: گرہن، وہ دھبا جو کسی خاص وقت میں چاند یا سورج کو لگتا ہے ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ یہ جگنو تو ایک چھوٹے سے چاند کی مانند ہے جس میں تاریکی بھی ہے اور روشنی بھی ۔ ایسا

چاند جو اسی سبب کبھی گہن سے باہر نکل آتا ہے اور کبھی گہن میں چھپ جاتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ جب جگنو محو پرواز ہوتا ہے تو اس کے ننھے ننھے پروں سے لمحے بھر کو روشنی برآمد ہوتی ہے اور لمحے بھر کے لیے تاریکی پھیل جاتی ہے ۔

پروانہ اک پتنگا ، جگنو بھی اک پتنگا
وہ روشنی کا طالب، یہ روشنی سراپا

معانی: طالب: مانگنے والا ۔ سراپا: پورے طور پر ۔
مطلب: ہرچند کہ پروانہ بھی ایک کیڑا ہے اور جگنو بھی ایک حقیر سا کیڑا ہے لیکن صورت یہ ہے کہ پروانے کو تو روشنی کی طلب ہوتی ہے جب کہ جگنو سراپا روشنی ہے ۔

ہر چیز کو جہاں میں قدرت نے دلبری دی
پروانہ کو تپش دی ، جگنو کو روشنی دی

معانی: دلبری: پیارا ہونا ۔ تپش: تڑپ ۔
مطلب: پروانے اور جگنو کے وجود کے حوالے سے مختلف اشیاء کا موازنہ کرتے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ امر واقع یہ ہے کہ قدرت نے دنیا میں ہر شے کو کوئی نہ کوئی خصوصیت عطا کی ہے ۔ فرق بس اتنا ہے کہ پروانے کو حرارت بخشی گئی ہے اور جگنو کو روشنی سے نوازا گیا ہے ۔

رنگیں نوا بنایا ، مرغانِ بے زباں کو
گل کو زبان دے کر تعلیمِ خامشی دی

معانی: رنگیں نوا: مراد دل کو بھانے والی آواز۔ مرغان: جمع مرغ، پرندے۔ گل: پھول۔ پتی جو زبان سے ملتی جلتی ہے۔

مطلب: اس طرح بعض بے زبان پرندوں کو دل موہ لینے والے انداز میں نغمگی کا عمل سکھایا اس کے برعکس پھولوں کو پتیوں کی شکل میں زبان عطا کر کے خاموش رہنے کی تعلیم فرمائی۔

نظارہ شفق کی خوبی زوال میں تھی
چمکا کے اس پری کو تھوڑی سی زندگی دی

معانی: شفق: وہ سرخی جو صبح و شام کے وقت آسمان پر نظر آتی ہے۔ زوال: اُتار، دن کا ڈھلنا۔ پری: مراد تشخص۔
مطلب: اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ شفق کا نظارہ ہمیں یوں اچھا لگتا ہے کہ اس کی مدت محض چند لمحات تک محدود ہے اور اس کی جو مختصر زندگی ہے وہی اس کا حسن ہے۔

رنگیں کیا سحر کو بانکی دلھن کی صورت
پہنا کے لال جوڑا شبنم کی آرسی دی

معانی: سحر: صبح۔ بانکی: مراد خوبصورت۔ رنگیں کرنا: رنگ دار بنانا۔ آرسی: آئینہ۔
مطلب: پھر سحر کے لمحات کو بھی اتنا خوبصورت پیراہن عطا کیا کہ اسے ایک دلہن سے تشبیہ دی جائے تو بے جا نہ ہو گا۔ طلوع سحر کا منظر سرخی لیے ہوئے ہوتا ہے اسی لیے اگر اس کو دلہن کے سرخ جوڑے سے تعبیر کیا جائے تو مناسب ہو گا اور اس لباس پر شبنم کے قطرے کو آرسی تصور کر لیا گیا ہے۔

سایہ دیا شجر کو پرواز دی ہوا کو
پانی کو دی روانی، موجوں کو بے کلی دی

معانی: شجر: درخت ۔ روانی: بہنا ۔ بے کلی: بے چینی
مطلب: یہی نہیں قدرت نے درختوں کو سایہ عطا کیا اور ہوا کو فضا میں اڑنا سکھایا جب کہ پانی کو روانی بخشی اور موجوں کو اضطراب و تڑپ سے نوازا ۔

یہ امتیاز لیکن اک بات ہے ہماری
جگنو کا دن وہی ہے جو رات ہے ہماری

معانی: امتیاز: فرق ۔
مطلب: ان سب حقائق کے باوجود اس امتیاز میں ایک خصوصی بات بھی ہے کہ جگنو کے لیے وہی وقت دن کی حیثیت رکھتا ہے جس کو ہم انسان رات سمجھتے ہیں ۔

حسنِ ازل کی پیدا ہر چیز میں جھلک ہے
انساں میں وہ سخن ہے، غنچے میں وہ چٹک ہے

معانی: حسن ازل: قدرت کا حسن ۔ پیدا: ظاہر ۔ سخن: بات کرنا ۔ غنچہ: کلی ۔ چٹک: کھلنا ۔
مطلب: مختلف اشیاء کی جو امتیازی خصوصیات بیان کی گئی ہیں ان پر اگر گہری نظر ڈالی جائے تو اس امر کا اندازہ لگانے میں کوئی قباحت نہیں ہو گی کہ یہ اشیاء عملاً رب کائنات کے حسن کی کرشمہ سازی ہیں ۔ فرق بس اسی قدر ہے کہ انسان کو بولنا سکھایا اور غنچے کو چٹکنا ۔

یہ چاند آسماں کا شاعر کا دل ہے گویا
واں چاندنی ہے جو کچھ یاں درد کی کسک ہے

معانی: واں : وہاں ۔ کسک: ٹیس، درد ۔
مطلب: اسی طرح چاند اور شاعر کے دل میں بھی کوئی نمایاں فرق نہیں کہ چاند کی روشنی اور شاعر کے دل کی کسک عملاً ایک ہی چیز ہے ۔

اندازِ گفتگو نے دھوکے دیے ہیں ورنہ
نغمہ ہے بوئے بلبل، بو پھول کی چہک ہے

معانی انداز گفتگو: بات کرنے کا طریقہ ۔ نغمہ: ترانہ، مراد چہچہانا ۔ چہک: پرندے کا چہچہانا ۔
مطلب: یہ تو محض ایسا دھوکا ہے جو گفتگو کے انداز سے پیدا ہوا ۔ اس ضمن میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ مختلف اشیاء کے جو مطالب و معانی وضع کر لیے گئے ہیں وہی عام انسان کو غلط فہمی میں مبتلا کرتے ہیں ۔ بصورت دیگر نغمہ جو ہے وہ عملاً بلبل کی خوشبو ہے اور خوشبو پھول کی چہک سے مشابہ ہے ۔ گویا بلبل کے نغمے کی وہی حیثیت ہے جو پھول کی خوشبو کی ہے ۔

کثرت میں ہو گیا ہے وحدت کا راز مخفی
جگنو میں جو چمک ہے، وہ پھول میں مہک ہے

معانی: چہک: کثرت: بہت تعداد میں ہونا ۔
مطلب: یہ نظم بغور دیکھا جائے تو وحدت الوجود کے فلسفے کی وہی حیثیت بنتی ہے جو آخری دو اشعار میں تو بالکل واضح ہو

کر سامنے آگیا ہے ۔ فرماتے ہیں کہ رب کائنات کی ذات اور اس کا راز بیک وقت مختلف اشیا میں ظاہر ہو کر عام نظروں سے چھپ گیا ہے ورنہ بغور دیکھا جائے تو جو حقیقت جگنو میں چمک اور روشنی بن کر نمایاں ہوتی ہے وہی حقیقت پھول کی خوشبو سے بھی ظاہر ہوتی ہے ۔

یہ اختلاف پھر کیوں ہنگاموں کا محل ہو
ہر شے میں جب کہ پنہاں خاموشیِ ازل ہو

معانی: خاموشیِ ازل: مراد قدرت کا وجود جو بولتا نہیں ۔

مطلب: چنانچہ اس حوالے سے جب ہر شے میں رب ذوالجلال کا نور اور اس کا حسن چھپا ہوا ہے تو پھر اختلاف و افتراق میں پڑ کر نئے جھگڑے کس لیے پیدا کئے جائیں ۔ حقیقت یہ ہے کہ اقبال نے مختلف اشیاء کے تقابلے کرداروں کے حوالے سے ایک بڑے مسئلے کا حل پیش کیا ہے ۔

صبح کا ستارہ

لطفِ ہمسائیگیِ شمس و قمر کو چھوڑوں
اور اس خدمتِ پیغامِ سحر کو چھوڑوں

معانی: صبح کا ستارہ: ستارا زُہرہ جو صبح کے وقت طلوع اور بہت روشن ہوتا ہے ۔ لطفِ ہمسائیگی: ایک دوسرے کے قریب رہنے کا مزہ ۔
مطلب: صبح کا ستارہ عالم یاس میں یوں گویا ہوتا ہے کہ اب تو یہ جی چاہتا ہے کہ سورج اور چاند کی قربت سے دست کش ہو جاؤں اور اپنے طلوع ہونے سے آمدِ صبح کا جو پیغام دیتا ہوں اس ذمہ داری سے بھی جان چھڑا لوں ۔

میرے حق میں تو نہیں تاروں کی بستی اچھی
اس بلندی سے زمیں والوں کی پستی اچھی

معانی: بستی: آبادی، مراد آسمان ۔
مطلب: میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ آسمان پر جو ستاروں کی بستی قائم ہے اس میں رہائش کسی طرح مناسب نہیں اس کے برعکس یہ جو بلندی ہے اس کی نسبت زمین کی پستی میرے لیے زیادہ مناسب ہے ۔

آسماں کیا، عدم آبادِ وطن ہے میرا
صبح کا دامنِ صد چاک کفن ہے میرا

معانی: عدم آباد: فنا کی دنیا ۔ دامنِ صد چاک: قمیص کی ایسی جھولی جو کئی جگہ سے پھٹی ہو ۔ کفن: وہ سفید کھلا کپڑا جس میں مردے کو لپیٹا جاتا ہے ۔

مطلب: میرا وطن آسمان نہیں بلکہ وہ جہان فانی ہے جہان بعد فنا ہر شخص کا پہنچنا مقدر ہے میری تو یہ کیفیت ہے آمدِ صبح کے ساتھ ہی اپنی عمر طبعی تمام کر کے راہی ملک عدم ہو جاتا ہوں ۔

میری قسمت میں ہر روز کا مرنا جینا
ساقیِ موت کے ہاتھوں سے صبوحی پینا

معانی: ساقیِ موت: موت کی شراب پلانے والا، مراد سورج ۔ صبوحی: صبح کی شراب، مراد ستارے کا غروب ہونا ۔

مطلب: ہر روز جینا اور مرنا میرا مقدر بن کر رہ گیا ہے یعنی ہر روز طلوع ہوتا ہوں اور دن نکلتے ہی فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہوں ۔

نہ یہ خدمت، نہ یہ عزت، نہ یہ رفعت اچھی
اس گھڑی بھر کے چمکنے سے تو ظلمت اچھی

معانی: گھڑی بھر: تھوڑی دیر ۔

مطلب: اس نوع کی ذمہ داری، عزت اور بلندی آخر کس کام کی کہ تھوڑی دیر چمک کر اپنے وجود سے آشنا کرایا اور بس ۔ ایسی روشنی سے تو بخدا تاریکی ہی برتر ہے ۔

میری قدرت میں جو ہوتا تو نہ اختر بنتا
قعرِ دریا میں چمکتا ہوا گوہر بنتا

معانی: قدرت: مراد اختیار ۔ اختر: ستارہ ۔ قعرِ دریا: سمندر کی گہرائی ۔ گوہر: موتی ۔

مطلب: صبح کا ستارہ کہتا ہے کہ اگر میرے اختیار میں کچھ ہوتا تو ستارہ بننے کی بجائے سمندر کی تہہ میں موتی بن کر رہنا زیادہ پسند کرتا ۔

واں بھی موجوں کی کشاکش سے جو دل گھبراتا
چھوڑ کر بحر، کہیں زیبِ گلو ہو جاتا

معانی: واں : یعنی سمندر میں ۔ کشاکش: کھینچا تانی ۔ بحر: سمندر ۔ زیبِ گلو: گلے کی سجاوٹ ۔
مطلب: اگر سمندر کی تہہ میں بھی موجوں کے ہچکولوں سے دل گھبراتا تو سمندر کو خیر آباد کہہ کر کسی حسین کے گلے کی زینت بن جاتا ۔

ہے چمکنے میں مزا حسن کا زیور بن کر
زینتِ تاجِ سرِ بانوئے قیصر بن کر

معانی: تاجِ سرِ بانوئے قیصر: روم کے بادشاہ کی ملکہ کے سر کا تاج ۔
مطلب: اس لیے کہ آسمان کی بلندی پر چمکنے میں وہ لطف نہیں جو کسی حسین کے زیور کی چمک میں ہوتا ہے ۔ یا کسی شہنشاہ کی ملکہ کے تاج کی آرائش بننے میں ممکن ۔

ایک پتھر کے جو ٹکڑے کا نصیبا جاگا
خاتمِ دستِ سلیماں کا نگیں بن کر رہا

معانی: نصیبا جاگا: قسمت چمکی ۔ خاتمِ دستِ سلیماں : حضرت سلیمان کے ہاتھ کی انگوٹھی ۔ نگیں : نگینہ ۔
مطلب: اس لیے کہ وہ جو دیکھنے میں ایک معمولی پتھر تھا لیکن اس کا نصیب جاگا تو حضرت سلیمان کی انگوٹھی کا نگینہ بن گیا ۔

ایسی چیزوں کا مگر دہر میں ہے کام شکست
ہے گہر ہائے گراں مایہ کا انجام شکست

معانی: شکست: ٹوٹنے کا عمل ۔ گہرہائے گراں مایہ: بہت قیمتی موتی ۔

مطلب: لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ اس نوع کی اشیاء بالعموم دنیا میں شکست و ریخت سے دوچار ہوکر رہتی ہیں ۔ چنانچہ بیش قیمت اور نایاب قسم کے موتی کا انجام بھی بالاخر ریزہ ریزہ ہوتا ہے ۔

زندگی وہ ہے کہ جو ہو نہ شناسائے اجل
کیا وہ جینا ہے کہ ہو جس میں تقاضائے اجل

معانی: شناسائے اجل: موت، فنا سے واقف ۔ تقاضائے اجل: مراد لازمی فنا ہونا ۔

مطلب: بے شک حقیقی زندگی تو وہ ہے جو موت سے آشنا نہ ہو۔ وہ جینا تو لا حاصل ہے جس کا انجام موت ہو۔

ہے یہ انجام اگر زینتِ عالم ہوکر
کیوں نہ گر جاؤں کسی پھول پہ شبنم ہوکر

مطلب: اگر کائنات کی زینت بننے کے باوجود انجام بالاخر فنا ہونا ہی ہے تو کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ شبنم کی طرح پھول پر قربان ہو جاؤں ۔

کسی پیشانی کے افشاں کے ستاروں میں رہوں
کسی مظلوم کی آہوں کے شراروں میں رہوں

معانی: شراروں: چنگاریوں ۔

مطلب: میں تو خود کو اس امر کا اہل سمجھتا ہوں کہ کسی حسین کے ماتھے کی افشاں کا روپ دھار لوں یا پھر کسی مظلوم کی آہوں میں منتقل ہو جاؤں ۔

اشک بن کر سرِ مژگاں سے اٹک جاؤں میں
کیوں نہ اس بیوی کی آنکھوں سے ٹپک جاؤں میں

معانی: اشک: آنسو۔ سرِ مژگاں: پلکوں پر ۔

مطلب: میں کیوں نے اس بیوی کی آنکھوں سے آنسو بن کر ٹپک پڑوں ۔

جس کا شوہر ہو رواں ، ہو کے زرہ میں مستور
سوئے میدانِ وغا ، حبِ وطن سے مجبور

معانی: مستور: چھپا ہوا، مراد پہنے ہوئے ۔ سوئے میدانِ وغا: میدانِ جنگ کی طرف ۔

مطلب: جس کا شوہر زرہ پہن کر عازم جنگاہ ہوا چاہتا ہے کہ حب وطن کا تقاضا ہی یہ ہے ۔

یاس و امید کا نظارہ جو دکھلاتی ہو
جس کی خاموشی سے تقریر بھی شرماتی ہو

معانی: یاس: نا امیدی ۔

مطلب: اس لمحے وفادار بیوی امید و بیم کا شکار ہو اور اس کی خاموشی داخلی جذبوں کی ترجمانی کر رہی ہو۔

جس کو شوہر کی رضا تابِ شکیبائی دے
اور نگاہوں کو حیا طاقتِ گویائی دے

معانی: تابِ شکیبائی: صبر کی طاقت ۔ طاقتِ گویائی: بولنے کی قوت ۔
مطلب: شوہر سے فرقت اور جدائی کے باوجود وہ، مجسم صبر بنی ہوئی ہو

زرد رخصت کی گھڑی عارضِ گل گوں ہو جائے
کششِ حسنِ غم ہجر سے افزوں ہو جائے

معانی: کششِ حسن: خوبصورتی کی دل کشی ۔ غم ہجر: محبوب سے دوری کا دکھ ۔ افزوں: زیادہ ۔
مطلب: بیوی کا پھول جیسا سرخ و سفید چہرہ شوہر کی جدائی کے غم سے زرد ہو جائے لیکن یہ بھی ہو کہ جدائی کا غم اس کے حسن کی کشش کو دوبالا کر دے ۔

لاکھ وہ ضبط کرے پر میں ٹپک ہی جاؤں
ساغرِ دیدہَ پرنم سے چھلک ہی جاؤں

معانی: ساغرِ دیدہَ پرنم: آنسوؤں سے بھری ہوئی آنکھوں کا جام ۔ چھلک جانا: لبالب ہو کے نیچے گر جانا ۔
مطلب: وہ کتنا ہی ضبط کرے اس کے باوجود میں آنسو بن کر اس کی آنکھوں سے ٹپک پڑوں ۔

خاک میں مل کے حیاتِ ابدی پا جاؤں
عشق کا سوز زمانے کو دکھاتا جاؤں

معانی: حیاتِ ابدی: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ۔ سوز: تپش، گرمی ۔
مطلب: اس لمحے خاک میں مل کر حیات ابدی حاصل کر لوں کہ سوز عشق کا حاصل ہی یہی ہے اور یہ حقیقت ، میں سارے زمانے پر آشکار کرنے کا خواہاں ہوں ۔

ہندوستانی بچوں کا قومی گیت

چشتی نے جس زمیں میں پیغامِ حق سنایا
نانک نے جس چمن میں وحدت کا گیت گایا

معانی: قومی گیت: قومی ترانہ ۔پیغامِ حق: خدا کا پیغام ۔ چشتی: حضرت خواجہ معین الدین چشتی ۔ مزار بھارت کے شہر اجمیر میں ہے ۔ نانک: مراد سکھوں کے گرو بابا نانک، انھوں نے پنجاب میں توحید کا درس دیا ۔ چمن: مراد ملک ۔ وحدت: خدا کی توحید ۔

مطلب: یہ گیت علامہ اقبال نے ایک قوم پرست شاعر کی حیثیت سے اُس صدی کے اوائل میں لکھا تھا جس میں ہندوستانی بچوں کی جانب سے اپنے وطن سے محبت کا اظہار کیا گیا ہے ۔ بانگ درا کی نظمیں چونکہ اقبال کے ابتدائی کلام کی آئینہ دار ہیں اس وقت ہندوستان میں فرقہ پرستی کی لعنت تو بہر حال موجود تھی اس کے باوجود تعصبات کی وہ فضا نہ تھی جو بعد میں پیدا ہوئی اور جس کے سبب قائد اعظم ، علامہ اقبال اور دوسرے مسلمان رہنماؤں کی جانب سے علیحدہ وطن کا مطالبہ کیا گیا چنانچہ اس گیت کو اسی عہد کے تناظر میں دیکھا جائے جس میں یہ لکھا گیا ۔ ہندوستانی بچے اپنے وطن کی محبت میں سرشار ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے جس سرزمین پر رب ذوالجلال کا پیغام لوگوں کو سنایا، جہاں سکھ مذہب کے بانی گرونانک نے خدا کی واحدانیت کا درس دیا

تاتاریوں نے جس کو اپنا وطن بنایا
جس نے حجازیوں سے دشتِ عرب چھڑایا
میرا وطن وہی ہے ، میرا وطن وہی ہے

معانی: تاتاری: ترکستان کے باشندے، مراد مغلیہ خاندان کے بادشاہ (ظہیر الدین بابر سے بہادر شاہ ظفر تک) ۔ حجازی: حجاز کے رہنے والے، مراد مسلمان ۔ دشتِ عرب: عرب کا ریگستان ۔

مطلب: مغل اگرچہ پہلے پہل ہندوستان میں محض اس لیے آئے تھے کہ اس کو فتح کر کے اپنا تسلط جما لیں لیکن یہ زمین انہیں اس قدر پسند آئی کہ یہیں پر رچ بس گئے ۔ یہی نہیں بلکہ وہ لوگ جو عارضی طور پر ہندوستان آئے تھے اس کی خوبصورتی اور عظمت کو دیکھ کر انھوں نے مستقل طور پر اسے اپنا وطن بنا لیا ۔

یونانیوں کو جس نے حیران کر دیا تھا

سارے جہاں کو جس نے علم و ہنر دیا تھا

معانی: یونانی: مراد یونان کے فلسفی جو برصغیر کے فلسفے سے حیران ہوئے تھے ۔ علم و ہنر: مختلف قسم کے علوم و فنون ۔ زر: سونا ۔

مطلب: ہندوستان کے باشندوں نے علم و حکمت کے وہ جوہر دکھائے جو یونان کے فلاسفروں کو بھی حیرت زدہ کر گئے ۔ صرف یونان ہی نہیں بلکہ دنیا کے تمام ملکوں کو یہیں سے علم و ہنر کی دولت عطا ہوئی ۔

مٹی کو جس کی حق نے زر کا اثر دیا تھا

ترکوں کا جس نے دامن ہیروں سے بھر دیا تھا

میرا وطن وہی ہے ، میرا وطن وہی ہے

معانی: زر: سونا ۔ دامن ہیروں سے بھرنا: دولت سے مالا مال کر دینا ۔

مطلب: سچ تو یہ ہے کہ اس سرزمین کی مٹی کو بھی قدرت نے سونا بنا دیا تھا مراد یہ کہ یہ مٹی اس قدر زرخیز تھی جس کی پیداوار نے مغلوں کو بے حد مالدار اور خوشحال کر دیا چنانچہ یہی سرزمین ہمارا وطن ہے ۔

ٹوٹے تھے جو ستارے فارس کے آسماں سے
پھر تاب دے کے جس نے چمکائے کہکشاں سے

معانی: فارس کا آسمان: مراد ایران کا ملک ۔ جو ستارے ٹوٹے: مراد جن اہل علم و معرفت نے وہاں سے ہجرت کی ۔ تاب دینا: چمکانا، پالش کرنا ۔ کہکشاں : لکیر سے ملتے جلتے چھوٹے چھوٹے ستارے ۔

مطلب: ایران سے آنے والے امراء اہل حکمت و دانش اور ہنر مند لوگ ہندوستان میں آکر رچ بس گئے تو انھوں نے وہ شہرت و عزت پائی کہ ان کے علم و حکمت کی روشنی دور دور تک جا پہنچی ۔

وحدت کی لے سنی تھی دنیا نے جس مکاں سے
میرِ عرب کو آئی ٹھنڈی ہوا جہاں سے
میرا وطن وہی ہے ، میرا وطن وہی ہے

معانی: مکاں : ملک ۔ میرِ عرب: حضور اکرم ۔ ٹھنڈی ہوا: مراد توحید کا جھونکا ۔

مطلب: جہاں کرشن نے وحدت کا درس لوگوں کو دیا اور پیغمبر اسلام حضرت محمد ﷺ نے جہاں سے ایک ٹھنڈی ہوا کی آمد کو محسوس کیا وہی سرزمین ہند میرا وطن بھی ہے ۔

بندے کلیم جس کے، پربت جہاں کے سینا
نوحِ نبی کا آ کر ٹھہرا جہاں سفینا

معانی: کلیم: اللہ سے باتیں کرنے والے (حضرت موسیٰ کی طرح) ۔ پربت: پہاڑ ۔ سینا: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے باتیں کیں ۔ نوحِ نبی: حضرت نوح جن کی دعا سے طوفان آیا تھا ۔ سفینا: سفینہ، کشتی ۔

مطلب: وہ سرزمیں جہاں کے بندے حضرت موسیٰ کی طرح اللہ سے کلام کرنے کے حامل ہیں اور جہاں کا پہاڑ کوہ طور کی سی حیثیت رکھتا ہے ۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جہاں آکر ٹھہری تھی ۔

رفعت ہے جس زمیں کی بامِ فلک کا زینا
جنت کی زندگی ہے جس کی فضا میں جینا
میرا وطن وہی ہے ، میرا وطن وہی ہے

معانی: بامِ فلک: آسمان کی چھت ۔ زینا: سیڑھی ۔
مطلب: اور جس کی سرزمین کی رفعت آسمان کی ہم پایہ ہے یہاں پر زندگی گزارنا جنت میں گزر بسر کرنے کے مصداق ہے وہی سرزمین ہندوستان میرا وطن ہے ۔

نیا شوالہ

سچ کہہ دوں اے برہمن! گر تو برا نہ مانے
تیرے صنم کدوں کے بت ہو گئے پرانے

معانی: شوالہ: ہندوؤں کی عبادت گاہ، مندر۔ صنم کدوں: جمع صنم کدہ، بتوں کے گھر۔
مطلب: اقبال کی اس نظم اور بعض دوسری نظموں کے مطالعے سے ہی اس امر کا بخوبی اندازہ ہوتا ہے کہ ابتدائی سطح پر ہی ان کا تخلیقی جوہر نئے خیالات اور اجتہاد سے ہم آہنگ تھا۔ اس شعر میں اقبال برہمن سے مکالمہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اگر تو برا نہ مانے تو میں حقیقت کا اظہار کر دوں ہرچند یہ حقیقت قدرے تلخ ثابت ہوگی۔ اور وہ حقیقت یہ ہے کہ تو جن بتوں کی پرستش کرتا ہے وہ انتہائی فرسودہ ہو چکے ہیں۔ اور عہد نو میں ان کی حیثیت بے معنی ہو کر رہ گئی ہے۔

اپنوں سے بیر رکھنا تو نے بتوں سے سیکھا
جنگ و جدل سکھایا واعظ کو بھی خدا نے

معانی: جنگ و جدل: مار دھاڑ، لڑائی، جھگڑا۔ واعظ: مسلمانوں کا مذہبی رہنما۔
مطلب: انہی بتوں کی پرستش نے تجھے اپنے جیسے انسانوں سے عداوت رکھنا سکھایا۔ اے برہمن محض تو ہی اس لعنت میں مبتلا نہیں بلکہ واعظ بھی اسی نوعیت کی فرقہ بازی اور جنگ و جدل میں مصروف ہے۔

تنگ آ کے میں آخر دیر و حرم کو چھوڑا
واعظ کا وعظ چھوڑا، چھوڑے ترے فسانے

معانی: دیر و حرم: مراد غیر مسلموں اور مسلمانوں کی عبادت گاہیں ۔
مطلب: اسی لیے میں نے اس صورت حال سے تنگ آکر کعبہ وبتخانہ دونوں کو چھوڑ دیا ہے نہ اب میں واعظ کی بات سنتا ہوں نا ہی تیرے اشلوک سننے پر آمادہ ہوں ۔

پتھر کی مورتوں کو سمجھا ہے تو خدا ہے
خاکِ وطن کا مجھ کو ہر ذرہ دیوتا ہے

معانی: پتھر کی مورتیں: پتھر سے تراشے ہوئے بت ۔ دیوتا: پرمیشر، نبی، فرشتہ مراد مقدس، پوجنے کے قابل ۔
مطلب: اے برہمن! دراصل تیرا عقیدہ محض یہ ہے کہ پتھر کی ان مورتوں میں خدا پوشیدہ ہے جب کہ میں اپنے وطن کی خاک کے ہر ذرے کو دیوتا تصور کرتا ہوں ۔

آ، غیریت کے پردے اک بار پھر اٹھا دیں
بچھڑوں کو پھر ملا دیں ، نقشِ دوئی مٹا دیں

معانی: غیریت: اپنے نہ ہونا ۔ پردے اٹھانا: رکاوٹیں ہٹانا، ختم کرنا ۔ نقشِ دوئی: دو ہونے کا نشان، جدائی، بیگانگی کا نقش ۔
مطلب: اے برہمن! آ ہم دونوں مل کر ایک بار پھر نفاق اور تفرقہ بازی کا خاتمہ کر دیں اور اہل وطن جو باہمی نفرت اور نفاق کا شکار ہو کر رہ گئے ہیں ان کی مابین اتحاد و یگانگت کا جذبہ پیدا کر کے ایک بار پھر گلے ملا دیں ۔

سونی پڑی ہوئی ہے مدت سے دل کی بستی
آ، اک نیا شوالہ اس دیس میں بنا دیں

معانی: سونی: اجاڑ۔ دل کی بستی: مراد دل جو محبت کا مرکز ہے ۔

مطلب: اسی نفاق کے سبب دلوں کی بستیاں ویران ہو چکی ہیں ۔ آ ان میں ایک نئے شوالہ کی بنیاد رکھ دیں ۔

دنیا کے تیرتھوں سے اونچا ہو اپنا تیرتھ

دامانِ آسماں سے اس کا کلس ملا دیں

معانی: تیرتھ: مقدس مقام ہندو جس کی زیارت کرتے ہیں ۔ دامان: دامن، پلو۔ کلس: گنبد کے اوپر کا نوکدار حصہ ۔

مطلب: یہ شوالہ ساری دنیا کی عبادت گاہوں سے مرتبے میں بلند ہو

ہر صبح اُٹھ کے گائیں منتر وہ میٹھے میٹھے

سارے پجاریوں کو مے پیت کی پلا دیں

معانی: منتر: ہندووَں کی مقدس کتاب کے الفاظ ۔ پیت: پیار محبت ۔

مطلب: اس شوالہ میں سب محبت و آشتی کے نغمات گائیں اور تمام اہل ہند میں محبت و آشتی کی فضا پیدا کر دیں ۔

شکتی بھی، شانتی بھی بھگتوں کے گیت میں ہے

دھرتی کے باسیوں کی مکتی پریت میں ہے

معانی: شکتی: طاقت، زور۔ شانتی: امن، سکون ۔ بھگت: ہندووَں کا متقی، دیندار۔ باسیوں: جمع باسی، باشندے ۔

مکتی: بخشش، نجات ۔

مطلب: امن و قوت کا تصور ایسے گیتوں میں پوشیدہ ہے جو صلح ،آشتی او محبت و یگانگت سے عبارت ہیں ۔

داغ

عظمتِ غالب ہے اک مدت سے پیوندِ زمیں
مہدیِ مجروح ہے شہرِ خموشاں کا مکیں

معانی: داغ: اردو کے مشہور شاعر، نواب مرزا خان 1831 میں دہلی میں پیدا ہوئے 1905 میں بمقام حیدر آباد دکن فوت اور دفن ہوئے ۔ عظمت: بڑائی ۔ غالب: اردو فارسی کے مشہور شاعر اسد اللہ خان غالب (1797-1869) ۔ مہدیِ مجروح: غالب کے عزیز شاگرد ۔ دہلی کے رہنے والے تھے ۔ 1904 میں فوت ہوئے ۔ پیوند زمیں : مراد زمین میں دفن ۔ شہر خموشاں : قبرستان ۔
مطلب: عملی سطح پر یہ نظم ایک مرثیے کی حیثیت رکھتی ہے جو اقبال نے اپنے استاد اور صاحب طرز شاعر نواب مرزا خان داغ کے سانحہ ارتحال پر لکھا تھا ۔ فرماتے ہیں مرزا اسد اللہ خان غالب کو ایک مدت ہوئی وفات پا چکے ۔ اس کے باوجود ان کی شاعرانہ عظمت ابھی تک زندہ و باقی ہے ۔ اسی طرح میرزا غالب کے ایک اہم شاگرد جن کا تعلق دہلی سے تھا وہ بھی اللہ کو پیارے ہو چکے ہیں ۔

توڑ ڈالی موت نے غربت میں مینائے امیر
چشمِ محفل میں ہے اب تک کیفِ صہبائے امیر

معانی: مینا توڑ ڈالی: مراد اس دنیا سے اٹھا لیا ۔ امیر: اردو کے مشہور شاعر امیر احمد مینائی، امیر تخلص ۔ کیفِ صہبائے امیر: امیر مینائی کی شراب یعنی شاعری کی مستی، نشہ ۔
مطلب: اس طرح موت کا فرشتہ میر تقی میر کی روح کو بھی چاٹ گیا لیکن یہ حقیقت ہے کہ آج بھی ان کی شاعری کا کیف و سرور باقی ہے ۔

آج لیکن ہم نوا! سارا چمن ماتم میں ہے
شمعِ روشن بجھ گئی، بزمِ سخن ماتم میں ہے

معانی: سارا چمن: مراد پورا ملک ۔ شمعِ روشن: مراد داغ دہلوی ۔ بزمِ سخن: شاعری کی محفل ۔
مطلب: لیکن آج نواب میرزا داغ کی وفات حسرت آیات کے سبب چمن شاعری کا ماتم کدہ بنا ہوا ہے ۔ اس لیے کہ ان کی شخصیت بزم شاعری میں ایک روشن شمع کی حیثیت رکھتی تھی جو بجھ کر رہ گئی ہے ۔

بلبلِ دلی نے باندھا اس چمن میں آشیاں
ہم نوا ہیں سب عنادلِ باغِ ہستی کے جہاں

معانی: بلبلِ دلی: مراد داغ جو ایک روشن فکر شاعر تھا ۔ عنادل: جمع عندلیب، بلبلیں ۔ باغِ ہستی: زندگی کا باغ ۔
مطلب: داغ کا وجود تو ایسا تھا جو باغوں میں چہکتے ہوئے بلبل کا ہوتا ہے دہلی کا یہ صاحب اسلوب شاعر افسوس کہ اسی قبرستان میں پہنچ گیا جہاں دوسرے بڑے شعراء دفن تھے ۔

چل بسا داغ، آہ! میت اس کی زیبِ دوش ہے
آخری شاعر جہاں آباد کا خاموش ہے

معانی: چل بسا: مرگیا ۔ زیبِ دوش: کندھوں کے لیے سجاوٹ کا باعث ۔ جہان آباد: دہلی کا پرانا نام ۔
مطلب: حیف در حیف کہ استاد داغ بھی چل بسے اور ہم لوگ ان کی میت کو کاندھوں پر اٹھا کر مرحوم کی آخری قیام گاہ تک پہنچا آئے ہیں ۔ سچ تو یہ ہے کہ دلی کے یہ آخری صاحب طرز و اسلوب شاعر تھے جو وفات پا کر آج ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے ۔

اب کہاں وہ بانکپن وہ شوخیِ طرزِ بیاں
آگ تھی کافورِ پیری میں جوانی کی نہاں

معانی: بانکپن: مراد انوکھا پن ۔ شوخی طرزِ بیاں: شعر کہنے کا ایسا انداز جس مین چلبلا پن ہو۔ کافورِ پیری: مراد بڑھاپے کی ٹھنڈک ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ نواب مرزا داغ کی وفات کے بعد اب نہ تو شاعری میں انوکھا پن رہا نہ طرز بیان کی شوخی رہی ۔ ضعیفی کے عالم میں بھی وہ عالم شباب کی زندہ اور پر جوش شاعری کرتے تھے ۔ یعنی ان کے کلام میں وہی شوخی اور تازگی تھی جو عہد جوانی کی تخلیقات کا حصہ ہے ۔

تھی زبانِ داغ پر جو آرزو ہر دل میں ہے
لیلیِ معنی وہاں بے پردہ، یاں محمل میں ہے

معانی: زبانِ داغ: مراد داغ کی شاعری ۔ لیلیِ معنی: مراد شعروں میں پیدا کیے گئے عمدہ مضامین ۔ بے پردہ: مراد ذہن سے باہر شعر کی صورت میں ۔ محمل میں ہونا: مراد ذہن سے باہر شعر کی صورت میں ۔

مطلب: داغ تو ایسے قادر الکلام شاعر تھے کہ ان کی خیال افروز تخلیقات کی آرزو ہر شعر کہنے والے کے دل میں ہے کہ ہم بھی اس معیار کے شعر کہہ سکتے ۔ جو باتیں لوگ اپنے دل میں رکھتے تھے وہ داغ کی شاعری میں نمایاں ہو کر بالکل سامنے آجاتی تھیں ۔

اب صبا سے کون پوچھے گا سکوتِ گل کا راز
کون سمجھے گا چمن میں نالہَ بلبل کا راز

معانی: سکوتِ گل: پھول کی خاموشی ۔ نالۂ بلبل: مراد بلبل کا چہکنا ۔

مطلب: وہ تو ایسے تخلیق کار تھے پھولوں کی خامشی میں جو راز پوشیدہ ہے اس کے بارے میں بادِ صبا سے استفسار کیا کرتے تھے ۔ اسی طرح بلبل جس طرح باغوں میں نالہ وفغاں کرتی ہے اس کا پس منظر مرزا داغ کے سوا اور کس پر منکشف ہو سکے گا ۔

تھی حقیقت سے نہ غفلت فکر کی پرواز میں
آنکھ طائر کی نشیمن پر رہی پرواز میں

معانی: فکر کی پرواز: شاعری میں تخیل کی بلندی ۔ طائر: پرندہ ۔ نشیمن: گھونسلا ۔

مطلب: وہ تو ایسے شاعر تھے جو اپنی تخلیقات میں حقیقتوں کے اسرار ورموز سے کبھی غافل نہ ہوتے تھے ۔ اگر انہیں پرندہ تصور کر لیا جائے تو تسلیم کرنا پڑے گا کہ پرواز کے دوران بھی نظر اپنے نشیمن پر رہتی تھی ۔

اور دکھلائیں گے مضموں کی ہمیں باریکیاں
اپنے فکرِ نکتہ آرا کی فلک پیمائیاں

معانی: مضمون کی باریکیاں: شعری مضمونوں، خیالات کی گہرائیاں ۔ فکر نکتہ آرا: ایسا تخیل جو گہرے مضامین پیدا کرے ۔ فلک پیمائیاں: آسمان پر پرواز کی حالت ۔

مطلب: یہ درست ہے کہ اس عالم رنگ وبو میں ایسے شاعر اور بھی پیدا ہوں گے جن کی شاعرانہ فکر کی باریکیاں اہل ذوق کے مشاہدے میں آئیں گی ان کی فکر میں بے شک بلندی بھی ہوگی اور ندرت بھی ۔

تلخی دوراں کے نقشے کھینچ کر رلوائیں گے
یا تخیل کی نئی دنیا ہمیں دکھلائیں گے

معانی: تلخی دوراں :زمانے کی تلخی ۔ نقشہ کھینچنا: لفظوں میں تصویر کھینچنا ۔ تخیل کی نئی دنیا مراد نئے نئے خیالات ۔
مطلب: یہ لوگ اپنے عہد کے آشوب اور نا مساعد حالات کا تذکرہ کر کے ہمیں افسردہ بھی کریں گے اس کے علاوہ ان کے تخیل میں جو ایک نئی دنیا آباد ہے اس کا منظر نامہ بھی حسب استطاعت پیش کریں گے ۔

اس چمن میں ہوں گے پیدا بلبل شیراز بھی
سیکڑوں ساحر بھی ہوں گے، صاحبِ اعجاز بھی

معانی: بلبلِ شیراز: مراد شیخ سعدی شیرازی، شیراز میں دفن ہیں ۔ صاحبِ اعجاز: انسانی بس سے باہر کے کام کرنے والا ۔
مطلب: بے شک اس دنیا میں آئندہ بھی حافظ شیرازی جیسے بلند پایہ شاعر جنم لیں گے ۔ جنہیں بلاشبہ صاحب اعجاز شاعر قرار دیا جائے گا ۔

اٹھیں گے آزر ہزاروں شعر کے بت خانے سے
مے پلائیں گے نئے ساقی نئے پیمانے سے

معانی: آزر: اپنے زمانے کے مشہور بت ساز ۔ اٹھیں گے :پیدا ہوں گے ۔ شعر کا بت خانہ: مراد شاعری ۔
مطلب: اگر بزم شعر کو ایک بتخانہ تصور کر لیا جائے تو اس میں آزر جیسے کئی صاحب فن بت تراش بھی پیدا ہوں گے ۔ اگر اس بزم کو ایک میکدہ سمجھ لیا تو کئی نئے ساقی اپنے پیمانوں سے پینے والوں کو مدہوش کریں گے ۔

لکھی جائیں گی کتابِ دل کی تفسیریں بہت
ہوں گی اے خوابِ جوانی! تیری تعبیریں بہت

معانی: کتاب دل: مراد دل کے جذبے ۔ خواب جوانی: مراد جوانی کی خواہشیں ۔
مطلب: اس میں کوئی شک نہیں کہ آئندہ آنے والے شعراء اپنے اپنے انداز میں کتاب دل کی تفسیریں پیش کریں گے اور جوانی کو اگر خواب سمجھ لیا جائے تو یہی لوگ اس کی تعبیریں بھی کریں گے ۔

ہو بہو کھینچے گا لیکن عشق کی تصویر کون
اٹھ گیا ناوکِ فگن، مارے گا دل پر تیر کون

معانی: تصویر کھینچا: مراد لفظوں میں بیان کرنا ۔ اٹھ گیا ۔ مرگیا ۔ ناوک فگن: تیر چلانے والا ۔ دل پر تیر مارنا: مراد دل کش شعروں سے متاثر کرنا ۔
مطلب: تاہم دیکھنا یہ ہے کہ عشق و محبت کا حقیقی منظر نامہ بھی کوئی پیش کر سکے گا داغ ہی بلا شک و شبہ ایسے تیر اندازکی حیثیت رکھتے تھے جن کا نشانہ دیکھا جائے تو براہ راست دل ہی ہوتا تھا ۔

اشک کے دانے زمینِ شعر میں بوتا ہوں میں
تو بھی رو اے خاکِ دلی داغ کو روتا ہوں میں

معانی: زمین شعر میں بونا: شعر کی صورت میں دکھ کا اظہار کرنا ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ استاد کی وفات کا سانحہ ایسا دل خراش ہے کہ اس کے رد عمل کے طور پر اشعار میں اپنے آنسو کاشت کر رہا ہوں ۔

اے جہان آباد ، اے سرمایۂ بزم سخن
ہو گیا پھر آج پامالِ خزاں تیرا چمن

معانی: سرمایہ: دولت، پونجی ۔ بزم سخن: شعر و شاعری کی محفل ۔ پامال: مراد تباہ ۔
مطلب: اے دہلی تو جو اہل سخن کے لیے عظیم سرمایے کی حیثیت رکھتی ہے کس قدر الم انگیز یہ حقیقت ہے کہ مرزا داغ کی رحلت سے تیرا یہ بھرا ہوا چمن پامال اور ویران ہو کر رہ گیا ہے ۔

وہ گلِ رنگیں ترا رخصت مثالِ بو ہوا
آہ! خالی داغ سے کاشانۂ اردو ہوا

معانی: مثالِ بو: خوشبو کی طرح ۔ کاشانۂ اردو: مراد اردو زبان کا گھر ۔
مطلب: وہ تو ایک رنگین پھول تھا جو خوشبو کی مانند اڑ گیا ۔ کتنے دکھ کی بات ہے کہ اے کاشانہ اردو تو آج داغ سے محروم ہو گیا ۔

تھی نہ شاید کچھ کشش ایسی وطن کی خاک میں
وہ مہِ کامل ہوا پنہاں دکن کی خاک میں

مہِ کامل: پورا چاند ۔ دکن: حیدر آباد دکن ۔
مطلب: تاہم میرزا داغ نے اپنی کشش تیری خاک میں محسوس نہ کی کہ دکن کی خاک ان کی آخری قیام گاہ بنی ۔

اٹھ گئے ساقی جو تھے، مے خانہ خالی رہ گیا
یادگارِ بزمِ دہلی ایک حالی رہ گیا

معانی: میخانہ: شراب خانہ، مراد ملکِ ادب ۔ بزمِ دہلی: مراد دہلی کا ادبی ماحول ۔ حالی: مولانا الطاف حسین حالی اردو کے مشہور شاعر اور غالب کے شاگرد ۔

مطلب: دلی کے تمام اہم اور قابل ذکر شاعر تو رخصت ہو چکے اب تو صرف الطاف حسین حالی رہ گئے ہیں جن کو اس محفل کی یادگار کہا جا سکتا ہے ۔

آرزو کو خون رُلواتی ہے بیدادِ اجل
مارتا ہے تیر تاریکی میں صیادِ اجل

معانی: خون رلوانا: بہت صدمہ، دکھ دینا ۔ بیدادِ اجل: موت کی سختی ۔ صیاد: شکاری ۔

مطلب: یہاں اقبال کہتے ہیں کہ موت اس قدر سنگدل واقع ہوئی کہ انسانی خواہشات کی راہ میں ہمیشہ حائل رہتی ہے کہ اس کا تیر تو تاریکی میں ہی اپنے ہدف کو نشانہ بناتا ہے ۔

کھل نہیں سکتی شکایت کے لیے لیکن زباں
ہے خزاں کا رنگ بھی وجہِ قیامِ گلستاں

مطلب: لیکن اس کے خلاف شکایت بھی تو لبوں پر نہیں آسکتی کہ خزاں کے بغیر گلشن کی قدر و قیمت کا اندازہ ممکن نہیں ۔

ایک ہی قانونِ عالم گیر کے ہیں سب اثر
بوئے گل کا باغ سے، گل چیں کا دنیا سے سفر

معانی: قانونِ عالمگیر: پوری دنیا میں راءج دستور ۔ گل چیں : پھول توڑنے والا ۔ دنیا سے سفر: مراد دنیا سے اٹھ، مر جانا ۔

مطلب: قدرت کا یہ قانون یکسانیت کا حامل ہے کہ پھول کی خوشبو کا اڑنا اور پھول توڑنے والے کی موت کا انداز قریب قریب ایک جیسا ہی ہے ۔

ابر

اٹھی پھر آج وہ پورب سے کالی کالی گھٹا
سیاہ پوش ہوا پھر پہاڑ سربن کا

معانی: ابر: بادل ۔ پورب: مشرق ۔ گھٹا: بدلی ۔ سیاہ پوش: کالے لباس والا ۔ سربن: سربن: ایبٹ آباد کے مشرق میں پہاڑی چوٹی کا نام ۔
مطلب: مشرق کی سمت سے سیاہ بادلوں کی یلغار ہو رہی ہے اس کے سبب سربن پہاڑیوں نظر آتا ہے جیسے کسی دیو نے کالا لباس پہن رکھا ہو ۔

نہاں ہوا جو رُخِ مہر زیرِ دامنِ ابر
ہوائے سرد بھی آئی سوارِ توسنِ ابر

معانی: نہاں ہونا: چھپنا ۔ رُخِ مہر: سورج کا چہرہ ۔ دامن ابر: بادل کا پلو ۔ توسن: گھوڑا ۔
مطلب: بادلوں کے سبب سورج چھپ گیا ہے اور سرد ہوا کے جھونکے بھی انہی کے ساتھ برآمد ہوئے ہیں ۔

گرج کا شور نہیں ہے، خموش ہے یہ گھٹا
عجیب میکدہَ بے خروش ہے یہ گھٹا

معانی: گرج: بادل کی کڑک ۔ بے خروش: شور سے خالی ۔
مطلب: لیکن ان بادلوں میں کوئی گھن گرج نہیں بلکہ خامشی طاری ہے یہ منظر تو ایک ایسے شراب خانے کا ہے جہاں خلاف معمول ہر جانب سناٹا ہو ۔

چمن میں حکمِ نشاطِ مدام لائی ہے
قبائے گل میں گہر ٹانکنے کو آئی ہے

معانی: نشاطِ مدام: ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی ۔
مطلب: یہ بادل اگر برسے تو باغ کو سرسبز اور شاداب کر جائیں گے اور نئے نئے پھول کھل سکیں گے ۔

جو پھول مہر کی گرمی سے سو چلے تھے، اٹھے
زمیں کی گود میں جو پڑ کے سو رہے تھے اٹھے

معانی: سو چلے تھے: مرجھانے کے قریب تھے ۔ اٹھے: تازہ ہو گئے ۔
مطلب: جو پھول سورج کی حدت سے مرجھانے لگے تھے وہ ان بادلوں کی سرد ہواؤں کے باعث از سر نو تروتازہ نظر آنے لگے ہیں ۔

ہوا کے زور سے اُبھرا، بڑھا، اُڑا بادل
اٹھی وہ اور گھٹا ، لو! برس پڑا بادل

مطلب: تیز ہوا کے سبب بادل اڑنے لگے اور آخر کار ان سے موسلا دھار بارش ہونے لگی ۔

عجیب خیمہ ہے کہسار کے نہالوں کا
یہیں قیام ہو وادی میں پھرنے والوں کا

مطلب: جس طرح پہاڑوں کے دامن میں اشجار اور پودے اپنا مسکن بنائے ہوئے ہیں جی چاہتا ہے کہ ایسے خواب آور موسم میں ان سیاحوں کا بھی مستقل بسیرا ہو جائے جو یہاں سیر و تفریح کے لیے آئے ہوئے ہیں ۔

ایک پرندہ اور جگنو

سرِ شام ایک مرغِ نغمہ پیرا
کسی ٹہنی پہ بیٹھا گا رہا تھا

سرِ شام: شام کے وقت ۔ نغمہ پیرا: مراد چہچہانے والا ۔
مطلب: ایک پرندہ شام کے وقت کسی درخت پر بیٹھا ہوا چہچہا رہا تھا ۔

چمکتی چیز اک دیکھی زمیں پر
اُڑا طائر اسے جگنو سمجھ کر

مطلب: کہ اس کی نظر زمین کی طرف گئی جہاں اس نے کسی چمکتی ہوئی چیز کو دیکھا ۔ پرندے کو یقین تھا کہ یہ چمک جگنو کی ہی ہو سکتی ہے چنانچہ درخت سے اڑ کر وہ اس مقام کی جانب آیا کہ جگنو کو ہڑپ کر جائے ۔

کہا جگنو نے او مرغِ نوا ریز
نہ کر بے کس پہ منقارِ ہوس تیز

معانی: مرغِ نوا ریز: چہچہانے والا پرندہ ۔ بیکس: جس کا کوئی نہ ہو ۔ منقارِ ہوس: لالچ کی چونچ ۔ تیز کرنا: مراد چونچ مارنا ۔
مطلب: اس لمحے جگنو نے پرندے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ تو بے شک ایسا پرندہ ہے جو اپنے نغموں سے چمن میں بہار کا سا سماں پیدا کرتا ہے لیکن کسی کمزور اور ناتواں جگنو پر یوں جھپٹنا تیرا شعار نہیں ہونا چاہیے ۔

تجھے جس نے چمک، گل کو مہک دی
اسی اللہ نے مجھ کو چمک دی

معانی: چمک: چہچہانے کی حالت ۔
مطلب: اے پرندے! میری بات غور سے سن کہ جس خدا نے تجھے چہکنا سکھایا اور پھولوں کو مہک دی اسی خدا نے مجھے بھی روشنی عطا کی ہے ۔

لباسِ نور میں مستور ہوں میں
پتنگوں کے جہاں کا طور ہوں میں

معانی: پتنگوں: پتنگا کی جمع، شمع پر جلنے والے کیڑے ۔ طور: وہ پہاڑ جہاں حضرت موسیٰ کو خدا کا جلوہ نظر آیا تھا ۔
مطلب: میرا لباس تو نور ہی نور ہے یعنی قدرت خداوندی سے میرا جسم سرتا پا روشنی سے مزین ہے ۔ اور عملاً دنیا میں جو کیڑے مکوڑے ہیں ان میں میں کوہ طور کی حیثیت کا حامل ہوں ۔

چہک تیری بہشتِ گوش اگر ہے
چمک میری بھی فردوسِ نظر ہے

معانی: تیری چہک اور نغمے اگر دل موہ لینے والے ہیں تو میری چمک بھی نگاہوں کو بھلی لگتی ہے ۔

پروں کو میرے قدرت نے ضیا دی
تجھے اس نے صدائے دلربا دی

معانی: ضیا: روشنی ۔ صدائے دلربا: دل کو لبھانے والی آواز ۔

مطلب: قدرت نے میرے پروں میں روشنی کے دیے جلا دیئے ہیں اسی طرح تجھے بھی اس مالک دوجہاں نے دل آویز نغمگی عطا کی ہے ۔

تری منقار کو گانا سکھایا
مجھے گلزار کی مشعل بنایا

معانی: گلزار: باغ، چمن ۔ مشعل: چراغ دان ۔

مطلب: چنانچہ اگر تجھے گانا سکھایا ہے تو اس حقیقت کو بھی جان لے کہ میرا وجود اس گلزار میں ایک مشعل کی مانند ہے ۔

چمک بخشی مجھے، آواز تجھ کو
دیا ہے سوز مجھ کو، ساز تجھ کو

مطلب: اے پرندے! اس رب ذوالجلال نے اگر مجھے روشنی بخشی ہے تو تجھے بے شک خوش الحانی عطا کی ہے ۔ بالفاظ دگر مجھے غم میں جلنا مقدر کیا ہے اور تجھے نغمگی سے نوازا ہے ۔

مخالف ساز کا ہوتا نہیں سوز
جہاں میں ساز کا ہے ہم نشیں سوز

مطلب: اس حقیقت کو بھی جان لے کہ اگر میں سوز ہوں اور تیری حیثیت ساز کے مانند ہے تو سوز اور ساز دونوں ایک دوسرے کے مخالف نہیں ہوتے کہ یہ دونوں عناصر تو اس کائنات میں ازل سے ہم آہنگ رہے ہیں ۔

قیامِ بزمِ ہستی ہے انھی سے
ظہورِ اوج و پستی ہے انھی سے

معانی: بزمِ ہستی: مراد کائنات ۔ اوج: بلندی ۔
مطلب: اے پرندے! یہ نکتہ بھی ذہن نشین کر لے کہ سوز اور ساز یعنی درد اور نغمگی دونوں ہی ایسے عناصر ہیں جن سے زندگی کا وجود قائم و دائم ہے ۔ اور انھی سے انسان کے مراتب میں عروج و زوال کا اندازہ ہوتا ہے ۔

ہم آہنگی سے ہے محفل جہاں کی
اسی سے ہے بہار اس بوستاں کی

معانی: ہم آہنگی: ہم خیال ہونے کی کیفیت ۔ بوستاں: باغ، چمن ۔
مطلب: لہذا اس حقیقت کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ باہمی اتحاد و اتفاق کے طفیل ہی یہ دنیا قائم ہے اور انھی کے سبب یہاں رونق رہتی ہے ۔ سو تجھے اگر اپنی زندگی عزیز ہے تو مجھے بھی جینے دے اسی میں دونوں کا بھلا ہے ۔

کنارِ راوی

سکوتِ شام میں محوِ سرود ہے راوی
نہ پوچھ مجھ سے جو ہے کیفیت مرے دل کی

معانی: راوی :پنجاب کا مشہور دریا جو لاہور سے بھی گزرتا ہے ۔ محو سرود: گانے میں مشغول ۔
مطلب: اس نظم کا منظر نامہ دریائے راوی کا کنارہ ہے ۔ اس مقام پر کھڑے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ ہر جانب شام کا سکوت طاری ہے ۔ لیکن دریائے راوی کی موجوں کا شور نغمگی کا آئینہ دار ہے ۔ اس لمحے میرے دل کی جو کیفیت ہے اس کے بارے میں مجھ سے کچھ نہ پوچھو۔

پیامِ سجدہ کا یہ زیر و بم ہوا مجھ کو
جہاں تمام سوادِ حرم ہوا مجھ کو

معانی: سجدے کا پیام: مراد اللہ کے حضور جھکنے کا اشارہ ۔ زیر و بم: مراد لہروں کا ابھرنا گرنا ۔ جہاں کائنات ۔ سوادِ حرم: کعبہ کا نواح، مراد سجدوں کی جگہ ۔
مطلب: دریا کی موجوں کا زیر و بم میرے لیے تو سجدے کا پیغام بن گیا ہے ۔ میں تو اس عالم جذب میں ہوں کہ ساری دنیا مجھے خانہ کعبہ اور اس کے گرد وپیش سے ہم آہنگ نظر آتی ہے ۔

سرِ کنارہَ آبِ رواں کھڑا ہوں میں
خبر نہیں مجھے لیکن کہاں کھڑا ہوں میں

معانی: سرِ کنارہ: کنارے پر ۔

مطلب: یہ درست ہے کہ میں بہتے ہوئے اس دریا کے کنارے پر کھڑا ہوں تا ہم اپنے خیالات میں اس قدر مگن ہوں کہ یہ بھی نہیں جانتا کہاں کھڑا ہوں ۔

شرابِ سرخ سے رنگیں ہوا ہے دامنِ شام
لیے ہے پیرِ فلک دستِ رعشہ دار میں جام

معانی: پیرِ فلک: مراد پرانا آسمان ۔ دست رعشہ دار: کانپتا ہوا ہاتھ ۔

مطلب: ان لمحات میں شفق کی سرخی شراب کی مانند شام کے دامن کو رنگیں کر گئی ہے اور یوں محسوس ہوتا ہے جیسے قرن ہا قرن سے گردش میں رہنے والے بوڑھے آسمان کے رعشہ زدہ ہاتھ میں شراب کا یہ جام آگیا ہے ۔

عدم کو قافلہَ روز تیز گام چلا
شفق نہیں ہے، یہ سورج کے پھول ہیں گویا

معانی: عدم: فنا، نیستی ۔ روزِ تیز گام: تیز تیز قدم اٹھانے والا دن ۔ سورج کے پھول: مراد مردہ سورج کی ہڈیوں کی راکھ، ڈوبنے والا سورج ۔

مطلب: دن کا قافلہ عدم کی جانب تیز رفتاری کے ساتھ رواں دواں ہے ۔ مراد یہ ہے کہ آمد شام کے ساتھ دن ختم ہوتا جا رہا ہے ۔ اس لمحے یہ شفق پھولی ہوئی ہے اس کے لیے یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اس کی نوعیت تو سورج کے پھولوں کی طرح ہے یعنی سورج کا سفر ختم ہو گیا ہے ۔

کھڑے ہیں دور وہ عظمت فزائے تنہائی
منارِ خواب گہِ شہسوارِ چغتائی

معانی: عظمتِ فزائے تنہائی: اکیلے پن کی بڑائی میں اضافہ کرنے والے ۔ خواب گہِ شہسوارِ چغتائی: مراد مقبرہ جہانگیر بادشاہ ۔
مطلب: اس منظر نامے میں شہنشاہ جہانگیر کے مقبرے کے مینار اپنی عظمت و شان کے ساتھ اس کنج تنہائی میں ایستادہ ہیں ۔ یہی وہ مقبرہ ہے جہاں شہنشاہ جہانگیر ابدی نیند سویا ہوا ہے ۔

فسانۂ ستمِ انقلاب ہے یہ محل
کوئی زمانِ سلف کی کتاب ہے یہ محل

معانی: ستم: ظلم، سختی ۔ انقلاب: تبدیلیوں کی حالت ۔
مطلب: یہ مقبرہ دیکھا جائے تو انقلابات زمانہ اور ان کے ظلم و ستم کا مظہر ہے ۔ یہی نہیں بلکہ زمانہ ماضی کی تاریخ سے بھی تعبیر کیا جا سکتا ہے ۔

مقام کیا ہے ، سرودِ خموش ہے گویا
شجر، یہ انجمنِ بے خروش ہے گویا

معانی: سرودِ خموش: ایسا گیت جس میں آواز نہ ہو ۔ شجر: درخت ۔ انجمن بے خروش: ایسی محفل جس میں شور نہ ہو ۔
مطلب: یہ مقبرہ تو حقیقت میں ایک خاموش نغمے کی طرح ہے اور یہاں جو درخت موجود ہیں وہ ایسی محفل کی طرح ہیں جہاں کسی ہنگامے کا عمل دخل نہ ہو ۔

رواں ہے سینۂ دریا پہ اک سفینۂ تیز
ہوا ہے موج سے ملاح جس کا گرمِ ستیز

معانی: سینۂ دریا: مراد پانی کی سطح ۔ سفینہ: کشتی ۔ ملاح کشتی چلانے والا ۔ گرمِ ستیز: لڑنے، مقابلہ کرنے میں مصروف ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ سامنے دریا میں ایک تیزرو کشتی رواں دواں نظر آ رہی ے جس کا ملاح لہروں اور تند و تیز موجوں سے بچاتا اسے منزل مقصود کی جانب لیے جا رہا ہے ۔

سبک روی میں ہے مثلِ نگاہ یہ کشتی
نکل کے حلقۂ حدِ نظر سے دور گئی

معانی: سبک روی: تیز چلنا ۔ مثلِ نگاہ: نگاہ کی طرح ۔ حلقہ: دائرہ ۔ حدِ نظر: نظر کی اخیر ۔
مطلب: انسانی نگاہ کی رفتار جس قدر تیز ہے اسی رفتار سے آگے بڑھتی ہوئی کشتی بالآخر نگاہوں سے اوجھل ہو جاتی ہے ۔

جہازِ زندگیِ آدمی رواں ہے یونہی
ابد کے بحر میں پیدا یونہی، نہاں ہے یونہی

معانی: جہازِ زندگیِ آدمی: مراد انسانی زندگی ۔ ابد: ہمیشگی ۔
مطلب: دریائے راوی کے کنارے اور اس کے گرد و پیش کا مشاہدہ کرتے ہوئے اقبال اسے انسانی وجود سے یوں مربوط کرتے ہیں کہ جس طرح یہ کشتی دریائے راوی میں تیز رفتاری کے ساتھ رواں دواں ہے بالکل یہی کیفیت انسان کی ہے ۔

شکست سے یہ کبھی آشنا نہیں ہوتا
نظر سے چھپتا ہے لیکن فنا نہیں ہوتا

معانی: شکست: ٹوٹنے کا عمل ۔

مطلب: بے شک یہ ایک بڑے تخلیق کار کا کمال ہی ہو سکتا ہے کہ وہ اپنے مشاہدات اور تجربات کے بطن سے بعض ایسی مطلق حقیقتیں برآمد کرتا ہے جن تک کسی دوسرے کی رسائی بلاشک و شبہ نہیں ہوتی چنانچہ یہی امر اقبال کی عظمت اور بڑائی کا بین ثبوت ہے ۔

محبت

عروسِ شب کی زلفیں تھیں ابھی نا آشنا خم سے
ستارے آسماں کے بے خبر تھے لذتِ رم سے

معانی: عروس شب: رات کی دلہن ۔ زلفیں : جمع زلف، بالوں کا لچھا ۔ خم: مڑے ہونا ۔ لذتِ رَم: مراط طلوع ہوکر غائب ، غروب ہونے کا مزہ ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال فرماتے ہیں کہ جب خالق ہر دو جہاں نے کائنات کو تخلیق کیا تو اس کے ابتدائی لمحات میں جملہ موجودات کی کیفیات اور صورت حال یہ تھی کہ شب کی دلہن کی زلفیں پیچ و خم سے محروم تھیں ۔ آسمان پر ستاروں کی گردش اور ان کی منزل کی طرف گامزن ہونے کا آغاز بھی نہیں ہوا تھا ۔

قمر اپنے لباسِ نو میں بیگانہ سا لگتا تھا
نہ تھا واقف ابھی گردش کے آئینِ مسلم سے

معانی: قمر: چاند ۔ لباسِ نو: نیا لباس ۔ بیگانہ سا لگنا: غیر غیر سا معلوم ہونا ۔ گردش: چکر کاٹنے کا عمل ۔
مطلب: چاند کو فطرت نے جو نیا لبادہ فراہم کیا تھا اس میں وہ اجنبی سا محسوس ہوتا تھا ۔ وہ بھی ہمہ وقت گردش کے طے شدہ اصولوں سے آگاہی نہ رکھتا تھا ۔

ابھی امکاں کے ظلمت خانے سے ابھری ہی تھی دنیا
مذاقِ زندگی پوشیدہ تھا پہنائے عالم سے

معانی: ظلمت خانہ: تاریک جگہ ۔ ابھرنا: اوپر کو اٹھنا ۔ مذاقِ زندگی: زندگی گزارنے کا ذوق ۔ پہنائے عالم: کائنات کا پھیلاؤ ۔

مطلب: اس عالمِ رنگ وبو کا نیا نیا آغاز ہوا تھا اور اس کے جملہ عناصر ان تقاضوں سے محروم تھے جن کا تعلق زندگی سے ہے ۔

کمالِ نظمِ ہستی کی ابھی تھی ابتدا گویا
ہویدا تھی نگینے کی تمنا چشمِ خاتم سے

معانی: کمالِ نظمِ ہستی: کائنات کی ترتیب کا مکمل ہونا ۔ ہویدا: ظاہر ۔ چشمِ خاتم: انگوٹھی کی آنکھ ۔

مطلب: یہ کائنات جواب پایہ تکمیل کو پہنچ کر ہماری نظروں کے سامنے ہے ابھی اس کی نئی نئی ابتدا ہوئی تھی ۔

سنا ہے عالمِ بالا میں کوئی کیمیا گر تھا
صفا تھی جس کی خاکِ پا میں بڑھ کر ساغرِ جم سے

معانی: عالم بالا: اوپر کی آسمانی دنیا ۔ کیمیا گر: تانبے کو سونا بنانے والا، مراد حضور اکرم کا نورِ مبارک جس کی روشنی سے ساری کائنات پیدا ہوئی ۔ صفا: پاکیزگی ۔ خاکِ پا: پاؤں کی گرد ۔ ساغرِ جم: ایران کے قدیم بادشاہ جمشید کا شراب کا پیالہ ۔

مطلب: سنا ہے کہ ان لمحات میں آسمان پر ایک ایسے کیمیا گر کا وجود پایا جاتا تھا ۔ اس کیمیا گر کو مٹی سے سونا بنانے پر قدرت حاصل تھی اور جس کے پاؤں کی دھول جمشید کے جام سے بھی زیادہ مصفا تھی ۔ فی الواقعہ یہ کیمیا گر سوائے آدم کے اور کوئی نہ تھا ۔

لکھا تھا عرش کے پائے پہ اک اکسیر کا نسخہ
چھپاتے تھے فرشتے جس کو چشمِ روحِ آدم سے

معانی: اکسیر: مراد لازمی اثر کرنے والی دوا ۔ نسخہ: کاغذ کا پرچہ جس پر حکیم دوائیں تجویز کرتا ہے ۔
مطلب: ان دنوں عرش معلیٰ کے کسی گوشے میں اکسیر کا ایک ایسا نسخہ آویزاں تھا جس کو فرشتے ہر لمحے اس انسان کی نظروں سے پوشیدہ رکھنے کی کوشش کرتے تھے ۔

نگاہیں تاک میں رہتی تھیں لیکن کیمیا گر کی
وہ اس نسخے کو بڑھ کر جانتا تھا اسمِ اعظم سے

معانی: تاک میں رہنا: گھات میں رہنا ۔ اسمِ اعظم: خدا تعالیٰ کے ناموں میں سے ایک بزرگ تر نام جس کے ورد سے دعا فوراً قبول ہوتی ہے ۔
مطلب: لیکن یہ کیمیا گر یعنی انسان ہر لمحے اس نسخے کی تاک میں رہتا تھا کہ کب فرشتوں کی آنکھ جھپکے اور وہ اس نسخے کو لے اڑے ۔ اس لیے کہ یہ انسان تو اس نسخے کو اسم اعظم سے بھی زیادہ اہم اور قیمتی تصور کرتا تھا ۔

بڑھا تسبیح خوانی کے بہانے عرش کی جانب
تمنائے دلی آخر بر آئی سعیِ پیہم سے

معانی: تسبیح خوانی: اللہ کے نام کا ورد کرنا ۔ تمنائے دلی بر آنا: دل کی خواہش پوری ہونا ۔ سعی پیہم: لگاتار کوشش ۔
مطلب: ایک روز بالاخر وہ ایک حمد باری تعالیٰ کے بہانے عرش کی جانب بڑھا اور بڑی چابکدستی کے ساتھ فرشتوں کی آنکھوں میں دھول جھونک کر یہ نسخہ حاصل کر لیا بالاخر اپنی سعی پیہم کے سبب اس کی دلی مراد بر آئی ۔

پھرایا فکرِ اجزا نے اسے میدانِ امکاں میں
چھپے گی کیا کوئی شے بارگاہِ حق کے محرم سے

معانی: میدانِ امکاں: مراد یہ کائنات ۔ بارگاہِ حق: خدا کا دربار ۔ محرم: واقف ۔
مطلب: نسخے کے حصول کے بعد انسان کو اس کے اجزاء کی فراہمی کے لیے سرگرداں ہونا تھا ۔ لیکن جو فرد بارگاہ خداوندی کا محرم ہو اس کی نگاہوں سے کوئی شے بھی چھپی نہیں رہ سکتی ۔

چمک تارے سے مانگی ، چاند سے داغِ جگر مانگا
اُڑائی تیرگی تھوڑی سی شب کی زلفِ برہم سے

معانی: داغِ جگر: مراد وہ داغ جو چاند میں ہوتا ہے ۔ تیرگی: سیاہی، تاریکی ۔ اڑانا: چرانا ۔ شب: رات ۔ زلفَ برہم: بکھرے ہوئے بال ۔
مطلب: چنانچہ اس نے اس نسخے کے اجزائے ترکیبی کی تلاش میں ساری دنیا کو کھنگھال ڈالا اور بالاخر اسے اس سرور دی کا صلہ کامیابی کی صورت میں حاصل ہو گیا ۔ چنانچہ اس نے ستاروں سے تھوڑی سی چمک حاصل کی ۔ چاند میں جو داغ ہے اس کا ایک جزو اور تھوڑی سی رات کی سیاہی بھی جمع کر لی ۔

تڑپ بجلی سے پائی، حور سے پاکیزگی پائی
حرارت لی نفس ہائے مسیحِ ابن مریم سے

معانی: پاکیزگی: پاک صاف ہونے کی حالت ۔ نفسہائے: جمع نفس، سانس، پھونکیں ۔ مسیح ابن مریم: حضرت مریم کے بیٹے حضرت عیسیٰ مسیح اللہ جو اپنے دم سے مردوں کو زندہ کرتے تھے ۔

مطلب: ان عناصر کی فراہمی کے بعد اس کیمیاگر یعنی انسان نے دیگر اجزاء کے لیے اپنی کوششیں تیز کر دیں اور بجلی کی تڑپ کا کچھ حصہ حاصل کرنے کے لیے جو حوروں کی پاکیزگی اور حضرت عیسیٰ کے انفاس کی حرارت بھی حاصل کر لی ۔

ذرا سی پھر ربوبیت سے شانِ بے نیازی لی
ملک سے عاجزی، افتادگی تقدیرِ شبنم سے

معانی: ربوبیت: پروردگاری ۔ شانِ بے نیازی: بے پروائی کا انداز ۔ ملک: فرشتہ ۔ عاجزی: خود کو کمتر سمجھنا ۔ افتادگی: گرنا ۔

مطلب: اس کے بعد بھی اس نے نسخے کی تکمیل کے لیے اپنی کوششیں جاری رکھیں بالآخر وہ خداوند عزوجل کی بے نیازی کے علاوہ فرشتوں کا عجز و انکسار اور شبنم کی خاکساری کے حصول میں بھی کامیاب ہو گیا ۔

پھر ان اجزا کو گھولا چشمۂ حیوان کے پانی میں
مرکب نے محبت نام پایا عرشِ اعظم سے

معانی: اجزا: جمع جزو، حصے، ٹکڑے ۔ چشمۂ حیواں: آبِ حیات کا چشمہ ۔ مرکب: کئی چیزیں اکٹھی ملائیں ہوئیں ۔ عرشِ اعظم: سب سے اوپر والا عرش ۔

مطلب: اس نایاب اور گراں قدر نسخے کی تکمیل کے لیے اس کے اجزائے ترکیبی کی فراہمی کوئی آسان کام نہ تھا لیکن انسان نے اپنی ہمت اور حکمت و دانش کے طفیل اس عقدۂ لاینحل کو حل کر کے ہی دم لیا ۔ اب معاملہ صرف اسی قدر رہ گیا تھا کہ اجزائے ترکیبی کے حصول کے بعد نسخے کی تکمیل کی جائے ۔ چنانچہ تمام اشیا کو یکجا کر کے اس نے آبِ حیات میں گھولا اور اس مرکب کا نام محبت رکھا ۔

مہوّس نے یہ پانی ہستی نوخیز پر چھڑکا
گرہ کھولی ہنر نے اس کے گویا کارِ عالم سے

معانی: مہوس: لالچی ۔ ہستی نوخیز: تازہ تازہ وجود میں آئی ہوئی زندگی ۔ گرہ کھولنا: مشکل حل کرنا ۔ ہنر: کاریگری ۔ کارِ عالم: دنیا کا کاروبار، معاملہ ۔
مطلب: نسخہ کی تکمیل کے بعد اس مرکب کو انسان نے ان لمحات میں موجود کائنات کی ہر شے پر چھڑکا اور یوں ساری زندگی حرکت میں آگئی ۔

ہوئی جنبش عیاں، ذروں نے لطفِ خواب کو چھوڑا
گلے ملنے لگے اٹھ اٹھ کے اپنے اپنے ہمدم سے

معانی: جنبش: ہلنا ۔ عیاں: ظاہر ۔ لطف خواب: نیند کا مزہ ۔ ہمدم: ساتھی ۔
مطلب: تمام خوابیدہ ذرات بیدار ہو گئے اور اٹھ اٹھ کر اپنے ہم نفسوں سے باہم گل ملنے لگے ۔

خرامِ ناز پایا آفتابوں نے ، ستاروں نے
چٹک غنچوں نے پائی، داغ پائے لالہ زاروں نے

معانی: خرام ناز: ادا سے چلنا ۔ آفتابوں: جمع آفتاب، سورج ۔ چٹک: کھلنا ۔ داغ: نشان ۔ لالہ زار: لالہ کے پھولوں کا باغ ۔
مطلب: اس مرکب کے چھینٹوں کا اثر یہ ہوا کہ آفتاب نے اپنی گردش کا آغاز کر دیا اور ستارے بھی منزل کی جانب

روانہ ہوگئے ۔ باغوں میں غنچے چٹک کر پھول بن گئے اور لالے کو اس کا داغ حاصل ہوگیا ۔ مراد یہ ہے کہ یہ محبت کا جذبہ ہی ہے جس کے طفیل کائنات کی ہر شے متحرک ہے اور اس میں زندگی کی لہر دوڑ رہی ہے ۔

حقیقتِ حسن

خدا سے حسن نے اک روز یہ سوال کیا
جہاں میں کیوں نہ مجھے تو نے لازوال کیا

معانی: لازوال: جسے فنا نہ ہو۔
مطلب: اقبال نے اس نظم میں حسن کی حقیقت اوراس کے اسرار پر سے پردہ اٹھایا ہے ۔ اس حقیقت سے آگہی بقول ان کے ہر زندہ شے کے لیے ایک المیے کی حیثیت رکھتی ہے ۔ فرماتے ہیں حسن نے ایک روز خدائے ذوالجلال سے استفسار کیا کہ ہر شے پر قدرت رکھنے کے باوجود تو نے مجھے لافانی کیوں نہیں بنایا۔

ملا جواب کہ تصویر خانہ ہے دنیا
شبِ درازِ عدم کا فسانہ ہے دنیا

معانی: تصویر خانہ: وہ گھر جس میں تصویریں ہوں، مختلف صورتوں کا مرقع ۔ شبِ درازِ عدم: نیستی کی لمبی رات ۔
مطلب: تو خدا نے جواب دیا کہ یہ دنیا ہی میں نے ناپائیدار بنائی ہے یہاں وہی شے خوبصورت اور حسین ہوگی جس کی زندگی مختصر ہو۔

ہوئی ہے رنگِ تغیر سے جب نمود اس کی
وہی حسین ہے، حقیقت زوال ہے جس کی

معانی: رنگِ تغیر: بدلتے رہنے کا انداز ۔ نمود: ظاہر ہونا ۔ حسین: خوبصورت ۔ حقیقت: اصلیت ۔ زوال: فنا، اتار ۔
مطلب: زندگی تو تغیر اور تبدیلیوں کا نام ہے سو ہر زوال پذیر شے حسن سے عبارت ہے ۔

کہیں قریب تھا، یہ گفتگو قمر نے سنی
فلک پہ عام ہوئی ، اخترِ سحر نے سنی

معانی: قمر: چاند ۔ فلک: آسمان ۔ عام ہونا: مراد پھیل جانا ۔ اختر سحر: صبح کا تارا ۔
مطلب: جس لمحے حسن اور خدا کے مابین یہ مکالمہ ہو رہا تھا تو چاند بھی کہیں قریب سے سب کچھ سن رہا تھا ۔ چنانچہ اس نے فوری طور پر یہ راز ہائے درون پردہ جو اس پر آشکار ہوئے تھے ستاروں تک پہنچائے ۔ جس کے سبب پورے آسمان پر یہ مکالمہ عام ہو گیا ۔

سحر نے تارے سے سن کر سنائی شبنم کو
فلک کی بات بتا دی زمیں کے محرم کو

معانی: شبنم: اوس ۔ محرم: واقف، رازدان ۔ آنسو بھر آنا: آنسو نکل آنا ۔
مطلب: صبح کے ستارے نے سحر کو، اور سحر نے ساری بات شبنم کو بتائی ۔ یوں جو آسمان کا راز تھا وہ زمین کے باسیوں پر بھی منکشف ہو گیا ۔

بھر آئے پھول کے آنسو پیامِ شبنم سے
کلی کا ننھا سا دل خون ہو گیا غم سے

معانی: آنسو بھر آنا: آنسو نکل آنا ۔ دل خون ہونا: سخت دکھ بھرا ہونا ۔

مطلب: چنانچہ جس لمحے شبنم نے پھولوں کو حقیقت حسن سے آگاہ کیا تو وہ آبدیدہ ہو گئے اور کلی کا ننھا سا دل بھی اس کو سن کر پارہ پارہ ہو گیا ۔

چمن سے روتا ہوا موسمِ بہار گیا
شباب سیر کو آیا تھا ، سوگوار گیا

معانی: شباب: جوانی ۔ سیر کو آنا: مراد تھوڑی دیر کے لیے کہیں آنا ۔ سوگوار: غم کا مارا ہوا ۔

مطلب: یہی نہیں بلکہ اس کو سن کو موسم بہار بھی روتا ہوا چمن سے رخصت ہو گیا اور شباب بھی غم زدگی کے عالم میں منزل فنا کی جانب گامزن ہو گیا ۔

پیام

عشق نے کر دیا تجھے ذوقِ تپش سے آشنا
بزم کو مثلِ شمعِ بزم حاصلِ سوز و ساز دے

معانی: ذوقِ تپش: تڑپ، بیقراری کا شوق ۔ آشنا: واقف ۔ مثل: مانند، طرح ۔ حاصل سوز و ساز: عشق حقیقی میں پیدا ہونے والے جذبے ۔

مطلب: اقبال اس نظم کا آغاز اس طرح کرتے ہیں کہ اے ہم نشیں ! عشق نے تجھے سوز سے نوازا ہے لیکن تیری انفرادیت یہ ہونی چاہیے شمع محفل کی طرح اپنے عہد کو روشنی عطا کر ۔ مراد یہ کہ سوز عشق میں خود مبتلا ہونا کافی نہیں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے کہ اس کیفیت سے دوسرے بھی استفادہ کر سکیں ۔

شانِ کرم پہ ہے مدار عشقِ گرہ کشائے کا
دیر و حرم کی قید کیا، جس کو وہ بے نیاز دے

معانی: شانِ کرم: مہربانی، بخشش کا انداز ۔ مدار: انحصار ۔ عشق گرہ کشائے: مشکلیں حل کرنے والا عشق ۔ دیر و حرم: مراد مختلف مذاہب ۔ قید: پابندی ۔ وہ بے نیاز: مراد خدا تعالیٰ ۔

مطلب: عشق کو اگر مشکلات کا حل تصور کر لیا جائے تو یہ بھی تسلیم کرنا پڑے گا کہ یہ دولت رحمت خداوندی کی دین ہے ۔ اس ضمن میں دیر و حرم کی پابندی نہیں بلکہ اسے تو وہی بے نیاز عطا کرتا ہے ۔

صورتِ شمعِ نور کی ملتی نہیں قبا اسے
جس کو خدا نہ دہر میں گریۂ جاں گداز دے

معانی: شمع: موم بتی کی طرح ۔ قبا: آگے سے کھلا ہوا لمبا کوٹ ۔ دہر: زمانہ ۔ گریۂ جاں گداز: روح کو پگھلانے ،بیحد متاثر کرنے والا رونا ۔

مطلب: شمع کو اگر شعلے کی صورت میں نور کا لباس ملا ہے تو اس کی وجہ شمع کا جلنا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ کوئی بھی بلند مرتبہ تکلیف اٹھائے بغیر حاصل نہیں ہوتا ۔

تارے میں وہ ، قمر میں وہ، جلوہ گہِ سحر میں وہ

چشمِ نظارہ میں نہ تو سرمۂ امتیاز دے

معانی: جلوہ گہِ سحر: صبح کی تجلی کی جگہ، مراد صبح ۔ چشمِ نظارہ: دیکھنے والی آنکھ ۔ سرمۂ امتیاز: دو یا زیادہ چیزوں میں فرق کرنے والا سرمہ ۔

مطلب: ستارے، چاند اور طلوع سحر میں رب ذوالجلال کا جلوہ موجود ہے اس کے لیے کسی امتیاز کی ضرورت نہیں ۔ دیکھنے والے کو اپنے رویے میں توازن پیدا کرنا چاہیے ۔

عشق بلند بال ہے رسم و رہِ نیاز سے

حسن ہے مستِ ناز اگر تو بھی جوابِ ناز دے

معانی: بلند بال ہونا: مراد بہت دور، بلند ہونا ۔ رسم و رہِ نیاز: عاجزی کے طور طریقے ۔ مست ناز: اپنی اداؤں میں مگن ۔ جواب ناز دینا: مراد حسن والا ناز ہی اختیار کرنا ۔

مطلب: عشق انسان کو عاجزی اور انکساری نہیں سکھاتا چنانچہ اگر حسن ناز و انداز، فخر و غرور کا حامل ہے تو اس کا جواب بھی اسی کے انداز میں دے ۔

پیرِ مغاں فرنگ کی مے کا نشاط ہے اثر
اس میں وہ کیفِ غم نہیں، مجھ کو تو خانہ ساز دے

معانی: پیرِ مغاں: آتش پرستوں کا پیشوا، شراب بیچنے والا ۔ مے: شراب، مراد زندگی گزارنے کے طریقے ۔ نشاط: خوشی، مسرت ۔ کیفِ غم: غم کا خمار ۔ خانہ ساز: مراد دیسی شراب یعنی اپنے یہاں کی اسلامی معاشرت اور علوم ۔
مطلب: اے ساقی! یہ تسلیم کہ انگریزی تہذیب مظاہر مسرت و انبساط عطا کرتی ہے لیکن یہ امر ضروری ہے کہ اب اپنی قومی تہذیب سے آشنا کر ۔

تجھ کو خبر نہیں ہے کیا! بزمِ کہن بدل گئی
اب نہ خدا کے واسطے ان کو مۓ مجاز دے

معانی: بزم کہن: پرانی محفل ۔ مے مجاز: مراد دنیاوی شراب یعنی صرف دنیا ہی سے تعلق جسے ماسوا اللہ کہتے ہیں ۔
مطلب: اے ساقی تجھ کو شاید اس امر کا ادراک نہیں کہ قدیم تہذیب بڑی حد تک تبدیل ہو چکی ہے لہذا ہمیں ظاہری باتوں کی بجائے جملہ حقائق سے پوری طرح آشنا کر دے ۔

سوامی رام تیرتھ

ہم بغل دریا سے ہے اے قطرہَ بے تاب تو
پہلے گوہر تھا ، بنا اب گوہرِ نایاب تو

معانی: سوامی رام تیرتھ: تیرتھ رام سوامی جو محبت سے خدا ملنے کا نظریہ رکھتے تھے (1873-1906) گوجرانوالہ کے ایک گاؤں سے تعلق تھا ۔ دریائے گنگا میں ڈوب کر فوت ہوئے ۔ ہم بغل: مراد ملا ہوا ۔ قطرہَ بیتاب: بے چین قطرہ ۔ گوہرِ نایاب: نہ ملنے والا اور عجیب موتی ۔

مطلب: سوامی رام تیرتھ، جن کا اصل نام تیرتھ رام تھا علامہ اقبال کے سیالکوٹی احباب میں سے تھے ۔ حصول علم کے بعد وہ مشن ہائی سکول سیالکوٹ میں پڑھاتے رہے کچھ عرصے کے بعد مشن کالج لاہور میں آ گئے ۔ چند سال بعد وہ ویدانت سے اس قدر متاثر ہوئے کہ ملازمت ترک کر دی ۔ اس کے بعد ہفتوں دریائے راوی کے کنارے ریاضت الہٰی میں مصروف رہتے ۔ بعد وہ دریائے گنگا میں ڈوب کر راہی ملک عدم ہوئے ۔ اقبال کو ان کی موت کی خبر ملی تو زیر تشریح اشعار کہے ملاحظہ ہوں ۔ اے میرے ہمدم و مونس ! تو موت کے لیے کس قدر مضطرب تھا کہ دریا میں ڈوب کر جان دے دی ۔ زندگی میں تو بے شک تو ایک موتی کی مانند تھا جب کہ موت کے بعد تو گوہر نایاب کی صورت اختیار کر گیا یعنی خالق حقیقی سے جا ملا ۔

آہ! کھولا کس ادا سے تو نے رازِ رنگ و بو
میں ابھی تک ہوں اسیرِ امتیازِ رنگ و بو

معانی: رنگ وبو: یعنی کائنات ۔ اسیرِ امتیاز: فرق کرنے کا قیدی ۔
مطلب: اپنے پردۂ وجود کو ختم کر کے تو نے اس کائنات کی حقیقت کو آشکار کر دیا جب کہ میں ابھی تک اس میں اسیر رنگ وبو ہوں ۔

مٹ کے غوغا زندگی کا شورشِ محشر بنا
یہ شرارہ بجھ کے آتشِ خانۂ آزر بنا

معانی: غوغا: شور، ہنگامہ ۔ شورشِ محشر: قیامت کا ہنگامہ ۔ شرارہ: چنگاری ۔ آتش خانہ: آتش پرستوں کا عبادت خانہ جہاں ہر وقت آگ جلتی رہتی ہے ۔ آزر: حضرت ابراہیم کے دور کا مشہور بت تراش ۔
مطلب: اے یار ہمنشیں! تیری زندگی کا شور و غوغا اختتام پذیر ہوا تو عملاً قیامت کا ہنگامہ برپا ہوگیا ۔ بالفاظ دگر تیری زندگی کی چنگاری سے آزر کا آتشکدہ روشن ہوگیا ۔ مراد یہ کہ اس طرح وفات پانے سے تیری اہمیت میں بے حساب اضافہ ہو گیا ۔

نفیِ ہستی اک کرشمہ ہے دلِ آگاہ کا
لا کے دریا میں نہاں موتی ہے الا للہ کا

معانی: نفیِ ہستی: اپنی ہستی کو محبوب کی ذات میں فنا کرنا ۔ دلِ آگاہ: باخبر دل ۔ لا: مراد کوئی معبود نہیں ۔ الا للہ: خدا کے سوا ۔
مطلب: جو شخص معرفت حق سے آگاہ ہو جاتا ہے اسے یہ باور کرنے میں تاخیر نہیں ہوتی کہ نفی کے بعد ہی اثبات کا مرحلہ آتا ہے ۔ اپنے وجود کو مٹانے سے ہی رب ذوالجلال کی معرفت نصیب ہوتی ہے ۔

چشمِ نابینا سے مخفی معنیِ انجام ہے
تھم گئی جس دم تڑپ، سیماب سیمِ خام ہے

معانی: چشمِ نابینا: اندھی آنکھ ۔ مخفی: چھپا ہوا ۔ معنی انجام: خاتمہ، اخیر کا مطلب ۔ سیماب: پارا ۔ سیم خام: کچی چاندی ۔
مطلب: نابینا آنکھ کس طرح سے حقائق کے نتاءج کا اندازہ کر سکتی ہے ۔ اس کی مثال پارے کی مانند ہے کہ اس میں متحرک اور اضطراب ختم ہو جائے تو پارے کی بجائے محض کچی چاندی رہ جاتی ہے ۔

توڑ دیتا ہے بتِ ہستی کو ابراہیمِ عشق
ہوش کا دارو ہے گویا مستیِ تسنیمِ عشق

معانی: بت ہستی: وجود کا بت ۔ ابراہیمِ عشق: عشق کو حضرت ابراہیم سے تشبیہ دی ہے جنھوں نے بت خانہ میں رکھے ہوئے بت توڑ ڈالے تھے ۔ ہوش: حواس بجا ہونا ۔ دارو: دوا ۔ تسنیم: جنت کی ایک ندی ۔
مطلب: چنانچہ ماننا پڑے گا کہ یہ جذبہ عشق ہی ہے جو ہوش و خرد کے طلسم کو ختم کر کے انسان کو حقیقت سے آگاہ کرتا ہے ۔

طلبہَ علی گڑھ کالج کے نام

اوروں کا ہے پیام اور، میرا پیام اور ہے
عشق کے دردمند کا طرزِ کلام اور ہے

معانی: طلبہ: جمع طالب، مراد طالب علم ۔ علی گڑھ کالج: برصغر کا مشہور کالج جو اب علی گڑھ یونیورسٹی ہے ۔ اوروں : جمع اور، دوسروں ۔ عشق کا درد مند: مراد عشق کے جذبے سے سرشار ۔ طرزِ کلام: بات کرنے کا طریقہ ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال مسلم یونیورسٹی علی گڑھ کے طلباء کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں دوسرے شاعر، ادیب اور سیاسی رہنما تمہیں جو نصیحتیں کرتے رہے ہیں امر واقعہ یہ ہے کہ میرا پیغام ان سے قطعی مختلف ہے ۔ اس لیے کہ میرے دل میں عشق حقیقی کا پیدا کردہ درد موجزن ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ میرا انداز بیان بھی دوسروں سے مختلف ہے ۔

طائر زیرِ دام کے نالے تو سن چکے ہو تم
یہ بھی سنو کہ نالہَ طائر بام اور ہے

معانی: طائر زیر دام: جال میں پھنسا ہوا پرندہ، عشق کے جذبوں سے خالی ۔ طائر بام: چھت پر بیٹھا ہوا پرندہ مراد مومن ۔
مطلب: قبل ازیں تم لوگ دراصل ایسے لوگوں کی باتیں سنتے رہے تھے جو ذہنی طور پر بھی انگریز کے غلام تھے ۔ جب کہ میں تو ذہنی اور سیاسی بنیاد پر خود کو ہر طرح سے آزاد و خود مختار تصور کرتا ہوں چنانچہ تم سے جو کہنا ہے وہ ایک آزاد شاعر کے طور پر کہنا ہے ۔

آتی تھی کوہ سے صدا رازِ حیات ہے سکوں
کہتا تھا مورِ ناتواں لطفِ خرام اور ہے

معانی: کوہ: پہاڑ ۔ رازِ حیات: زندگی کی حقیقت ۔ سکوں: ٹھہراوَ۔ مورِ ناتواں: کمزور چیونٹی ۔ لطف خرام: چلنے یعنی حرکت میں رہنے کا مزہ ۔

مطلب: پہاڑ تو اپنی جگہ پر قائم و منجمد رہتا ہے اور وہ اسی کیفیت میں سکون اور اطمینان محسوس کرتا ہے اس کے برعکس ایک ننھی سی کمزور چیونٹی کا رویہ پہاڑ سے بالکل مختلف ہے ۔ وہ ہر لمحے حرکت میں رہتی ہے اس کے نزدیک حرکت ہی سکون قلب کا سبب بن سکتی ہے ۔

جذبِ حرم سے ہے فروغ انجمنِ حجاز کا
اس کا مقام اور ہے ، اس کا نظام اور ہے

معانی: جذب حرم: کعبہ کی کشش، مرکز سے وابستگی ۔ فروغ: روشنی، رونق ۔ انجمن حجاز: مراد ملت اسلامیہ ۔ مقام: مرتبہ، شان ۔ نظام: طور طریقے ۔

مطلب: اے عزیز طلباء! میری بات غور سے سنو کہ ملت مسلمہ کا تمام تر وقار و احترام کعبہ کی محبت اور عشق کے سبب ہے ۔ اسی جذبے کے سبب یہ امر واضح ہو سکے گا کہ دوسری قوموں اور مذاہب کے مقابلے میں ملت اسلامیہ کا نظام کس قدر مختلف اور منفرد ہے ۔ اقبال کہنا چاہتے ہیں کہ تمہارا تعلق چونکہ اسلام سے ہے اس لیے یہ امر ناگزیر ہے کہ اسی کی پیروی کی جائے ۔ اور دوسرے ادیان کے بارے میں واقفیت حاصل کرنے کے باوجود خود اپنی راہ پر گامزن رہا جائے ۔

موت ہے عیشِ جاوداں ، ذوقِ طلب اگر نہ ہو
گردشِ آدمی ہے اور ، گردشِ جام اور ہے

معانی: عیشِ جاوداں : ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ۔ ذوق طلب: مراد دنیاوی خواہشات رکھنا ۔ گردشِ آدمی: انسان کا چلنا پھرنا ۔

مطلب: یہ بھی جان لو کہ انسان کو مستقلاً عیش و آرام کی زندگی میسر ہو اور آگے بڑھنے اور ترقی کرنے کی آرزو نہ ہو تو ایسی جامد و ساکت زندگی موت سے بھی بدتر ہے ۔ شراب کے پیالے کی گردش اور انسان کی گردش میں بنیادی فرق یہ ہے کہ جام شراب کی گردش محض چند ہاتھوں تک محدود ہوتی ہے جب کہ انسان اسی نوع کی جدوجہد سے زندگی میں بہت کچھ حاصل کر لیتا ہے ۔

شمعِ سحر یہ کہہ گئی سوز ہے زندگی کا ساز
غمکدہَ نمود میں شرطِ دوام اور ہے

معانی: سوز: مراد عشق کی تپش ۔ زندگی کا ساز: زندگی کی کامیابی کا سامان ۔ غمکدہَ نمود: مراد دنیا جو دکھوں کا گھر ہے ۔ شرطِ دوام: ہمیشہ زندہ رہنے کی پابندی ۔
مطلب: شمع جو شب بھر جلتی رہی صبحدم بجھتے بجھتے زبان حال سے یہ پیغام دے گئی کہ زندگی کا ارتقاء اس حقیقت میں ہے کہ انسان تمام عمر جدوجہد کرے خواہ اس کے لیے کتنے ہی دکھ اٹھانے پڑیں ۔

بادہ ہے نیم رس ابھی ، شوق ہے نارسا ابھی
رہنے دو خُم کے سر پہ تم خشتِ کلیسا ابھی

معانی: بادہ ہے نیم رس: آدھی پکی شراب ۔ نارسا: نہ پہنچ سکنے والا ۔ خم: شراب کا پیالہ ۔ خشتِ کلیسا: چرچ کی اینٹ ۔

مطلب: سر سید احمد خاں کے نظریات سے اتفاق کرتے ہوئے اقبال طلبہ سے کہتے ہیں کہ ابھی تمہیں اپنا مقصد حیات حاصل کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کرنی چاہیے اور اس وقت تک انگریز سے متصادم ہونے کی ضرورت نہیں جب تک کہ ہر اعتبار سے تمہاری صفوں میں استحکام پیدا نہ ہو جائے ۔

اخترِ صبح

ستارہ صبح کا روتا تھا اور یہ کہتا تھا
ملی نگاہ مگر فرصتِ نظر نہ ملی

معانی: اخترِ صبح: ایک خاص ستارہ جو صبح کے وقت طلوع اور بہت روشن ہوتا ہے ۔ فرصتِ نظر: دیکھنے کی مہلت ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال ستارہَ صبح سے مکالمہ کرتے ہیں ۔ ستارہ صبح اپنی روداد بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ خالق کائنات نے بے شک مجھے زندگی اور چمکنے کی صلاحیت تو عطا کی لیکن زندگی کے ان لمحات کو اس قدر محدود کر دیا کہ مناظر فطرت کا پوری طرح جائزہ لے سکوں ۔

ہوئی ہے زندہ دمِ آفتاب سے ہر شے
اماں مجھ کو تہِ دامنِ سحر نہ ملی

معانی: آفتاب: سورج کا وجود ۔ تہِ دامنِ سحر: صبح کے پلو کے نیچے، مراد صبح کے وقت ۔ بساط: اوقات، حوصلہ ۔
مطلب: اس لیے کہ میری طلوع ہونے کے محض چند لمحات کے بعد سورج اپنی تیز کرنوں کے ساتھ برآمد ہوا جس کے نتیجے میں میرا وجود دھندلا کر رہ گیا ۔

بساط کیا ہے بھلا صبح کے ستارے کی
نفس حباب کا، تابندگی شرارے کی

معانی: بساط: اوقات، حوصلہ ۔ نفس: مراد وجود ۔ حباب: بلبلا ۔ تابندگی: چمک ۔
مطلب: ثابت ہوا کہ میری حیثیت بس اتنی ہی ہے جیسے کہ ہوا کسی پانی کے بلبلے میں مقید ہو یا ایک چنگاری جو لمحے بھر کے لیے چمکے اور پھر بجھ کر رہ جائے ۔

کہا یہ میں نے کہ اے زیورِ جبینِ سحر
غمِ فنا ہے تجھے ، گنبدِ فلک سے اُتر

معانی: جبینِ سحر: صبح کا ماتھا ۔ غمِ فنا: مٹنے کا دکھ ۔ گنبد فلک: مراد آسمان ۔
مطلب: اقبال ستارہَ صبح کی شکایت کے جواب میں اس سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں بے شک تو صبح کی پیشانی پر جھومر کے مانند ہے اور طلوع آفتاب کے سبب تجھے اپنے فنا ہونے کا غم بھی ہے ۔ سو میرا مشورہ ہے کہ آسمان سے نیچے اتر

ٹپک بلندیِ گردوں سے ہمرہِ شبنم
مرے ریاضِ سخن کی فضا ہے جاں پرور

معانی: بلندیِ گردوں : آسمان کی اونچائی ۔ ہمرہِ شبنم: اوس کے ساتھ ۔ ریاضِ سخن: شاعری کا باغ ۔ جان پرور: روح کو تازہ کرنے والا ۔
مطلب: قطرہَ شبنم کی طرح میرے باغ سخن میں ٹپک پڑ کہ یہاں کی فضا بڑی پر سکون اور زندگی آمیز ہے ۔ جان لے کہ میری شاعری روح میں بالیدگی پیدا کرنے کی موجب ہے ۔

میں باغباں ہوں، محبت بہار ہے اس کی
بنا مثالِ ابد پائیدار ہے اس کی

معانی: مثال ابد: ہمیشگی کی طرح ۔

مطلب: میں ایک باغبان کی مانند ہوں اور محبت کا جذبہ میری شاعری میں بہار کی حیثیت کا حامل ہے ۔ جان لے کہ میرے گلستان سخن کو زوال نہیں اس کے برعکس اس کا وجود ہمیشگی کا حامل ہے ۔

حسن و عشق

جس طرح ڈوبتی ہے کشتیِ سیمینِ قمر
نورِ خورشید کے طوفان میں ہنگامِ سحر

معانی: کشتیِ سیمینِ قمر: چاند کی چاندی ایسی سفید کشتی ۔ نورِ خورشید: سورج کی روشنی ۔ طوفان: مراد تیزی ۔
مطلب: اس نظم کے مفہوم تک رسائی کے لیے اس حقیقت کا ادراک لازم ہے کہ اقبال اپنے جذبہ عشق کے حوالے سے ان اشعار میں اپنے محبوب سے مکالمہ کرتے ہوئے حسن و عشق کی نفسیات کو واضح کرتے ہیں ۔ فرماتے ہیں اے میرے محبوب! جس طرح طلوع سحر کے ہنگام سورج کی تیز روشنی میں چاند کی نسبتاً مدھم روشنی مدغم ہو کر رہ جاتی ہے

جیسے ہو جاتا ہے گم نور کا لے کر آنچل
چاندنی رات میں مہتاب کا ہم رنگ کنول

مطلب: یا جیسے چاندنی رات میں کنول کا پھول اس کے ہم رنگ ہونے کے باعث نظروں سے اوجھل ہو جاتا ہے ۔

جلوہَ طور میں جیسے یدِ بیضائے کلیم
موجہَ نکہتِ گلزار میں غنچے کی شمیم
ہے ترے سیلِ محبت میں یونہی دل میرا

جلوہ طور: طور پر اللہ تعالیٰ کی تجلی جو حضرت موسیٰ نے دیکھی ۔ یدِ بیضا: سفید ہاتھ ۔ موجہ : لہر ۔ نکہت گلزار: باغ کی خوشبو ۔ شمیم : خوشبو، مہک ۔

مطلب: یا جس طرح کوہ طور پر نور خداوندی کی ضو سے حضرت موسیٰ کا سفیدی مائل ہاتھ ایک طرح سے ناپید ہو جاتا ہے ۔ یا پھر جیسے طلوع کے وقت گلستان میں پھولوں کی اجتماعی خوشبو ایک چھوٹے سے پھول کی انفرادی خوشبو کو اپنے دامن میں لپیٹ لیتی ہے ۔ بالکل اسی طرح تیری محبت اور عشق میں میرے دل کا عالم ہے مراد یہ کہ میں اپنے وجود کو تیرے وجود میں ضم کر چکا ہوں ۔

تو جو محفل ہے، تو ہنگامہَ محفل ہوں میں
حسن کی برق ہے تو عشق کا حاصل ہوں میں

معانی: ہنگامہَ محفل: محفل کی رونق ۔ برق: بجلی ۔ حاصل: فصل، پیدوار

مطلب: اے میرے محبوب اگر تجھے ایک محفل تصور کر لیا جائے تو اس محفل کی رونق یقیناً میرے دم سے ہے ۔ اگر تجھے بجلی سمجھ لیا جائے تو میری ذات ایک بلب کی مانند ہے جو اس کی بجلی سے جلتا رہتا ہے ۔

تو سحر ہے تو مرے اشک ہیں شبنم تیری
شامِ غربت ہوں اگر میں تو شفق تو میری

معانی: اشک: آنسو ۔ غربت: پردیس ۔ شفق: آسمان پر صبح اور شام پھیلنے والی سرخی ۔

مطلب: اگر تجھے صبح کا وقت سمجھ لیا جائے تو میرے آنسو اس لمحے تیرے لیے شبنم کی مانند ہوں گے ۔ اس عالم غربت میں اگر میں شام کی حیثیت رکھتا ہوں تو تیرا وجود عملاً شفق کی طرح سے ہے ۔

میرے دل میں تری زلفوں کی پریشانی ہے

تیری تصویر سے پیدا مری حیرانی ہے

حسن کامل ہے ترا، عشق ہے کامل میرا

مطلب: تیری منتشر زلفوں کی طرح میرا دل بھی مضطرب و پریشان رہتا ہے اور جب تیری تصویر کو دیکھتا ہوں تو اس میں بھی مجھے اپنی ہی کیفیت نظر آتی ہے ۔ چنانچہ اگر تو اپنے حسن کو کامل سمجھتا ہے تو جان لے کہ میرا عشق بھی کامل ہے ۔

ہے مرے باغِ سخن کے لیے تو بادِ بہار

میرے بیتاب تخیل کو دیا تو نے قرار

معانی: باغِ سخن: شاعری کا باغ یعنی شاعری ۔ بادِ بہار: موسم بہار کی ہوا ۔ بیتاب: بے چین ۔ تخیل: خیال کی قوت ۔
مطلب: اے محبوب میری شاعری کے گلستان میں تیرا وجود موسم بہار کی ہوا کے مانند ہے ۔ میرے تخیل میں جو بے چینی اور اضطراب تھا تیرے سبب اس میں ٹھہراؤ اور توازن پیدا ہوا ۔

جب سے آباد ترا عشق ہوا سینے میں

نئے جوہر ہوئے پیدا مرے آئینے میں

معانی: جوہر: آئینے کی چمک دمک ۔
مطلب: جب سے تیرا عشق میرے دل میں جاں گزین ہوا ہے اس دم سے میرے فن میں بھی نئی تخلیقی صلاحیتیں رونما ہونے لگی ہیں ۔

حسن سے عشق کی فطرت کو ہے تحریکِ کمال

تجھ سے سرسبز ہوئے میری امیدوں کے نہال

قافلہ ہو گیا آسودۂ منزل میرا

معانی: آسودۂ منزل: اپنے ٹھکانے پر آرام سے پہنچ جانے والا ۔

مطلب: مجھے اس حقیقت کا ادراک بھی ہوا کہ حسن کے بغیر عشق کی تکمیل کا کوئی امکان نہیں ہوتا ۔ تیرے سبب ہی میری آرزوؤں اور امیدوں کو فروغ ملا ۔ چنانچہ تجھے پاتے ہی میرا قافلہ منزل تک رسائی میں کامیاب ہو گیا ۔

۔۔۔کی گود میں بلی دیکھ کر

تجھ کو دُزدیدہ نگاہی یہ سکھا دی کس نے
رمز آغازِ محبت کی بتا دی کس نے

معانی: دزدیدہ نگاہی: کنکھیوں سے دیکھنے کی کیفیت ۔ رمز: بھید ۔ آغاز: شروع ۔
مطلب: اس نظم کا مرکزی کردار اگرچہ بظاہر ایک بلی ہے لیکن اگر اس کے اشعار کو گہرائی میں جا کر اور نظم کے عنوان کو پیش نظر رکھ کر دیکھا جائے تو اقبال نے بالواسطہ طور پر یہاں اپنی محبوبہ کے لیے اپنے جذبات کا اظہار کیا ہے ۔ کہتے ہیں اے بلی یہ تو بتا تو جس طرح میری جانب کن اکھیوں سے دیکھ رہی ہے نظارے کے اس انداز کی تربیت تجھے کس نے دی ہے ۔

ہر ادا سے تری پیدا ہے محبت کیسی
نیلی آنکھوں سے ٹپکتی ہے ذکاوت کیسی

معانی: ذکاوت: ذہن کی تیزی، ذہانت ۔ ٹپکنا: مراد ظاہر ہونا ۔
مطلب: یوں بھی تیری ہر حرکت اور ادا سے محبت کا اظہار ہو رہا ہے ۔ تیری نیلی آنکھوں سے جس ذہانت کا اظہار ہو رہا ہے اس سے یہ اندازہ لگانے میں دشواری پیش نہیں آتی کہ تیرے دل میں کیا ہے ۔

دیکھتی ہے کبھی ان کو ، کبھی شرماتی ہے
کبھی اٹھتی ہے، کبھی لیٹ کے سو جاتی ہے

مطلب: کبھی تو اپنے مالکہ کی جانب دیکھتی ہے اور کبھی شرمیلی نظروں سے میری طرف دیکھتی ہے ۔ کسی لمحے گود میں اٹھ کر بیٹھ جاتی ہے اور کبھی یوں آنکھیں موند لیتی ہے جیسے محو خواب ہو ۔

آنکھ تیری صفتِ آئنہ حیران ہے کیا
نورِ آگاہی سے روشن تری پہچان ہے کیا

معانی: صفتِ آئنہ: آئینے کی طرح ۔ نورِ آگاہی: باخبری کی روشنی ۔

مطلب: اے پیاری بلی تیری آنکھیں تو آئینے کی طرح حیرت کا منظر پیش کر رہی ہیں یوں محسوس ہوتا ہے جیسے تو پس پردہ حقیقت سے پوری طرح سے آگاہی رکھتی ہے ۔

مارتی ہے انھیں پونہچوں سے عجب ناز ہے یہ
چڑ ہے ، یا غصہ ہے ، یا پیار کا انداز ہے یہ

مطلب: ناز و انداز کے اظہار کے تو نے یہ عجب طریقے سیکھے ہیں کہ کبھی اپنی مالکہ پر پنجے آزماتی ہے کبھی خاموشی اختیار کر لیتی ہے ۔ پتہ نہیں چلتا کہ یہ نفرت اور غصہ ہے یا محبت کا کوئی انداز ۔

شوخ تو ہوگی ، تو گودی سے اُتاریں گے تجھے
گر گیا پھول جو سینے کا تو ماریں گے تجھے

مطلب: شاید تجھے معلوم نہیں کہ اس طرح کی شوخ ادائیں زیادہ دکھاءے گی تو تیری مالکہ تجھے اپنی گود سے اتار پھینکے گی اور اگر اس کے سینے پر اُنکا پھول گر گیا تو تجھے اس کی سزا ملے گی ۔

کیا تجس ہے تجھے، کس کی تمنائی ہے
آہ! کیا تو بھی اسی چیز کی سودائی ہے

معانی: تجس: کھوج ۔ تمنائی: خواہش رکھنے والی ۔ سودائی: شیدائی، دیوانی ۔
مطلب: نہ جانے تجھے کس شے کا تجس ہے اور کس جذب کی تلاش ہے اور تیرے دل میں کونسی آرزو پوشیدہ ہے ۔ مجھے تو یوں لگتا ہے کہ تو بھی میری طرح اس فرد کی شیدائی ہے جو میری محبوبہ ہے ۔ لگتا ہے تیرے دماغ میں بھی جنون عشق کا سودا سمایا ہوا ہے ۔

خاص انسان سے کچھ حسن کا احساس نہیں
صورتِ دل ہے یہ ہر چیز کے باطن میں مکیں

مطلب: تیرے رویے سے میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ عشق کا جذبہ صرف انسان کی ذات تک محدود نہیں بلکہ حیوانوں کو بھی ودیعت کیا گیا ہے ۔ اس لیے کہ ہر جاندار کے سینے میں دل موجود ہے اور جذبہ عشق کا مسکن دل ہی تو ہوتا ہے ۔

شیشہَ دہر میں مانندِ مئے ناب ہے عشق
روحِ خورشید ہے، خونِ رگِ مہتاب ہے عشق

معانی: شیشہَ دہر: زمانے کی صراحی ۔ مئے ناب: خالص شراب ۔ خورشید: سورج ۔ رگِ مہتاب: چاند کی نس ۔
مطلب: میں اس حقیقت کا انکشاف کیے بغیر نہیں رہ سکتا کہ دل کو اگر پیمانہ تصور کر لیا جائے تو جذبہ عشق اس پیمانے میں شراب کے مانند ہے ۔ عشق تو سورج کی روح کی مانند ہے اور چاند کی کرنوں سے بھی عبارت ہے ۔

دل کے ہر ذرہ میں پوشیدہ کسک ہے اس کی
نور یہ وہ ہے کہ ہر شے میں جھلک ہے اس کی

مطلب: دل کے ہر ذرے میں دیکھا جائے تو عشق کی کسک پوشیدہ ہے ۔ یہ تو ایسا نور ہے جس کی جھلک ہر شے میں نظر آتی ہے ۔

کہیں سامانِ مسرت ، کہیں سازِ غم ہے
کہیں گوہر ہے ، کہیں اشک، کہیں شبنم ہے

مطلب: لیکن یہ اپنی متضاد خصوصیتوں میں کہیں مسرت کا سبب ہے کہیں غم و اندوہ کا کہیں موتی ہے اور کہیں شبنم کی طرح گرتے ہوئے اشک ہیں ۔

کلی

جب دکھاتی ہے سحر عارضِ رنگیں اپنا
کھول دیتی ہے کلی سینۂ زریں اپنا

معانی: سحر: صبح ۔ عارض: گال، چہرہ ۔ سینۂ زرین: سنہری سینہ ۔
مطلب: اس نظم میں کہا گیا ہے کہ جس لمحے سحر اپنا عارض رنگیں دکھاتی ہے یعنی شب کے خاتمے پر صبح کا چمکیلا روپ ظاہر ہوتا ہے ۔ تو اس روپ کو جذب کرنے کے لیے غنچہ چٹکتا ہے اور پھول بن جاتا ہے ۔

جلوہ آشام ہے یہ صبح کے میخانے میں
زندگی اس کی ہے خورشید کے پیمانے میں

معانی: جلوہ آشام: جلوے کی خواہش مند ۔ خورشید: سورج ۔
مطلب: دیکھا جائے تو یہ غنچہ صبح کے وقت حقیقی معنوں میں اپنا جلوہ دکھاتا ہے اور طلوع ہوتے ہوئے آفتاب کی کرنوں سے اپنا دامن بھر لیتا ہے ۔

سامنے مہر کے دل چیر کے رکھ دیتی ہے
کس قدر سینہ شگافی کے مزے لیتی ہے

معانی: دل چیر کے رکھ دینا: مراد کلی کا کھلنا ۔ سینہ شگافی: سینے کا پھٹنا مراد کھلنے کا عمل ۔
مطلب: یہ غنچہ سورج کے روبرو اپنا دل چیر کے اس طرح سے رکھ دیتا ہے کہ عملاً سورج کی کرنوں کے طفیل وہ سینہ

شگافی کا لطف بھی اٹھاتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ ایک کلی علی الصبح طلوع آفتاب کے لمحات میں چٹک کر سورج کی کرنوں سے حقیقی معنوں میں یوں لطف اندوز ہوتی ہے کہ انبساط و مسرت سے پھول بن جاتی ہے ۔

تیرے جلوہ کا نشیمن ہو مرے سینے میں
عکس آباد ہو تیرا مرے آئینے میں

معانی: نشیمن: گھونسلا ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال سورج کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ کبھی تو بھی اپنی حقیقت سے مجھے آگاہ کر کہ میری بیتاب نظریں تیرے نظارے کو ترپتی رہتی ہیں ۔ میری آرزو ہے کہ تو میرے سینے کے اندر جلوہ افروز ہو جائے اور میرے دل کے آئینے میں تیرا عکس موجزن ہو جائے ۔

زندگی ہو ترا نظارہ مرے دل کے لیے
روشنی ہو تری گہوارہ مرے دل کے لیے

معانی: زندگی ہونا: مراد قوت، طاقت کا باعث ہونا ۔ گہوارہ: پنگوڑا ۔

مطلب: تیرا نظارہ میرے دل کے لیے روشنی کی مانند ہو اور یہی روشنی میرے دل کے لیے گہوارہ بن جائے ۔

ذرہ ذرہ ہو مرا پھر طرب اندوزِ حیات
ہو عیاں جوہرِ اندیشہ میں پھر سوزِ حیات

معانی: طرب اندوزِ حیات: زندگی کی خوشیاں حاصل کرنے والا ۔ جوہر اندیشہ: غور و فکر کی اصل، جڑ ۔ سوزِ حیات: زندگی کی تپش ۔

مطلب: اس صورت میں میری زندگی مسرت و انبساط کی حامل ہو سکے گی تا کہ میری فکر اور سوچ کے ذریعے زندگی کا سوز عطا ہو ۔

اپنے خورشید کا نظارہ کروں دور سے میں
صفتِ غنچہ ہم آغوش رہوں نور سے میں

معانی: صفت غنچہ: کلی کی طرح ۔ ہم آغوش: مراد ساتھ مل کر رہنے والا ۔
مطلب: تو بے شک مجھ سے دور چمکتا ہے پھر بھی میں تیرا نظارہ کرنے کا خواہاں ہوں اور غنچہ کی مانند تیری روشنی سے استفادہ کر سکوں ۔

جانِ مضطر کی حقیقت کو نمایاں کر دوں
دل کے پوشیدہ خیالوں کو بھی عریاں کر دوں

معانی: جانِ مضطر: بے چین روح ۔ حقیقت: اصلیت، کیفیت ۔ عریاں: ننگے، مراد ظاہر ۔
مطلب: اس صورت میں اپنی مضطرب زندگی کے حقائق دوسروں پر نمایاں کر دوں گا اور جو خیالات میرے دل میں پوشیدہ ہیں وہ بھی سامنے آجائیں گے ۔

چاند اور تارے

ڈرتے ڈرتے دمِ سحر سے
تارے کہنے لگے قمر سے

معانی: دم سحر: صبح کی پھونک ۔ فلک: آسمان ۔
مطلب: طلوع سحر کے خدشے کے پیش نظر ستارے، چاند سے پوچھتے ہیں کہ ۔

نظارے رہے وہی فلک پر
ہم تھک بھی گئے چمک چمک کر

مطلب: یہ تو بتا کہ ہم جو چمک چمک کر تھک چکے ہیں اس کے باوجود آسمان کے نظاروں میں کوئی تبدیلی نہیں آئی ۔

کام اپنا ہے صبح و شام چلنا
چلنا ، چلنا ، مدام چلنا

معانی: مدام: ہمیشہ ۔
مطلب: ہم جانتے ہیں کہ ہمارا کام تو صبح و شام گردش میں ہی رہنا ہے اور یہ سلسلہ نہ جانے کب تک جاری رہے گا ۔

بیتاب ہے اس جہاں کی ہر شے
کہتے ہیں جسے سکوں ، نہیں ہے

مطلب: اے چاند! اتنا بتا دے کہ اس عالم رنگ و بو کی ہر شے تغیر سے کیوں دوچار ہے ۔ ان کے اضطراب میں کمی کیوں نہیں جسے سکون کہا جاتا ہے ۔ یہاں اس کو آنکھیں ترستی ہیں ۔

رہتے ہیں ستم کشِ سفر سب
تارے، انساں ، شجر، حجر، سب

معانی: ستم کشِ سفر: چلتے رہنے کی سختیاں سہنے والے ۔ شجر: درخت ۔ حجر: پتھر ۔
مطلب: یہاں تو ہر جانب سب لوگ سفر میں مبتلا رہتے ہیں ۔ ہماری بات تو الگ رہی یہ انسان، درخت اور پتھر سب ہی سفر کی صعوبتیں برداشت کرتے رہتے ہیں ۔

ہو گا کبھی ختم یہ سفر کیا
منزل کبھی آئے گی نظر کیا

مطلب: آخر اتنا تو ہمیں پتہ چلے کہ یہ سفر کبھی اور کسی مرحلے پر جا کر ختم بھی ہو گا اور کبھی ہم اپنی منزل مقصود کو بھی دیکھ سکیں گے یا نہیں ۔ مراد یہ ہے کہ ستاروں کے الفاظ میں اس کائنات کی ہر شے تغیر پذیر ہے کسی کو بھی سکون حاصل نہیں ! سفر جاری ہے اور منزل ناپید ۔

کہنے لگا چاند ، ہم نشینو
اے مزرعِ شب کے خوشہ چینو

معانی: ہم نشینو: جمع ہم نشیں ، ساتھیو ۔ مزرع شب: رات کی کھیتی، فصل ۔ خوشہ چینو: جمع خوشہ چین، فصل کٹنے کے بعد گرے ہوئے دانے اٹھانے والو ۔
مطلب: اس شعر میں چاند جو بڑی خامشی کے ساتھ ستاروں کی باتیں سن رہا تھا گویا ہوا کہ اے ہم نشینو! بے شک تم نے رات کی کھیتی سے فیض حاصل تو کیا لیکن میری بات غور سے سنو ۔

جنبش سے ہے زندگی جہاں کی
یہ رسمِ قدیم ہے یہاں کی

معانی: جنبش: حرکت ۔ رسمِ قدیم: پرانا دستور، طور طریقہ ۔
مطلب: کہ اس کائنات کا وجود تغیر اور حرکت میں ہی پوشیدہ ہے کہ یہی اس جہان کا قدیم اصول ہے ۔

ہے دوڑتا اشہبِ زمانہ
کھا کھا کے طلب کا تازیانہ

معانی: اشہب: گھوڑا ۔ طلب: خواہش ۔ تازیانہ: چابک ۔
مطلب: اس زمانے کو اگر گھوڑے سے تشبیہ دی جائے تو یوں سمجھو کہ گھوڑا خواہش کے چابک کھا کھا کر دوڑتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ ضرورت عملاً زمانے کو حرکت میں رکھتی ہے ۔ یہی اصول ازل سے چلا آرہا ہے ۔

اس رہ میں مقام، بے محل ہے
پوشیدہ قرار میں اجل ہے

معانی: مقام: ٹھہرنا، رکنا ۔ بے محل: بے موقع، وقت ۔ قرار: ٹھہراوَ ۔ اجل: موت ۔
مطلب: چنانچہ منزل تک پہنچنے کے لیے جو مسافت مقرر ہے اس میں ٹھہرنے کا عمل بے موقعہ اور قطعی نامناسب ہے ۔ اس لیے کہ کسی مقام پر ٹھہرے تو یوں سمجھ لو کہ مارے گئے ۔ یعنی دوران سفر کہیں رکنا موت سے ہم کنار ہونے کے مترادف ہے ۔

چلنے والے نکل گئے ہیں
جو ٹھہرے ذرا، کچل گئے ہیں

معانی: چلنے والے: مراد حرکت میں رہنے، عمل کرنے والے ۔ کچل جانا: پس جانا ۔
مطلب: جو لوگ عازم سفر اور حرکت میں رہتے ہیں اور منزل کا تعین کر لیتے ہیں وہ ہمیشہ کامیاب و کامران رہتے ہیں اس کے برعکس جو مسافر راہ میں دم لینے کے لیے رک گئے انہیں عقب سے آنے والے روند کر آگے بڑھ جاتے ہیں ۔ چنانچہ حرکت اور روانی ہی ہر شے کو بناتی سنوارتی ہے ۔

انجام ہے اس خرام کا حسن
آغاز ہے عشق، انتہا حسن

معانی: خرام: ٹہلنا، چلنا ۔ آغاز: شروع ۔ انتہا: اخیر، انجام ۔
مطلب: اسی عمل کو حسن سے تعبیر کیا جا سکتا ہے کائنات کی جملہ اشیاء عشق کی بدولت حرکت میں رہتی ہیں اور آخر میں سنور کر حسن کا روپ دھار لیتی ہیں ۔

وِصال

جستجو جس گل کی تڑپاتی تھی اے بلبل مجھے
خوبیِ قسمت سے آخر مل گیا وہ گل مجھے

معانی: وصال: دو محبت کرنے والوں کی ملاقات ۔ خوبیِ قسمت: مراد خوش قسمتی ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال پھول کی رعایت سے بلبل کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جس طرح پھول کے لیے مضطرب اور بے چین رہا ہوں ۔ یہی میرے مقدر کی خوبی ہے کہ اب میرا مطلوب مجھے مل گیا ہے ۔

خود تڑپتا تھا چمن والوں کو تڑپاتا تھا میں
تجھ کو جب رنگیں نوا پاتا تھا، شرماتا تھا میں

معانی: رنگیں نوا: پرسوز نغمہ الاپنے والا ۔
مطلب: اس کے ہجر میں تو میں خود بھی تڑپتا رہتا تھا اور اپنے اشعار کے ذریعے دوسروں کو بھی مضطرب اور بے چین رکھتا تھا ۔

میرے پہلو میں دلِ مضطر نہ تھا، سیماب تھا
ارتکابِ جرمِ الفت کے لیے بیتاب تھا

معانی: سیماب: پارا، وہ دھات جو ہلتی رہتی ہے ۔ ارتکابِ جرم: قصور، گناہ کرنا ۔ الفت: محبت ۔
مطلب: محبوب کے وصال سے قبل میرے پہلو میں دل کی کیفیت پارے کی مانند تھی جو ہر لمحے تڑپتا رہتا ہے ۔ یہی نہیں بلکہ میرا دل ہمیشہ اپنے محبوب سے ملنے کے لیے بیقرار رہتا تھا ۔

نامرادی محفلِ گل میں مری مشہور تھی
صبح میری آئنہ دارِ شب دیجور تھی

معانی: نامرادی: بے نصیب ہونا، محرومی ۔ آئینہ دار: عیب یا خوبی ظاہر کرنے والا ۔ شب دیجور: کالی اور لمبی رات ۔
مطلب: ان دنوں احباب میں میری نامرادی کا چرچا عام تھا ۔ یہاں تک کہ میری صبح بھی اندھیری رات کے مانند تھی ۔

از نفس در سینۂ خوں گشتہ نشتر داشتم
زیرِ خاموشی نہاں غوغائے محشر داشتم

مطلب: میرے خون شدہ سینے میں سانس، نشتر کی طرح چل رہا تھا ۔ میری خاموشی کے نیچے قیامت کا شور برپا تھا ۔

اب تاثر کے جہاں میں وہ پریشانی نہیں
اہلِ گلشن پر گراں میری غزل خوانی نہیں

معانی: اس شعر میں اقبال یوں گویا ہوتے ہیں کہ محبوب سے وصال کے بعد میرے تاثرات میں اضطراب و انتشار کی کیفیت ختم ہو گئی ہے ۔ جس کے نتیجے میں میرے اشعار میں وہ شگفتگی اور مسرت کا اظہار ہو رہا ہے کہ میرے احباب ماضی کی طرح پریشان ہونے کے برعکس ان اشعار سے بڑی حد تک لطف اندوز ہو رہے ہیں ۔

عشق کی گرمی سے شعلے بن گئے چھالے مرے
کھیلتے ہیں بجلیوں کے ساتھ اب نالے مرے

مطلب: عشق کی حرارت سے میرے آبلوں میں حرارت پیدا ہو گئی ہے اور میرے نالے اب بجلیوں سے کھیل رہے ہیں ۔ یعنی ان میں بجلی کی سی تاثیر پیدا ہو گئی ہے ۔

غازۂ اُلفت سے یہ خاکِ سیہ آئینہ ہے
اور آئینے میں عکسِ ہمدم دیرینہ ہے

معانی: خاکِ سیہ: کالی مٹی ۔ آئینہ ہے: شیشہ ہو گئی، واضح ہو گئی ۔ عکس: تصویر ۔ ہمدم دیرینہ: پرانا دوست ۔
مطلب: محبت کے جذبے نے میرے آئینہ دل میں چمک پیدا کر دی ہے جس میں محبوب کا عکس نمایاں ہو رہا ہے ۔

قید میں آیا تو حاصل مجھ کو آزادی ہوئی
دل کے لٹ جانے سے میرے گھر کی آبادی ہوئی

معانی: عشق کی قید میں گرفتار ہوا تو میرے دلی جذبات کو حقیقی آزادی حاصل ہو گئی ۔ میں نے اپنے دلی جذبات اپنے محبوب پر نچھاور کر دیے تو یوں محسوس ہوا کہ میرا ویران دل صحیح معنوں میں آباد ہو رہا ہے ۔

ضو سے اس خورشید کی اختر مرا تابندہ ہے
چاندنی جس کے غبارِ راہ سے شرمندہ ہے

مطلب: یہ وصال ایک ایسے خورشید کی مانند ہے جو میرے جذبات کے ستاروں کو روشنی اور تابندگی عطا کر رہا ہے ۔ اور جس کی راہ میں سرگرداں غبار کے سبب خود روشنی بھی شرمسار ہو رہی ہے ۔

یک نظر کر دی و آدابِ فنا آموختی
اے خنک روزے کہ خاشاکِ مرا واسوختی

مطلب: اس شعر میں اقبال اپنے محبوب سے کہتے ہیں ، تو نے مجھ پر ایک نظر ڈال کر عشق میں فنا ہونے کا طریقہ سکھا دیا وہ لمحات خوب تھے ۔ جب تیرے عشق نے میرے جسم کے خاشاک کو جلا کر خاک کر دیا تھا ۔

سلیمیٰ

جس کی نمود دیکھی چشمِ ستارہ بیں نے
خورشید میں قمر میں تاروں کی انجمن میں

معانی: سلیمیٰ: غالباً کوئی محبوبہ مراد ہے ۔ نمود: ظاہر ہونے کی حالت ۔ ستارہ بیں : ستاروں کو دیکھنے والا، نجومی ۔ قمر: چاند ۔

مطلب: اس نظم کی مرکزی کردار سلیمیٰ بظاہر علامہ اقبال کی پسندیدہ خاتون ہے یا محبوبہ ۔ اس کے بارے میں وثوق کے ساتھ کچھ نہیں کہا جا سکتا ۔ لیکن نظم کے اشعار میں باری تعالیٰ کی جو خصوصیات کائنات کے جملہ عناصر میں نظر آتی ہیں وہ ان کے بقول سلیمیٰ کی نیلی آنکھوں میں محفوظ ہیں ۔ چنانچہ اقبال کہتے ہیں کہ وہ خالق کائنات جس کا جلوہ ستاروں کا نظارہ کرنے والی آنکھوں نے دیکھا ۔ سورج، چاند اور تاروں کے جھمگٹے میں غور سے دیکھیں تو وہی نظر آتا ہے ۔

صوفی نے جس کو دل کے ظلمت کدہ میں پایا
شاعر نے جس کو دیکھا قدرت کے بانکپن میں

معانی: جس کو: خدا تعالیٰ کو ۔ ظلمت کدہ: تاریک، اندھیرا ۔ بانکپن: البیلا ہونا ۔
مطلب: جس کو صوفی نے اپنے دل کے ظلمت کدے میں پایا ۔ اس کے علاوہ شاعر اس کے نور کو فطرت کے بانکپن میں محسوس کرتا ہے ۔

جس کی چمک ہے پیدا جس کی مہک ہویدا
شبنم کے موتیوں میں پھولوں کے پیرہن میں

معانی: پیدا: ظاہر ۔ مہک: خوشبو ۔ ہویدا: ظاہر ۔ شبنم: اوس ۔ پیرہن: لباس ۔

مطلب: وہ باری تعالیٰ جس کا جلوہ شبنم کے قطروں میں اور جس کی خوشبو پھولوں میں موجود ہے ۔

صحرا کو ہے بسایا جس نے سکوت بن کر
ہنگامہ جس کے دم سے کاشانۂ چمن میں

معانی: سکوت: خاموشی ۔ ہنگامہ: رونق ۔ کاشانہ: گھر ۔

مطلب: جس نے عالم سکوت میں صحرا میں اپنی بستی بسائی ہوئی ہے اور جس کے وجود کے باعث کائنات میں ہمہ وقت ہنگامہ اور رونق برقرار رہتی ہے ۔

ہر شے میں ہے نمایاں یوں تو جمال اس کا
آنکھوں میں ہے سلیمیٰ تیری کمال اس کا

معانی: جمال: حسن ۔ کمال: مکمل ہونے کی حالت، مہارت ۔

مطلب: لیکن اے سلیمیٰ تیری خوبصورت آنکھوں میں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ اپنے تمام کمالات کے ساتھ جلوہ فگن ہے ۔ مراد یہ ہے جلوہَ خداوندی کا مشاہدہ کرنا ہے تو پھر اسے پورے کمالات کے ساتھ سلیمیٰ کی خوبصورت آنکھوں میں دیکھنا چاہیے ۔

عاشقِ ہرجائی

ہے عجب مجموعہَ اضداد اے اقبال تو
رونقِ ہنگامہَ محفل بھی ہے، تنہا بھی ہے

معانی: ہرجائی: مراد بے وفا ۔ مجموعہَ اضداد: جس میں ایک دوسرے کی مخالف عادتیں جمع ہوں ۔ عجب: حیران کرنے والا ۔ رونقِ ہنگامہَ محفل: محفل کے شور شرابے کی رونق ۔
مطلب: یہ نظم عاشق ہرجائی خود علامہ اقبال کی اپنی شخصیت سے متعلق ہے جس میں علی الترتیب دس اورپندرہ اشعار شامل ہیں ۔ یہاں لفظ ہرجائی کی بعض دوسری جہات بھی سامنے آتی ہیں جن کے تحت اس کے معنی ہیں ہر جگہ موجود رہنے والا، ہرایک سے تعلق رکھنے والا اور ایک ایسا شخص جوکسی ایک مقام سے وابستہ نہ رہ سکے ۔ اس شعر سے بظاہر یہ تاثر ملتا ہے کہ کوئی اور شخص اقبال سے اس کی ذات اور ان کی خصوصیت کے بارے میں استفسار کر رہا ہے لیکن خیال یہی ہے کہ نظم کے پہلے حصے میں اقبال خود ہی اپنے آپ سے مکالمہ کر رہے ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ اے اقبال! یوں محسوس ہوتا ہے کہ تو متضاد صفات کا حامل ہے کبھی تو پوری محفل کی رونق تیرے دم سے ہے اور کبھی تنہائی کا شکار نظر آتا ہے ۔

تیرے ہنگاموں سے اے دیوانہَ رنگیں نوا
زینتِ گلشن بھی ہے، آرائشِ صحرا بھی ہے

معانی: دیوانہ: سودائی، عاشق ۔ رنگیں نوا: دل کش شعر کہنے والا ۔
مطلب: تیرے نغموں نے وہ ہنگامے برپا کیے ہیں جن کے سبب خواہ گلستان ہو خواہ صحرا دونوں میں بہا آئی ہوئی ہے ۔

ہم نشیں تاروں کا ہے تو رفعتِ پرواز سے
اے زمیں فرسا قدم تیرا فلک پیما بھی ہے

معانی: رفعت پرواز: اڑان کی بلندی ۔ زمین فرسا: مراد زمین پر چلنے والا ۔ فلک پیما: آسمان پر چلنے والا ۔
مطلب: تیرے تخیل کی بلندی نے عملاً تجھے فلک پر درخشندہ ستاروں کا ہم پلہ بنا دیا ہے ۔ ہر چند کہ تیری بود و باش تو زمیں پر ہے اس کے باوجود آسمانوں تک بھی تیری رسائی ہے ۔

عین شغلِ مے میں پیشانی ہے تیری سجدہ ریز
کچھ ترے مسلک میں رنگِ مشرب مینا بھی ہے

معانی: عین: مراد ایک ہی وقت ۔ شغلِ مے: شراب پینے کا مشغلہ ۔ سجدہ ریز: سجدے میں گرا ہوا ۔
مطلب: تو شراب پیتا ہے اور اسی عالم میں حیرت ہے کہ خالق حقیقی کے حضور سجدہ ریز بھی ہوتا ہے ۔ یوں لگتا ہے جیسے تیرے مسلک میں شراب حرام نہیں بلکہ حلال ہے ۔

مثلِ بوئے گل لباسِ رنگ سے عریاں ہے تو
ہے تو حکمت آفریں ، لیکن تجھے سودا بھی ہے

معانی: عریاں: ننگا، لباس کے بغیر ۔ حکمت آفریں: عقل و دانش کی باتیں کرنے والا ۔
مطلب: جس طرح پھول کی خوشبو کسی رنگ اور لباس کی محتاج نہیں کچھ ایسی ہی کیفیت تیری بھی ہے ۔ اگرچہ تیرا وجود حکمت و دانش سے بہرہ ور ہے اس کے باوجود تیری شخصیت میں کچھ جنوں کے آثار بھی ہیں ۔

جانبِ منزل رواں بے نقشِ پا مانندِ موج
اور پھر افتادہ مثلِ ساحلِ دریا بھی ہے

معانی: رواں : چلنے، بہنے والا ۔ بے نقشِ پا: پاؤں کے نشانوں کے بغیر۔ مانند موج: لہر کی طرح ۔ افتادہ: گرا ہوا ۔
مطلب: جس طرح پانی کی لہر اپنا کوئی نشان چھوڑے بغیر رواں دواں رہتی ہے اسی طرح تو بھی منزل کی طرف رواں ہے لیکن تمام تر حرکت کے باوجود دریا کے کنارے ایک ہی مقام پر ٹھہرا ہوا بھی ہے ۔

حسنِ نسوانی ہے بجلی تیری فطرت کے لیے
پھر عجب یہ ہے کہ تیرا عشق بے پروا بھی ہے

معانی: حسنِ نسوانی: عورت کی خوبصورتی ۔ بجلی: مراد آفت ۔ فطرت: طبیعت ۔ عجب: حیرانی کی بات ۔ بے پروا: پروا نہ کرنے والا ۔
مطلب: تیری فطرت کے لیے حسن نسوانی بجلی کی مانند کشش انگیز ہے ۔ اس کے باوجود اس حسن کے لیے تیرے دل میں بے نیازی کی کیفیت بھی پائی جاتی ہے ۔

تیری ہستی کا ہے آئینِ تفنن پر مدار
تو کبھی اک آستانے پر جبیں فرسا بھی ہے

معانی: ہستی: زندگی ۔ آئینِ تفنن: دل لگی کا دستور۔ مدار: انحصار۔ آستانہ: چوکھٹ ۔ جبیں فرسا: ماتھا رگڑنے والا ۔
مطلب: تیری زندگی کا انحصار اعلیٰ سطح پر تغیر اور انقلاب سے ہے ۔ ظاہر ہے کہ ایسا شخص کسی ایک مقام اور آستانے سے وابستہ نہیں ہو سکتا ۔

ہے حسینوں میں وفا ناآشنا تیرا خطاب

اے تلوّن کیش! تو مشہور بھی، رسوا بھی ہے

معانی: خطاب: وہ خاص نام جس سے کسی کو بلایا جائے ۔ تلون کیش: جس کا مزاج بدلتا رہے ۔

مطلب: حسینوں کی بزم میں تجھے ایک ایسے فرد کی مانند گردانا جاتا ہے جو وفا سے ناآشنا ہوتا ہو۔ یہی نہیں بلکہ تجھے بے وفا کے خطاب سے نوازا جاتا ہے ۔ تجھ میں مستقل مزاجی نام کو نہیں ۔

لے کے آیا ہے جہاں میں عادتِ سیماب تو

تیری بیتابی کے صدقے، ہے عجب بیتاب تو

معانی: عادتِ سیماب: پارے کی طرح بے چین طبیعت ۔ صدقے: واری، قربان ۔

مطلب: یوں محسوس ہوتا ہے کہ تو اس عالم رنگ وبو میں پارے کی سی صفات لے کر آیا ہے ۔ تیری مضطرب کیفیت کے قربان جائیے! بے شک تو عجب بے چین اور بے تاب انسان واقع ہوا ہے ۔

(۲)

عشق کی آشفتگی نے کر دیا صحرا جسے

مشتِ خاک ایسی نہاں زیرِ قبا رکھتا ہوں میں

معانی: آشفتگی: بکھرے ہونے کی حالت، دیوانگی ۔ مشتِ خاک: مراد دل ۔ قبا: ایک خاص قسم کا لمبا اور کھلا لباس ۔

مطلب: نظم کے اس حصے میں اقبال ان استفسارات کا جواب دیتے ہیں جو پہلے حصے میں موجود ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ

عشق کی آشفتہ سری نے میری شخصیت کو ویران و برباد کر کے رکھ دیا ہے ۔ اور سچ پوچھیے تو زیر لباس جو جسم چھپا ہوا ہے وہ گوشت پوست کا نہیں بلکہ مٹی کا ہے ۔

ہیں ہزار اس کے پہلو، رنگ ہر پہلو کا اور
سینے میں ہیرا کوئی ترشا ہوا رکھتا ہوں میں

معانی: پہلو: مراد انداز ۔ رنگ: کیفیت ۔
مطلب: میرے دل کے اسی طرح بے شمار پہلو ہیں اور ہر پہلو کا رنگ ایک ترشے ہوئے ہیرے کے رنگوں کی مانند ہے کہ یہ رنگ ایک دوسرے سے مختلف ہوتے ہیں ۔

دل نہیں شاعر کا، ہے کیفیتوں کی رستخیز
کیا خبر تجھ کو، درونِ سینہ کیا رکھتا ہوں میں

معانی: کیفیتوں: جمع کیفیت، حالتوں ۔ رستخیز: قیامت ۔ درونِ سینہ: دل کے اندر ۔
مطلب: دیکھا جائے تو شاعر کا دل عملاً دل نہیں ہوتا بلکہ یہ تو ایک طرح سے جذبات و احساسات کے ہنگاموں کی آماجگاہ ہوتا ہے ۔ اے بے خبر تجھے کیا پتہ کہ اس سینے میں کیا ہے ۔ دل یا کوئی اور شے کہ یہ سکون سے بالکل بے گانہ ہے ۔

آرزو ہر کیفیت میں اک نئے جلوے کی ہے
مضطرب ہوں، دل سکوں نا آشنا رکھتا ہوں میں

معانی: مضطرب: بے چین ۔ سکوں نا آشنا: جسے آرام کی خبر نہ ہو ۔
مطلب: میری ہر کیفیت میں ایک نئے جلوے کی آرزو پوشیدہ ہے ۔ یہی باعث ہے کہ میرا دل بے چین رہتا ہے ۔ یہی بے چینی میرا سکون برباد کیے ہوئے ہے ۔

گو حسینِ تازہ ہے ہر لحظہ مقصودِ نظر
حسن سے مضبوط پیمانِ وفا رکھتا ہوں میں

معانی: حسینِ تازہ: نیا محبوب ۔ مقصودِ نظر: مراد دیکھنے کی آرزو ۔ پیمانِ وفا: وفا کا عہد ۔
مطلب: اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ میرے پیش نظر عام طور پر ایک نیا مظہر حسن ہو سکتا ہے اس کے باوجود یہ امر بھی واضح ہے کہ میں نے ہمیشہ حسن سے جو پیمان وفا باندھا ہوتا ہے وہ ہمیشہ مستحکم ہوتا ہے ۔

بے نیازی سے ہے پیدا میری فطرت کا نیاز
سوز و سازِ جستجو مثل صبا رکھتا ہوں میں

معانی: نیاز: عاجزی ۔ سوز و سازِ جستجو: مراد عشق کی تپش اور اس کا مزہ ۔ مثل صبا: ہوا کی طرح ۔
مطلب: یہ بھی سن لو کہ میرے حوالے سے جس شے کو بے نیازی کہا جاتا ہے وہی تو میری فطرت میں عجز و انکساری کی آئینہ دار ہے ۔ جس طرح صبا تجس اور سوز و ساز کی آئینہ دار ہوتی ہے میرے دل کا عالم بھی ایسا ہی ہے ۔

موجبِ تسکیں ، تماشائے شرارِ جستہ ہے
ہو نہیں سکتا کہ دل برق آشنا رکھتا ہوں میں

معانی: موجب تسکین: سکون، راحت کا باعث ۔ تماشائے شرار جستہ: کسی اچھلتی ہوئی چنگاری کو دیکھنا ۔ برق آشنا: مراد حسن مطلق سے لگاؤ رکھنے والا ۔

مطلب: لمحے بھر کے لیے لو دینے والی چنگاری کا نظارہ میرے لیے کسی طور بھی سکون کا سبب نہیں ہو سکتا ۔ اس لیے کہ میرا دل تو بجلی کی صلاحیتوں سے پوری طرح آگاہ ہے جو کسی بھی شے کو خاکستر بنا دینے کی قدرت رکھتی ہے ۔

ہر تقاضا عشق کی فطرت کا ہو جس سے خموش
آہ! وہ کامل تجلی مدعا رکھتا ہوں میں

معانی: کامل تجلی: مکمل دیدار ۔ مدعا: آرزو ۔

مطلب: میں ایک مکمل جلوے کے دیکھنے کا متمنی ہوں جس کو دیکھنے کے بعد عشق کا ہر تقاضا پورا ہو جائے ۔

جستجو کل کی لیے پھرتی ہے اجزا میں مجھے
حسن، بے پایاں ہے دردِ لادوا رکھتا ہوں میں

معانی: بے پایاں: جس کی کوئی حد نہ ہو ۔ دردِ لادوا: ایسا غم جس کا کوئی علاج نہ ہو ۔

مطلب: اور جس طرح کوئی حد اور انتہا نہیں ہوتی بالکل یہی کیفیت میرے دل کے درد کی ہے ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اس درد کا کوئی علاج نہیں ۔

زندگی الفت کی دردانجامیوں سے ہے مری
عشق کو آزاد دستورِ وفا رکھتا ہوں میں

معانی: دردِ انجامی: جس کا انجام، اخیر غم پر ہو۔ دستورِ وفا: وفا کا قاعدہ قانون ۔
مطلب: چونکہ میری پوری زندگی محبت کی ناکامیوں کے درد سے عبارت ہے اس لیے یہ امر قطعی حیرت انگیز نہیں ہونا چاہے کہ میں اپنے عشق کو وفا کی پابندیوں میں محصور نہ کروں ۔

سچ اگر پوچھے تو افلاسِ تخیل ہے وفا
دل میں ہر دم اک نیا محشر بپا رکھتا ہوں میں

معانی: افلاسِ تخیل: سوچ کی قوت جس منزل پر ہے اس سے آگے بڑھنے سے اس کا محروم ہونا ۔
مطلب: حقیقت تو یہ ہے کہ وفا عملی سطح پر تخیل کے افلاس کا دوسرا نام ہے اور میرا تخیل چونکہ مفلس نہیں اس لیے میں اپنے دل میں ہر لمحے ایک نیا ہنگامہ برپا رکھتا ہوں ۔

فیضِ ساقی شبنم آسا، ظرفِ دل دریا طلب
تشنہ دائم ہوں، آتشِ زیرِ پا رکھتا ہوں میں

معانی: فیض ساقی: شراب پلانے والے کی سخاوت ۔ شبنم آسا: اوس جیسا ۔ ظرف: برتن ۔ دریا طلب: دریا مانگنے والا ۔ تشنہ دائم: ہمیشہ کا پیاسا ۔ آتش زیر پا رکھنا: بہت بے چین، بے قرار ہونا ۔
مطلب: میرا دل تو اس قدر وسیع الظرف ہے کہ اس میں دریا بھی سما سکتے ہیں جب کہ میرا ساقی جو شراب دے رہا ہے اس کی مقدار نہایت معمولی سی ہے ۔ جبکہ میں تو ایک ازلی پیاسا ہوں ۔ یوں لگتا ہے میرے پیروں تلے آگ کا سمندر ہے ۔

مجھ کو پیدا کر کے اپنا نکتہ چیں پیدا کیا
نقش ہوں اپنے مصور سے گلا رکھتا ہوں میں

معانی: نکتہ چیں : عیب ڈھونڈنے والا ۔ نقش: تصویر ۔ مصور: تصویر بنانے والا ۔ گلا: شکایت ۔
مطلب: دراصل میری تخلیق کے باعث دیکھا جائے باری تعالیٰ نے خود ہی اپنا نقاد پیدا کر لیا ہے ۔ میں تو فی الواقع ایک ایسی تصویر ہوں جسے اپنے مصور سے گلا ہے ۔

محفلِ ہستی میں جب ایسا تنک جلوہ تھا حسن
پھر تخیل کس لیے لا انتہا رکھتا ہوں میں

معانی: محفل ہستی: مراد دنیا ۔ تنک جلوہ: مراد تھوڑی دیر تک رہنے والا ۔ تخیل: لفظی طور پر خیال میں لانا ۔ لا انتہا: جس کی کوئی حد، اخیر نہ ہو ۔
مطلب: کہ جب اس دنیا میں حسن کا جلوہ اتنا ہی محدود تھا تو پھر مجھے وہ فکر و تخیل کیوں دیے جن کی پرواز کی کوئی حد نہیں ہے ۔

در بیابانِ طلب پیوستہ می کوشیم ما
موجِ بحریم و شکست خویش بر دوشیم ما

مطلب: خواہشوں کے بیابان میں ہم لگاتار کوشش کرتے رہتے ہیں ۔ ہم سمندر کی لہریں اور اپنی ٹوٹ پھوٹ (خواہشوں کا پورا نہ ہونا) اپنے کندھوں پر لیے ہوتے ہیں ۔

کوشش ناتمام

فرقتِ آفتاب میں کھاتی ہے پیچ و تاب صبح
چشمِ شفق ہے خوں فشاں اخترِ شام کے لیے

معانی: فرقتِ آفتاب: سورج کی جدائی ۔ پیچ و تاب کھانا: بے چین ہونا ۔ چشمِ شفق: آسمان کی سرخی کی آنکھ، مراد خود شفق ۔ خوں فشاں: خون بکھیرنے والی ۔ اخترِ شام: شام کا ستارہ ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال کہتے ہیں کہ سحر، آفتاب کی جدائی میں بے چین و مضطرب رہتی ہے اور چشمِ شفق، ستارہَ شام کے فراق میں خون کے آنسو بہاتی ہے ۔

رہتی ہے قیسِ روز کو لیلیِ شام کی ہوس
اخترِ صبح، مضطرب تابِ دوام کے لیے

معانی: قیسِ روز: دن کا مجنوں ۔ لیلیِ شام: شام کی لیلیٰ ۔ تابِ دوام: ہمیشہ کی چمک ۔
مطلب: اگر دن کے وقت کو مجنوں اور شام کو لیلیٰ تصور کر لیا جائے تو یہ مجنوں اپنی لیلیٰ کو پانے کا خواہاں رہتا ۔ جبکہ ستارہَ صبح جو تھوڑی دیر کے لیے چمکتا ہے ہمیشہ زندہ رہنے اور چمکنے کے لیے بے چین رہتا ہے ۔

کہتا تھا قطبِ آسماں قافلہَ نجوم سے
ہم رہو! میں ترس گیا لطفِ خرام کے لیے

معانی: قطبِ آسمان: آسمان کا قطب نامی ستارہ جو اپنی جگہ سے حرکت نہیں کرتا ۔ ہمرہو: ساتھی ۔ لطفِ خرام: ٹہلنے یعنی چلنے کا مزہ ۔

مطلب: قطب ستارہ آسمان پر ایک ہی مقام پر چمکتا رہتا ہے ۔ زبان حال سے دوسرے ستاروں سے کہتا ہے کہ میں تو کھڑے کھڑے تھک گیا ہوں اور چلنے کا لطف حاصل کرنے کے لیے بری طرح سے ترس رہا ہوں ۔

سوتوں کو ندیوں کا شوق بحر کا ندیوں کو عشق
موجۂ بحر کو تپش ماہِ تمام کے لیے

معانی: سوتوں: جمع سوت، پانی کے چشمے ۔ موجۂ بحر: سمندر کی لہریں ۔ تپش: تڑپ ۔ ماہِ تمام: پورا چاند جس سے سمندر میں اونچی لہریں اٹھتی ہیں ۔

مطلب: چشمے ندیوں تک پہنچنے اور ندیاں سمندر میں شامل ہونے کے عشق میں مبتلا رہتی ہیں جب کہ سمندر کی موجیں چودھویں رات کے چاند کی منتظر رہتی ہیں ۔

حسنِ ازل کہ پردۂ لالہ و گل میں ہے نہاں
کہتے ہیں بے قرار ہے، جلوۂ عام کے لیے

معانی: حسنِ ازل: مراد قدرت کی خوبصورتی، جمال ۔ لالہ و گل: مراد پھول، پودے وغیرہ ۔ جلوۂ عام: مراد کھلا دیدار ۔

مطلب: حسن ازل جو لالہ و گل اور دوسرے مظاہر فطرت میں پوشیدہ ہیں سنا ہے کہ اپنا جلوہ دکھانے کے لیے مضطرب ہیں ۔

رازِ حیات پوچھ لے خضرِ خجستہ گام سے
زندہ ہر ایک چیز ہے کوششِ ناتمام سے

معانی: رازِ حیات: زندگی کی حقیقت ۔ خضر: حضرت خضر، ایک پیغمبر۔ خجستہ گام: مبارک قدموں والا ۔

مطلب: اس صورت میں اگر کوئی راز ہائے زندگی سے آشنا ہونا چاہے تو حضرت خضر سے رجوع کرے ۔ وہ یہی جواب دیں گے کہ زندگی کا راز تلاش و جستجو اور حرکت و عشق میں مضمر ہے ۔

نوائے غم

زندگانی ہے مری مثلِ ربابِ خاموش
جس کے ہر رنگ کے نغموں سے ہے لبریز آغوش

مطلب: اس نظم میں اقبال اپنے تاثرات بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میری زندگی اس رباب کے مانند ہے جو بظاہر خاموش ہے لیکن جس کے تاروں میں ہر انداز کے نغمے پوشیدہ ہیں ۔

بربطِ کون و مکاں جس کی خموشی پہ نثار
جس کے ہر تار میں ہیں سیکڑوں نغموں کے مزار

مطلب: اور جس کی خاموشی پر کائنات کا وہ ساز بھی نثار ہے جس کا ہر سر دل بستگی کا آئینہ دار ہے ۔

محشرستانِ نوا کا ہے امیں جس کا سکوت
اور منت کشِ ہنگامہ نہیں جس کا سکوت

معانی: امیں : امانت رکھنے والا ۔ سکوت: خاموشی ۔ منت کشِ ہنگامہ: شور شرابے کا احسان اٹھانے والا ۔
مطلب: میں جانتا ہوں کہ اس ساز کی خموشی بھی ایسی نواؤں کی مظہر ہے جو اہل دل کے سینے میں حشر برپا کر دیتی ہے ۔ اور جن کی خاموشی کسی ہنگامے کی آئینہ دار نہیں ہے ۔

آہ! امیدِ محبت کی بر آئی نہ کبھی
چوٹ مضراب کی اس ساز نے کھائی نہ کبھی

معانی: امید بر آنا: خواہش، آرزو پوری ہونا ۔ مضراب: چھلا جس سے ستار بجاتے ہیں ۔
مطلب: دکھ کی بات یہ ہے کہ میں نے محبت کی جو آرزو کی وہ کبھی شرمندۂ تکمیل نہ ہو سکی اور میرے قلب پر کبھی اس جذبے نے کوئی زخم نہیں لگایا ۔

مگر آتی ہے نسیمِ چمنِ طور کبھی
سمتِ گردوں سے ہوائے نفسِ حور کبھی

معانی: نسیم: صبح کی نرم ہوا ۔ چمنِ طور: طور کا باغ ۔ گردوں: آسمان ۔ نفسِ حور: حور کے سانس کی ہوا ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال کہتے ہیں کہ محبت کے جذبے سے محرومی کے باوجود کبھی کبھی طور سینا سے عشق حقیقی کی ایک لہر میرے دل کے دروازے تک پہنچ جاتی ہے ۔ اس طرح آسمان کی جانب سے حوروں کے انفاس کی معطر ہوا کی مجھ تک رسائی ہو جاتی ہے ۔

چھیڑ آہستہ سے دیتی ہے مرا تارِ حیات
جس سے ہوتی ہے رہا روحِ گرفتارِ حیات

معانی: تار چھیڑنا: ساز بجانا ۔ حیات: زندگی ۔ رہا: آزاد ۔ گرفتارِ حیات: زندگی میں قید ۔
مطلب: یہ سب مل کر قدرے آہستگی کے ساتھ میری زندگی کے تار چھیڑ دیتی ہیں جس کے سبب زندگی کے دام میں گرفتار روح آزاد ہو جاتی ہے ۔

نغمہَ یاس کی دھیمی سی صدا اٹھتی ہے
اشک کے قافلے کو بانگِ درا اٹھتی ہے

معانی: نغمہَ یاس: مایوسی کی لے ۔ صدا: آواز ۔ بانگِ درا: قافلے کے روانہ ہوتے وقت گھنٹی کی آواز ۔
مطلب: اس لمحے غم واندوہ میں ڈوبی ہوئی ایک دھیمی سی آواز بلند ہوتی ہے اس آواز کو سن کر میری آنکھوں سے آنسو گرنے لگتے ہیں ۔

جس طرح رفعتِ شبنم ہے مذاقِ رم سے
میری فطرت کی بلندی ہے نوائے غم سے

معانی: رفعت: بلندی، بڑائی ۔ مذاقِ رم: مرا داڑ جانے کا شوق ۔
مطلب: چنانچہ دیکھا جائے تو جس طرح شبنم کے مرتبے کی بلندی سفر اور حرکت سے وابستہ ہے اسی طرح مایوسی اور نامرادی میری فطرت کے لیے مہمیز کی حیثیت رکھتی ہے ۔

عشرتِ امروز

نہ مجھ سے کہہ کہ اجل ہے پیامِ عیش و سرور
نہ کھینچ نقشۂ کیفیتِ شرابِ طہور

معانی: عشرت: عیش، خوشی ۔ امروز: آج ۔ اجل: موت ۔ عیش و سرور: سکھ چین اور خوشی ۔ نقشہ کھینچنا: منظر کشی کرنا ۔ شراب طہور: پاکیزہ شراب جو جنت میں ملے گی ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال واعظ کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تو میرے سامنے حیات بعد ممات کا جو نقشہ پیش کر رہا ہے اور کہتا ہے کہ موت تو فی الواقع عیش و عشرت کا پیغام ہے ۔ اس کے ساتھ ہی تو مجھے شراب طہور کا جھانسہ بھی دے رہا ہے کہ جنت میں پینے پلانے پر کوئی پابندی نہیں ہوگی ۔ اور یہ شراب طہور میں وہ نشہ ہے جو دوسری شرابوں میں نہیں ۔

فراقِ حور میں ہو غم سے ہمکنار نہ تو
پری کو شیشۂ الفاظ میں اتار نہ تو

معانی: فراق: جدائی ۔ حور: حورا کی جمع، جنت کی خوبصورت عورتیں ۔ ہمکنار ہونا: بغل گیر ہونا ۔ پری: قصہ کہانی کی خوبصورت عورت جو اڑتی بھی ہے ۔ شیشۂ الفاظ میں اتارنا: لفظوں میں قابو کرنا ۔
مطلب: سوائے واعظ! میں تجھ سے واضح طور پر یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ جنت کی حور کے تصور اور اس کی جدائی میں خود کو مایوسی کے کرب میں گرفتار نہ کر ۔ ساتھ ہی دوسروں کے لیے اس پری کو لفاظی شیشے میں نہ اتار ۔

مجھے فریفتۂ ساقیِ جمیل نہ کر
بیانِ حور نہ کر، ذکرِ سلسبیل نہ کر

معانی: فریفتہ: دیوانہ، عشق ۔ جمیل: حسین، خوبصورت ۔ بیان: ذکر ۔ سلسبیل: بہشت کی ایک نہر۔
مطلب: اے واعظ مجھے اس خیالی اور تصوراتی حسین و جمیل ساقی کے تذکرے میں نہ الجھا ۔ نہ میرے روبرو حوروں کا تذکرہ کر ۔ نا ہی جنت میں موجود اس نہر کا جسے سلسبیل کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ۔

مقامِ امن ہے جنت مجھے کلام نہیں
شباب کے لیے موزوں ترا پیام نہیں

معانی: مقام امن: سکون اور آرام کی جگہ ۔ مجھے کلام نہیں: مجھے شک، اعتراض نہیں ۔ شباب: جوانی ۔
مطلب: بے شک مجھے اس خیال سے اختلاف نہیں کہ جنت میں ہر طرح سے امن و امان ہو گا اور دنیا کی طرح ہنگامے نہیں ہوں گے لیکن اے واعظ! تیری یہ خوش کلامیاں عالم شباب کے لیے ناقابل التفات ہیں کہ جوانی کے نزدیک وہ عیش کوئی حیثیت نہیں رکھتا جس کے لیے موت کے بعد تک کا انتظار کرنا پڑے ۔

شباب آہ! کہاں تک امیدوار رہے
وہ عیش، عیش نہیں جس کا انتظار رہے

معانی: شباب: جوانی ۔ موزوں: مناسب، ٹھیک ۔ امیدوار: تمنا رکھنے والا ۔
مطلب: شباب کا عقیدہ تو یہ ہے کہ عیش و عشرت وہی ہے جو انسان کو آج حاصل ہو۔ شباب آخر کتنے عرصے تک حور

و شراب اور ساقی کا انتظار کر سکتا ہے ۔ اس کے لیے عیش و عشرت وہی ہے جو اسے کسی انتظار کے بغیر حاصل ہو جائے ۔

وہ حسن کیا ہے جو محتاجِ چشمِ بینا ہو
نمود کے لیے منت پذیر فردا ہو

معانی: محتاج: حاجت مند ۔ چشمِ بینا: دیکھنے والی آنکھ ۔ منت پذیر: احسان اٹھانے والا ۔ فردا: آنے والا کل، مستقبل ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ اے واعظ! یہ تو بتا کہ اس حسن کی حیثیت کیا ہے جو کسی دیکھنے والی آنکھ کا محتاج ہو اور اپنے وجود کے اظہار کی خاطر مستقبل کا احسان اٹھانے پر مجبور ہو ۔ جب کہ میں اس حسن کا قائل ہوں جس کو آج میری نگاہیں دیکھ رہی ہوں ۔

عجیب چیز ہے احساس زندگانی کا
عقیدہ عشرتِ امروز ہے جوانی کا

معانی: عقیدہ: یقین، ایمان ۔
مطلب: زندگانی کا احساس تو اس مفروضے سے قطعی مختلف ہے جس کا اظہار اے واعظ تو ہمارے روبرو ہزار بار کر چکا ہے ۔ اس لیے کہ میرے نزدیک تو شباب اس عقیدے کا حامل ہے کہ جو کچھ ملنا ہے آج مل جائے کل کا انتظار کون کرے ۔ ان اشعار میں بظاہر اقبال نے حیات بعد ممات کے عقیدے کی نفی کی ہے ۔ جنت، حور و غلماں اور شراب طہور کے بارے میں واعظ کو طنز کا نشانہ بنایا ہے ۔ لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ انھوں نے ایک ایسے فرد کے جذبات کا اظہار کیا ہے کہ جو عالم شباب میں ہے ۔ کس کا نقطہ نظر واعظ سے خیالات سے کسی طور پر بھی ہم آہنگ نہیں ۔ وہ تو زندگی میں اس امر کا قائل ہے کہ عالم شباب میں ہی حقیقی لطف سے ہمکنار ہوا جا سکتا ہے ۔

انسان

منظر چمنستاں کے زیبا ہوں کہ نازیبا
محرومِ عمل نرگس مجبورِ تماشا ہے

معانی: چمنستاں : جہاں کئی باغ ہوں ۔ نازیبا: جو اچھا، خوبصورت نہ ہو۔ محرومِ عمل: عمل سے بے نصیب، عمل نہ کرنے والی ۔ نرگس: ایک پھول جسے آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے ۔ مجبورِ تماشا: نظارہ دیکھنے پر مجبور ۔
مطلب: اس نظم میں دیکھا جائے تو علامہ اقبال نے انسان کا مظاہر فطرت سے تقابل کیا کہ ان کے کردار میں کیا فرق ہے ۔ حسب معمول انھوں نے اس تقابلی جائزے سے بھی ایک نتیجہ اخذ کیا ہے کہ مظاہر فطرت کتنے بھی قوی اور خوبصورت ہوں حقیقت یہ ہے کہ انسان یہ اشرف المخلوقات ہے ۔ وہ جرات و حوصلہ کرے تو آن واحد میں انقلاب برپا کر سکتا ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ باغوں کے مناظر خوبصورت ہوں کہ بدصورت یہاں بہار آئی ہو یا خزاں نے اپنا تسلط جمایا ہوا ہو۔ نرگس کا پھول اپنی بے عملی کے سبب ان مناظر کو دیکھنے اور برداشت کرنے پر مجبور ہے ۔ وہ حسب خواہش ان مناظر کو تبدیل نہیں کر سکتی ۔

رفتار کی لذت کا احساس نہیں اس کو
فطرت ہی صنوبر کی محرومِ تمنا ہے

معانی: رفتار: چلنا ۔ صنوبر: سرو کی قسم کا ایک لمبا درخت ۔ محرومِ تمنا: جو ہر طرح کی خواہش سے بے نصیب ہو۔
مطلب: اس طرح صنوبر جیسا بلند و بالا اور خوبصورت درخت چونکہ تمناؤں اور خواہشات سے محروم ہے لہذا یہ اپنے مقام پر ساکت و صامت کھڑا رہتا ہے ۔ وہ حرکت کرنے کے لطف سے محروم ہے ۔

تسلیم کی خوگر ہے جو چیز ہے دنیا میں
انسان کی ہر قوت سرگرمِ تقاضا ہے

معانی: خوگر: عادی ۔ قوت: طاقت یعنی صلاحیت ۔ سرگرمِ تقاضا: طلب میں مشغول ۔

مطلب: دیکھا جائے تو دنیا کی ہر شے اطاعت کرنے اور دوسروں کے تابع رہنے پر مجبور ہے ایک انسان ہی ہے جو ہمہ وقت جدوجہد اور محنت و کاوش میں مصروف عمل رہتا ہے ۔

اس ذرہ کو رہتی ہے وسعت کی ہوس ہر دم
یہ ذرہ نہیں ، شاید سمٹا ہوا صحرا ہے

معانی: اس ذرے کو: مراد انسان کو۔ ہر دم: ہمیشہ ۔ سمٹا ہوا: سکڑا ہوا ۔

مطلب: اگر اسے ذرہ قرار دیا جائے تو ایسا ذرہ ہے جو ہر دم وسعت کی ہوس رکھتا ہے ۔ دراصل یہ ذرہ نہیں بلکہ ایک صحرا ہے جو سمٹ کر رہ گیا ہے اور اب وسعت اختیار کرنا چاہتا ہے ۔

چاہے تو بدل ڈالے ہیت چمنستاں کی
یہ ہستی دانا ہے، بینا ہے ، توانا ہے

معانی: ہیت: شکل و صورت ۔ ہستی دانا: عقل و شعور والا وجود ۔ بینا: دیکھنے والا ۔

مطلب: دراصل انسان اتنا قوی ، دانش مند اور بصیرت رکھنے والا ہے کہ اگر چاہے تو اس باغ یعنی دنیا کی ہیت کو تبدیل کر سکتا ہے ۔

جلوۂ حسن

جلوۂ حسن کہ ہے جس سے تمنا بے تاب
پالتا ہے جسے آغوشِ تخیل میں شباب

معانی: تمنا: آرزو۔ آغوش: گود۔ شباب: جوانی۔
مطلب: اس نظم میں علامہ اقبال کے مختلف عناصر میں جلوۂ حسن کی موجودگی کے حوالے سے ایک ایسا نتیجہ اخذ کرتے ہیں جو بڑی حد تک تذبذب اور تشکیک سے ہم آہنگ ہے۔ ہرچند کہ بعض عناصر میں اس کے وجود کی جھلکیاں نظر آتی ہیں اس کے باوجود وہ کسی حتمی نتیجے پر نہیں پہنچتے۔ اقبال کہتے ہیں جلوۂ حسن جو ہماری آرزوؤں اور خواہشات کو مضطرب رکھتا ہے جس کی پرورش کی ذمے داری جوانی نے اپنے تخیل کی آغوش میں لی ہوئی ہے۔

ابدی بنتا ہے یہ عالمِ فانی جس سے
ایک افسانۂ رنگیں ہے جوانی جس سے

معانی: عالمِ فانی: فنا ہونے، مٹنے والی دنیا۔ افسانۂ رنگیں: دلچسپ کہانی۔
مطلب: اور جس کے سبب یہ عالم فانی ابدی حیثیت اختیار کیے ہوئے نظر آتا ہے اور جس کے نم سے شباب بذات خود ایک رنگیں افسانے کی حیثیت اختیار کیے ہوئے ہے۔

جو سکھاتا ہے ہمیں سر بہ گریباں ہونا
منظرِ عالمِ حاضر سے گریزاں ہونا

معانی: سربہ گریباں ہونا: سوچ بچار، غور کرنا ۔ منظر: نظارہ ۔ عالم حاضر: موجودہ دنیا ۔ گریزاں ہونا: بھاگنا، دور ہونا ۔
مطلب: یہی جلوہَ حسن جو ہمیں مختلف مسائل کے بارے میں غور و فکر کرنا سکھاتا ہے اور جس کے سبب ہم اپنے حال اور اس کے مسائل سے کٹ کر رہ جاتے ہیں ۔

دُور ہو جاتی ہے ادراک کی خامی جس سے
عقل کرتی ہے تاثر کی غلامی جس سے

معانی: ادراک: عقل فہم، سمجھ ۔ خامی: مراد نقص ۔ تاثر: اثر قبول کرنا ۔
مطلب: اور جو ہماری سوجھ بوجھ اور عقل کی خامیوں کو دور کرتا ہے اور جس کی وجہ سے عقل و خرد عملاً تاثر و احساسات کے تابع ہو کر رہ جاتی ہے ۔

آہ موجود بھی وہ حسن کہیں ہے کہ نہیں
خاتمِ دہر میں یارب وہ نگیں ہے کہ نہیں

معانی: خاتمِ دہر: زمانے کی انگوٹھی ۔ نگیں: نگینہ ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ اسی جلوہَ حسن کے بارے میں سنجیدگی کے ساتھ سوچ رہا ہوں کہ کیا وہ حسن موجود بھی ہے یا نہیں ۔ اگر وہ دنیا کو انگوٹھی اور جلوہَ حسن کو نگینہ تصور کر لیا جائے تو انگوٹھی میں یہ نگینہ موجود بھی ہے یا نہیں ۔

ایک شام
(دریائے نیکر، ہائیڈل برگ کے کنارے)

خاموش ہے چاندنی قمر کی
شاخیں ہیں خموش ہر شجر کی

معانی: یہ نظم اقبال نے جرمنی میں ان دنوں لکھی جب وہ 1907ء میں وہاں فلسفے کے مضمون میں پی ایچ ڈی کرنے گئے تھے ۔ میونخ سے وہ ہائیڈل برگ چند روز کے لیے یوں گئے کہ وہاں کے کتب خانے سے استفادہ کر سکیں ۔ دریائے نیکر بھی ہائیڈل برگ کے گردونواح میں بہتا ہے ۔ اسی دریا کے کنارے پر بیٹھ کر اقبال نے یہ اشعار کہے ۔
مطلب: فرماتے ہیں کہ عجب منظر ہے ۔ چاند کی چاندنی خاموش ہے اور دریا کے کنارے جو درخت ایستادہ ہیں ان کی شاخیں بھی ساکن و ساکت ہیں ۔

وادی کے نوا فروش خاموش
کہسار کے سبز پوش خاموش

مطلب: وادی کے تمام چرند پرند اور سامنے پہاڑوں پر اگے ہوئے تمام سرسبز و شاداب پودے بھی اسی طرح خاموشی کا لبادہ اوڑھے ہوئے ہیں ۔

فطرت بے ہوش ہو گئی ہے
آغوش میں شب کے سو گئی ہے

مطلب: فطرت شاید مدہوش ہوکر رات کی گود میں سو رہی ہے ۔

کچھ ایسا سکوت کا فسوں ہے
نیکر کا خرام بھی سکوں ہے

مطلب: اس خاموشی کا جادو کچھ ایسے چل رہا ہے کہ دریائے نیکر کا بہتا ہوا رواں دواں پانی بھی خاموش نظر آتا ہے ۔

تاروں کا خموش کارواں ہے
یہ قافلہ بے درا رواں ہے

مطلب: آسمان پر ستاروں کا قافلہ انتہائی خامشی کے ساتھ رواں دواں ہے اور کسی شور و شغل کے بغیر اپنی منزل کی جانب گامزن ہے ۔

خاموش ہیں کوہ و دشت و دریا
قدرت ہے مراقبے میں گویا

مطلب: اس وادی کے پہاڑ، صحرا اور دریا اس طرح سے خاموش نظر آتے ہیں کہ ان کی خاموشی سے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے فطرت نہایت انہماک کے ساتھ دھیان اور غور و فکر میں مصروف ہے ۔

اے دل! تو بھی خموش ہو جا
آغوش میں غم کو لے کے سو جا

مطلب: اس صورتحال میں اقبال اپنے دل کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ یہاں کا جملہ عناصر کی طرح تو بھی خاموش ہو جا اور غم کی آغوش میں سو جا۔

تنہائی

تنہائی شب میں ہے حزیں کیا
انجم نہیں تیرے ہم نشیں کیا

معانی: حزیں : غمگین ۔ انجم: جمع نجم، ستارے ۔

مطلب: اس نظم میں اقبال یوں گویا ہوتے ہیں ۔ اے انسان! شب کی اس تنہائی میں تو خود کو کیوں ملول و افسردہ محسوس کر رہا ہے ۔ تو نظر اٹھا کر دیکھتا نہیں کہ ستارے بھی تیرے ہم نشیں ہیں ۔

یہ رفعتِ آسمانِ خاموش
خوابیدہ زمیں ، جہانِ خاموش

معانی: رفعت: بلندی ۔ خوابیدہ: سوئی ہوئی ۔

مطلب: تو ذرا غور کرے تو یہ حقیقت تجھ پر واضح ہو جائے گی کہ اتنا بلند ہونے کے باوجود آسمان بھی خاموش اور پر سکوت ہے اور یہ زمین تو اس طرح سے خاموش ہے جیسے سوئی ہوئی ہے ۔

یہ چاند، یہ دشت و در یہ کہسار
فطرت ہے تمام نسترن زار

معانی: دشت و در: جنگل اور بیابان ۔ نسترن زار: جہاں سیوتی کے سفید پھول ہوں ۔

مطلب: اے انسان! ان مظاہر فطرت پر نظر ڈال کہ ان میں چاند، صحرا اور پہاڑ سب کچھ شامل ہیں ان کے باعث یہ کائنات پھولوں سے مزین ہے اور گلستان بنی ہوئی ہے ۔

موتی خوشرنگ، پیارے پیارے
یعنی ترے آنسوؤں کے تارے

معانی: خوش رنگ: اچھے رنگوں والے ۔

مطلب: اس سے بھی زیادہ یہ جو خوش رنگ ، خوبصورت اور پیارے پیارے موتی ہیں وہ تیرے آنسوؤں کی مانند ہیں ۔

کس شے کی تجھے ہوس ہے اے دل
قدرت تری ہم نفس ہے اے دل

مطلب: اے انسان! یہ تو بتا کہ ان نعمتوں کے ہوتے ہوئے بھلا تجھے اور کس شے کی تمنا اور ہوس ہے ۔ جب کہ ساری فطرت اور تمام مناظر فطرت تیرے جذبات سے ہم آہنگ ہو کر تیرے رفیق بن چکے ہیں ۔

پیامِ عشق

سن اے طلب گارِ دردِ پہلو! میں ناز ہوں، تو نیاز ہو جا
میں غزنوی سومناتِ دل کا ہوں تو سراپا ایاز ہو جا

معانی: دردِ پہلو: مراد دردِ عشق ۔ ناز: حسن ۔ نیاز: مراد عاشق ۔ غزنوی: سلطان محمود غزنوی جس نے سومنات کے بت توڑے تھے، مراد بت شکن ۔
مطلب: اے میرے ہم عصر انسان! اگر تو عشق حقیقی کا طلبگار ہے تو میری طرح محبوب کی شخصیت کو عزیز رکھتے ہوئے تو بھی یہی رویہ اختیار کر ۔ اگر دل کو سومنات کا مندر تسلیم کر لیا جائے تو میری شخصیت محمود غزنوی کے مماثل ہے جس نے اس مندر کو ریزہ ریزہ کر دیا تھا ۔

نہیں ہے وابستہ زیرِ گردوں کمال شانِ سکندری سے
تمام ساماں ہے تیرے سینے میں، تو بھی آئینہ ساز ہو جا

معانی: زیرِ گردوں: آسمان کے نیچے، دنیا میں ۔ شانِ سکندری: سکندرِ اعظم کا سا عزت و مرتبہ ۔ آئینہ ساز: یعنی اپنے فن میں ماہر ۔
مطلب: یہ جان لے کہ کائنات میں حصول عروج و کمال کے لیے سکندر اعظم جیسے فرمانروا کی شان و شوکت ضروری نہیں ہوتی ۔ سکندر نے بے شک وہ تاریخی آئینہ ایجاد و نصب کیا جو بعد میں تاریخ کا حصہ بن گیا لیکن تیرے سینے میں بھی ایسے کمالات چھپے ہوئے ہیں تو اگر ان کو ظاہر کر دے تو تجھے بھی لوگ سکندر اعظم سے کم مرتبہ کا اہل نہیں سمجھیں گے ۔

غرض ہے پیکارِ زندگی سے کمال پائے ہلال تیرا

جہاں کا فرضِ قدیم ہے تو، ادا مثالِ نماز ہو جا

معانی: پیکارِ زندگی: زندگی کی تگ و دو، دوڑ دھوپ ۔ کمال پانا: کامل، پورا ہونا ۔ ہلال: پہلی رات کا چاند ۔ جہاں : دنیا ۔ فرضِ قدیم : پرانا فرض ۔ مثالِ نماز: نماز کی طرح ۔

مطلب: مسلسل جدوجہد زندگی میں عروج و کمال حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے بے شک تیری شخصیت ابھی پہلی رات کے چاند کی سی ہے تاہم مسلسل جدوجہد کے ذریعے یہ امر ناممکن نہیں کہ تو بدر کامل بن جائے یعنی انتہائی عروج حاصل کر لے ۔ تجھے تو باری تعالیٰ نے ہزاروں برس قبل دنیا میں اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے بھیجا تھا ۔ ان مقاصد کی تکمیل کے لیے اسی طرح نماز کی ادائیگی کے لئے مخصوص ضابطوں پر عمل ضروری ہوتا ہے ۔

نہ ہو قناعت شعارِ گل چیں اسی سے قائم ہے شان تیری

وفورِ گل ہے اگر چمن میں ، تو اور دامن دراز ہو جا

معانی: قناعت شعار: تھوڑی چیز پر خوش ہونے والا ۔ گل چیں : پھول توڑنے والا ۔ قائم: برقرار ۔ وفورِ گل: پھولوں کی کثرت ۔ دامن دراز: لمبی جھولی والا ۔

مطلب: یہ امر بھی ذہن نشیں کر لے کہ کبھی کبھی قناعت کا شعار بھی حالات سے ہم آہنگ نہیں ہوتا اگر خداوند ذوالجلال اپنی نعمتوں میں مزید وسعت پیدا کرتا ہے تو تیری طلب کا دامن بھی دراز ہو جانا چاہیے ۔ بصورت دیگر تیرا رویہ کفران نعمت سے تعبیر کیا جائے گا ۔

گئے وہ ایام اب زمانہ نہیں ہے صحرا نوردیوں کا

جہان میں مانندِ شمعِ سوزاں میانِ محفل گداز ہو جا

معانی: صحرانوردیوں : صحرانوردی کی جمع، جنگلوں بیابانوں میں پھرنا ۔ شمعِ سوزاں : جلتی ہوئی موم بتی ۔ میانِ محفل: محفل، بزم کے اندر ۔ گداز ہو جا: پگھل جا ۔
مطلب: وہ دور تو کبھی کا ختم ہو چکا جب قیس کی طرح عشق میں لوگ صحرانوردی اختیار کر لیتے تھے اور اپنے شہر کے علاوہ گھر اور عزیز و اقارب سے بھی بے نیاز ہو جاتے تھے ۔ اب تو یہ امر لازم ہے کہ شمع کی طرح محفل کو روشنی عطا کر ۔ اس شعر میں اقبال نے عملاً رہبانیت کی نفی کرتے ہوئے کہا ہے کہ اب تو لوگوں کے درمیان رہ کر ہی ملک و ملت کے لیے جدوجہد کرنا لازمی امر ہے ۔

وجود افراد کا مجازی ہے، ہستیِ قوم ہے حقیقی
فدا ہو ملت پہ یعنی آتش زنِ طلسمِ مجاز ہو جا

معانی: وجود: زندگی ۔ مجازی: جو حقیقی نہ ہو ۔ ہستیِ قوم: قوم کا وجود ۔ آتشِ زن: آگ لگانے والا ۔ طلسمِ مجاز: مجاز کا جادو ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال ایک اہم نقطہ پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ دنیا میں فرد کی زندگی تو مجازی اور غیر حقیقی ہوتی ہے جو ناقابل اعتبار ہے ۔ کوئی بھی تو یہ نہیں جانتا کہ وہ کب تک زندہ رہے گا ۔ جب کہ فرد کے بالمقابل قوم کا وجود حقیقی ہوتا ہے ۔ افراد مٹ جاتے ہیں لیکن قومیں زندہ رہتی ہیں چنانچہ یہ امر لازم ہے کہ ذاتی نفع نقصان سے بے نیاز ہو کر قوم کی تعمیر کے لیے جدوجہد کی جائے ۔

یہ ہند کے فرقہ ساز اقبال آزری کر رہے ہیں گویا
بچا کے دامن بتوں سے اپنا غبارِ راہِ حجاز ہو جا

معانی: فرقہ ساز: فرقہ پرست ۔ آزری: بت تراشنا، گھڑنا ۔ دامن بچانا: کسی برائی سے بچ کے رہنا ۔ غبارِ راہِ حجاز ہو جا: حجاز کے راستے کی گرد بن جا، مراد حضور اکرم کے عشق میں ڈوب جا ۔

مطلب: نظم کے اس آخری شعر میں اقبال اپنے عہد میں ہندی مسلمانوں کی فرقہ پرستی کو آزری اور بت تراشی کے علاوہ بت پرستی سے تعبیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا یہ رویہ افسوسناک ہے لہذا بہتر یہی ہے کہ اس نوع کی بت پرستی سے دامن بچا کر مدینہ کی راہ اختیار کی جائے اور وہیں زندگی گزار دی جائے ۔

فراق

تلاشِ گوشۂ عزلت میں پھر رہا ہوں میں
یہاں پہاڑ کے دامن میں آچھپا ہوں میں

معانی: گوشۂ عزلت: تنہائی کا کونا ۔ دامن: وادی ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال اپنے محبوب سے ہجر و فراق کے لمحات میں اپنی نفسیاتی کیفیت کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میری بے چینی اور اضطراب کا یہ عالم ہے کہ ایسے مقام پر جہاں تنہائی نصیب ہو سکے اس کی تلاش میں مارا مارا پھر رہا ہوں ۔ چنانچہ اسی تلاش کے سبب مجھے ایک پہاڑ کے دامن میں پناہ لینا نصیب ہوا ہے یعنی تنہائی کی تلاش پہاڑ کے دامن تک لے آئی ہے ۔

شکستہ گیت میں چشموں کے دلبری ہے کمال
دعائے طفلکِ گفتار آزما کی مثال

معانی: طفلکِ گفتار آزما: وہ معصوم بچہ جو ابھی باتیں کرنا سیکھ رہا ہو ۔ مثال: طرح، مانند ۔
مطلب: یہاں پہاڑ سے نکلنے والے چشموں کی روانی سے اپنے نغمے پھوٹ رہے ہیں جو دلکشی اور محبوبیت کے حامل ہیں ۔ یہ نغمات اس بچے کی آواز کے مانند ہیں جو اپنی توتلی زبان میں بولنے کی کوشش کر رہا ہو ۔

ہے تختِ لعلِ شفق پر جلوسِ اخترِ شام
بہشت دیدہَ بینا ہے حسنِ منظرِ شام

معانی: تختِ لعلِ شفق: دن اور شام کے وقت آسمان پر پھیلنے والی سرخی کو سرخ تخت کہا ۔ جلو: مراد تخت پر بیٹھنا ۔ اختر: ستارہ ۔ بہشت دیدہَ بینا: ظاہری آنکھ کے لیے بہشت کی مانند ۔ حسنِ منظرِ شام: شام کے وقت کا خوبصورت نظارہ ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ اس لمحے پہاڑ کے دامن سے بوقت شام سورج غروب ہونے کے عمل میں ہے اور اس کے سبب جو شفق پھوٹی ہے اس کے پس منظر میں شام کا ستارہ اپنی پناہ گاہ سے برآمد ہو رہا ہے ۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ یہ خوبصورت منظر بہشت کے مناظر کی طرح حسن و جمال سے ہم آہنگ ہے ۔

سکوتِ شام جدائی ہوا بہانہ مجھے
کسی کی یاد نے سکھلا دیا ترانہ مجھے

معانی: شام جدائی: محبوب سے دوری کی شام ۔ ترانہ سکھانا: گانا سکھانا ۔
مطلب: محبوب کے ہجر و فراق میں شام کے وقت کا سکوت اور تنہائی میرے لیے ایک بہانہ ثابت ہو رہے ہیں کہ اپنے محبوب کی یاد میں نغمے گاؤں ۔

یہ کیفیت ہے مری جانِ ناشکیبا کی
مری مثال ہے طفلِ صغیرِ تنہا کی

معانی: کیفیت: حالت ۔ ناشکیبا: بے چین، بیقرار ۔ طفلِ صغیر: چھوٹا معصوم بچہ ۔
مطلب: میری مضطرب، بے چین اور بے صبر روح کی حالت محبوب کی جدائی میں اس ننھے بچے کی مانند ہے جو کچھ بولنے کی کوشش میں غوں غاں کرتا رہتا ہے ۔

اندھیری رات میں کرتا ہے وہ سرود آغاز
صدا کو اپنی سمجھتا ہے غیر کی آواز

مطلب: اس سے جو آہنگ پیدا ہوتا ہے اس کو کسی دوسرے شخص کی آواز سمجھ کر مسرت و خوشی کا اظہار کرتے ہوئے کلکاریاں مارتا ہے ۔

یونہی میں دل کو پیامِ شکیب دیتا ہوں
شبِ فراق کو گویا فریب دیتا ہوں

معانی: پیامِ شکیب: صبر، قرار کا پیغام ۔ شبِ فراق: جدائی کی رات ۔ گویا: جیسے ۔ فریب دینا: دھوکا دینا ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ اس تنہائی میں میں بھی اس ننھے بچے کی طرح اپنے دل کو تسلی دینے کی کوشش کر رہا ہوں اور نغمے گا گا کر ہجر و فراق کی رات کو فریب دینے کی سعی میں ہمہ تن مصروف ہوں ۔ مراد یہ ہے کہ محبوب سے جدائی اور فراق کی گھڑیاں ایک عاشق کے لیے اس قدر کرب آمیز اور جانگسل ہوتی ہیں کہ وہ تمام ہنگامہ ہاوَ ہو کو ترک کر کے کوئی ایسا گوشہ تنہائی تلاش کرتا ہے جہاں فراق کے اس کرب سے نجات حاصل ہو سکے وہاں وہ اپنی دھن میں اسی طرح ہجر و فراق کے نغمے گا کر خود کو اس طرح سے فریب دیتا ہے جیسے ایک ننھا بچہ اپنی غوں غاں کو دوسرے کی آواز جان کر خوش ہوتا ہے ۔

عبدالقادر کے نام

اٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا اُفق خاور پر
بزم میں شعلہ نوائی سے اجالا کر دیں

معانی: عبدالقادر: شیخ عبدالقادر جو اقبال کے پرانے ساتھی تھے ۔ انھوں نے 1901 میں اپنا اردو کا مشہور رسالہ مخزن نکالا ۔ ظلمت: اندھیرا ۔ افقِ خاور: مشرق کا آسمانی کنارہ ۔
مطلب: اقبال نے یہ اشعار خط کی صورت میں اپنے بہترین اور جگری دوست سر عبدالقادر کے نام لکھ کر بھیجے تھے ۔ اقبال اور سر عبدالقادر خیالات و نظریات کے حوالے سے اس قدر ہم آہنگ نظر آتے کہ علامہ کی شاعری کا ایک بڑا حصہ سر عبدالقادر کی زیر ادارت مشہور زمانہ جریدے مخزن میں ہی شاءع ہوا ۔ چنانچہ سر عبدالقادر سے مکالمہ کرتے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ یہ خطہ مشرق جو ہمیشہ علم و فضل کا گہوارہ رہا ہے اور جس سے فہم و دانش کی روشنی ہمیشہ طلوع ہوتی ہے وہاں پر ظلمت، تاریکی اور جہالت نے اپنا تسلط جما لیا ہے ۔ ان حالات میں ہم پر لازم ہے کہ اپنی جدوجہد اور تخلیقی صلاحیتوں کے ذریعے اس ظلمت اور جہالت کو فکر و احساس کی روشنی سے منور کر دیں ۔

ایک فریاد ہے مانندِ سپند اپنی بساط
اسی ہنگامے سے محفل تہ و بالا کر دیں

معانی: سپند: سیاہ دانہ جو آگ پر پڑنے سے چٹختا ہے ۔ بساط: حیثیت ۔ ہنگامہ: مراد کوشش، جدوجہد ۔ تہ و بالا کرنا: مراد انقلاب پیدا کر دینا ۔
مطلب: ہم میں اظہار کی قوت تو موجود ہے یہی قوت قوم و ملت کی فرسودہ بساط کو تہہ و بالا کر دینے کے لیے کافی ہے ۔ اسی طور پر یہاں انقلاب کی بنیاد ڈالی جا سکتی ہے ۔

اہلِ محفل کو دکھا دیں اثرِ صیقلِ عشق
سنگِ امروز کو آئینہ فردا کر دیں

معانی: صیقل: پالش، زنگ صاف کرنا ۔ سنگِ امروز: آج، حال کا پتھر ۔ آئینہ فردا: مستقبل کا آئینہ ۔
مطلب: اگر ہم ملت کو یہ باور کرا دیں کہ عشق حقیقی کو ہی تکمیل مقاصد کے لیے بروئے کار لایا جائے اور حالات کا مقابلہ سچے جذبے اور تڑپ سے کیا جائے تو ہمارے حال کی سنگینی مستقبل کی خوش حالی اور بہتری میں تبدیل ہو سکتی ہے ۔

جلوہَ یوسفِ گم گشتہ دکھا کر ان کو
تپش آمادہ تر از خونِ زلیخا کر دیں

معانی: یوسفِ گم گشتہ: کھویا ہوا یوسف، مراد پرانے صاحبِ کمال بزرگ جنھیں لوگ بھول گئے ہیں ۔ تپش آمادہ تر از خونِ زلیخا: مراد پرانے بزرگوں کی پیروی کے سلسلے میں زلیخا کے خون سے بھی زیادہ بیقرار ۔
مطلب: اپنی قوم کو درخشاں ماضی کی جھلک دکھا کر اس کے افراد کے قلوب میں وہی جذبہ اور تڑپ پیدا کر دیں جو یوسف کو دیکھ کر زلیخا کے دل میں پیدا ہوا تھا ۔ مراد یہ کہ حصول مدعا کا تصور بھی انسان کے لیے عمل ارتقاء کا موجب ہو سکتا ہے ۔

اس چمن کو سبق آئینِ نمو کا دے کر
قطرہَ شبنمِ بے مایہ کو دریا کر دیں

معانی: آئینِ نمو: بڑھنے پھولنے کا دستور، طریقہ ۔ شبنمِ بے مایہ: بے حقیقت اوس ۔ دریا کر دیں : مراد بے حقیقت سے عظیم بنا دیں ۔

مطلب: ملت کو ترقی کے لیے اس طرح آمادہ کریں کہ وہ جدوجہد کر کے انتہائی عروج پر پہنچ جائے ۔ اب تک تو ہم دوسروں کی تہذیب کے شیدائی رہے ہیں اور انہی کی نقل کرتے رہے ہیں لیکن اب یہ ضروری ہوگیا کہ ملت کو اپنی تہذیب اور اقدار کی طرف راغب کریں ۔

رختِ جاں بت کدہَ چیں سے اٹھا لیں اپنا
سب کو محوِ رخِ سعدیٰ و سلیمیٰ کر دیں

معانی: رخت جاں : روح کا سامان، مراد دل و جان ۔ بتکدہَ چیں : مراد اسلام سے ہٹ کر ہر طرح کی راءج الوقت تعلیم وغیرہ ۔ محو: مصروف، متوجہ ۔ رخِ سعدیٰ و سلیمیٰ: عرب کی مشہور حسیناؤں سعدیٰ و سلیمیٰ کا چہرہ، مراد عرب تہذیب و معاشرت کی خوبیاں ۔

دیکھ ! یثرب میں ہوا ناقہَ لیلیٰ بیکار
قیس کو آرزوئے نو سے شناسا کر دیں

مطلب: افسوسناک امر تو یہ ہے کہ اب تو مدینے میں یعنی اسلامی دنیا میں بھی وہ صلاحیت باقی نہیں رہی کہ دوسروں کو متاثر اور گرویدہ کر سکے لہذا یہ ضروری ہوگیا ہے کہ انہیں ایسی نئی روایت سے آگاہ کیا جائے جو ہماری بنیادی تہذیب اور اقدار سے ہم آہنگ ہو ۔

صِقلیہ

(جزیرہَ سسلی)

رولے اب دل کھول کر اے دیدہَ خوں نابہ بار
وہ نظر آتا ہے تہذیبِ حجازی کا مزار

معانی: صقلیہ: سسلی، بحیرہ روم کا مشہور جزیرہ جہاں مسلمانوں نے زوردار حکومت کی ۔ دیدہَ خوننابہ بار: خالص خون برسانے، رونے والی آنکھ ۔ تہذیب حجازی: مراد اسلامی تہذیب و تمدن ۔ مزار: مسلمانوں کی وہاں حکومت ختم ہونے کے سبب سے مزار کہا ۔

مطلب: ہسپانیہ کا مشہور جزیرہ صقلیہ جسے سسلی کے نام سے بھی موسوم کیا جاتا ہے ۔ خلفائے عثمانیہ کے عہد میں بڑی اہمیت کا حامل تھا ۔ یہ وہ دور تھا جب پورا ہسپانیہ مسلمانوں کے زیر نگیں تھا ۔ اقبال جب بحری جہاز کے ذریعے یورپ سے ہندوستان واپس آرہے تھے تو ان کا جہاز صقلیہ کے جزیرے سے بھی گزرا جسے دیکھ کر اقبال کہتے ہیں کہ وہ سامنے عرب مسلمانوں کی شان و شوکت اور تہذیب کا مزار نظر آرہا ہے اس کے باقیات کو دیدہَ عبرت نگاہ سے دیکھ اور پھر خون کے آنسو بہا لے ۔

تھا یہاں ہنگامہ ان صحرا نشینوں کا کبھی
بحر بازی گاہ تھا جن کے سفینوں کا کبھی

معانی: ہنگامہ: رونق، چہل پہل ۔ صحرا نشینوں: مراد عرب مسلمان جو ریگستانوں میں رہا کرتے تھے ۔ بازی گاہ: کھیلنے کی جگہ ۔ سفینوں: جمع سفینہ، کشتیاں ۔

مطلب: کبھی یہ جزیرہ ان عرب صحرانشینوں کے اقتدار کا مظہر ہوا کرتا تھا جن کے لیے سمندر ایک تماشے کی حیثیت رکھتا تھا ۔

زلزلے جن سے شہنشاہوں کے درباروں میں تھے
بجلیوں کے آشیانے جن کی تلواروں میں تھے

معانی: تلواروں میں بجلیوں کے آشیانے: مراد تلواریں آسمانی بجلی کی طرح چمکدار اور فنا کرنے والی تھیں ۔
مطلب: جن کے خوف سے بڑے بڑے شہنشاہوں کے درباروں میں لرزہ آجاتا تھا ۔ اور جن کی تلواروں میں بجلیاں پوشیدہ تھیں ۔ جو دشمنوں کو خاک و خون میں ملا کر رکھ دیتی تھیں ۔

اک جہانِ تازہ کا پیغام تھا جن کا ظہور
کھا گئی عصرِ کہن کو جن کی تیغِ ناصبور

معانی: جہانِ تازہ کا پیغام: مراد اسلامی تہذیب و تمدن ۔ ظہور: ظاہر ہونا، مراد وہاں حکومت ہونا ۔ عصرِ کہن: پرانا زمانہ ۔ تیغِ ناصبور: بے چین تلوار ۔
مطلب: ان مجاہدین کا وجود فرسودہ روایات کا خاتمہ کر کے ایک نئی تہذیب کو جنم دینے کا سبب بنا کرتا تھا ۔ ان کی تلوارں نے ماضی کی فرسودہ روایات کو فنا کر کے رکھ دیا تھا ۔

مردہ عالم زندہ جن کی شورش قم سے ہوا
آدمی آزاد زنجیرِ توہم سے ہوا

معانی: مردہ عالم: مراد جذبوں اور ولولوں سے عاری قوم ۔ شورشِ قم: مراد ان کے جوش انگیز نعرے ۔ زنجیر توہم: وہم پرستی کی بیڑی یعنی وہم پرستی ۔

مطلب: جن کے نعروں سے اس وقت کے مردہ عہد میں جان پڑ گئی تھی اور وہاں کے باسی توہمات کی دنیا سے نکل کر آزاد فضا میں سانس لینے لگے تھے ۔

غلغلوں سے جس کے لذت گیر اب تک گوش ہے
کیا وہ تکبیر اب ہمیشہ کے لیے خاموش ہے

معانی: غلغلوں : جمع غلغلہ، شور، بلند آواز ۔ لذت گیر: مزہ لینے والا ۔ گوش: کان ۔

مطلب: وہی عرب جن کے نعرے اب تک فضا میں گونج رہے ہیں کیا ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئے ۔

آہ! اے سسلی ! سمندر کی ہے تجھ سے آبرو
رہنما کی طرح اس پانی کے صحرا میں ہے تو

مطلب: اس شعر میں اقبال جزیرہ سسلی کو مخاطب کرتے ہوئے یوں گویا ہوئے ہیں کہ بیشک اے سسلی! سمندر کا وقار اور عظمت تیرے ہی دم سے ہے ۔ اگر اس سمندر کو پانی کا ایک صحرا تصور کر لیا جائے تو تیرا وجود اس صحرا میں بھٹکے ہوئے جہازوں اور مسافروں کے لیے ایک رہنما کی حیثیت کا حامل ہے ۔

زیب تیرے خال سے رخسارِ دریا کو رہے
تیری شمعوں سے تسلی بحر پیما کو رہے

معانی: زیب: آرائش ۔ خال: مراد جزیرہ ۔ رخسارِ دریا: سمندر کا گال یعنی سمندر ۔ بحرپیما: سمندروں کا سفر کرنے والا ۔
مطلب: اے سسلی! تیرا وجود تو اس ماحول میں ایک ایسے تل کے مانند ہے جو خوبصورت چہروں پر زیب و زینت کا باعث ہوتا ہے ۔ رات کے لمحات میں تیری روشنیاں جہاز رانوں کے لیے اطمینان اور رہنمائی کا سبب بنتی ہیں ۔

ہو سبک چشمِ مسافر پر ترا منظر مدام
موجِ رقصاں تیرے ساحل کی چٹانوں پر مدام

معانی: سبک ہونا: مراد دل کشی کا سبب ہونا ۔ مدام: ہمیشہ ۔
مطلب: اے سسلی! خدا کرے اس سمندر میں تیرا وجود ہمیشہ برقرار رہے اور اہل مسافرت کے لیے تو ہمیشہ رہنمائی کے فراءض انجام دیتا رہے اور سمندر کی بپھری ہوئی موجیں ہمیشہ تیرے ساحل کی چٹانوں پر رقص کرتی رہیں ۔

تو کبھی اس قوم کی تہذیب کا گہوارہ تھا
حسنِ عالم سوز جس کا آتشِ نظارہ تھا

معانی: اس قوم: مراد عرب مسلمان ۔ حسن عالم سوز: دنیا کو جلانے والا حسن، مراد دلوں میں عشق کی آگ بھڑکانے والا حسن ۔ آتشِ نظارہ: مراد جسے دیکھ کر آنکھیں چکاچوند ہو جائیں ۔
مطلب: اے سسلی! یہ مت بھول کہ تو کبھی اس قوم کی تہذیب سے ہم آہنگ تھا جس کے طنطنے سے ساری دنیا لرزتی تھی ۔ مراد یہ ہے کہ مسلمان حکمرانوں کے زیر تسلط تیری شان و شوکت انتہائی عروج پر رہی ۔ آج وہ موجود نہیں پھر بھی تو دنیا کو اپنے وجود کا احساس دلاتا ہے ۔

نالہ کش شیراز کا بلبل ہوا بغداد پر
داغ رویا خون کے آنسو جہاں آباد پر

معانی: نالہ کش: مراد ماتم کرنے، رونے والا ۔ شیراز کا بلبل: مراد شیخ شعدی ۔ داغ: مراد داغ دہلوی ۔ جہاں آباد: دہلی کا پرانا نام ۔

اے سلی! میں جانتا ہوں کہ بغداد کی تباہی نے سعدی جیسے بلند پایہ شاعر کو خون کے آنسو بہانے پر مجبور کیا ۔ :مطلب داغ مرحوم دہلی کی تباہی پر نالہ کشاں ہوئے ۔

آسماں نے دولتِ غرناطہ جب برباد کی
ابنِ بدروں کے دلِ ناشاد نے فریاد کی

معانی: دولتِ غرناطہ: ہسپانیہ کی ایک ریاست غرناطہ کی حکومت ۔ ابن بدروں : ایک مشہور عرب شاعر جس نے غرناطہ کی تباہی پر مرثیہ لکھا تھا ۔

مطلب: جب غرناطہ کی سلطنت کا خاتمہ ہوا اور وہاں کی تہذیب کو گھن لگ گیا تو ابن بدروں اس المیے پر نالہ وفریاد کرتا رہا ۔

غم نصیب اقبال کو بخشا گیا ماتم ترا
چن لیا تقدیر نے وہ دل کہ تھا محرم ترا

معانی: ماتم ترا: یعنی صقلیہ کا ماتم ۔ محرم: واقف حال ۔

مطلب: سارے غم اس عہد کے شعرا اور دانشوروں نے اپنے لیے مخصوص کر لیے جب کہ مجھے یعنی اقبال کو قدرت نے تیری تباہی کے دکھ سے نوازا ہے ۔ اس لیے کہ میں ہی تیری عظمت و شان سے آگاہی رکھتا ہوں ۔

ہے ترے آثار میں پوشیدہ کس کی داستاں
تیرے ساحل کی خموشی میں ہے اندازِ بیاں

معانی: ساحل: سمندر کا کنارہ ۔ اندازِ بیاں: بات کرنے کا ڈھنگ ۔ سراپا: پورے طور پر ۔

مطلب: اے سسلی! مجھے زبان حال سے اتنا بتا دے کہ تیری برباد ہونے والی قدیم عمارتوں میں کن لوگوں کی داستانیں پوشیدہ ہیں ۔ ہر چند کی تیرا ساحل ساکت و خاموش ہے اس کے باوجود یوں لگتا ہے جیسے وہ مجھ سے کچھ کہنے کا خواہاں ہے ۔

درد اپنا مجھ سے کہہ میں بھی سراپا درد ہوں
جس کی تو منزل تھا، میں اس کارواں کی گرد ہوں

معانی: گرد: مٹی ۔

مطلب: سو میں جو خود بھی سراپا درد کی حیثیت رکھتا ہوں اس سے اپنے دکھ اور کرب کا احوال بیان کر دے ۔ یہ جان لے کہ جس قوم نے تجھے اپنی منزل قرار دے کر تیری شان و شوکت میں اضافہ کیا تھا میں بھی اسی قوم کا ایک فرد ہوں ۔

رنگ، تصویرِ کہن میں بھر کے دکھلا دے مجھے

قصہ ایامِ سلف کا کہہ کے تڑپا دے مجھے

معانی: تصویرِ کہن: پرانی تصویر، مراد اس دور کا نقشہ ۔ قصہ: کہانی ۔ ایام سلف: گزرے ہوئے دن ۔

مطلب: اے جزیرہ سسلی! آج پھر مجھے ایام ماضی کی داستانیں سنا دے اور یہ بتا دے کہ میرے اسلاف کی شان و شوکت کیسی تھی ۔

میں ترا تحفہ سوئے ہندوستاں لے جاؤں گا

خود یہاں روتا ہوں، اوروں کو وہاں رلواؤں گا

معانی: اوروں کو: یعنی دوسرے مسلمانوں کو ۔

مطلب: بے شک ان داستانوں کو سن کر میں مضطرب ہو جاؤں گا تاہم اپنے وطن جا کر وہاں کے لوگوں کو بھی یہ داستانیں سناؤں گا اور جس طرح یہاں بہا رہا ہوں وہاں کے لوگ بھی اس انقلاب زمانہ پر خون کے آنسو روئیں گے ۔

ستارہ

قمر کا خوف کہ ہے خطرۂ سحر تجھ کو
مآلِ حسن کی کیا مل گئی خبر تجھ کو

معانی: قمر: چاند، خطرۂ سحر: صبح کا اندیشہ، ڈر۔ مآل: انجام ۔
مطلب: اس نظم میں اقبال کا بنیادی تصور تغیر و انقلاب کے علاوہ مسئلہ جبر و قدر کی نشاندہی سے متعلق بھی ہے ۔ چنانچہ وہ ستارہ سے ہم کلام ہوتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے ستارے! مجھے اتنا بتا دے کہ کیا تو چاند کی روشنی سے خوفزدہ ہے یا پھر تجھے صبح ہونے کا خطرہ ہے کہ چاند کی روشنی میں تیری روشنی زائل ہو کر رہ جائے گی ۔ اسی طرح صبحدم سورج کے طلوع ہونے کے سبب بھی تجھے کم و بیش اسی صورت حال کا سامنا کرنا پڑے گا ۔ اس کے علاوہ کہیں ایسا تو نہیں کہ تجھے اس حقیقت کا پتہ چل گیا ہے کہ حسن کا انجام آخر کیا ہوتا ہے ۔ مراد یہ کہ ستارہ میں بھی ایک حسن ہوتا ہے اور زوال بالآخر حسن کا مقدر ہے سو اسی پس منظر میں یہ بات یہاں کی گئی ہے ۔

متاعِ نور کے لٹ جانے کا ہے ڈر تجھ کو
ہے کیا ہراسِ فنا صورتِ شرر تجھ کو

معانی: لٹ جانا: لوٹا جانا ۔
مطلب: یا پھر ایسا تو نہیں کہ تجھے اپنے نور کی دولت کے لٹ جانے کا خطرہ ہے یا پھر یہ خیال تجھے کھائے جا رہا ہے کہ چنگاری کی مانند لمحے بھر میں اپنی روشنی سے محروم ہو جائے گا ۔

زمیں سے دُور دیا آسماں نے گھر تجھ کو
مثالِ ماہ اُڑھائی قبائے زر تجھ کو

معانی: مثالِ ماہ: چاند کی طرح ۔ اُڑھائی: پہنائی ۔ قبائے زر: سونے کی قبا ۔
مطلب: اس انداز سے تجھے خوفزدہ تو نہیں ہونا چاہیے کہ قدرت نے تجھے سطح زمین سے کافی بلندی پر گھر عطا کیا ہے اور چاند جیسی روشنی بھی بخشی ہے ۔

غضب ہے پھر تری ننھی سی جان ڈرتی ہے
تمام رات تری کانپتے گزرتی ہے

معانی: غضب ہے: کتنی بری بات ہے ۔
مطلب: اس کے باوجود حیرت یہ ہے کہ تجھ پر خوف طاری رہتا ہے اور تمام شب تو کانپتا رہتا ہے

چمکنے والے مسافر عجب یہ بستی ہے
جو اَوج ایک کا ہے دوسرے کی پستی ہے

معانی: مسافر: ستارے کو چلتے رہنے کی وجہ سے مسافر کہا ۔ اوج: بلندی ۔
مطلب: اے ستارہ تیری روشنی بجا! لیکن اس حقیقت کو فراموش نہ کر کہ یہ کائنات عجیب و غریب شے ہے ۔ یہاں کی کیفیت تو یہ ہے کہ ایک شے کو عروج حاصل ہوا تو زوال دوسری شے کا مقدر بن گیا ۔

اجل ہے لاکھوں ستاروں کی اک ولادتِ مہر
فنا کی نیند مئے زندگی کی مستی ہے

معانی: اجل: موت ۔ ولادتِ مہر: مراد سورج کا طلوع ہونا ۔ مئے زندگی: زندگی کی شراب ۔

مطلب: اس کی مثال کچھ یوں ہے کہ سورج کے طلوع ہوتے ہی لاکھوں ستارے اس کی تیزروشنی کے سبب ناپید ہو جاتے ہیں ۔ یوں سمجھ لے کہ جسے ہم فنا کے نام سے تعبیر کرتے ہیں وہ دراصل زندگی کا ہی ایک دوسرا رخ ہے ۔

وداعِ غنچہ میں ہے رازِ آفرینشِ گل
عدم عدم ہے کہ آئینہ دارِ ہستی ہے

معانی: وداعِ غنچہ: مراد کلی کے کھلنے کا عمل ۔ آفرینشِ گل: مراد پھول بننا ۔ عدم: فنا، نیستی ۔ آئینہ دارِ ہستی: زندگی کا مظہر، دکھانے والا ۔

مطلب: غنچہ کھل کر اپنی ہی ء ت کھو بیٹھتا ہے اور بالاخر ایک شگفتہ پھول بن جاتا ہے ۔ بالفاظ دگر غنچے کی موت عملاً پھول کی زندگی بن جاتی ہے ۔ چنانچہ اس ساری صورت حال کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا جائزہ لیا جائے تو یہ راز آشکار ہوکر سامنے آئے گا کہ ہم جسے موت کا نام دیتے ہیں وہ عملاً موت نہیں ہے اس کے برعکس زندگی کے اظہار کا نام ہے ۔

سکوں محال ہے قدرت کے کارخانے میں
ثبات ایک تغیر کو ہے زمانے میں

معانی: قدرت کا کارخانہ: مراد قدرت کا نظام ۔ ثبات: قرار، ٹکے رہنا ۔ تغیر: تبدیلی، بدلتے رہنے کی حالت ۔

مطلب: سوائے ستارے! یہ جان لے کہ پوری کائنات میں کسی مرحلے پر بھی سکون و اطمینان کا حصول ممکن نہیں ۔ ہاں اگر کسی چیز کو استقلال ہے تو اس کا نام تغیر اور تبدیلی کے سوا اور کچھ نہیں ۔ مراد یہ ہے کہ اس کائنات کی بنیادی خصوصیت ہمہ وقت تغیر و انقلاب ہے ۔ اس نوع کی تبدیلیاں فطرت کے مظاہر کا بنیادی جزو ہیں ۔

دو ستارے

آئے جو قِراں میں دو ستارے
کہنے لگا ایک دوسرے سے

معانی: قِراں : دو ستاروں کا ایک برج میں جمع ہونا ۔
مطلب: اقبال نے معمول کے مطابق اپنی بیشتر نظموں میں زندگی کے چھوٹے بڑے مسائل کا ذکر کسی نہ کسی شے کے حوالے سے کیا ہے یہ نظم بھی اسی نوعیت کی حامل ہے جس میں دو ستاروں کے حوالے سے یہ امر واضح کیا گیا ہے کہ جدائی اور فنا بالاخر ہر شے کا مقدر ہے ۔ اس میں اقبال کہتے ہیں کہ دو ستارے ایک برج میں یکجا ہوئے تو ایک نے دوسرے سے کہا ۔

یہ وصل مدام ہو تو کیا خوب
انجامِ خرام ہو تو کیا خوب

تھوڑا سا جو مہرباں فلک ہو
ہم دونوں کی ایک ہی چمک ہو

معانی: فلک: آسمان ۔

مطلب: اگر آسمان ہم پر قدرے مہربان ہو جائے اور ہماری روشنی یکجا ہو جائے تو ہماری قوت میں بھی اضافہ ہو سکتا ہے اور ہماری افادیت بھی زیادہ ممکن ہو سکتی ہے ۔

لیکن یہ وصال کی تمنا
پیغامِ فراق تھی سراپا

معانی: سراپا: پورے طور پر ۔

مطلب: لیکن ہوا یوں کہ دونوں ستاروں کے مابین مستقل وصال کی خواہش لمحے بھر میں فراق اور جدائی کا پیغام بن کر رہ گئی ۔

گردش تاروں کا ہے مقدر
ہر ایک کی راہ ہے مقرر

مطلب: اس لیے کہ یہ امر تو ستاروں کا مقدر بن چکا ہے کہ ہر لمحے گردش کرتے رہیں اور مسافرت ان کا اوڑھنا بچھونا ہو ۔

ہے خواب ثباتِ آشنائی
آئین جہاں کا ہے جدائی

معانی: خواب: مراد جس کی کوئی حقیقت نہیں ۔ ثباتِ آشنائی: دوستی کا مستقل ہونا ۔
مطلب: نیز یہ کہ اس گردش اور سفر میں ہر ستارے کا راستہ متعین ہے جس سے وہ کسی مرحلے پر بھی سر موانحراف نہیں کر سکتا ۔ کہ جدائی اور فنا ہر شے کا مقدر ہے ۔

گورستان شاہی

آسماں بادل کا پہنے خرقۂ دیرینہ ہے
کچھ مکدر سا جبینِ ماہ کا آئینہ ہے

معانی: گورستانِ شاہی: دکن میں قطب شاہی بادشاہوں کا قبرستان، مقبرہ، علامہ نے وہاں کی زیارت کی تھی جس کا نتیجہ یہ نظم ہے ۔ خرقۂ دیرینہ: پرانی گدڑی ۔ مکدر: دھندلا، میلا ۔
مطلب: اقبال کی یہ طویل نظم ان دنوں کی یادگار تخلیق ہے جب بیسویں صدی کی پہلی دہائی میں وہ حیدرآباد دکن کے دورے پر گئے ۔ وہاں انھوں نے اور چیزوں کے علاوہ مقامی فرمانرواؤں کے مزار اور مقابر بھی دیکھے ۔ انہی کے حوالے سے اس نظم کی تخلیق ہوئی ۔ گورستان شاہی کا منظر نامہ کچھ یوں ہے جیسے اس پر ایستادہ آسمان نے کٹے پھٹے بادلوں کا بوسیدہ لباس پہن رکھا ہوا ہے ۔

چاندنی پھیکی ہے اس نظارۂ خاموش میں
صبحِ صادق سو رہی ہے رات کی آغوش میں

مطلب: انہی بادلوں کے سبب چاند کی روشنی بھی مدھم پڑی ہوئی ہے اور صبح صادق تو ابھی شب کی آغوش میں ہی محو خواب ہے ۔

کس قدر اشجار کی حیرت فزا ہے خامشی
بربطِ قدرت کی دھیمی سی نوا ہے خامشی

معانی: اشجار: جمع شجر، درخت ۔ حیرت فزا: حیرانی بڑھانے والی ۔ بربط: باجا ۔ نوا: لے، سر ۔
مطلب: یہاں جو درخت ایستادہ ہیں وہ اس قدر خامشی اور سکوت کے عالم میں ایستادہ ہیں کہ ان کی یہ خامشی دیکھ کر عقل حیران رہ جاتی ہے ۔ یہ خامشی دیکھا جائے تو فطرت کے کسی ساز موسیقی کی دھیمی سی لے ہے ۔

باطنِ ہر ذرۂ عالم سراپا درد ہے
اور خاموشی لبِ ہستی پہ آہِ سرد ہے

معانی: ہر ذرہ عالم: دنیا کی چھوٹی سے چھوٹی چیز ۔ سراپا درد: پورے طور پر تکلیف ۔ لب ہستی: وجود کے ہونٹ ۔
مطلب: یوں لگتا ہے جیسے اس دنیا کا ذرہ سرتا پا باطنی درد اور کرب کا شکار ہے جب کہ یہ خامشی زندگی کے ہونٹوں پر ایک آہ سرد کی حیثیت رکھتی ہے ۔

آہ! جولاں گاہِ عالمگیر یعنی وہ حصار
دوش پر اپنے اٹھائے سیکڑوں صدیوں کا بار

معانی: جولاں گاہِ عالمگیر: مراد بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے جہاں گولکنڈہ کا مقام پر مشہور قلعہ فتح کرنے کے لیے حملہ کیا تھا ۔ حصار: قلعہ ۔ دوش: کندھا ۔
مطلب: اقبال گورستان شاہی کے قریب ایستادہ اس عظیم الشان قلعہ کی نشاندہی کرتے ہیں جس کو فتح کرنے کے لیے 1687 میں مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے گولکنڈہ کا محاصرہ کیا تھا ۔ اس قلعے کے گردوپیش کی زمیں میدان جنگ بن گئی تھی ۔ صدیوں کا بوجھ اٹھائے ہوئے یہ قلعہ جو کبھی زندگی کی چہل پہل کا مظہر ہو گا آج اس پر اداسی چھائی ہوئی ہے ۔

زندگی سے تھا کبھی معمور، اب سنسان ہے
یہ خموشی اس کے ہنگاموں کا گورستان ہے

معانی: معمور: آباد ۔
مطلب: قلعے کے چاروں اطراف پھیلی ہوئی ویرانی فی الواقع یہاں کی گزری ہوئی زندگی کے قبرستان کی حیثیت رکھتی ہے ۔

اپنے سکانِ کہن کی خاک کا دل دادہ ہے
کوہ کے سر پر مثالِ پاسباں استادہ ہے

معانی: سکانِ کہن: پرانے رہنے والے ۔ دلدادہ: عاشق ۔ مثالِ پاسباں: چوکیدار، محافظ کی طرح ۔ استادہ: کھڑا، ایستادہ ۔
مطلب: دیکھا جائے تو یہ قلعہ نہ صرف یہ کہ اپنے قدیم باسیوں کی خاک کا عاشق ہے بلکہ پہاڑ کے اوپر قبرستان کے محافظوں کی مانند ایستادہ ہے ۔

ابر کے روزن سے وہ بالائے بامِ آسماں
ناظرِ عالم ہے نجمِ سبز فامِ آسماں

معانی: بالائے بامِ آسماں: آسمان کی چھت کے اوپر ۔ ناظرِ عالم: دنیا کو دیکھنے والا ۔ سبز فام: ہرے رنگ کا ۔
مطلب: ایک ستارہ جو آسمان کی بلند فضا میں چمک رہا ہے یوں لگتا ہے جیسے جھک جھک کر بادلوں کے سوراخوں سے جھانک رہا ہے ۔

خاکبازی وسعتِ دنیا کا ہے منظر اسے
داستاں ناکامیِ انساں کی ہے ازبر اسے

معانی: خاکبازی: مراد حقیر، معمولی سی بات ۔ ازبر: منہ زبانی یاد ۔
مطلب: دنیا کی وسعت کا نظارہ اس کے لیے ایک کھیل کی مانند ہے کہ اس کو تو انسانی ناکامیوں کی تمام داستانیں پوری طرح یاد ہیں ۔

ہے ازل سے یہ مسافر سوئے منزل جا رہا
آسماں سے انقلابوں کا تماشا دیکھتا

معانی: سوئے منزل: منزل کی طرف ۔ انقلابوں : جمع انقلاب، تبدیلیاں ۔
مطلب: ہرچند کہ ستارہ اپنی منزل کی جانب محو سفر ہے اس کے باوجود وہ آسمان کی بلندیوں سے ان انقلابات کا نظارہ بھی کر رہا ہے جو زمین پر برپا ہو رہے ہیں ۔

گو سکوں ممکن نہیں عالم میں اختر کے لیے
فاتحہ خوانی کو یہ ٹھہرا ہے دم بھر کے لیے

معانی: اختر: ستارہ ۔ فاتحہ خوانی: مردے کو ثواب پہنچانے کے لیے سورہ فاتحہ وغیرہ پڑھنا ۔
مطلب: ظاہر ہے اس ستارے کا مقدر سفر ہے چنانچہ اس کا کسی ایک مقام پر قیام ممکن نہیں ہے اس کے باوجود وہ ایک لمحے کے لیے جو یہاں رک گیا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس قبرستان شاہی پر فاتحہ خوانی کر رہا ہے ۔

رنگ و آبِ زندگی سے گل بدامن ہے زمیں
سیکڑوں خوں گشتہ تہذیبوں کا مدفن ہے زمیں

معانی: رنگ و آب: سجاوٹ، رونق کا سامان ۔ گل بدامن: جھولی میں پھول لیے ہوئے ۔ خوں گشتہ: مراد مٹی ہوئی ۔ تہذیبوں: جمع تہذیب، مل کر زندگی گزارنے کے طور طریقے ۔
مطلب: یوں بھی یہ سرزمیں زندگی کی چمک دمک کی مظہر ہونے کے علاوہ ایسے قبرستان کی حیثیت رکھتی ہے جس میں سینکڑوں تہذیبیں دفن ہیں ۔

خواب گہ شاہوں کی ہے یہ منزلِ حسرت فزا
دیدہَ عبرت خراجِ اشکِ گلگوں کر ادا

معانی: خواب گہ: خواب گاہ، آرام کی جگہ، مدفن ۔ حسرت افزا: افسوس بڑھانے والی ۔ دیدہَ عبرت: تبدیلیوں، انقلابوں سے نصیحت حاصل کرنے والی آنکھ ۔ خراج: محصول، ٹیکس ۔ اشکِ گلگوں: سرخ خون کے آنسو ۔
مطلب: کرب و غم میں اضافہ کرنے والی یہ سرزمین ایسے پر شکوہ حکمرانوں کی آرامگاہ ہے جس کا نظارہ ہی عبرت اور خون رلا دینے والا ہے ۔

ہے تو گورستاں، مگر یہ خاک گردوں پایہ ہے
آہ! اک برگشتہ قسمت قوم کا سرمایہ ہے

معانی: خاک گردوں پایہ: آسمان کے سے مرتبے والی یعنی بلند زمین ۔ برگشتہ قسمت: جس کے نصیب پھوٹ گئے ہوں ۔

مطلب: مگر اسے خراج یوں ہی پیش کیا جا سکتا ہے اس لیے کہ یہ سرزمین لاکھ گورستان سہی! تاہم اس کا مرتبہ آسمان کے ہم پلہ ہے ۔ یہ نہ بھول کہ یہ قبرستان اس قوم کا سرمایہ ہے جس کا مقدر بگڑ گیا ہے ۔

مقبروں کی شان، حیرت آفریں ہے اس قدر
جنبشِ مژگاں سے ہے چشمِ تماشا کو حذر

معانی: حیرت آفریں : حیرانی پیدا کرنے والی ۔ جنبشِ مژگاں : پلکوں کا ہلنا ۔ چشمِ تماشا: دیکھنے والی آنکھ ۔ حذر: بچنے کی حالت ۔

مطلب: پھر بھی ان مقبروں کا شکوہ اس قدر حیرت ناک ہے کہ ان پر نظر نہیں ٹھہرتی اور دیکھنے والا آنکھ جھپکانے کی جرات بھی نہیں کر سکتا ۔

کیفیت ایسی ہے ناکامی کی اس تصویر میں
جو اتر سکتی نہیں آئینۂ تحریر میں

معانی: آئینۂ تحریر میں نہ اترنا: جس کا لکھا جانا بہت مشکل ہو ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ گورستان شاہی کی یہ فضا ایک سرکردہ قوم کے ماضی کی ناکامی کی ایسی تصویر ہے جس سے ظاہر ہونے والے کرب کو محسوس تو کیا جا سکتا ہے لیکن اس کرب کو فی الواقع احاطہ تحریر میں لانا ناممکن ہے ۔

سوتے ہیں خاموش آبادی کے ہنگاموں سے دور
مضطرب رکھتی تھی جن کو آرزوئے ناصبور

معانی: آرزوئے ناصبور: بے چین تمنا، پوری نہ ہونے والے خواہش ۔
مطلب: وہ حکمران جن کو ان کی تشنہ تکمیل آرزوئیں اور خواہشات ہمیشہ مضطرب اور بے چین رکھا کرتی تھیں آج وہ آبادی سے کوسوں دور اس ویرانے میں خاموشی سے ابدی نیند سو رہے ہیں ۔

قبر کی ظلمت میں ہے ان آفتابوں کی چمک
جن کے دروازوں پہ رہتا تھا جبیں گستر فلک

معانی: جبیں گستر: ماتھا رکھنے والا ۔
مطلب: جن کے چہرے سورج کی طرح روشن تھے اب وہ قبر کے اندھیروں سے دوچار ہیں ۔ یہی وہ جلیل القدر فرمانروا تھے جن کے دروازوں پر آسمان بھی سجدہ ریز ہوتا نظر آتا تھا ۔

کیا یہی ہے ان شہنشاہوں کی عظمت کا مآل
جن کی تدبیرِ جہاں بانی سے ڈرتا تھا زوال

معانی: تدبیرِ جہانبانی: حکومت کرنے کے انداز پر غور و فکر ۔
مطلب: سوال یہ ہے کہ جن لوگوں کے انداز حکومت سے زوال کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا تھا کیا ان شہنشاہوں کی عظمت کا یہی نتیجہ نکلنا تھا کہ تمام تر شکوہ کے باوجود آج زمین ان کا اوڑھنا بچھونا ہے ۔

رعبِ فغفوری ہو دنیا میں کہ شانِ قیصری
ٹل نہیں سکتی غنیمِ موت کی یورش کبھی

معانی: رعبِ فغفوری: چین کے بادشاہوں کا دبدبہ ۔ ٹلنا: رکنا، دور ہونا ۔ غنیم: دشمن ۔ یورش: حملہ ۔

مطلب: چنانچہ اس حقیقت کو تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ خواہ چین جیسی عظیم الشان سلطنت کے فرمانرواؤں کا رعب و دبدبہ ہو یا روم کے پرہیبت شہنشاہوں کی شان و شوکت ہو موت ایک ایسی دشمن ہے جس کا وار کبھی بھی نہیں رک سکتا ۔

بادشاہوں کی بھی کشتِ عمر کا حاصل ہے گور
جادۂ عظمت کی گویا آخری منزل ہے گور

معانی: کشتِ عمر: زندگی کی کھیتی ۔ جادہ: راستہ ۔ شورشِ بزمِ طرب: عیش ونشاط کی محفل کا شور وہنگامہ ۔

مطلب: چنانچہ یہ طے ہے کہ عام شخص ہو یا کوئی بادشاہ اول وآخر قبر ہی اس کا آخری مسکن ہے اور کیسا ہی عظیم و پرہیبت شخص ہو اس کی ابدی منزل قبر ہی ہے ۔

شورشِ بزم طرب کیا، عود کی تقریر کیا
دردمندانِ جہاں کا نالۂ شب گیر کیا

معانی: شورش بزم طرب: عیش ونشاط کی محفل کا شور وہنگامہ ۔ عود کی تقریر: مراد باجے کی تان، سر ۔ نالۂ شب گیر: راتوں کو اٹھ اٹھ کر رونا ۔ کیا: چاہے ۔

مطلب: چنانچہ یہ طے ہے کہ اس گورستان میں سونے والے بہادر اور اولوالعزم شہنشاہوں کو نہ تو عیش و عشرت کے ہنگامے ہی جگا سکتے ہیں نہ ساز و موسیقی کی صدائیں ہی بیدار کر سکتی ہیں ۔

عرصہَ پیکار میں ہنگامہَ شمشیر کیا
خون کو گرمانے والا نعرہَ تکبیر کیا

معانی: عرصہَ پیکار: میدان جنگ ۔ ہنگامہَ شمشیر: مراد تلوار کا مسلسل چلنا ۔
مطلب: نہ ان مصیبت زدگان کی آہیں اور متحرک کر سکتی ہیں ان بہادروں کو میدان جنگ میں تلوار زنی کے ہنگامے اور وہاں بلند ہونے والے تکبیر کے پرجوش نعرے بھی جگا نہیں سکتے ۔

اب کوئی آواز سوتوں کو جگا سکتی نہیں
سینہَ ویراں میں جانِ رفتہ آسکتی نہیں

معانی: سینہ ویراں : مراد مردہ جسم ۔ جانِ رفتہ : نکلی ہوئی روح ۔
مطلب: سچ تو یہ ہے کہ ان ہمیشہ کے لیے خوابیدہ لوگوں کو اب نہ تو کوئی آواز ہی اٹھا سکتی ہے نہ ہی انہیں دوبارہ زندگی مل سکتی ہے ۔

رُوح مشتِ خاک میں زحمت کشِ بیداد ہے
کوچہ گردِ نے ہوا جس دم نفس فریاد ہے

معانی: مشت خاک: جسم انسانی ۔ زحمت کشِ بیداد: سختی، ظلم کی تکلیف اٹھانے والی ۔ کوچہ گردِ نے: بانسری میں گھومنے والا ۔
مطلب: قبر کا عذاب تو ایسا ہے جسے جسم ہی نہیں بلکہ روح بھی برداشت کرنے پر مجبور ہے ۔ جب بانسری میں سانس داخل ہوتی ہے تو یہی فریاد یا نغمے میں ڈھل جاتی ہے ۔

زندگی انساں کی ہے مانندِ مرغِ خوش نوا
شاخ پر بیٹھا کوئی دم چہچہایا ، اڑ گیا

معانی: خوش نوا: دل کش آواز میں چہچہانے والا ۔
مطلب: اسی طرح انسان بھی ایک خوش الحان پرندے کی مانند ہے ۔ پرندہ کسی شاخ پر بیٹھا، نغمے الاپے اور پھر اڑ گیا ۔

آہ! کیا آئے ریاضِ دہر میں ، ہم کیا گئے
زندگی کی شاخ سے پھوٹے، کھلے، مرجھا گئے

معانی: ریاضِ دہر: زمانے کا باغ ۔ کیا آئے، کیا گئے: مراد بہت تھوڑی مدت کے لیے آئے ۔ پھوٹے: اگے ۔
مطلب: ہم انسان! افسوس کہ اس دنیا میں محض ایک پھول کی مانند آئے ۔ شاخ سے نکلے، پھول بنے اور پھر مرجھا کر رہ گئے ۔

موت ہر شاہ و گدا کے خواب کی تعبیر ہے
اس ستم گر کا ستم انصاف کی تصویر ہے

مطلب: سو یہ تسلیم کرنا پڑے گا کہ فقیر ہو یا امیر! کسی چھوٹے بڑے سے رعایت نہیں کرتی اس لیے کہ اس کی نظروں میں تو سب ہی برابر ہیں ۔

سلسلہ ہستی کا ہے اک بحرِ ناپیدا کنار
اور اس دریائے بے پایاں کی موجیں ہیں مزار

معانی: بحرناپیدا کنار: بہت وسیع سمندر ۔ بے پایاں : جو کہیں ختم نہ ہوتا ہو، بہت وسیع ۔ خون رونا: بہت دکھ کے ساتھ رونا ۔

مطلب: اقبال اس شعر میں یوں گویا ہوتے ہیں کہ حیات انسانی ایک ایسے سمندر کی طرح ہے جس کا دوسرا کنارہ نہیں ہوتا لیکن سمندر کی طرح اس میں بھی بے شمار لہریں اور مدوجزر ہوتے ہیں جنہیں انسانی مقابر سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ۔

اے ہوس! خوں روکہ ہے یہ زندگی بے اعتبار
یہ شرارے کا تبسم ، یہ خسِ آتش سوار

معانی: خون رونا: بہت دکھ کے ساتھ رونا ۔ خسِ آتش سوار: آگ پر پڑا ہوا تنکا ۔

مطلب: اس دنیا میں زیادہ عرصے تک زندہ رہنے کی تمنا رکھنے والا ہمیشہ خون کے آنسو روتا ہے کہ یہ زندگی بلاشک ناقابل اعتبار ہے ۔ ناپائیداری کے لحاظ سے اس زندگی کو محض چند لمحوں تک چمکنے والی چنگاری اور آگ کی لپیٹ میں آ جانے والے تنکے کے مماثل قرار دیا جا سکتا ہے ۔

چرخِ بے انجم کی دہشت ناک وسعت میں مگر
بیکسی اس کی کوئی دیکھے ذرا وقتِ سحر

معانی: چرخِ بے انجم: ستاروں کے بغیر آسمان ۔ بیکسی: تنہائی ۔ مہتاب: چاند ۔

مطلب: اور یہ آسمان پر جو چاند روشن ہے اسے زندگی کے حوالے سے رب ذوالجلال کا اعجاز قرار دیا جانا چاہیے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ یہ پارے جیسا سفید رنگ اور متحرک لباس پہنے آسمان کی وسعتوں میں اپنے سفر پر ہمیشہ رواں دواں رہتا ہے ۔ لیکن اس لمحے جب ستارے روپوش ہو جاتے ہیں تو آسمان کی دہشتناک فضا میں چاند کی بے مائیگی کا اندازہ کچھ اس طرح سے ہو سکتا ہے

اک ذرا سا ابر کا ٹکڑا ہے، جو مہتاب تھا
آخری آنسو ٹپک جانے میں ہو جس کی فنا

مطلب: کہ وہ ایک ایسا بادل نظر آتا ہے جس سے بارش کا آخری قطرہ بھی برس چکا ہو اور جو اپنی عمر طبعی کے مرحلے سے گزر چکا ہو ۔

زندگی اقوام کی بھی ہے یونہی بے اعتبار
رنگ ہائے رفتہ کی تصویر ہے ان کی بہار

معانی: رنگہائے رفتہ: اڑے ہوئے رنگ، مراد وہ حالتیں جو فنا ہو چکیں ۔
مطلب: جملہ عناصر کی طرح اقوام عالم کا وجود بھی کسی اعتبار کا حامل نہیں ہے ۔ ان کا عروج ماضی کے حوالے سے ہی دیکھا جا سکتا ہے ۔ اس سے مراد یہی ہے کہ ہر قوم کا مقدر زوال سے عبارت رہا ہے ۔

اس زیاں خانے میں کوئی ملتِ گردوں وقار
رہ نہیں سکتی ابد تک بارِ دوشِ روزگار

معانی: زیاں خانہ: وہ جگہ جہاں نقصان ہی نقصان ہو ۔ گردوں وقار: آسمان کے سے مرتبے والی ۔ بارِ دوشِ روزگار: زمانے کے کندھے کا بوجھ ۔
مطلب: اب تو یہ کائنات قوموں کے عروج و زوال کے مناظر کی اس قدر عادی ہو چکی ہے کہ اس کو کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں اور اس منظر کو ہمیشہ بے اعتنائی سے دیکھتی ہے ۔

اس قدر قوموں کی بربادی سے ہے خوگر جہاں
دیکھتا بے اعتنائی سے ہے یہ منظر جہاں

معانی: خوگر: عادی ۔ بے اعتنائی: بے پروائی ۔
مطلب: اب تو یہ کائنات قوموں کے عروج وزوال کے مناظر کی اس قدر عادی ہو چکی ہے کہ اس کو کوئی اہمیت دینے کے لیے تیار نہیں اور اس منظر کو ہمیشہ بے اعتنائی سے دیکھتی ہے ۔

ایک صورت پر نہیں رہتا کسی شے کو قرار
ذوقِ جدت سے ہے ترکیبِ مزاجِ روزگار

معانی: ذوقِ جدت: ہر گھڑی نئی چیز کا شوق ۔ ترکیبِ مزاج: مزاج کا کئی چیزوں سے بننا ۔
مطلب: امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی بھی شے ایک ہی شکل میں اور ایک ہی انداز سے برقرار نہیں رہتی ۔

ہے نگینِ دہر کی زینت ہمیشہ نامِ نو
مادرِ گیتی رہی ، آبستنِ اقوامِ نو

معانی: نگیں دہر: زمانے کا نگینہ ۔ نام نو: نیا نام، نئی بات ۔ مادرِ گیتی: زمانے کی ماں یعنی زمانہ ۔ آبستن: جس کے پیٹ میں بچہ ہو ۔
مطلب: زمانہ اتنا جدت پسند ہو چکا ہے کہ ہر روایت میں نت نئی تبدیلی کا خواہاں ہے ۔ یہی سبب ہے کہ دنیا میں نئی نئی قومیں جنم لیتی رہتی ہیں اور عہد کا مزاج بدلتا رہتا ہے ۔

ہے ہزاروں قافلوں سے آشنا یہ رہ گزر
چشمِ کوہِ نور نے دیکھے ہیں کتنے تاجور

معانی: کوہ نور: ایک مشہور ہیرے کا نام جو کئی بادشاہوں کے تاجوں میں لگا، آخر میں ملکہ برطانیہ کے تاج کی زینت بنا ۔
تاجور: بادشاہ ۔

مطلب: یہ کائنات ایک ایسی شاہراہ کے مانند ہے جہاں سے مختلف فرمانرواؤں اور عام انسانوں کے ہزارہا قافلے گزرتے رہے ہیں ۔ اور تاریخی حیثیت کے حامل یہ کوہ نور ہیرا نہ جانے کتنے شہنشاہوں کے تاج کی زینت بن چکا ہے ۔

مصر و بابل مٹ گئے، باقی نشاں تک بھی نہیں
دفترِ ہستی میں ان کی داستاں تک بھی نہیں

معانی: بابل: عیسیٰ سے چار ہزار سال پہلے عراق کا پایہ تخت تھا ۔ مصر: مشہور اور قدیم ملک جہاں فرعونوں نے حکومت کی ۔ دفترِ ہستی: وجود، کائنات کی کتاب ۔

مطلب: آج مصر اور بابل کی عظیم اور انتہائی قدیم تہذیبیں ہمیشہ کے لیے اس طرح مٹ کر رہ گئیں کہ ان کا نشان تک باقی نہیں ۔ نا ہی ان کا کوئی نام لیوا موجود ہے ۔

آ دبایا مہرِ ایراں کو اجل کی شام نے
عظمتِ یونان و روما لوٹ لی ایام نے

معانی: آدبایا: قابو کیا، پکڑ لیا ۔ مہرِ ایراں : آریا مہر، مراد ایران جو قدیم میں سورج کی پرستش کرنے والا ملک تھا ۔
مطلب: ایران جیسے عظیم المرتبت شہنشاہ فنا کے گھاٹ اتر گئے ان کی حکومتیں بھی تباہ و برباد ہو گئیں ۔ یہی نہیں بلکہ وقت نے یونان اور روم جیسی اقوام کی عظمت وہیبت کو بھی خاک میں ملا کر رکھ دیا

آہ! مسلم بھی زمانے سے یونہی رخصت ہوا
آسماں سے ابر آذاری اٹھا، برسا، گیا

معانی: ابر آذاری: موسم بہار کا بادل، مراد مسلمانوں کے شاندار کارنامے ۔
مطلب: انہی تہذیبوں کی طرح مسلمانوں کی تہذیب بھی بالاخر اس طرح حادثات زمانہ کی شکار ہو کر رہ گئی جیسے کہ موسم بہار میں بادل پورے جوش و خروش کے ساتھ آتا ہے، برستا ہے اور پھر ناپید ہو جاتا ہے ۔ یہی حال ملت اسلامیہ کی تہذیب کا ہے ۔

ہے رگِ گل صبح کے اشکوں سے موتی کی لڑی
کوئی سورج کی کرن شبنم میں ہے الجھی ہوئی

مطلب: اس شعر میں اقبال کہتے ہیں کہ پھولوں پر صبح کے وقت شبنم کے قطرے اس انداز سے پڑے ہوئے ہیں کہ موتی کی لڑی کی طرح محسوس ہوتے ہیں ۔ یوں لگتا ہے کہ شبنم کے کسی قطرے میں سورج کی کرن الجھ کر رہ گئی ہے ۔

سینۂ دریا شعاعوں کے لیے گہوارہ ہے
کس قدر پیارا لبِ جو، مہر کا نظارہ ہے

معانی: سینۂ دریا: مراد دریا کے پانی کی سطح ۔ گہوارہ: جھولا ۔ لبِ جو: ندی کا کنارہ ۔

مطلب: سورج کی شعاعوں کے لیے سطح دریا ایک گہوارے کی مانند لگ رہی ہے اور اسی دریا کے کنارے پر طلوع آفتاب کا منظر بڑا پیارا لگ رہا ہے ۔

محوِ زینت ہے صنوبر، جوئبار آئینہ ہے
غنچۂ گل کے لیے بادِ بہار آئینہ ہے

معانی: صنوبر: سرو کی قسم کا درخت جو ہمیشہ سبز رہتا ہے ۔ جوءبار: ندی ۔

مطلب: صنوبر کا درخت اسی طرح سے اپنی آرائش میں مصروف ہے کہ ندی کا شفاف پانی اس کے لیے آئینہ بنا ہوا ہے ۔ بالکل اسی طرح غنچے کے لیے بہار کی زندگی بخش ہوائیں آئینے کا کام دے رہی ہیں ۔

نعرہ زن رہتی ہے کوئل باغ کے کاشانہ میں
چشمِ انساں سے نہاں، پتوں کے عزلت خانہ میں

معانی: نعرہ زن: چہچہا رہی ۔ کاشانہ: محل، گھونسلا ۔ عزلت خانہ: تنہائی کی جگہ ۔

مطلب: باغ میں اپنے گھونسلے کے قریب کوئل نغمہ سرائی کر رہی ہے ۔ تاہم وہ پتوں کے جھرمٹ میں بیٹھی ہوئی انسان کی آنکھ سے اوجھل ہے ۔

اور بلبل، مطربِ رنگیں نوائے گلستاں
جس کے دم سے زندہ ہے گویا ہوائے گلستاں

معانی: مطرب: گانے والا، والی ۔ رنگیں نوا: دل کش، چہچہاٹ والی ۔ ہوائے گلستاں: باغ کی فضا ۔
مطلب: اسی طرح بلبل بھی جو گلستان کی فضاء کو اپنے خوبصورت نغموں سے رنگین بنائے ہوئے ہے جس کے سبب باغ میں آمد بہار کا احساس ہوتا ہے ۔

عشق کے ہنگاموں کی اڑتی ہوئی تصویر ہے
خامۂ قدرت کی کیسی شوخ یہ تحریر ہے

معانی: خامہ: قلم ۔ شوخ تحریر: دل کو لبھانے والی عبارت ۔
مطلب: یہ سارا منظر نامہ یوں لگتا ہے جیسے جذبہ عشق کی تصویر سے ہم آہنگ ہے ۔ عملی سطح پر اس کا خامہ قدرت کے شوخ تحریر سے عبارت قرار دیا جا سکتا ہے ۔

باغ میں خاموش جلسے گلستاں زادوں کے ہیں
وادیِ کہسار میں نعرے شباں زادوں کے ہیں

معانی: گلستاں زادہ: مراد پھول، پودے وغیرہ ۔ شباں زادہ: چرواہے کا بیٹا ۔
مطلب: رنگارنگ درخت باغ میں پرسکوت حالت میں ایستادہ ہیں اور پہاڑ کی وادیوں میں گڈریوں کے نو عمر بچے کھیل کود اور نعرہ زنی میں مصروف ہیں ۔

زندگی سے یہ پرانا خاکداں معمور ہے
موت میں بھی زندگانی کی تڑپ مستور ہے

معانی: پرانا خاکداں: دنیا ۔

مطلب: عملی سطح پر یہ اتنی قدیم دنیا قرنہا قرن گزر جانے کے باوجود زندگی کی رونقوں سے مامور ہے ۔ حد تو یہ ہے کہ وہ لوگ جو فنا کے گھاٹ کبھی کے اتر چکے ہیں ان کی موت میں بھی زندگی کی تڑپ چھپی ہوئی محسوس ہوتی ہے ۔

پتیاں پھولوں کی گرتی ہیں خزاں میں اس طرح
دستِ طفلِ خفتہ سے رنگیں کھلونے جس طرح

معانی: طفلِ خفتہ: سویا ہوا بچہ ۔

مطلب: موسم خزاں کے دوران شگفتہ پھولوں کی پتیاں اس طرح سے اڑ اڑ کر زمین پر گرتی ہیں جیسے سوئے ہوئے بچے کے ہاتھ سے کھلونے گر جائیں ۔

اس نشاط آباد میں گو عیش بے اندازہ ہے
ایک غم یعنی غمِ ملت ہمیشہ تازہ ہے

معانی: نشاط آباد: خوشیوں کا شہر، دنیا ۔

مطلب: ہر چند کہ اس دنیا میں بے اندازہ عیش و نشاط موجود ہے ۔ اس کے باوجود ملت کی بربادی کا ایک ایسا غم ہے کہ جو ہمیشہ تازہ رہتا ہے ۔

دل ہمارے یادِ عہدِ رفتہ سے خالی نہیں
اپنے شاہوں کو یہ امت بھولنے والی نہیں

معانی: عہد رفتہ: مراد گذرا ہوا شاندار دور ۔

مطلب: چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ ہمارے دل اپنے ماضی کی یادوں سے خالی نہیں ہو سکتے نا ہی یہ امت اپنے عظیم المرتبت بادشاہوں کو فراموش کر سکتی ہے ۔

اشکباری کے بہانے ہیں یہ اجڑے بام و در
گریہَ پیہم سے بینا ہے ہماری چشمِ تر

معانی: اشکباری: آنسو بہانے کی حالت ۔ بام و در: چھتیں اور دروازے، مراد قبرستان ۔ گریہَ پیہم: مسلسل، لگاتار رونا ۔ بینا: دیکھنے والی ۔ چشمِ تر: گیلی یعنی روتی آنکھ ۔

مطلب: یہ برباد شدہ بام و درفی الواقع ہماری اشکباری کے لیے بہانے بنے ہوئے ہیں ان کی مسلسل یاد سے ہی ہم ابھی تک اپنی سابقہ دانش و حکمت سے استفادہ کر رہے ہیں ۔

دہر کو دیتے ہیں موتی دیدہَ گریاں کے ہم
آخری بادل ہیں اک گزرے ہوئے طوفاں کے ہم

معانی: دہر: زمانہ ۔ موتی: مراد آنسو ۔ دیدہَ گریاں : روتی ہوئی آنکھیں ۔

مطلب: اس کائنات کو بھی اپنے اس طرز علم سے درخشندگی عطا کر رہے ہیں ۔ دیکھا جائے تو ہم ایک گزرے ہوئے طوفان کے آخری بادل ہیں یعنی اپنے سلف کی عظمتوں کی آخری یادگار ہیں ۔

ہیں ابھی صدہا گہر اس ابر کی آغوش میں
برق ابھی باقی ہے اس کے سینہَ خاموش میں

معانی: گہر: موتی ۔ آغوش: گود ۔ برق: بجلی ۔ وادیِ گل: پھولوں کا باغ یعنی سرسبز اور آباد جگہ، مقام ۔
مطلب: ابھی تو ہمارے دامن میں بے شمار گوہر پوشیدہ ہیں اور ان خاموش سینوں میں بہت سی بجلیاں چھپی ہوئی ہیں ۔

وادیِ گل خاکِ صحرا کو بنا سکتا ہے یہ
خواب سے اُمیدِ دہقاں کو جگا سکتا ہے یہ

معانی: وادیِ گل: پھولوں کا باغ، آباد جگہ ۔ خاک صحرا: تباہ شدہ، اجڑی ہوئی سرزمین ۔ خواب: نیند ۔ دہقان: کسان ۔
مطلب: اب بھی ہم دشت و صحرا کو وادی گل میں تبدیل کرنے کی اہلیت رکھتے ہیں اور سوئے ہوئے کسانوں کو بیدار کر سکتے ہیں ۔

ہو چکا گو قوم کی شانِ جلالی کا ظہور
ہے مگر باقی ابھی شانِ جمالی کا ظہور

معانی: شانِ جلالی: مراد مسلمان کا اپنی طاقت و رعب دکھانے کا زبردست انداز جو گزر چکا ہے ۔ ۔ شانِ جمالی کا ظہور: اب اس کی محبت اور کردار کا دور باقی ہے جو ابھی آنے والا ہے ۔
مطلب: ہرچند کہ ہماری شان و شوکت اور حکمرانی کا دور گزر چکا ہے اس کے باوجود اب محبت اور کردار کے حسن کا ظہور باقی ہے ۔

نمودِ صبح

ہو رہی ہے زیرِ دامانِ افق سے آشکار
صبح یعنی دخترِ دوشیزۂ لیل و نہار

معانی: نمود: طلوع، ظاہر ہونا ۔ زیر: نیچے ۔ دامانِ افق: مراد آسمان کا دور کا کنارہ ۔ آشکار: ظاہر۔ دختر: بیٹی ۔ دوشیزہ: کنواری ۔ لیل و نہار: رات اور دن ۔

مطلب: زیرِ تشریح نظم میں اقبال نے غروب شب اور دن کے طلوع ہونے کے حوالے سے صبح کے وقت کا ذکر کیا ہے ۔ اس شعر میں صبح کو رات کی کنواری بیٹی سے تعبیر کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ رات ختم ہو رہی ہے اور افق کے دامن سے صبح نمودار ہو رہی ہے ۔

پا چکا فرصت درودِ فصلِ انجم سے سپہر
کشتِ خاور میں ہوا ہے آفتاب آئینہ کار

معانی: درود: کٹائی مراد غروب ۔ فصلِ انجم: ستاروں کی پیداوار ۔ سپہر: آسمان ۔ کشت خاور: مشرق کی کھیتی ۔ آئینہ کار: مراد شیشے، آئینے کی طرح روشن ۔

مطلب: آسمان پر جو درخشاں ستارے تھے وہ تمام شب اپنی ذمہ داری نبھا کر ڈوب چکے ہیں ۔ اور مشرق کی جانب سے سورج طلوع ہو رہا ہے ۔

آسماں نے آمدِ خورشید کی پا کر خبر
محملِ پروازِ شب باندھا سرِ دوشِ غبار

معانی: آمدِ خورشید: سورج کا آنا، چڑھنا ۔ محمل: کجاوہ ۔ پروازِ شب: رات کا اڑنا، ختم ہونا ۔ سر دوش غبار: گرد کے کندھے پر ۔
مطلب: آسمان کو جب آمد آفتاب کی خبر ملی تو اس نے تو شب کو رخصت کرنے کا فیصلہ کر لیا ۔

شعلہَ خورشید گویا حاصل اس کھیتی کا ہے
بوئے تھے دہقانِ گردوں نے جو تاروں کے شرار

معانی: دہقانِ گردوں : آسمان کا کسان ۔ شرار: چنگاریاں ۔
مطلب: اس عمل سے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس نے ستاروں کی روشنی کو اب سورج کی تابندگی میں منتقل کر دیا ہے
۔

ہے رواں نجمِ سحر، جیسے عبادت خانے سے
سب سے پیچھے جائے کوئی عابدِ شب زندہ دار

معانی: نجم سحر: صبح کا ستارہ ۔ عابدِ شب زندہ دار: راتوں کو جاگ کر عبادت کرنے والا ۔
مطلب: صبح کا ستارہ اس لمحے اپنا سفر طے کر کے اس طرح منزل کی جانب روانہ ہو رہا ہے جیسے کوئی عبادت گزار ساری عبادت محو عبادت رہ کر سب سے آخر میں عبادت گاہ سے روانہ ہوا ہو ۔

کیا سماں ہے جس طرح آہستہ آہستہ کوئی
کھینچتا ہو میان کے ظلمت سے تیغِ آب دار

معانی: سماں: منظر، نظارہ ۔ میان: تلوار کا غلاف ۔ ظلمت: تاریکی ۔ تیغ آب دار: تیز چمکتی تلوار ۔
مطلب: اس لمحے افق سے جس طرح سورج کی کرنیں آہستہ آہستہ منعکس ہو رہی ہیں ان کو دیکھ کر یوں لگتا ہے کہ ان سے کوئی چمکدار تلوار باہر نکال رہا ہے ۔

مطلعِ خورشید میں مضمر ہے یوں، مضمونِ صبح
جیسے خلوت گاہِ مینا میں شرابِ خوشگوار

معانی: مطلع: طلوع ہونے کی جگہ ۔ مضمر: چھپا ہوا ۔ خلوت گاہ: تنہائی کی جگہ ۔ مینا: شراب کی صراحی ۔ خوشگوار: مزے دار ۔
مطلب: سورج کے طلوع ہونے کے عمل میں صبح کا وجود یوں ظاہر ہو رہا ہے جیسے کہ بوتل سے شراب برآمد ہو رہی ہے ۔

ہے تہِ دامانِ بادِ اختلاط انگیزِ صبح
شورشِ ناقوس، آوازِ اذاں سے ہم کنار

معانی: دامانِ بادِ اختلاط انگیز: آپس میں میل ملاپ اور محبت پیدا کرنے والی ہوا کے دامن کے نیچے ۔ شورشِ ناقوس: بگل کا شور ۔ ہم کنار: ساتھ ملا ہوا ۔
مطلب: صبحدم جو خوشگوار ہوا چل رہی ہے اس میں اذان کی آواز اور مندروں کی گھنٹیوں کے نغمے یکجا ہو کر رہ گئے ہیں ۔

جاگے کوئل کی اذاں سے طائرانِ نغمہ سنج
ہے ترنم ریز قانونِ سحر کا تار تار

معانی: کوئل کی اذاں : مراد کوئل کی چہکار ۔ طائرانِ نغمہ سنج: مراد چہچہانے والے پرندے ۔ ترنم ریز: سریں بکھیرنے والا ۔ قانونِ سحر: صبح کا باجا ۔ تارتار: ہر ہر تار ۔

مطلب: کوئل کے نغموں سے تمام دوسرے پرندے بھی بیدار ہو گئے ہیں ۔ غرض یہ کہ صبح اپنی تمام شان و شوکت کے ساتھ نمودار ہو گئی ہے ۔

تضمین بر شعرِ انیسی شاملو

ہمیشہ صورتِ بادِ سحر آوارہ رہتا ہوں
محبت میں ہے منزل سے بھی خوشتر جادہ پیمائی

معانی: تضمین بر شعر: شعر پر گرہ لگانا، کسی دوسرے شاعر کے شعر کو مضمون کی نسبت سے اپنے شعروں میں کھپانا ۔ انیسی شاملو: مشہور شاعر، ایران سے برصغیر آیا اور ایک عرصہ تک عبدالرحیم خان خانان کے دربار سے وابستہ رہا ۔ صورتِ بادِ سحر: صبح کی ہوا کی طرح ۔ خوشتر: زیادہ اچھی ۔ جادہ پیمائی: مراد سفر میں رہنا ۔
مطلب: انیسی شاملو ایک ترک شاعر جس کا تعلق ایران سے تھا اقبال نے یہ اشعار اس کے ایک شعر کی تضمین کے طور پر کہے ہیں ۔ فرماتے ہیں کہ میری کیفیت یہ ہے کہ جس طرح صبح کی ہوا سرگرداں رہتی ہے اسی طرح میں بھی ہمیشہ آوارہ پھرتا رہتا ہوں ۔ اس لیے کہ میرے نزدیک محبت کی انتہا تک پہنچنے سے کہیں بہتر سرگرداں رہنا ہے ۔

دلِ بیتاب جا پہنچا دیارِ پیرِ سنجر میں
میسر ہے جہاں درمانِ دردِ ناشکیبائی

معانی: دیار: شہر ۔ پیرِ سنجر: مراد مشہور ولی اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری ۔ درمان: علاج، دوا ۔ دردِ ناشکیبائی: بے صبری کا دکھ ۔
مطلب: چنانچہ اسی عالم میں پھرتا پھراتا حضرت معین الدین چشتی اجمیری کے مزار پر پہنچ گیا جہاں بے چینی اور اضطراب کا علاج میسر ہوتا ہے ۔

ابھی ناآشنائے لب تھا حرفِ آرزو میرا
زباں ہونے کو تھی منت پذیرِ تابِ گویائی

معانی: آشنائے لب: یعنی ہونٹوں پر نہیں آتا تھا ۔ حرفِ آرزو: خواہش، تمنا کی بات ۔ منت پذیر: احسان اٹھانے والی ۔ تابِ گویائی: بولنے کی طاقت ۔

مطلب: وہاں پہنچ کر میں نے ابھی دعا کے لیے ہاتھ نہیں اٹھائے تھے نا ہی میں حرف مدعا زبان پر لایا تھا کہ

یہ مرقد سے صدا آئی حرم کے رہنے والوں کو
شکایت تجھ سے ہے اے تارکِ آئینِ آبائی

معانی: حرم کے رہنے والے: مراد مسلمان ۔ تارک: چھوڑنے والا ۔ آئینِ آبائی: اپنے بزرگوں کا دستور ۔

مطلب: قبر سے آواز آئی کہ حرم کعبہ کو مسلمانوں سے یہ شکایت ہے کہ تم لوگ اپنے مذہبی عقائد کو ترک کر کے ان سے قطعی طور پر بے نیاز ہو گئے ہو ۔

ترا اے قیس، کیونکر ہوگیا سوزِ دروں ٹھنڈا
کہ لیلیٰ میں تو ہیں اب تک وہی اندازِ لیلائی

معانی: قیس: مجنوں کا نام، مراد عاشق ۔ سوزِ دروں: دل کی تپش ۔ جذبۂ عشق ۔ لیلیٰ: مجنوں کی محبوبہ، مراد محبوبہ ۔ لیلائی: محبوبہ ہونے کی کیفیت ۔

مطلب: تم لوگ تو عشق حقیقی میں مجنوں کے مانند تھے کہ اس کے لیے لیلیٰ کا تصور ہی سب کچھ تھا چنانچہ دینی عقائد تو برقرار ہیں البتہ تم لوگ ہی انکو نظر انداز کرنے پر تلے ہوئے ہو ۔

نہ تخم لا الہ تیری زمیں شور سے پھوٹا
زمانے بھر میں رُسوا ہے تری فطرت کی نازائی

معانی: تخم: بیج ۔ لا الہ: مراد اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ زمینِ شور: بنجر زمین جس میں کچھ نہ اگتا ہو ۔ پھوٹا: اگا ۔ رسوا: ذلیل ۔ فطرت: مزاج، طبیعت ۔ نازائی: بانجھپن ۔

مطلب: تمہارے دل تو بنجر زمین کے مانند ہیں جہاں توحید کا بیج تو بویا گیا لیکن اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلا یہی وجہ ہے کہ تمہاری فطرت میں جو بانجھپن موجود ہے اس کے سبب تم لوگ زمانے بھر میں رسوا ہو کر رہ گئے ۔

تجھے معلوم ہے غافل کہ تیری زندگی کیا ہے
کنشتی ساز ، معمورِ نواہائے کلیسائی

معانی: غافل: بے خبر، سستی کا مارا ۔ کنشتی ساز: مراد غیر مسلموں کے سے عمل ۔ معمور: آباد ۔ نواہائے کلیسائی: عیسائیت کے نغمے، مراد عیسائیوں کے طور طریقے ۔

مطلب: تمہیں تو اس حقیقت کا علم بھی نہیں کہ تمہاری اصل زندگی کیا ہے ۔ لگتا ہے کہ تمہارے دلوں میں اسلام کے بجائے دوسرے مذاہب کے عقائد بارآور ہو رہے ہیں ۔

ہوئی ہے تربیت آغوشِ بیت اللہ میں تیری
دلِ شوریدہ ہے لیکن صنم خانے کا سودائی

معانی: آغوش: گود ۔ بیت اللہ: خدا کا گھر، مراد اسلامی ماحول ۔ دلِ شوریدہ: سودائی، دیوانہ دل ۔ صنم خانہ: بتوں کا گھر ۔ سودائی: دیوانہ ، عاشق ۔

مطلب: ہر چند کہ تمہاری تربیت خدا کے گھر میں ہوئی ہے اس کے باوجود تمہارے دل بت خانوں کے شیدائی ہیں ۔

وفا آموختی از ما بکار دیگراں کردی
ربودی گوہرے از ما نثار دیگراں کردی

مطلب: وفا کرنے کا انداز تو نے ہم سے سیکھا لیکن اسے تو دوسروں کے کام لایا، گویا تو نے ہمارا ایک موتی اڑایا اور دوسروں پر واری کر دیا۔

فلسفۂ غم

(میاں فضل حسین صاحب بیرسٹرایٹ لاء لاہور کے نام)

گو سراپا کیفِ عشرت ہے شرابِ زندگی
اشک بھی رکھتا ہے دامن میں سحابِ زندگی

معانی: میاں فضل حسین: علامہ اقبال کے ہم جماعت جن کے والد کی وفات پر یہ نظم لکھی ۔پنجاب یونیورسٹی کے وائس چانسلر بھی رہے ۔ کیفِ عشرت: مزے اڑانے کا نشہ ۔ سحاب: بادل ۔
مطلب: ہرچند کہ حیات انسانی سرتاپا کیف و عشرت کے علاوہ مسرت و شادمانی کے متقاضی ہے اس کے باوجود اس میں غم و اندوہ اورآنسو بھی موجود ہیں ۔

موجِ غم پر رقص کرتا ہے حبابِ زندگی
ہے الم کا سورہ بھی جزوِکتابِ زندگی

معانی: حباب: بلبلا ۔ الم: قرآن کریم کی سورہ ، نیز بمعنی رنج، دکھ ۔
مطلب: اگر غم و اندوہ کوایک موج تصور کر لیا جائے اور زندگی کو حباب تو جان لو پانی کا یہ قطرہ موج غم پر رقص کرتا ہے ۔ اس کے علاوہ اگر زندگی کو ایک کتاب سے تعبیر کر لیا جائے تو ماننا پڑے گا کہ غم اس کتاب کا ایک اہم باب ہے ۔

ایک بھی پتی اگر کم ہو تو وہ گل ہی نہیں
جو خزاں نادیدہ ہو بلبل وہ بلبل ہی نہیں

معانی: خزاں نادیدہ: جس نے خزاں نہ دیکھی ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ کسی پھول میں ایک پتی بھی کم ہو جائے تو اسے مکمل پھول نہیں سمجھا جا سکتا ۔ مزید برآں کسی بلبل کو خزاں سے واسطہ نہیں پڑا تو وہ بلبل کہلانے کی مستحق نہیں ۔

آرزو کے خون سے رنگیں ہے دل کی داستاں
نغمہَ انسانیت کامل نہیں غیر از فغاں

معانی: نغمہ انسانیت: انسانیت کا ترانہ، گیت، مراد خود انسان ۔ غیر از فغاں: فریاد، رونے کے سوا ۔
مطلب: عملی سطح پر انسانی دل کی داستاں خواہشات اور تمناؤں کے خون سے رنگی ہوئی ہے یعنی انسانی خواہشات کی تکمیل ممکنات سے نہیں اسی طرح انسانی زندگی میں خوشی، غم کے بغیر مکمل نہیں ہوتی ۔

دیدہ بینا میں داغِ غم چراغ سینہ ہے
رُوح کو سامانِ زینت آہ کا آئینہ ہے

معانی: دیدہَ بینا: مراد بصیرت والی نگاہ ۔ داغِ غم: دکھ کا زخم ۔ چراغ سینہ: مراد دل کو روشن کرنے والا ۔ سامان زینت: سجاوٹ کا باعث ۔
مطلب: اہل نظر کے لیے غموں کے داغ ان کے سینوں پر چراغ کے مانند ہوتے ہیں ۔ اسی طرح جب دل سے آہ نکلتی ہے تو وہ روح کی تزئین کا سبب بن جاتی ہے ۔

حادثاتِ غم سے ہے انساں کی فطرت کو کمال
غازہ ہے آئینہ دل کے لیے گردِ ملال

معانی: غازہ: سرخی ۔ گردِ ملال: دکھ کی خاک ۔

مطلب: ایک طرح سے حادثاتِ غم کے بغیر فطرت انسانی کو کمال حاصل نہیں ہو سکتا ۔ یہی نہیں بلکہ غم و ملال کی گرد دل کے آئینے پر غازہ کی مانند ہوتی ہے ۔

غم جوانی کو جگا دیتا ہے لطفِ خواب سے
ساز یہ بیدار ہوتا ہے اسی مضراب سے

معانی: لطف خواب: نیند کا مزہ ۔ مضراب: ستار بجانے کا چھلا ۔

مطلب: حد تو یہ ہے کہ عالم شباب جو ہمیشہ کیف و سرمستی کے سبب ایک طرح محو خواب رہتا ہے اسے بیدار کرنے میں بھی غم کا بڑا عمل دخل ہے کہ یہ ساز اسی مضراب سے نغمے پیدا کرتا ہے ۔

طائرِ دل کے لیے غم شہپرِ پرواز ہے
راز ہے انساں کا دل، غم انکشافِ راز ہے

معانی: شہپر پرواز: اڑنے کے بڑے پر ۔ انکشاف راز: بھید کھل جانا، ظاہر ہو جانا ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں اگر دل کو ایک پرندہ تصور کر لیا جائے تو یہ غم کی کیفیت ہی ہے جو اس کی پرواز کے لیے پروں کا درجہ رکھتی ہے ۔ اور اگر انسان کے دل کو ایک راز سمجھ لیا جائے تو اس راز کا انکشاف غم کے باعث ہی ہوتا ۔

غم نہیں غم ، روح کا ایک نغمۂ خاموش ہے
جو سرودِ بربطِ ہستی سے ہم آغوش ہے

معانی: سرود: گیت، نغمہ ۔ بربطِ ہستی: زندگی کا باجا، زندگی ۔ ہم آغوش: مراد ساتھ ملا ہوا ۔

مطلب: امر واقعہ یہ ہے کہ غم کی کیفیت روح انسانی کے لیے ایک خاموش نغمے کی مانند ہے ایسا نغمہ جو سازوں سے ہم آہنگ ہوتا ہے جو انسانی فطرت کا تقاضا ہے ۔

شام جس کی آشنائے نالہَ یارب ، نہیں
جلوہ پیرا جس کی شب میں اشک کے کوکب نہیں

معانی: نالہَ یارب: اللہ کے حضور فریاد ۔ جلوہ پیرا: مراد موجود ۔ کوکب: ستارے ۔

مطلب: جو شخص بوقت شام نالہ و فریاد نہیں کرتا اور شب کی تنہائی میں جور و درد کے سبب آنسو نہیں بہاتا ۔

جس کا جامِ دل، شکستِ غم سے ہے ناآشنا
جو سدا مستِ شرابِ عیش و عشرت ہی رہا

معانی: شکست: ٹوٹ پھوٹ ۔ سدا: ہمیشہ ۔ شرابِ عیش و عشرت: مراد خوشیوں ، مسرتوں اور مزے کی زندگی ۔

مطلب: جس کا دل غم کے سبب ٹکڑے ٹکڑے نہیں ہوا اور ساری عمر عیش و عشرت میں مصروف رہا ۔

ہاتھ جس گل چیں کا ہے محفوظ نوکِ خار سے
عشق جس کا بے خبر ہے ہجر کے آزار سے

معانی: گل چیں : پھول توڑنے والا ۔ خار: کانٹا ۔ آزار: تکلیف ۔

مطلب: باغوں کے پھول توڑتے وقت جس کے ہاتھ ان کے کانٹوں سے محفوظ رہے اور جس کا عشق فرقت اور جدائی سے ہم کنار نہیں ہوا ۔

کلفتِ غم گرچہ اس کے روز و شب سے دُور ہے
زندگی کا راز اس کی آنکھ سے مستور ہے

معانی: کلفت: تکلیف ۔
مطلب: ہر چند کہ اس کے روز و شب غموں سے بے نیاز سہی اس کے باوجود یہ حقیقت ہے کہ اس کی نظروں سے زندگی کی تمام حقیقتیں پوشیدہ رہتی ہے ۔

اے کہ نظمِ دہر کا ادراک ہے حاصل تجھے
کیوں نہ آساں ہو غم و اندوہ کی منزل تجھے

معانی: نظم دہر: زمانے کا انتظام ۔ ادراک: سمجھ، شعور ۔ اندوہ: غم ، رنج ۔
مطلب: چنانچہ اے دوست بے شک تجھے نظام کائنات سے پوری طرح آگاہی حاصل ہے اسی لیے میں سمجھتا ہوں کہ تیرے لیے غم واندوہ سے عہد برآ ہونا زیادہ مشکل ثابت نہ ہو گا ۔

ہے ابد کے نسخۂ دیرینہ کی تمہید عشق
عقلِ انسانی ہے فانی، زندۂ جاوید عشق

معانی: نسخۂ دیرینہ: بہت پرانی کتاب ۔ تمہید: کتاب کا آغاز ۔ زندۂ جاوید: ہمیشہ ہمیشہ کے لیے زندہ ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال ایک دوسرے رخ سے اپنے موضوع پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ابدی سطح پر عشق انسانی بے شک ایک کلیدی حیثیت رکھتا ہے اس لیے کہ انسانی عقل و دانش تو فنا ہونے والی اشیاء میں سے ہے ۔

عشق کے خورشید سے شامِ اجل شرمندہ ہے

عشق سوزِ زندگی ہے تا ابد پائندہ ہے

معانی: شامِ اجل: موت کی شام، رات ۔ سوزِ زندگی: زندگی کی تپش، حرارت ۔

مطلب: یہی عشق ہے جو موت کی شکست کا باعث ہے صرف جذبہ عشق ہی وہ جذبہ ہے جو ہمیشہ زندہ رہنے والا ہے ۔

رخصتِ محبوب کا مقصد فنا ہوتا اگر

جوشِ الفت بھی دلِ عاشق سے کر جاتا سفر

معانی: جوشِ الفت: محبت کی شدت ۔ بقا: باقی رہنا ۔

مطلب: لیکن یہ امر ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ محبوب کی جدائی کا مقصد موت کے مترادف ہوتا اور محبت کا جوش و جذبہ بھی محبت کرنے والے کے دل میں باقی نہیں رہتا ۔

عشق کچھ محبوب کے مرنے سے مر جاتا نہیں

روح میں غم بن کے رہتا ہے مگر جاتا نہیں

مطلب: تو اس پس منظر میں اس حقیقت کو تسلیم کر لیا جانا چاہیئے کہ اگر محبوب کی موت واقع ہو جائے تو اس کے سبب عشق تو فنا نہیں ہو جاتا بلکہ ہمیشہ زندہ رہتا ہے ۔ یہ الگ بات ہے کہ اس لمحے عشق روح میں غم کی شکل میں محفوظ ہو جاتا ہے ختم نہیں ہوتا ۔

ہے بقائے عشق سے پیدا بقا محبوب کی
زندگانی ہے عدم نا آشنا محبوب کی

معانی: بقا: باقی ۔ عدم نا آشنا: نیستی، فنا سے واقف ۔
مطلب: اس طرح ماننا پڑے گا کہ جب تک عشق باقی ہے محبوب بھی باقی ہے گویا فنا ہونے کے باوجود محبوب زندہ رہتا ہے ۔

آتی ہے ندی جبین کوہ سے گاتی ہوئی
آسماں کے طائروں کو نغمہ سکھلاتی ہوئی

معانی: جبین کوہ: پہاڑ کا ماتھا، مراد پہاڑ کے اوپر ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال جو منظر نامہ پیش کرتے ہیں اس کے مطابق ایک ندی ہے جو پہاڑ کی چوٹی سے نغمے گاتی ہوئی رواں دواں ہے ۔ یہی ندی بلند و بالا فضا میں محو پرواز پرندوں کو گانے کے لیے اکساتی ہے ۔

آئینہ روشن ہے اس کا صورتِ رخسارِ حور
گر کے وادی کی چٹانوں پر یہ ہو جاتا ہے چور

معانی: صورتِ رخسار حور: حور کے چہرے کی طرح ۔
مطلب: اس ندی کا شفاف پانی ایک حور کے چہرے کی مانند مصفا ہے ۔ وادی کی چٹانوں پر جس لمحے یہ پانی آئینے کی صورت میں گرتا ہے تو چور چور ہو جاتا ہے ۔

نہر جو تھی اس کے گوہر پیارے پیارے بن گئے
یعنی اس افتاد سے پانی کے تارے بن گئے

معانی: افتاد: گرنے کی حالت ۔
مطلب: جس کے نتیجے میں پانی کے قطرے موتیوں کی مانند پیارے پیارے لگ رہے ہیں اور کبھی وہ ستاروں کی طرح نظر آتے ہیں ۔

جوئے سیابِ رواں پھٹ کر پریشاں ہو گئی
مضطرب بوندوں کی اک دنیا نمایاں ہو گئی

معانی: جوئے سیاب رواں : بہتے ہوئے پارے کی ندی ۔ پریشاں ہونا: بکھر جانا، منتشر ہونا ۔ مثلِ تار سیم: چاندی کے تار کی طرح، مراد شفاف پانی والی ۔
مطلب: یہ ندی کی موجیں جو پارے کی مانند تھیں ریزہ ریزہ ہو کر منتشر ہو گئیں ۔ جن سے ایسی بوندیں نمایاں ہو رہی ہیں جیسے کہ وہ کسی اضطراب اور بے چینی میں مبتلا ہوں ۔

ہجر، ان قطروں کو لیکن وصل کی تعلیم ہے
دو قدم پر پھر وہی جو مثلِ تارِ سیم ہے

معانی: مثلِ تارِ سیم: چاندی کے تار کی طرح ۔
مطلب: تاہم حقیقت یہ کہ ان قطروں کا انتشار عملی سطح پر باہمی ربط کا درس ہے اس لیے دو قدم آگے بڑھنے کے بعد یہ قطرے مربوط ہو کر ایک بار پھر موجوں میں ڈھل جاتے ہیں ۔

ایک اصلیت میں ہے نہرِ روانِ زندگی
گر کے رفعت سے ہجومِ نوعِ انساں بن گئی

معانی: اصلیت میں : حقیقت میں ، دراصل ۔ نہرِ روانِ زندگی: زندگی کی بہتی ہوئی نہر۔ نوع انساں : مراد سب انسان ۔
مطلب: اور انسانی ہجوم کی شکل میں ظاہر ہوتے ہیں کہ ان کی حقیقت ہی اصل میں یہی ہے ۔

پستیِ عالم میں ملنے کو جدا ہوتے ہیں ہم
عارضی فرقت کو دائم جان کر روتے ہیں ہم

معانی: پستی عالم: دنیا کی نیچائی، دائم: ہمیشہ کے لیے ۔
مطلب: دراصل اس کائنات میں ہماری جدائی آئندہ باہمی ارتباط کی آئینہ دار ہے لیکن اس عارضی جدائی پر آنسو اس لیے بہاتے ہیں کہ ہم اسے مستقل سمجھ بیٹھے ہیں ۔

مرنے والے مرتے ہیں لیکن فنا ہوتے نہیں
یہ حقیقت میں کبھی ہم سے جدا ہوتے نہیں

مطلب: گویا انسان جب فنا ہوکر ہم سے بچھڑتا ہے تو عملی سطح پر یہ عارضی جدائی ہوتی ہے اسی جدائی کے غم میں آنسو بہائے جاتے ہیں ۔اس پوری نظم میں اقبال حیات بعد الممات کے فلسفے سے متاثر نظر آتے ہیں ۔ اسی باعث وہ آخری بند کے اشعار میں واضح طور پر اپنا نقطہ نظر بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بنظر عمیق دیکھا جائے تو جو لوگ موت سے ہم کنار ہو جاتے ہیں درحقیقت وہ فنا نہیں ہوتے اور روحانی سطح پر ہم سے جدا نہیں ہوتے ۔

عقل جس دم دہر کی آفات میں محصور ہو
یا جوانی کی اندھیری رات میں مستور ہو

معانی: محصور: گھری، پھنسی ہوئی ۔
مطلب: ۔ جس گھڑی انسانی عقل و دانش دنیاوی آلام و مصائب میں گھر جائے یا پھر جوانی تاریک رات میں چھپ جائے ۔

دامنِ دل بن گیا ہو رزم گاہِ خیر و شر
راہ کی ظلمت سے ہو مشکل سوئے منزل سفر

معانی: دامن: جھولی، پلو ۔ رزم گاہ: جنگ کا میدان ۔
مطلب: قلب انسانی نیکی و بدی اور حق و باطل کی جنگ کا میدان بن کر رہ جائے اور راہ کی تاریکیوں کے سبب منزل کی جانب سفر کرنا بھی دشوار ہو جائے ۔

خضر ہمت ہو گیا ہو آرزو سے گوشہ گیر
فکر جب عاجز ہو اور خاموش آوازِ ضمیر

معانی: خضر: ایک ولی جو بھولے بھٹکوں کو راستہ دکھاتے ہیں ۔ گوشہ گیر: کونے، تنہائی میں رہنے والا ۔ ضمیر: باطن، دل ۔

مطلب: انسان اپنی جرات و ہمت اور حوصلے کے حوالے آرزووَں اور تمناؤں سے کنارہ کش ہو جائے یہی نہیں بے بسی کا یہ عالم ہو کہ انسانی فکر اور ضمیر اپنی کارکردگی میں معطل ہو کر رہ جائیں ۔

وادیِ ہستی میں کوئی ہم سفر تک بھی نہ ہو
جادہ دکھلانے کو جگنو کا شرر تک بھی نہ ہو

معانی: جادہ: راستہ ۔ شرر: چنگاری، مراد مختصر سی چمک ۔
مطلب: اس کے علاوہ زندگی میں کوئی ہم خیال اور ہم سفر بھی باقی نہ رہے حتیٰ کہ تاریک شب میں رہنمائی کے لیے جگنو کی ننھی روشنی تک موجود نہ ہو ۔

مرنے والوں کی جبیں روشن ہے اس ظلمات میں
جس طرح تارے چمکتے ہیں اندھیری رات میں

معانی: ظلمات: جمع ظلمت، اندھیرے ۔
مطلب: تو مرنے والوں کی پیشانیاں تاریکی میں اس طرح سے روشن ہو جاتی ہیں جس طرح کہ اندھیری رات میں تارے چمکتے ہیں اور ان کی روشنی مسافر کے لیے مشعل راہ کا کام دیتی ہے ۔

پھول کا تحفہ عطا ہونے پر

وہ مستِ ناز جو گلشن میں جا نکلتی ہے
کلی کلی کی زباں سے دعا نکلتی ہے

معانی: مستِ ناز: اپنی اداؤں، ناز نخرے میں ڈوبی ہوئی ۔
مطلب: اس نظم کے مطالعے سے اس امر کا اندازہ ہوتا ہے کہ علامہ اقبال نے یہ نظم اپنی اس محبوبہ کے لیے لکھی تھی جس نے انہیں تحفہ کے طور پر پھول بھیجے تھے ۔ یہ امر ہمیشہ سے صیغہ راز میں ہی رہا کہ ان کی یہ محبوبہ کون تھی ۔ چنانچہ نظم کے اس پہلے شعر میں کہتے ہیں کہ وہ اپنے ناز و انداز میں مست رہنے والی محبوبہ جب کبھی پھول توڑنے کے لیے باغ میں جا نکلتی ہے تو اس کے لیے وہاں موجود ہر کلی کے لبوں سے دعائیں نکلتی ہیں

الہٰی پھولوں میں وہ انتخاب مجھ کو کرے
کلی سے رشکِ گلِ آفتاب مجھ کو کرے

معانی: انتخاب کرنا: چننا ۔ رشکِ گلِ آفتاب: آفتاب کے پھول یعنی سورج کے لیے رشک کا باعث، سورج سے بہتر ۔

مطلب: اور اس کے ساتھ ہی وہ اس امر کی تمنا کرتے ہوئے رب ذوالجلال سے دعا کرتی ہے کہ یہ دوسری کلیوں کو چھوڑ کر میرا انتخاب کرے ۔ اس صورت میں میرا وجود پھول تو الگ رہے سورج کے لیے بھی باعث رشک بن جاؤں ۔

تجھے وہ شاخ سے توڑیں زہے نصیب ترے
تڑپتے رہ گئے گلزار میں رقیب ترے

معانی: زہے نصیب: کیا خوش بختی کی بات ہے ۔ رقیب: مراد دوسرے پھول ۔ گلزار: باغ ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال کلی سے براہ راست مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ یہ تیری خوش قسمتی ہے کہ میرا محبوب تجھے شاخ سے توڑ لیتا ہے ۔ اس کے اس عمل پر باغ میں جو کلیاں تیری رقیب تھیں وہ یقیناً حسد کے مارے تڑپ کر رہ گئی ہوں گی ۔

اٹھا کے صدمہَ فرقت وصال تک پہنچا
تری حیات کا جوہر کمال تک پہنچا

معانی: صدمہ اٹھانا: دکھ جھیلنا ۔ وصال: محبوب سے ملاقات ۔ جوہر: خوبی ۔ کمال: انتہا ۔
مطلب: ہر چند کہ تجھے شاخ سے جدائی کا صدمہ برداشت کرنا پڑا لیکن میرے محبوب کے ہاتھوں کے لمس سے تیری عظمت انتہائی کمال تک پہنچ گئی ۔

مرا کنول کی تصدق ہیں جس پہ اہلِ نظر
مرے شباب کے گلشن کو ناز ہے جس پر

معانی: کنول: پانی میں کھلنے والا سفید پھول ۔ تصدق: واری، قربان ۔
مطلب: اے کلی! اس حقیقت کو جان لے کہ میری محبوب بھی کنول کے پھول کی مانند ہے جس کو دیکھتے ہی ہر شخص اس کا والہ و شیدا بن جاتا ہے ۔ اور میری جوانی یقیناً اس پر فخر کرتی ہے ۔

کبھی یہ پھول ہم آغوشِ مدعا نہ ہوا
کسی کے دامنِ رنگیں سے آشنا نہ ہوا

معانی: ہم آغوش مدعا: مراد مقصد، آرزو پا لینے والا ۔ دامنِ رنگیں : خوبصورت پلو ۔
مطلب: حقیقت یہ ہے کہ کبھی اس کی خواہش کی تکمیل نہیں ہو سکی نا ہی وہ کسی کے دامن رنگیں سے اب تک ہم آغوش ہو سکا ہے ۔

شگفتہ کر نہ سکے گی کبھی بہار اسے
فسردہ رکھتا ہے گل چیں کا انتظار اسے

معانی: شگفتہ کرنا: کھلنا ۔
مطلب: اس کنول کے پھول کو کبھی بہار یعنی خوشی راس نہ آ سکے گی ۔ وہ تو ہمیشہ کسی گلچیں کا منتظر رہتا ہے ۔

ترانۂ ملی

چین و عرب ہمارا ، ہندوستاں ہمارا
مسلم ہیں ہم، وطن ہے سارا جہاں ہمارا

معانی: ترانہ ملی: قومی گیت ۔ سارا جہاں وطن ہونا: مراد مسلمان جغرافیائی حدوں کا قائل نہیں ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ چین، عرب اور ہندوستان یہ سب ہمارے ملک ہیں ۔ ہم مسلمان ہیں اور سارا جہان ہمارے وطن کے مانند ہے ۔ اس لیے کہ اپنے عقیدے کے اعتبار سے مسلمان کسی مخصوص خطہ زمین کو خود سے وابستہ نہیں سمجھتا ۔ یہی وجہ ہے کہ اقبال سارے جہان کو اپنا وطن شمار کرتے ہیں ۔

توحید کی امانت سینوں میں ہے ہمارے
آساں نہیں مٹانا نام و نشاں ہمارا

معانی: توحید: خدا کی وحدت، صرف ایک معبود ۔ امانت: مراد عقیدہ ۔ سینوں میں : دلوں میں ۔ نام ونشاں : مراد ہستی، وجود ۔

مطلب: ہمارے سینوں میں خدا کی واحدانیت کا تصور ایک امانت کی طرح محفوظ ہے اور اس واحدانیت کو کوئی ختم نہیں کر سکتا اس لیے ہمارا نام ونشاں بھی کوئی نہیں مٹا سکتا ۔

دنیا کے بت کدوں میں پہلا وہ گھر خدا کا
ہم اس کے پاسباں ہیں ،وہ پاسباں ہمارا

معانی: پہلا وہ گھر خدا کا: کعبہ شریف کی تعمیر حضرت ابراہم نے کی تھی ۔ پاسباں: حفاظت کرنے والا ۔
مطلب: جن دنوں دنیا بھر میں کفر والحاد پھیلا ہوا تھا اور ہر سمت بت خانے ہی بت خانے تھے اس وقت خدا کے جلیل القدر پیغمبر حضرت ابراہیم نے خدائے وحدت کی عبادت کے لیے اولین عمارت تعمیر کی جسے خانہ کعبہ سے موسوم کیا جاتا ہے ۔ چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ ہم مسلمان خانہ کعبہ کے محافظ ہیں اور یہ ہماری حفاظت کرتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ خانہ کعبہ کے سبب ملت اسلامیہ میں نظم و ضبط اور وحدت کا تصور برقرار ہے ۔ یہ نہ ہوتا تو ہم ریزہ ریزہ ہو کر رہ جاتے ۔

تیغوں کے سائے میں ہم پل کر جواں ہوئے ہیں
خنجر ہلال کا ہے قومی نشاں ہمارا

معانی: تیغوں کے سایہ: یعنی بزرگوں نے جو جہاد کیے ۔ پل کر جواں ہوئے ہیں: مراد ہمارے خمیر، فطرت میں اپنے بزرگوں والا جذبہَ جہاد ہے ۔ ہلال: پہلی کے چاند کو خنجر کہا ۔ قومی نشاں: مراد ہندوستان کے مسلمانوں کا اسلامی نشان ۔
مطلب: یہ حقیقت ہے کہ ہم تلواروں کے سائے میں پل کر عنفوان شباب تک پہنچے اور اس امر سے کسے انکار ہو گا کہ ملت اسلامیہ کا سبز پرچم ہلال اور ستارے سے سجا ہوا چونکہ ہلال بڑی حد تک خنجر سے مشابہ ہوتا ہے اس لیے اسے اقبال نے اسی سے تشبیہ دی ہے اور اسے قومی نشان سے تعبیر کیا ہے ۔

مغرب کی وادیوں میں گونجی اذاں ہماری
تھمتا نہ تھا کسی سے سیلِ رواں ہمارا

معانی: مغرب کی وادیاں: مراد یورپ کے ملک، شہر یعنی سپین وغیرہ ۔ گونجی اذاں ہماری: ہماری اذانوں کی آواز بلند ہوئی ۔ سیلِ رواں: مراد بڑھتے ہوئے عظیم لشکر ۔
مطلب: ہرچند کہ مسلمان عساکر کا بنیادی مرکز عرب تھا اس کے باوجود ہم اپنی قوت اور ہمت کے طفیل مغربی ممالک

پر یلغار کرتے رہے ۔ یہاں ہماری اذانیں گونجتی رہیں ۔ یوں یہ امر واقعہ ہے کہ ان علاقوں میں بھی ہمارے عساکر کی یلغار کے سامنے کوئی لشکر بھی نہ ٹھہر سکا اور ہم جو یورپی ممالک میں فتوحات حاصل کرتے رہے ۔

باطل سے دبنے والے اے آسماں نہیں ہم
سو بار کر چکا ہے تو امتحاں ہمارا

مطلب: اس شعر میں اقبال آسمان سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے فلک کج رفتار یہ جان لے کہ ہم ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جو باطل سے خوف زدہ ہو کر رہ جائیں ۔ اس ضمن میں تو اس امر سے بخوبی آگاہ ہے کہ تو ایک بار نہیں سو بار ہمارا امتحان کر چکا ہے ۔

اے گلستانِ اندلس ! وہ دن ہیں یاد تجھ کو
تھا تیری ڈالیوں میں جب آشیاں ہمارا

معانی: تھا تیری ڈالیوں پر جب آشیاں ہمارا: مذکورہ حکومت کی طرف اشارہ ہے ۔
مطلب: اس کے ثبوت میں اندلس اور دجلہ کو ہماری جرات و حوصلے کی داستانیں پیش کی جا سکتی ہیں ۔

اے موجِ دجلہ ! تو بھی پہچانتی ہے ہم کو
اب تک ہے تیرا دریا افسانہ خواں ہمارا

معانی: دجلہ: دریائے دجلہ جس کے کنارے شہر بغداد آباد ہے ۔
مطلب: یہاں کبھی مسلمان سلاطین کا اقتدار پورے عروج پر تھا اور گرد و پیش کی وادیاں ان کے گھوڑوں کی ٹاپوں کی زد میں ہوتی تھیں ۔

اے ارضِ پاک تیری حرمت پہ کٹ مرے ہم
ہے خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا

معانی: ارضِ پاک: مراد سرزمین حجاز جس کی حدود میں مکہ و مدینہ واقع ہیں ۔ کٹ مرنا: جہاد میں شہید ہونا ۔ خوں تری رگوں میں اب تک رواں ہمارا: مراد حجاز کی عزت و توقیر بڑھانے کے لیے مسلمانوں نے کس قدر قربانیاں دیں ۔
مطلب: اے سرزمین حجاز! کیا تو اس حقیقت سے آگاہ نہیں کہ ہم نے تیری عزت و حرمت کے لیے ہمیشہ اپنی جانیں قربان کی ہیں اور آج بھی تیری رگوں میں ہمارا خون رواں دواں ہے ۔

سالارِ کارواں ہے میرِ حجاز اپنا
اس نام سے ہے باقی آرامِ جاں ہمارا

معانی سالارِ کارواں : قافلے کا سربراہ ملت اسلامیہ کے سالار ۔ آرامِ جاں : روح کا سکون ۔
مطلب: اے سرزمین حجاز! تو جانتی ہے کہ تیرا والی و آقا ہمارے قافلے کا سالار اول ہے یعنی حضور سرور کائنات ﷺ کی تعلیمات کی روشنی سے ہم رہنمائی حاصل کر رہے ہیں ۔ یہی نام عملاً اسم اعظم کی طرح ہے جو ہمارے بے چین اور مضطرب دلوں کو سکون و اطمینان سے ہم کنار کرتا ہے ۔

اقبال کا ترانہ بانگِ درا ہے گویا
ہوتا ہے جادہ پیما پھر کارواں ہمارا

معانی: بانگِ درا: قافلے کی روانگی کے وقت کی گھنٹی کی آواز ۔ جادہ پیما: مراد جدوجہد اور عمل کے لیے سرگرم ۔ کارواں : ملت ۔
مطلب: اس نظم کے مقطع میں اقبال کہتے ہیں کہ میں نے جو یہ ملی ترانہ تخلیق کیا ہے وہ ایک ایسی گھنٹی کی مانند ہے

جو دوران سفر ہمیشہ رہنمائی کا سبب بنتی ہے ۔ اس الارم کے ساتھ یوں سمجھ لیجیے کہ ہمارا قافلہ ایک بار پھر سے بڑی مستعدی اور نظم و نسق کے ساتھ اپنی منزل کی جانب سرگرم سفر ہو رہا ہے ۔

وطنیت

(یعنی وطن بحیثیت ایک سیاسی تصور کے)

اس دور میں مے اور ہے جام اور ہے جم اور
ساقی نے بنا کی روشِ لطف و ستم اور

معانی: جم: مراد قدیم ایرانی بادشاہ جمشید، جس نے پہلی مرتبہ انگور سے شراب تیار کروائی ۔ ساقی: شراب پلانے والا، مراد انگریز حکمران ۔ بنا کی: بنیاد رکھی ۔

مطلب: یہ نظم اس اعتبار سے خاصی اہم ہے کہ اس میں اقبال نے وطنیت کے حوالے سے واضح طور پر اپنا سیاسی نقطہ نظر پیش کیا ہے ۔ اس میں فرماتے ہیں یہ دور جس میں ہم زندہ ہیں وہ اپنی نئی روایات کے ساتھ برسر عمل ہے یعنی پرانی اقدار مٹ رہی ہیں اور نئی قدریں جنم لے رہی ہیں ۔ تہذیب کے اجارہ دارو رہنماؤں نے ایسی روش کو فروغ دیا ہے جو ظلم اور التفات دونوں کیفیتوں سے ہم آہنگ ہے ۔

مسلم نے بھی تعمیر کیا اپنا حرم اور
تہذیب کے آزر نے ترشوائے صنم اور

معانی: مسلم: مراد ملت اسلامیہ ۔ حرم: مراد مسلک ، دستور ۔ تہذیب کے آزر: مراد موجودہ تہذیب جو انسان کو خدا سے دور رکھتی ہے ۔ ترشوانا: بنوانا ۔

مطلب: چنانچہ دوسری تہذیبوں کی دیکھا دیکھی مسلمانوں نے بھی اپنی تہذیب کو چھوڑ کر ایک نیا کعبہ بنا لیا ہے یعنی

ملت اسلامیہ نے اپنے تہذیب و کلچر کو چھوڑ کر مغربی تہذیب کو اپنا لیا ہے ۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جدید تہذیب کا مشہور بت تراش آزر اب نئے بت تراشنے میں مگن ہے ۔

ان تازہ خداؤں میں بڑا سب سے وطن ہے
جو پیرہن اس کا ہے وہ مذہب کا کفن ہے

معانی: تازہ خدا: نئے نئے آقا ۔ مذہب کا کفن: مراد مذہب کی موت، خاتمہ ۔
مطلب: چنانچہ اس نے اب تو جو بت تراشے ان میں سب سے بڑا اور بلند و بالا بت وطن ہے اس بت کو جو لباس پہنایا ہے وہ مذہب اور عقیدے کے لیے کفن کی حیثیت رکھتا ہے ۔ یعنی وطن کی پرستش مذہب اور عقائد کے منافی ہے ۔

یہ بت کہ تراشیدۂ تہذیبِ نوی ہے
غارت گر کاشانۂ دینِ نبوی ہے

معانی: غارت گر: تباہ کرنے والی ۔ کاشانہ: گھر ۔ دینِ نبوی: دین اسلام ۔
مطلب: نئی تہذیب سے وطنیت کا تصور عبارت ہے اور یہ تصور ایسا ہے جو آنحضرت کے دین اور ان کی تعلیمات کی نفی کرتا ہے ۔

بازو ترا توحید کی قوت سے قوی ہے
اسلام ترا دیس ہے تو مصطفوی ہے

معانی: مصطفوی: مراد حضور اکرم محمد مصطفیٰ کا پیرو، مسلمان ۔
مطلب: لیکن اے دین محمدی کے پیروکار! توحید ایسی قوت ہے جس نے تجھے ہر مرحلے پر تقویت پہنچائی ہے ۔ تیرا وطن کوئی مخصوص خطہ ارض نہیں بلکہ عملی سطح پر اسلام ہی تیرا وطن ہے ۔ نا ہی تیری نسبت کسی اور شخصیت سے ہے ۔

نظارہِ دیرینہ زمانے کو دکھا دے
اے مصطفوی خاک میں اس بت کو ملا دے

معانی: نظارہَ دیرینہ: پرانا منظر، مراد مذہب سے اسلاف والی محبت ۔
مطلب: بلکہ تو تو حضرت محمد مصطفی کا پیرو کار ہے چنانچہ تجھ پر لازم ہے کہ چودہ سو سال کی قدیم شان و شوکت اور جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئے وطنیت کے تصور کو تباہ کر دے ۔

ہو قیدِ مقامی تو نتیجہ ہے تباہی
رہ بحر میں آزادِ وطن صورتِ ماہی

معانی: قیدِ مقامی: خاص سرزمین کو وطن قرار دینا ۔ آزادِ وطن: جغرافیائی حدوں سے آزاد ۔ صورتِ ماہی: مچھلی کی طرح ۔
مطلب: اقبال اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے ملت اسلامیہ کے پیروکاروں سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ اے فرزند توحید! اس حقیقت کو جان لے کہ اگر کوئی ایک مخصوص خطہ ارض کا اسیر اور قیدی ہو کر رہ جائے تو اس کا منطقی نتیجہ تباہی اور بربادی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا ۔ اگر تو اس کائنات کو ایک سمندر کی مانند جان لے تو یہاں تیری بودوباش ایک مچھلی کی طرح ہونی چاہیے کہ مچھلی پانی کی حدود میں کسی ایک مقام پر نہیں ٹھہرتی ۔

ہے ترکِ وطن سنّتِ محبوبِ الٰہی
دے تو بھی نبوت کی صداقت پہ گواہی

معانی: ترکِ وطن: خاص سرزمین سے ہجرت کر جانا ۔ سنت: طریقہ ۔ محبوبِ الٰہی: مراد حضور اکرم ۔
مطلب: ترکِ وطن یعنی ہجرت کرنا سنت رسول اللہ ﷺ ہے ۔ یہ تیری ذمہ داری ہے کہ نبوت کی گواہی دے یعنی فرمان محمدی کے مطابق وطن کے تصور کی نفی کر ۔

گفتارِ سیاست میں وطن اور ہی کچھ ہے
ارشادِ نبوت میں وطن اور ہی کچھ ہے

معانی: گفتارِ سیاست: سیاسی بات چیت ۔ ارشادِ نبوت: مراد حضور اکرم نے جو کچھ فرمایا ۔
مطلب: یوں سیاسیات کے حوالے سے بے شک وطن کا تصور مختلف ہے لیکن ارشاد نبوی کے حوالے سے وطن ایک بے معنی شے ہے ۔

اقوامِ جہاں میں ہے رقابت تو اسی سے
تسخیر ہے مقصودِ تجارت تو اسی سے

معانی: رقابت: دشمنی ۔ تسخیر: قابو میں لانا، فتح کرنا ۔ مقصودِ تجارت: تجارت کا مقصد ۔
مطلب: دنیا بھر کی قوموں کے مابین رقابت کا جذبہ وطنیت کے سبب ہی پیدا ہوا ہے ۔ اس کے سبب تجارت کا مقصد بھی دوسرے ممالک کو تسخیر کرنا ہے ۔

خالی ہے صداقت سے سیاست تو اسی سے
کمزور کا گھر ہوتا ہے غارت تو اسی سے

مطلب: اس سے بڑھ کر اور کیا برائی ہوگی کہ سیاست میں صداقت اور سچائی کا جذبہ اگر ناپید ہے تو اس کا باعث بھی وطنیت کا تصور ٹھہرتا ہے ۔ جو لوگ اور قومیں کمزور ہوتی ہیں ان کو تباہ و برباد کرنے میں بھی اس تصور کا بڑا حصہ ہے ۔

اقوام میں مخلوقِ خدا بٹتی ہے اس سے
قومیتِ اسلام کی جڑ کٹتی ہے اس سے

معانی: قومیت اسلام: مراد ملت سے متعلق اسلام کا نظریہ ۔ جڑ کٹنا: تباہ ہونا، مٹنا ۔
مطلب: حد تو یہ ہے کہ اس کے سبب مخلوق خداوندی مختلف قوموں میں بٹ کر رہ گئی ہے ۔ اسلامی تصور قومیت کی جڑ کاٹنے کا باعث بھی یہی ہے ۔

ایک حاجی مدینے کے راستے میں

قافلہ لوٹا گیا صحرا میں ، اور منزل ہے دور
اس بیاباں یعنی بحرِ خشک کا ساحل ہے دور

معانی: بحرِ خشک: بیان کو خشک سمندر کہا ۔ ساحل: کنارہ یعنی آخری حد ۔
مطلب: علامہ نے یہ نظم ایک حاجی کے بیان کی روشنی میں کہی ہے جو حج بیت اللہ کے بعد زیارت کے لیے اپنے قافلے کے ہمراہ مکے سے مدینے جا رہا تھا ۔ راستے میں رہزنوں نے نہ صرف یہ کہ اہل قافلہ کو لوٹ لیا بلکہ جن لوگوں نے مزاحمت کی ان کو قتل بھی کر دیا ۔ چنانچہ اقبال یوں گویا ہوتے ہیں کہ رہزنوں نے صحرا میں قافلے کو لوٹ لیا ہے اور ابھی منزل سے کوسوں دور ہیں ۔

ہم سفر میرے شکارِ دشنۂ رہزن ہوئے
بچ گئے جو، ہو کے بے دل سوئے بیت اللہ پھرے

معانی: دشنۂ رہزن: لٹیرے کا خنجر ۔ بیدل ہونا: غم زدہ ہونا ۔ سوئے بیت اللہ: خدا کے گھر کی طرف ۔ پھرے: واپس ہوئے، لوٹ گئے ۔
مطلب: حاجی کہتا ہے کہ میرے کئی ہم سفر رہزنوں کی تلواروں کا نشانہ بن گئے اور ان کے خوف کے سبب جو لوگ بچ گئے تھے وہ واپس بیت اللہ کی جانب روانہ ہو گئے ۔

اس بخاری نوجواں نے کس خوشی سے جان دی
موت کے زہراب میں پائی ہے اس نے زندگی

معانی: بخاری: بخارا کا رہنے والا ۔ زہراب: زہر ملا پانی، شدید تلخی ۔
مطلب: لیکن قافلے میں سے ایک بخاری نوجوان نے رہزنوں کے خلاف بڑی جرات و ہمت کے ساتھ نبرآزمائی کی اور بالاخر شہادت کا رتبہ حاصل کر لیا ۔

خنجرِ رہزن اسے گویا ہلالِ عید تھا
ہائے یثرب دل میں ، لب پہ نعرۂ توحید تھا

معانی: ہلال عید: عید کا چاند جسے دیکھ کر بہت خوشی منائی جاتی ہے ۔ ہائے یثرب: مراد مدینے کی آرزو جو پوری نہ ہوئی ۔ نعرہ توحید: اللہ اکبر ۔
مطلب: ایک رہزن کا خنجر اس بخاری نوجوان کے لیے ہلال عید کے مانند تھا ۔ اس لمحے بھی اس کے لبوں پر مدینہ اور توحید کا نعرہ تھا ۔

خوف کہتا ہے کہ یثرب کی طرف تنہا نہ چل
شوق کہتا ہے کہ تو مسلم ہے بیباکانہ چل

معانی: شوق: عشق، محبت ۔ بیباکانہ: کسی خوف کے بغیر ۔
مطلب: حاجی کہتا ہے کہ ان رہزنوں کا خوف مجھے مدینے کی جانب تنہا جانے سے روکتا ہے لیکن شوق زیارت کا تقاضا ہے کہ مسلمان ہونے کے ناطے اپنی منزل کی جانب بڑی جرات اور بیباکی سے اپنا سفر جاری رکھوں ۔

بے زیارت سوئے بیت اللہ بھی جاؤں گا کیا
عاشقوں کو روزِ محشر منہ نہ دکھلاؤں گا کیا

مطلب: اگر مدینے میں روضہ رسول مقبول کی زیارت کے بغیر ہی واپس مکہ چلا گیا تو ان لوگوں کو کیسے منہ دکھاؤں گا جو عاشق رسول ہیں ۔

خوفِ جاں رکھتا نہیں کچھ دشت پیمائے حجاز
ہجرتِ مدفونِ یثرب میں یہی مخفی ہے راز

معانی: دشت پیمائے حجاز: حجاز کا راستہ طے کرنے والا ۔

مطلب: یوں بھی دشت حجاز میں سفر کرنے والوں کو جان کا خوف نہیں ہوتا ۔ مدینے میں حضور کی ہجرت میں بھی یہی راز پوشیدہ ہے ۔

گو سلامت محملِ شامی کی ہمراہی میں ہے
عشق کی لذت مگر خطروں کی جاں کاہی میں ہے

معانی: محمل شامی: وہ کجاوہ جو حج کے موقع پر، ملک شام سے غلاف کعبہ کے ساتھ بھیجا جاتا ہے ۔ جان کاہی: جان گھٹنا ۔

مطلب: اگرچہ شامی محمل کے ساتھ یہ سفر تحفظ کا احساس دلاتا ہے لیکن عشق کی لذت تو خطروں میں ہی چھپی ہوتی ہے ۔

آہ! یہ عقلِ زیاں اندیش کیا چالاک ہے
اور تاثر آدمی کا کس قدر بیباک ہے

معانی: زیاں اندیش: نقصان، گھاٹے کا سوچنے والی ۔ تاثر: مراد عشق کا جذبہ ۔
مطلب: افسوس کہ عقل انسانی ہمیشہ خسارے کے انداز میں سوچتی ہے جب کہ انسان کا جذبہ عشق نڈر اور بیباک ہوتا ہے ۔

قطعہ

کل ایک شوریدہ خواب گاہِ نبی پہ رو رو کے کہہ رہا تھا
کہ مصر و ہندوستاں کے مسلم بنائے ملت مٹا رہے ہیں

قطعہ: ٹکڑا، مراد چند شعروں پر مشتمل نظم ۔ شوریدہ: دیوانہ ۔ خوابگاہ: مراد روضہ مبارک ۔ بنائے ملت: ملت کی بنیاد، عمارت ۔

مطلب: اقبال اس نظم میں فرماتے ہیں کہ کہ کل ایک دیوانہ سر انسان مزار رسول مقبول ﷺ پر کھڑا ہوا آہ و زاری کرتے ہوئے فریاد کر رہا تھا کہ حضور دیکھیے یہ جو ہندوستان اور مصر کے مسلمان ہیں ان کا کردار اس قدر منفی ہے جو مسلم قومیت کی تباہی و بربادی کا باعث بن کر رہ گیا ہے ۔

یہ زائرانِ حریمِ مغرب ہزار رہبر بنیں ہمارے
ہمیں بھلا ان سے واسطہ کیا جو تجھ سے نا آشنا رہے ہیں

معانی: زائران: جمع زائر، زیارت کرنے والے ۔ حریم مغرب: مراد یورپ کی درس گاہیں اور شہر وغیرہ ۔ ہزار رہبر: یعنی خواہ کتنے ہی لیڈر بن جائیں ۔

مطلب: یہ مغربی تہذیب و تمدن پر ایمان رکھنے والے لوگ ہمارے رہنما بننے کی کتنی بھی کوشش کریں وہ ہمارے رہبر اس لیے نہیں بن سکتے کہ آپ کی تعلیمات سے بے بہرہ ہیں ۔

غضب ہیں یہ مرشدانِ خودبیں ، خدا تری قوم کو بچائے
بگاڑ کر تیرے مسلموں کو یہ اپنی عزت بنا رہے ہیں

معانی: غضب ہیں: مراد بڑے چالاک اور مکار ہیں ۔ مرشدانِ خود بیں: مغرور رہنما ۔ بگاڑ کر: سوچیں بدل کر، گمراہ کر کے ۔ عزت بنانا: بڑے آدمی بننا، شہرت پانا ۔

مطلب: یہ لوگ تو اپنے ذاتی مفاد کی خاطر خود ساختہ رہنما بن بیٹھے ہیں خداوند کریم قوم کو ان کے کردار سے بچائے کہ یہ لوگ مسلمانوں کو صحیح راہ سے بھٹکا کر محض اپنے وقار کو بلند کرنے میں سرگرداں ہیں ۔ یہی لوگ تو آج ملت اسلامیہ کے زوال کا سبب بنے ہوئے ہیں ۔

سنے گا اقبال کون ان کو یہ انجمن ہی بدل گئی ہے
نئے زمانے میں آپ ہم کو پرانی باتیں سنا رہے ہیں

معانی: پرانی باتیں: مراد نیک جذبوں اور جہد و عمل کی باتیں ۔

مطلب: آخری شعر میں اقبال اپنے نظریات کے حوالے سے بات کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اب تو زمانہ بدل گیا ہے تہذیب بدل گئی ہے اور تم ہو کہ اپنی شاعری کے حوالے سے پرانی باتیں دہرا رہے ہو ۔ آج کے دور میں آخر کون ان باتوں کو سنے گا ۔

شکوہ

کیوں زیاں کار بنوں ، سود فراموش رہوں
فکرِ فردا نہ کروں ، محوِ غمِ دوش رہوں

معانی: شکوہ: گلہ ۔ زیاں کار: نقصان، گھاٹا اٹھانے والا ۔ سود فراموش: فائدہ بھلانے والا ۔ فردا: آنے والا کل ۔ محو: مصروف ۔ غمِ دوش: گزرے ہوئے کل، ماضی کا غم ۔

مطلب: اس نظم میں اقبال مکالمہ تو رب ذوالجلال سے کرتے ہیں لیکن ان کا لہجہ معمول سے بھی زیادہ تند و تیز ہے ۔ شکوہ ہی وہ نظم ہے جس کے حوالے سے اقبال پر کفر کے فتوے بھی عائد کیے گئے اور بیسویں صدی کے آغاز میں اس کی اشاعت پر بھی خاصی لے دے ہوئی ۔ یہاں تک کہ انہیں اپنے دفاع میں جواب شکوہ جیسی نظم لکھنا پڑی ۔ شکوہ فکری سطح پر ہی نہیں تکنیکی بنیاد پر بھی ایک بلند پایہ نظم ہے ۔ نظم کا آغاز خاصے تند و تیز لہجے میں کرتے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ مجھے کیا ضرورت پڑی ہے کہ زندگی میں نقصان اٹھاؤں اور فوائد حاصل نہ کروں ۔ یہ بھی بے معنی بات ہے کہ عصر موجود کی فکر میں تو گھلتا رہوں اور مستقبل کی طرف دھیان نہ دوں ۔

نالے بلبل کے سنوں اور ہمہ تن گوش رہوں
ہم نوا! میں بھی کوئی گل ہوں کہ خاموش رہوں

معانی: نالے: فریادیں ۔ ہمہ تن گوش: پوری طرح کان لگا کر سننے والا ۔ ہمنوا: مراد محفل کا ساتھی ۔

مطلب: کیا یہ مضحکہ خیز امر نہیں ہے کہ بلبلوں کی نالہ و فریاد تک ہی خود کو محدود رکھوں اور اس کے بجائے کسی دوسری جانب ہی خود کو متوجہ رکھوں ۔

جرأت آموز مری تابِ سخن ہے مجھ کو
شکوہ اللہ سے خاکم بدہن ہے مجھ کو

معانی: جرات آموز: دلیری سکھانے والی ۔ تابِ سخن: بات کرنے کی طاقت ۔ خاکم بدہن: میرے منہ میں خاک ۔
مطلب: رب ذوالجلال نے تو مجھے ایسی قوت گویائی عطا کی ہے جو بڑی جرات اور حوصلے کی حامل ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ خاکم بدہن میں اب اپنے پالنے والے سے ہی شکوہ و شکایت کر رہا ہوں ۔

ہے بجا شیوہَ تسلیم میں مشہور ہیں ہم
قصہَ درد سناتے ہیں کہ مجبور ہیں ہم

معانی: بجا: صحیح، درست ۔ شیوہَ تسلیم: خدا کی رضا پر راضی ہونے کی عادت ۔
مطلب: یہ امر حقیقت پر مبنی ہے کہ ہم پیغمبر اسلام کے پیروکار رضائے الہٰی کے مطابق زندگی گزارنے کے عمل میں خاصی شہرت رکھتے ہیں پھر بھی حالات نے اس قدر مجبور کر دیا ہے کہ اپنے درد کا قصہ بیان کرنا اب ناگزیر معلوم ہوتا ہے ۔

سازِ خاموش ہیں ، فریاد سے معمور ہیں ہم
نالہ آتا ہے اگر لب پہ ، تو معذور ہیں ہم

معانی: سازِ خاموش: باجا جو بظاہر بج نہ رہا ہو ۔ معمور: بھرا ہوا ۔ لب: ہونٹ ۔
مطلب: بے شک ہماری ہستی ایک ساز خاموش کی مانند ہے کہ دل ہے کہ فریاد سے معمور ہے چنانچہ اس صورت میں نالہ و فریاد لبوں تک آ جائے تو اس پر حیرت نہیں ہونی چاہیے بلکہ یہ تو ایک طرح سے ہماری مجبوری ہے ۔

اے خدا! شکوہِ اربابِ وفا بھی سن لے
خوگرِ حمد سے تھوڑا سا گلہ بھی سن لے

معانی: اربابِ وفا: وفا نبھانے والے لوگ ۔ خوگرِ حمد: تعریف کرنے کا عادی ۔
مطلب: چنانچہ اے رب ذوالجلال! ہم جو ہمیشہ تیری حمد وثنا میں مصروف رہتے ہیں اب انہی وفادار لوگوں سے تھوڑا سا شکوہ بھی سن لے کہ ہم جو ہمیشہ سے تیری حمد وتوصیف کے عادی رہے ہیں اب ان سے تھوڑا سا گلا بھی سن لے ۔

تھی تو موجود ازل سے ہی تری ذاتِ قدیم
پھول تھا زیبِ چمن ، پر نہ پریشاں تھی شمیم

معانی: ذاتِ قدیم: پرانی ہستی ۔ زیب چمن: باغ کی سجاوٹ ۔ پریشاں: بکھرنا، پھیلنا ۔ شمیم: خوشبو ۔
مطلب: اے خدا! بے شک تیری ذات قدیم توازل سے ہی موجود ہے اس کے باوجود تیری ذات ایک ایسے پھول کی مانند تھی، ہوا نہ ہونے کے باعث جس کی خوشبو چمن میں پھیلنے کے امکانات نہ تھے ۔ اے مہربان وکریم انصاف کا تقاضا تو اس سوچ میں مضمر ہے کہ اگر ہوا موجود نہ ہو تو پھول کی خوشبو باغ میں کسی طور بھی نہیں پھیل سکتی ۔

ہم کو جمعیتِ خاطر یہ پریشانی تھی
ورنہ اُمت ترے محبوب کی دیوانی تھی

مطلب: یہ ملت اسلامیہ ہی تھی جس نے تیرا پیغام عام کیا ۔ ہم اگر تیرا پیغام لے کر دنیا بھر میں مارے مارے پھرتے تھے تو یہ پریشانی اور سرگردانی ہمارے لیے وجہ تسلی تھی ۔ ورنہ تیرے پیغمبر کی یہ امت دیوانی تو نہ تھی کہ دربدر پھرے ۔

ہم سے پہلے تھا عجب تیرے جہاں کا منظر
کہیں مسجود تھے پتھر، کہیں معبود شجر

مطلب: ملت اسلامیہ سے قبل تو اے خدا! تیری دنیا کی عجیب و غریب کیفیت تھی ۔ کہیں تو پتھروں کو اور کہیں لوگوں نے درختوں کو اپنا معبود بنایا ہوا تھا اور یہ لوگ انہی کی پرستش کرتے تھے ۔

خوگرِ پیکرِ محسوس تھی انساں کی نظر
مانتا پھر کوئی اَن دیکھے خدا کو کیونکر

معانی: پیکرِ محسوس: نظر آنے والا مادی جسم ۔ ان دیکھے: مراد تیرے وجود کو منوایا ۔
مطلب: حقیقت یہ ہے کہ انسان ان اشیاء کو اپنا خالق سمجھنے کا عادی ہو چکا تھا جس کے وجود کو خود محسوس کر سکے ۔ اس صورت میں تجھے کون مانتا کہ جو ہمیشہ نظروں سے اوجھل رہتا ہے ۔

تجھ کو معلوم ہے لیتا تھا کوئی نام ترا
قوتِ بازوئے مسلم نے کیا کام ترا

مطلب: یہ حقیقت بھی تیرے علم میں ہے کہ ان دنوں کوئی شخص بھی تیرا نام لینے اور تیری عبادت کرنے کا قائل نہ تھا ۔ یہ صرف اہل اسلام کی قوت ایمان اور قوت بازو ہی تھی جن کے سبب کائنات کے گوشے گوشے میں تیرا نام عام ہو گیا اور ہر طرح تیری عبادت ہونے لگی ۔

بس رہے تھے یہیں سلجوق بھی، تورانی بھی
اہل چیں چین میں ، ایران میں ساسانی بھی

معانی: بسنا: رہنا ۔ سلجوق: ترکوں کا ایک قبیلہ ۔ تورانی: توران، ترکی کا باشندہ ۔ ساسانی: قدیم ایران کا ایک حکمران خاندان ۔

مطلب: مسلمانوں سے قبل اس دنیا میں ترکوں کا قبیلہ سلجوق بھی تھا، اور توران کے طول و عرض میں تورانی بھی موجود تھے ۔ چین جیسے وسیع و عریض ملک میں چینی باشندے بھی مقیم تھے اور ایران ساسانیوں کی شوکت و جلال کا مظہر تھا ۔

اسی معمورے میں آباد تھے یونانی بھی
اسی دنیا میں یہودی بھی تھے، نصرانی بھی

معانی: معمورہ: آبادی، دنیا ۔ نصرانی: عیسائی ۔

مطلب: پھر یہاں یونانی بھی رہتے تھے ۔ اسی دنیا میں یہودی اور نصرانی بھی رہتے تھے ۔

پر ترے نام پہ تلوار اٹھائی کس نے
بات جو بگڑی ہوئی تھی، وہ بنائی کس نے

معانی: کس نے: مسلمانوں نے ۔ بگڑی ہوئی بات بنانا: ناکامی کو کامیابی میں بدلنا ۔

مطلب: اس کے باوجود تیرے نام کے تحفظ کی خاطر یہ تو بتا تلوار کس نے اٹھائی اور تصور توحید سے بغاوت کرنے والوں کے خلاف مسلمانوں کے علاوہ کون نبرد آزما ہوا ۔

تھے ہمیں ایک ترے معرکہ آراؤں میں
خشکیوں میں کبھی لڑتے، کبھی دریاؤں میں

معانی: معرکہ آرا: مراد جہاد کرنے والے ۔
مطلب: اے معبود حقیقی ہم مسلمان ہی تھے جو ساری دنیا میں تیرے مخالفین کے مقابل نبرد آز ما رہتے تھے ۔ اس مقصد کے لیے کبھی ہم دشمن کے خلاف صحراؤں میں اور کبھی دریاؤں اور سمندروں میں جا کر صف آرا ہوئے ۔

دیں اذانیں کبھی یورپ کے کلیساؤں میں
کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں

مطلب: کبھی یورپی ممالک کو فتح کر کے وہاں کے کلیساؤں میں جا کر اذانیں دیں اور نغمہ توحید سنایا اور کبھی افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں میں پہنچ کر آوازہ حق بلند کیا ۔

شان آنکھوں میں نہ جچتی تھی جہانداروں کی
کلمہ پڑھتے تھے ہم چھاؤں میں تلواروں کی

معانی: کلمہ: مراد کلمہ توحید ۔ تلواروں کی چھاؤں میں: میدان جنگ میں ۔
مطلب: امر واقعہ یہ ہے کہ مسلمانوں کو بڑے بڑے شان و شوکت والے سلاطین کی عظمت مرعوب نہ کر سکی تھی اس لیے ہم تو تلواروں کی چھاؤں میں کلمہ پڑھنے کی جرات اور حوصلہ رکھتے تھے ۔

ہم جو جیتے تھے، تو جنگوں کی مصیبت کے لیے
اور مرتے تھے ترے نام کی عظمت کے لیے

مطلب: اے خدائے ذوالجلال! ہم مسلمان تو اپنے حریفوں سے نبرد آزما ہونے کے لیے جیا کرتے تھے اور تیرے نام کی عظمت کے لیے زندگی قربان کر دیتے تھے ۔

تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لیے
سربکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کے لیے

معانی: تیغ زنی: تلوار چلانا، جہاد کرنا ۔ سربکف: ہتھیلی پر رکھے ہوئے، لڑنے مرنے پر تیار ۔
مطلب: جہاں تک ہماری تیغ زنی کا تعلق تھا وہ محض اپنی حکومتوں کے تحفظ کی خاطر نہیں تھا ۔

قوم اپنی جو زر و مالِ جہاں پر مرتی
بت فروشی کے عوض بت شکنی کیوں کرتی

معانی: بت فروشی: مراد محمود غزنوی نے سومنات پر حملہ کیا تو پجاریوں نے اسے بہت ساماں و دولت پیش کیا تاکہ وہ بت نہ توڑے ۔ اس نے جواب دیا میں بت شکن کہلانا چاہتا ہوں بت فروش نہیں ۔ بت شکنی: بت توڑنا ۔
مطلب: نہ ہی ہم دولت کے لیے دنیا بھر میں اپنا سر ہتھیلیوں پر لے کر پھرتے تھے ۔ اگر ہماری قوم مال و دولت پر مرتی تو بت شکنی کیوں کرتی ۔

ٹل نہ سکتے تھے اگر جنگ میں اڑ جاتے تھے
پاؤں شیروں کے بھی میداں سے اکھڑ جاتے تھے

معانی: ٹلنا: اپنی جگہ سے ہل جانا ۔
مطلب: ہم مسلمان تو وہ حوصلہ مند لوگ تھے جب میدان جنگ میں پہنچ گئے تو فتح حاصل کیے بغیر واپس نہ پلٹے ۔ انسان تو انسان ہم تو وہاں شیروں کے پاؤں بھی اکھاڑ دیا کرتے تھے ۔

تجھ سے سرکش ہوا کوئی تو بگڑ جاتے تھے
تیغ کیا چیز ہے، ہم توپ سے لڑ جاتے تھے

معانی: سرکش: باغی، نہ ماننے والا۔ بگڑ جانا: غصے میں آنا۔ تیغ: تلوار۔
مطلب: اگر تیرے خلاف کوئی بغاوت پر آمادہ ہوتا تو ہم اس کے خلاف ڈٹ جاتے اور پھر تلوار تو الگ رہی ہم لوگ تو توپ کے مقابل بھی سینہ سپر ہو جاتے۔

نقش توحید کا ہر دل پہ بٹھایا ہم نے
زیرِ خنجر بھی یہ پیغام سنایا ہم نے

معانی: دل پر نقش بٹھانا: مراد دلوں میں پورا پورا اثر جمانا۔ زیرِ خنجر: خنجر کے نیچے۔
مطلب: اے مالک حقیقی! یہ بتا کہ ہمارے علاوہ توحید کا علم بلند اور کس نے کیا۔ ہم نے تو تیرا یہ پیغام زیرِ خنجر بھی سنایا۔ اس مصرع میں علامہ کا اشارہ نواسۂ رسول حضرت امام حسین علیہ السلام کی جانب ہے جنھوں نے میدان کربلا میں حق کی فتح کے لیے اپنا سر کٹوا دیا۔

تو ہی کہہ دے کہ اکھاڑا درِ خیبر کس نے
شہر قیصر کا جو تھا، اس کو کیا سر کس نے

معانی: اکھاڑا: جھٹکا دے کر اپنی جگہ سے ہٹا دیا۔ درِ خیبر: خیبر کا دروازہ، خیبر یہودیوں کا ایک مضبوط قلعہ جس کا دروازہ بھی بیحد مضبوط تھا۔ اس کے محاصرے کے وقت حضرت علی علیہ السلام نے پوری قوت سے یہ دروازہ اکھاڑ دیا تھا۔ شہر قیصر کا: مراد روم۔
مطلب: اے خدا اتنا بتا دے کہ یہودیوں کی مشہور بستی خیبر میں القدس کا دروازہ کس نے تن تنہا اکھاڑ پھینکا۔ ایک

روایت کے مطابق یہ دروازہ اتنا وسیع و عریض اور مضبوط تھا کہ اسے کم وپیش سو افراد مل کر بند کیا کرتے اور کھولا کرتے تھے ۔ تاریخ اسلام کا یہ ایک اہم واقعہ ہے کہ شیر خدا حضرت علی بن ابی طالب نے جنگ خیبر کے دوران تنہا یہ دروازہ اکھاڑ پھینکا تھا جس کے بعد لشکر اسلام نے باسانی اس انتہائی مضبوط قلعے کو تسخیر کر لیا ۔ قیصر روم کے عظیم شہر قسطنطنیہ کو کس نے فتح کیا ۔

توڑے مخلوق خداوندوں کے پیکر کس نے
کاٹ کر رکھ دیے کفار کے لشکر کس نے

معانی : مخلوق خداوند: مراد بنائے ہوئے آقا یعنی بت ۔ پیکر: جسم، ڈھانچا ۔
مطلب: وہ کون تھے جنھوں نے ایسے نافرمان لوگوں کو کاٹ کر رکھ دیا جو مخلوق ہونے کے باوجود خالق بن بیٹھے تھے ۔ اور یہ بھی بتا دے کہ کفاروں کے لشکروں کو کن لوگوں نے تباہی سے دوچار کیا ۔

کس نے ٹھنڈا کیا آتش کدۂ ایراں کو
کس نے پھر زندہ کیا تذکرۂ یزداں کو

معانی: آتش کدۂ ایراں : اسلام سے پہلے ایران کے لوگ آگ کے پوجا کرتے تھے ۔ آتشکدہ میں ہر وقت آگ جلتی رہتی تھی ۔ (آج کل کے آتش پرست پارسی کہلاتے ہیں) یزداں : مراد اللہ تعالیٰ ۔
مطلب: جس دور میں ایران میں آگ کی پرستش کی جاتی تھی اور وہاں کے لوگ اسی واسطے سے آتش پرست کہلاتے تھے ان کے آتشکدوں کو ہمیشہ کے لیے بجھانے والے کون لوگ تھے ۔ چنانچہ اس عمل کے بعد ذکر توحید کو از سر نو کس نے زندہ کیا۔

کون سی قوم فقط تیری طلب گار ہوئی
اور تیرے لیے زحمت کشِ پیکار ہوئی

معانی: زحمت کش پیکار: جنگ، جہاد کی تکلیفیں اٹھانے والی ۔
مطلب: اے خدا! یہ بتا کہ ملت اسلامیہ کے علاوہ اور کون سی قوم تھی جس نے تجھ سے محبت کی اور تیری خاطر ہمیشہ میدان کارزار میں سرگرم عمل رہی ۔

کس کی شمشیر جہانگیر، جہاں دار ہوئی
کس کی تکبیر سے دنیا تری بیدار ہوئی

معانی: شمشیر جہانگیر: دنیا کو فتح کرنے والی تلوار ۔ جہاندار: دنیا پر حکومت کرنے والی ۔
مطلب: وہ کس قوم کی تلوار تھی جس نے ساری دنیا کو تسخیر کیا اور اس پر حکومت کی ۔ کس کے نعرۂ تکبیر سے دنیا بیدار ہوئی اور نیک و بد کی تمیز سیکھی ۔

کس کی ہیبت سے صنم سہمے ہوئے رہتے تھے
منہ کے بل گر کے ھُوَاللہُ اَحد کہتے تھے

معانی: صنم: بت ۔ ھُواللہُ احد: وہ اللہ ایک ہے ۔
مطلب: وہ کون سی قوم تھی جس کے خوف سے بت بھی سہمے ہوئے رہتے تھے اور ان کو سامنے پا کر سجدے میں گر جاتے اور تیری واحدانیت کا اقرار کر لیتے تھے ۔ ظاہر ہے کہ یہ قوم مسلمانوں کے علاوہ کوئی اور نہ تھی ۔

آگیا عین لڑائی میں اگر وقتِ نماز
قبلہ رُو ہو کے زمیں بوس ہوئی قومِ حجاز

معانی: عین لڑائی: یعنی جب لڑائی زوروں پر ہو۔ قبلہ رو: کعبے کی طرف منہ کر کے ۔ زمیں بوس ہونا: سجدہ کرنا ۔ قومِ حجاز: مراد مسلمان قوم ۔

مطلب: اے معبود حقیقی! تو اس امر سے یقیناً آگاہ ہے کہ میدان جنگ میں زبردست نبرد آزمائی کے دوران تیری عبادت یعنی نماز کا وقت آگیا تو مسلمان عساکر نے دشمن کی تلواروں کی پروا کیے بغیر خانہ کعبہ کی طرف رخ کر کے اپنی صفیں سیدھی کر لیں اور سجدہ ریز ہو گئے ۔

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا اور نہ کوئی بندہ نواز

معانی: محمود و ایاز: مراد آقا اور غلام ۔ بندہ: غلام ۔ بندہ نواز: مرا د آقا ۔

مطلب: اس دوران ان عساکر میں بندہ و آقا کی تمیز مٹ گئی اور دوران نماز آقا و غلام ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے

بندہ و صاحب و محتاج و غنی ایک ہوئے
تیری سرکار میں پہنچے تو سبھی ایک ہوئے

معانی: صاحب: مالک، آقا ۔ غنی: مالدار ۔ سرکار: دربار ۔

مطلب: امیر و غریب سب کا فرق ختم ہو گیا اور سب برابر ہو گئے ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ تیری سرکار میں پہنچ کر یہ سب لوگ ایک ہو گئے ۔

محفلِ کون و مکاں میں سحر و شام پھرے
مئے توحید کو لے کر صفتِ جام پھرے

معانی: محفل کون و مکاں : مراد دنیا ۔ سحر: صبح ۔ مئے توحید: خدا کی وحدت کی شراب، مراد توحید ۔ صفتِ جام: شراب کے پیالے کی طرح ۔

مطلب: تجھے معلوم ہے کہ ایک عرصے تک مسلمان تیرا پیغام لے کر ہمہ وقت ساری دنیا میں پھرتے رہے اور ہر فرد کو دعوت توحید دیتے رہے ۔

کوہ میں ، دشت میں لے کر ترا پیغام پھرے
اور معلوم ہے تجھ کو، کبھی ناکام پھرے

معانی: کوہ: پہاڑ ۔

مطلب: تیرا پیغام لے کر تو وہ پہاڑوں اور صحراؤں میں پھرتے رہے اور اس امر کا تو تجھے علم ہی ہے کہ اس عمل میں کبھی ناکام ہوئے نہ وہاں سے ناکام لوٹ کر آئے ۔

دشت تو دشت ہیں دریا بھی نہ چھوڑے ہم نے
بحرِ ظلمات میں دوڑا دیے گھوڑے ہم نے

معانی: بحرِ ظلمات: اندھیروں کا سمندر، اشارہ ہے فتح افریقہ کی طرف جو عقبہ بن نافع نے کی ۔

مطلب: اے آقا! تجھے علم ہے کہ صحرا تو الگ رہے ہم نے تو دریا بھی نہیں چھوڑے اور بحر اوقیانوس تک میں اپنے گھوڑے دوڑا دیے ۔

صفحۂ دہر سے باطل کو مٹایا ہم نے
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا ہم نے

معانی: صفحۂ دہر: مراد زمانہ ۔ باطل: ظلم ۔ نوع انساں : مراد تمام انسان ۔
مطلب: ہم مسلمانوں نے اپنی جدوجہد اور قربانیوں سے باطل کو مٹا کر سچائی کا بول بالا کر دیا ۔ اور انسان کو دوسرے انسان کی غلامی سے نجات دلائی ۔

تیرے کعبے کو جبینوں سے بسایا ہم نے
تیرے قرآن کو سینوں سے لگایا ہم نے

معانی: جبینوں سے بسانا: سجدے کرنا ۔
مطلب: تیرے کعبے سے بتوں کو نکال کر اپنی پیشانیوں سے آباد کیا ۔ تیرا قرآن اپنے سینوں میں محفوظ کر کے رکھا ۔

پھر بھی ہم سے یہ گلہ ہے کہ وفادار نہیں
ہم وفادار نہیں ، تو بھی تو دل دار نہیں

معانی: وفادار: دوستی کا حق ادا کرنے والا ۔ دلدار: ہمدردی کرنے والا ۔
مطلب: اس کے باوجود تجھے یہ گلا ہے کہ ہم تیرے وفادار بندے نہیں ہیں ۔ مگر یہ جان لے کہ ہم وفادار نہیں تو تو نے ہماری کونسی دل دہی کی ہے ۔ یعنی ہم مسلمانوں نے تو تیرے لیے ہر ممکن قربانی دی جب کہ تیرا سلوک نمایاں ہے ۔

امتیں اور بھی ہیں، ان میں گنہ گار بھی ہیں
عجزوالے بھی ہیں، مستِ مئے پندار بھی ہیں

معانی: عجز: عاجزہ ۔ مست مئے پندار: گھمنڈ، غرور کی شراب کے نشے میں چور ۔
مطلب: اے خدا! بے شک اس دنیا میں ملت اسلامیہ کے علاوہ اور بھی کئی قومیں آباد ہیں ۔ ان میں نیک لوگ بھی موجود ہیں جو انتہائی عجزوانکساری کے ساتھ زندگی گزارتے ہیں اور ایسے افراد بھی موجود ہیں جو انتہائی مغرور و متکبر واقع ہوئے ہیں ۔

ان میں کاہل بھی ہیں، غافل بھی ہیں، ہشیار بھی ہیں
سیکڑوں ہیں کہ ترے نام سے بیزار بھی ہیں

مطلب: ان میں کاہل بھی ہیں ہوشیار بھی اور غفلت شعار بھی موجود ہیں ۔ اور صدہا ایسے لوگ ہیں جو تیرا نام لینا پسند نہیں کرتے اور تجھ سے کد رکھتے ہیں ۔

رحمتیں ہیں تری اغیار کے کاشانوں پر
برق گرتی ہے تو بے چارے مسلمانوں پر

معانی: اغیار: جمع غیر، مراد دوسری قومیں ۔ کاشانوں : جمع کاشانہ، ٹھکانے ۔ برق گرنا: مراد مصیبتیں پڑنا ۔
مطلب: لیکن صورت یہ ہے کہ ہمارے دشمنوں پر تو تیری رحمت کا نزول ہوتا ہے لیکن ہم مسلمانوں پر تو عذاب ہی نازل ہوتا رہتا ہے ۔

بت صنم خانوں میں کہتے ہیں، مسلمان گئے
ہے خوشی ان کو کہ کعبے کے نگہبان گئے

معانی: صنم خانہ: بتوں کا گھر۔ مسلمان گئے: مرد مسلمان مٹ گئے ۔ نگہبان: حفاظت کرنے والا، والے ۔
مطلب: چنانچہ اب تو کیفیت یہ ہو گئی ہے کہ ہمارے دشمن علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ مسلمانوں کا تو خاتمہ ہو گیا ان کو بڑی مسرت ہے کہ جو لوگ کعبہ کے نگہبان تھے وہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے ۔

منزلِ دہر سے اونٹوں کے حدی خوان گئے
اپنی بغلوں میں دبائے ہوئے قرآن گئے

معانی: منزل دہر: مراد زمانہ ۔ حدی خوان: اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے خاص قسم کے اشعار پڑھنے والے ۔
مطلب: وہ لوگ جو قافلے میں اونٹوں کے ساتھ نغمے گاتے سفر کرتے تھے چلے گئے ۔ صرف یہی نہیں بلکہ اپنے ہمراہ قرآن کو بھی بغلوں میں دبائے روانہ ہو گئے ۔ مراد یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کی زوال پذیری پر دوسرے حریف بغلیں بجا رہے ہیں کہ یہ قوم تو قرآن کو بھی بغلوں میں دبا کر لے گئی ۔

خندہ زن کفر ہے، احساس تجھے ہے کہ نہیں
اپنی توحید کا کچھ پاس تجھے ہے کہ نہیں

معانی: خندہ زن: ہنسی اڑانے والا ۔ کفر: کافر طاقتیں ۔
مطلب: تو جانتا ہے کہ کفار ہماری تضحیک پر آمادہ ہیں لیکن تجھے شاید اپنی توحید کا کچھ بھی پاس نہیں ہے ۔

یہ شکایت نہیں، ہیں ان کے خزانے معمور
نہیں محفل میں جنھیں بات بھی کرنے کا شعور

معانی: پاس: لحاظ ۔ معمور: بھرے ہوئے ۔
مطلب: یہ کوئی شکایت نہیں بلکہ حقیقت ہے کہ تو نے ان لوگوں کو مال و دولت سے نوازا ہے اور ان کے خزانے بھر دیئے ہیں جنھیں کسی محفل میں بات کرنے کا شعور بھی نہیں ہے ۔

قہر تو یہ ہے کہ کافر کو ملیں حور و قصور
اور بے چارے مسلماں کو فقط وعدۂ حور

معانی: قہر: غضب، دکھ ۔ حور و قصور: خوبصورت عورتیں اور شاندار عمارتیں ۔ وعدۂ حور: مراد آخرت، بہشت میں حوریں دینے کا وعدہ ۔
مطلب: افسوس محض اس بات کا ہے کہ کافروں کو تو اس دنیا میں ہی تو نے محلات اور لونڈیاں عطا کی ہیں جب کہ ہم مسلمانوں کو محض وعدۂ حور پر ہی ٹرخا دیا ہے ۔ اور وہ حوریں بھی بہشت میں داخل ہونے پر مشروط ہیں ۔

اب وہ الطاف نہیں، ہم پہ عنایات نہیں
بات یہ کیا ہے کہ پہلی سی مدارات نہیں

معانی: الطاف: جمع لطف، مہربانیاں ۔ مدارات: خاطر تواضع ۔
مطلب: آخر ہم سے کیا خطا ہو گئی جو پہلے کی طرح ہم تیرے لطف و کرم سے محروم ہو کر رہ گئے ہیں ۔

کیوں مسلمانوں میں ہے دولتِ دنیا نایاب
تیری قدرت تو ہے وہ جس کی نہ حد ہے نہ حساب

معانی: نایاب: نہ ملنے والی، غائب ۔ حد حساب نہ ہونا: بہت زیادہ ہونا ۔

مطلب: آخر مسلمانوں نے کون سا جرم کیا ہے کہ وہ دنیاوی دولت سے محروم ہوکر رہ گئے ہیں ۔ جب کہ تیرے اختیار میں تو اتنا کچھ ہے جس کی کوئی حد نہ حساب ہو سکتا ہے ۔

تو جو چاہے تو اُٹھے سینۂ صحرا سے حباب
رہروِ دشت ہو سیلی زدہَ موجِ سراب

معانی: سینۂ صحرا سے: مراد ریگستان میں سے ۔ حباب: پانی کا بلبلہ ۔ رہروِ دشت: جنگل میں چلنے والا ۔ سیلی زدہ: تھپیڑے کھانے والا ۔ سراب: وہ چمکتی ریت جو دور سے پانی دکھائی دیتی ہے ۔

مطلب: تو اتنی قدرت رکھتا ہے کہ چاہے تو دشت صحرا میں بھی سمندر کی مانند بلبلے رقصاں ہوں اور صحرا میں سفر کرنے والے مسافر کے سامنے تو چاہے تو سراب کے بجائے اتنا سیلاب آ جائے کہ مسافر کو ڈوبنے کا خطرہ پیدا ہو جائے ۔

طعنِ اغیار ہے رُسوائی ہے ، ناداری ہے
کیا ترے نام پہ مرنے کا عوض خواری ہے

معانی: طعن: طنز۔ خواری: بے عزتی ۔

مطلب: ہم تو اغیار کے طعنوں سے بھی ہم کنار ہیں اور رسوائی و ناداری سے بھی دوچار ہیں ۔ اتنا تو بتا دے کہ تجھ پر مر مٹنے کا صلہ کیا خوار و برباد ہونے میں ہی ملتا ہے ۔

بنی اغیار کی اب چاہنے والی دنیا
رہ گئی اپنے لیے ایک خیالی دنیا

معانی: خیالی: جس کا کوئی وجود نہ ہو۔

مطلب: ایک زمانہ تھا جب دنیا پر مسلمانوں کا تسلط تھا جب کہ یوں لگتا ہے کہ اب وہ غیر مسلموں کو پسند کرنے لگی ہے ہمارے لیے تو بس ایک خیالی دنیا ہی رہ گئی ہے ۔ ہم تو اس منظر سے ہٹ گئے ۔

ہم تو رخصت ہوئے ، اوروں نے سنبھالی دنیا
پھر نہ کہنا ہوئی توحید سے خالی دنیا

معانی: سنبھالی دنیا: مراد دنیا پر حکمران ہوئے ۔

مطلب: اب دوسروں نے دنیا پر اپنا قبضہ جما لیا ہے ۔ اس صورت میں یہ گلہ نہ کرنا کہ دنیا سے توحید مٹ چکی ہے ۔

ہم تو جیتے ہیں کہ دنیا میں ترا نام رہے
کہیں ممکن ہے کہ ساقی نہ رہے جام رہے

مطلب: ہم تو صرف اس لیے جی رہے ہیں کہ تیرا نام باقی رہے پر اتنا بتا دے کہ ساقی کے بغیر جام کی حقیقت کیا ہے ۔

تیری محفل بھی گئی ، چاہنے والے بھی گئے
شب کی آہیں بھی گئیں ، صبح کے نالے بھی گئے

معانی: محفل جانا: مراد مسلمانوں کا غلام ہو جانا ۔ چاہنے والے: یعنی مسلمان ۔ شب کی آہیں: رات کے وقت اللہ کے حضور گڑگڑانا ۔ صبح کے نالے: صبح کے وقت عبادات وغیرہ ۔

مطلب: اے مالک دوسرا! اب تو صورت حال یہ ہو گئی ہے کہ تو نے جو محفل آراستہ کی تھی اس کا خاتمہ بھی ہو گیا اور تیرے چاہنے والے بھی رخصت ہو گئے ۔ تیرے عشاق اس محفل میں شب بھر آہیں بھرتے تھے اور صبح کے وقت نالہ و فریاد کرتے تھے لیکن ان کے خاتمے پر اب یہ سب کچھ بھی ختم ہو کر رہ گیا ۔

دل تجھے دے بھی گئے، اپنا صلہ لے بھی گئے
آ کے بیٹھے بھی نہ تھے اور نکالے بھی گئے

صلہ: بدلہ، انعام ۔

مطلب: ان چاہنے والوں نے تجھے اپنا محبوب بنایا اور اس کا صلہ بھی حاصل کر لیا ان کا دور اس قدر مختصر رہا جیسے کوئی محفل میں آ کے بیٹھا ہی ہو تو اس کو وہاں سے نکال دیا جائے ۔

آئے عشاق گئے وعدہَ فردا لے کر
اب انھیں ڈھونڈ چراغِ رُخِ زیبا لے کر

معانی: عشاق: جمع عاشق، چاہنے والا ۔ وعدہَ فردا: مراد قیامت کے دن کا قول و قرار ۔ رخِ زیبا: خوبصورت چہرہ ۔

مطلب: جو چاہنے والے تیرے جلووں کی تمنا لے کر آئے تھے انہیں تو تو نے وعدہَ فردا پر ٹال دیا ۔ اب ان کی واپس مشکل ہے خواہ انہیں کسی طور پر بھی تلاش کیا جائے ۔

درد لیلیٰ بھی وہی ، قیس کا پہلو بھی وہی
نجد کے دشت و جبل میں رمِ آہو بھی وہی

معانی: دردِ لیلیٰ: مراد محبوب حقیقی، خدا کی یاد ۔ قیس کا پہلو: اللہ کے عاشقوں کا دل ۔ نجد: لیلیٰ کا وطن ۔ دشت و جبل: صحرا اور پہاڑ ۔ رمِ آہو: ہرن کا دوڑنا، اللہ کے عاشقوں کا صحراؤں میں پھرنا ۔
مطلب: لیلیٰ کا درد بھی وہی ہے اور مجنوں کا پہلو بھی وہی ہے صحرائے نجد میں آج بھی ماضی کی طرح ہرن چوکڑیاں بھرتے پھرتے ہیں ۔

عشق کا دل بھی وہی، حسن کا جادو بھی وہی
اُمتِ احمدِ مرسل بھی وہی، تو بھی وہی

معانی: عشق: مراد عاشق یعنی مومن ۔ حسن کا جادو: مراد اسلام کی دل کشی ۔ احمد مرسل: حضور نبی کریم جنھیں پیغمبر بنا کر بھیجا گیا ۔
مطلب: چاہنے والے کا دل بھی پہلے جیسا ہے اور حسن کا جادو بھی وہی ہے ۔ جب کہ پیغمبر آخر الزماں کی امت بھی وہی ہے اور اے خدا تو بھی وہی ہے کہ جو تھا ۔

پھر یہ آزردگیِ غیرِ سبب کیا معنی
اپنے شیداؤں پہ یہ چشمِ غضب کیا معنی

معانی: آزردگی غیر سبب: بلاوجہ کی ناراضی ۔ کیا معنی: کیا مطلب، یعنی کیوں ۔ شیدا: عاشق ۔ چشم غضب: غصے کی آنکھ ۔
مطلب: اس کے باوجود مسلمانوں سے یہ ناراضگی کیسی ہے اور اپنے چاہنے والوں سے برا سلوک کیوں ہو رہا ہے ۔

تجھ کو چھوڑا کہ رسولِ عربی کو چھوڑا
بت گری پیشہ کیا، بت شکنی کو چھوڑا

معانی: تجھ کو چھوڑا: یعنی نہیں چھوڑا، سوالیہ ہے ۔ بت گری: بت بنانا ۔ پیشہ کیا: اپنا پیشہ بنایا، یعنی نہیں بنایا ۔
مطلب: بس اتنا بتا دے کہ تیری عبادت کو چھوڑا یا حضور کی محبت سے روگردانی کی ہے ۔ کیا ہم نے اسلاف کی بت شکنی کی روایت کو ترک کر کے بت تراشی شروع کر دی ہے

عشق کو، عشق کی آشفتہ سری کو چھوڑا
رسمِ سلمان و اویس قرنی کو چھوڑا

معانی: آشفتہ سری: دیوانگی ۔ سلمان: حضور کے بہت پیارے صحابی جو سلمان فارسی کے نام سے مشہور ہیں ، ایرانی تھے ۔ اویس قرنی: حضور اکرم کے سچے عاشق، والدہ کے بڑھاپے کے سبب حضور اکرم نے انہیں کہلا بھیجا تھا کہ اپنی والدہ کی خدمت کرو، میری ملاقات جتنا ثواب ملے گا، چنانچہ وہ حضور کی زیارت سے محروم رہے ۔
مطلب: کیا ہم نے عشق اور عشق کی دیوانگی سے کناہ کشی کر لی ۔ کیا ہم نے حضرت سلمان فارسی اور اویس قرنی کی روایات کو ترک کر دیا ۔

آگ تکبیر کی سینوں میں دبی رکھتے ہیں
زندگی مثلِ بلالِ حبشی رکھتے ہیں

معانی: آگ: مراد شدید جوش و جذبہ ۔ بلال حبشی: حضور کے مشہور صحابی و موذن ۔
مطلب: اگر ایسا نہیں تو ہم سے برگشتگی کی کچھ تو وجہ ہونی چاہیے ۔ جب کہ ہمارے سینوں میں آج بھی تکبیر کی آگ محفوظ ہے اور ہماری زندگی عملی سطح پر حضرت بلال حبشی کی مانند ہے ۔

عشق کی خیر وہ پہلی سی ادا بھی نہ سہی
جادہ پیمائی تسلیم و رضا بھی نہ سہی

معانی: خیر: مان لیا ۔ جادہ پیمائی تسلیم و رضا: اللہ کی رضا پر راضی ہونے کے راستے پر چلنے کی حالت ۔
مطلب: ہرچند کہ ہم تیری چاہت میں پہلا والا انداز نہیں رکھتے نا ہی ہم میں تیری خاطر تسلیم و رضا کی وہ خو ہے جو پہلے ہوا کرتی تھی ۔

مضطرب دل صفتِ قبلہ نما بھی نہ سہی
اور پابندیِ آئینِ وفا بھی نہ سہی

معانی: قبلہ نما: ایک آلہ جس پر لگی ہوئی بڑی سوئی قبلے کے رخ کا پتہ دیتی ہے ۔ پابندی آئین وفا: وفا کے طور طریقے کے پابند ۔
مطلب: یہ بھی درست کہ ہمارے دل قبلہ نما کی طرح مضطرب ہیں اور یہ کہ ہم پہلے جیسے وفادار بھی نہیں ۔ نا ہی ہم میں وفا کے آئین کی پابندی کا جذبہ پہلے کی طرح موجود ہے ۔

کبھی ہم سے کبھی غیروں سے شناسائی ہے
بات کہنے کی نہیں ، تو بھی تو ہرجائی ہے

معانی: شناسائی: دوستی، مراد مہربانی ۔ ہرجائی: ہر جگہ پہنچنے والا ۔
مطلب: اس کے باوجود خود تیرا طرز عمل یہ ہے کہ کبھی ہم سے کبھی دوسروں پر عنایت و مہربانی کرتا ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ بات ہرچند کہ کی نہیں ۔ پھر بھی کہے بغیر نہیں رہا جاتا کہ تو بھی تو ہرجائی ہوگیا ہے ۔

سرِ فاراں پہ کیا دین کو کامل تو نے
اک اشارے میں ہزاروں کے لیے دل تو نے

معانی: سرِ فاراں: کوہ فاران پر، فاران مکہ معظمہ کی وہ پہاڑی جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا۔ دل لینا: اپنا دیوانہ بنا لینا۔
مطلب: تو نے فاران کی چوٹی پر دین محمدی کی تکمیل کی۔ تو اتنا قادر ہے کہ ایک اشارے پر ہزار ہا لوگ تیرے گرویدہ ہو گئے۔ انسانی دلوں کو تو نے اپنے عشق سے مسخر کر لیا۔

آتش اندوز کیا عشق کا حاصل تو نے
پھونک دی گرمیِ رُخسار سے محفل تو نے

معانی: آتش اندوز: آگ جمع کرنے والا۔ حاصل: یہاں مراد نتیجہ۔ پھونک دی: جلا دی۔
مطلب: انسانی دلوں کو تو نے اپنے عشق سے مسخر کر لیا۔ اپنے جلووں سے ساری محفل میں حرارت پیدا کر دی۔

آج کیوں سینے ہمارے شرر آباد نہیں
ہم وہی سوختہ ساماں ہیں تجھے یاد نہیں

معانی: شرر آباد: مراد حرارت عشق سے پر۔ سوختہ ساماں: جس کا سب کچھ جل گیا ہو۔
مطلب: لیکن کیا وجہ ہے کہ آج ہمارے سینوں میں عشق حقیقی کی چنگاری موجود نہیں جب کہ شاید تجھے یاد ہو کہ ہم نے تو تیری خاطر اپنا سب کچھ داؤ پر لگا دیا تھا۔

وادیِ نجد میں وہ شورِ سلاسل نہ رہا
قیس دیوانۂ نظارۂ محمل نہ رہا

معانی: وادیِ نجد: حجاز کا وہ علاقہ جو لیلیٰ کا وطن تھا۔ سلاسل: جمع سلسلہ، زنجیریں۔ قیس: مجنوں کا اصل نام۔ نظارہ محمل: کجاوے کو دیکھنا جس میں لیلیٰ ہوتی تھی۔

مطلب: اب تو صورت حال یہ ہے کہ نجد کے صحرا میں زنجیروں کا وہ شور نہیں رہا نا ہی مجنوں لیلیٰ کے نظارے کا دیوانہ نظر آتا ہے ۔ یعنی مسلمانوں میں نہ عشق کا حقیقی جذبہ باقی رہا نہ ہی جدوجہد کا حوصلہ ۔

حوصلے وہ نہ رہے ، ہم نہ رہے، دل نہ رہا
گھر یہ اجڑا ہے کہ تو رونقِ محفل نہ رہا

معانی: یہ اجڑا ہے: بہت ویران، برباد ہوا ہے ۔ رونقِ محفل: جس سے بزم میں چہل پہل اور خوشی ہو ۔
مطلب: نا ہی وہ جرات کردار رہی اور نہ وہ دل رہا جو عشق حقیقی کی حرارت سے مزین ہو ۔ شاید ہمارا گھر اتنا برباد ہو چکا ہے کہ تو اب وہاں رونق افروز ہونا پسند نہیں کرتا ۔

اے خوش آں روز کہ آئی و بصد ناز آئی
بے حجابانہ سوئے محفلِ ما باز آئی

معانی: وہ دن کس قدر مبارک ہو گا کہ تو ہماری محفل میں پورے جلووں کے ساتھ رونق افروز ہو گا اور ہم تجھے حجاب سے باہر دیکھ سکیں گے ۔

بادہ کش غیر ہیں گلشن میں لبِ جو بیٹھے
سنتے ہیں جام بکف نغمہَ کوکو بیٹھے

معانی: بادہ کش: شراب پینے والے، مراد عیش و عشرت کی زندگی بسر کرنے والے ۔ لب جو: ندی کے کنارے ۔ جام بکف: ہاتھوں میں شراب کا پیالہ لیے ۔ نغمہ کوکو: مراد کوئل، فاختہ کی چہچاہٹ ۔

مطلب: جو لوگ اے خدا! تیری تعلیمات کی نفی کرتے ہیں اور تیرے دین کو تباہ و برباد کرنے پر تلے بیٹھے ہوئے ہیں ان کو تو نے عیش و مسرت کے تمام سامان فراہم کیے ہوئے ہیں ۔ وہ تو رقص و نغمہ کی محفلیں سجائے ہوئے ہیں ۔

دُور ہنگامہَ گلزار سے یک سو بیٹھے
تیرے دیوانے بھی ہیں منتظرِ ہو بیٹھے

معانی: ہنگامہ گلزار: باغ کی رونق ۔ یکسو: ایک طرف ۔ منتظر ہو: مراد خدا کی تائید کا انتظار کرنے والا، والے ۔
مطلب: یہی نہیں وہ اس قدر بدمست اور مدہوش ہیں کہ باقی دنیا کن ہنگاموں سے دوچار ہے وہ اس حقیقت سے قطعی بے نیاز ہو کر محو ناؤ و نوش ہیں جب کہ تیرے چاہنے والے مسلمان تو خود کو تیری نعمتوں سے محروم سمجھنے لگے ہیں اور تیری عنایات کے اشاروں کے منتظر ہیں ۔

اپنے پروانوں کو ذوقِ خرد افروزی دے
برقِ دیرینہ کو فرمانِ جگر سوزی دے

معانی: ذوق: شوق، جذبہ ۔ خود افروزی: خود کو رشن کرنا ۔ برقِ دیرینہ: پرانی بجلی، مراد پہلے والا جوش و جذبہ ۔ جگر سوزی: مراد دل میں عشق کی گرمی پیدا کرنا ۔
مطلب: سوائے خدا! اپنے چاہنے والوں میں پھر سے عمل کا ایک نیا جذبہ پیدا کر دے تا کہ وہ پھر فعال ہو کر اس دنیا میں سرخرو ہو سکیں ۔

قومِ آوارہ عناں تاب ہے پھر سوئے حجاز
لے اڑا بلبلِ بے پر کو مذاقِ پرواز

معانی: قومِ آوار: ملت اسلامیہ جس کے پیش نظر اعلیٰ مقصد نہیں ۔ عناں تاب: باگ موڑنے والی ۔ سوئے حجاز: مراد اسلام کی طرف ۔ بلبلِ بے پر: مراد مسلمان جو وسائل سے محروم ہیں ۔

مطلب: ملت اسلامیہ ہرچند کہ آج منتشر اور بھٹکی ہوئی ہے تاہم اب اس نے ایک بار پھر اپنا رخ حجاز کی جانب کر لیا ہے تاکہ تیرے حبیب سے رہنمائی حاصل کر اور پھر سے ترقی کی راہ پر گامزن ہو جائے ۔ بے شک وہ ایسے پرندے کی مانند ہے جو اپنے بال و پر سے محروم ہو چکا ہے ۔

مضطرب باغ کے ہر غنچے میں ہے بوئے نیاز
تو ذرا چھیڑ تو دے تشنۂ مضراب ہے ساز

معانی: باغ کا غنچہ: مراد ملت کا ہر فرد ۔ چھیڑنا: ساز بجانا ۔ تشنۂ مضراب: جسے مضراب کی ضرورت ہے ۔

مطلب: اس وقت عالم یہ ہے کہ ملت اسلامیہ کا ایک ایک فرد بے چین و مضطرب ہے اور تیری رضا کا خواہاں ہے ۔ اب صرف اس امر کی دیر ہے کہ تو ان کی جانب اپنی توجہ کا رخ پھیر دے ۔

نغمے بیتاب ہیں تاروں سے نکلنے کے لیے
طور مضطر ہے اسی آگ میں جلنے کے لیے

مطلب: اس لیے کہ ہر شخص اب اس کے لیے بے چین ہے ۔ تیری توجہ کے ساتھ ہی ہر معاملہ درست ہو جائے گا ۔

مشکلیں امتِ مرحوم کی آساں کر دے
مورِ بے مایہ کو ہمدوشِ سلیماں کر دے

معانی: امت مرحوم: وہ قوم جس پر اللہ کی رحمت نازل ہوئی ہو، دوسرا مطلب مردہ قوم ۔ مور بے مایہ: حقیر سی چیونٹی ۔ ہمدوش: برابر ۔ سلیمان: حضرت سلیمان ۔

مطلب: اے رب کریم! تو نے اپنی جس امت کو ہمیشہ لطف و عنایات سے نوازا ہے تو دیکھتا ہے کہ اب وہ کتنی مشکلات میں مبتلا ہے ۔ لہذا اس کی مشکلیں آسان کر دے اور وہ قوم جو اس وقت انتشار و بے بضاعتی سے ہم آہنگ ہے اسے ایک بار پھر وہی شان و شوکت عطا کر جس کی وہ ہمیشہ سے مستحق رہی ہے ۔

جنسِ نایاب محبت کو پھر ارزاں کر دے
ہند کے دیر نشینوں کو مسلماں کر دے

معانی: جنس نایاب: نہ ملنے والا ۔ ارزاں: سستا سودا ۔ دیر نشین: مندر میں بیٹھنے والے ۔

مطلب: خدایا! ملت مسلم کے ہر فرد کے دل سے محبت کا جذبہ جس طرح مفقود ہوا ہے انہیں پھر سے اس جذبے سے نواز دے اور سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہم جو ہندوستان میں بسنے والے محض نام کے مسلمان ہیں اور عملاً غیر مسلموں کی سی خصوصیات کے حامل بن کر رہ گئے ہیں تو ہمیں اپنے دین کی تعلیمات کو اپنانے کی تلقین عطا فرما ۔

جوئے خوں می چکد از حسرت دیرینہ ما
می تپد نالہ بہ نشترکدہَ سینہَ ما

مطلب: اب تو ہمارے دل سے آرزووَں اور تمناوَں کا لہو بہہ نکلا ہے اور نشتروں بھرے سینے میں نالے بیتاب ہو رہے ہیں ۔

بوئے گل لے گئی بیرونِ چمن ، رازِ چمن
کیا قیامت ہے کہ خود پھول ہیں غمازِ چمن

معانی: بوئے گل: مراد قوم کے بے وفا رہنما جو دوسری قوموں سے ملے ہوئے ہیں ۔ غمازِ چمن: چغلی کھانے والا ۔
مطلب: حالت یہ ہوگئی ہے کہ ہماری منتشر حالت کے داخلی راز خود اپنوں کے ہاتھوں غیروں تک پہنچ گئے ہیں ۔
اس سے زیادہ قیامت کیا ہوگی کہ ہم خود ہی اپنی جڑیں کھودنے پر تلے ہوئے ہیں ۔

عہدِ گل ختم ہوا، ٹوٹ گیا سازِ چمن
اُڑ گئے ڈالیوں سے زمزمہ پردازِ چمن

معانی: عہد گل: موسم بہار ۔ ٹوٹ گیا سازِ چمن: یعنی قومِ مسلم میں اتحاد نہ رہا ۔ زمزمہ پرداز چمن: یعنی وہ مسلمان جو اسلام کی ترقی و برتری کے لیے کوشاں رہتے تھے ۔
مطلب: کیفیت یہ ہے کہ ملت مسلمہ میں تعمیر و ترقی کے ساتھ مسرتوں کا سماں بھی ختم ہوکر رہ گیا ہے جو لوگ حقیقی طور پر رہنمائی کیا کرتے تھے وہ بھی قوم سے بدظن ہوکر دل چھوڑ بیٹھے ۔

ایک بلبل ہے کہ ہے محوِ ترنم اب تک
اس کے سینے میں ہے نغموں کا تلاطم اب تک

معانی: ایک بلبل: مراد خود علامہ اقبال ۔ محو ترنم: چہچہانا یعنی اسلام سے متعلق شعر کہنے میں مصروف ۔ نغموں کا تلاطم: جذبوں کا طوفان ۔
مطلب: اب تو صرف میں ہی تنہا رہ گیا ہوں جو ہر نوع کی ملی بے حسی کے دوران بھی خاموشی اختیار نہیں کر سکتا ۔ اس لیے کہ میرے سینے میں تو نالہ و فریاد کا طوفان بھرا ہے ۔

قمریاں شاخِ صنوبر سے گریزاں بھی ہوئیں
پتیاں پھول کی جھڑ جھڑ کے پریشاں بھی ہوئیں

معانی: قمریاں : جمع قمری، فاختہ کی قسم کا ایک پرندہ، مراد پہلے مسلمان جنھوں نے اسلام کے لیے کام کیا ۔ شاخِ صنوبر: مراد اسلام کا باغ یعنی اسلام ۔ گریزاں : دوڑنے، بھاگنے والی ۔ جھڑ جھڑ کے: ٹوٹ ٹوٹ کر ۔ پریشاں ہونا: بکھرنا ۔

مطلب: یہ ضرور ہے کہ جو لوگ ملت کی بہتری کے خواہاں تھے وہ مایوسی کا شکار ہو کر پیچھے جا بیٹھے ۔

وہ پرانی روشیں باغ کی ویراں بھی ہوئیں
ڈالیاں پیرہنِ برگ سے عریاں بھی ہوئیں

معانی: پیرہنِ برگ: پتے کا لباس ۔

مطلب: ملت انتشار کا شکار ہوگئی ہماری قدیم روایات بھی ختم ہوئیں ۔

قیدِ موسم سے طبیعت رہی آزاد اس کی
کاش گلشن میں سمجھتا کوئی فریاد اس کی

مطلب: یوں سمجھیے کہ اب محض نام کے مسلمان ہی رہ گئے ہیں لیکن میں (اقبال) اس ساری تباہی سے مایوس نہیں ۔ خدا کرے کوئی میری بات بھی سننے کا چارہ کرے ۔

لطف مرنے میں ہے باقی، نہ مزا جینے میں
کچھ مزا ہے تو یہی خونِ جگر پینے میں

معانی: لطف: مزہ ۔ خونِ جگر پینا: مراد قوم کی حالت پر کڑھنا ۔
مطلب: اب تو نہ مرنے میں مزا رہا نہ جینے میں کوئی لطف باقی رہا ۔ زیادہ سے زیادہ اتنا ہی کہ اپنے ہی جگر کا خون پیتا رہتا ہوں ۔

کتنے بیتاب ہیں جوہر مرے آئینے میں
کس قدر جلوے تڑپتے ہیں مرے سینے میں

معانی: بیتاب: یعنی دل کی بات باہر آنے کے لیے بے چین ہے ۔
مطلب: اس صورت حال کے باوجود میرے سینے میں بے شمار ولولے تڑپ رہے ہیں اور یہی سینہ ہزارہا جلووں کا مسکن بنا ہوا ہے ۔

اس گلستاں میں مگر دیکھنے والے ہی نہیں
داغ جو سینے میں رکھتے ہوں وہ لالے ہی نہیں

معانی: اس گلستاں : مراد اس ملک ۔ داغ سینے میں رکھنا: مراد دل میں محبت کے جذبے رکھنا ۔
مطلب: مگر حالت یہ ہے کہ میری قوم کا کوئی فرد بھی چشم بینا نہیں رکھتا جو اس کیفیت کا اندازہ کر سکے ۔ یہ ممکن بھی کیسے ہو کہ کسی میں بھی مصائب کا سامنا کرنے کی قوت نہیں ۔

چاک اس بلبلِ تنہا کی نوا سے دل ہوں
جاگنے والے اسی بانگِ درا سے دل ہوں

معانی: بلبل تنہا: اکیلا شاعر یعنی خود اقبال ۔ نوا: شاعری ۔ دل چاک ہونا: مراد دل بیحد اثر ہونا ۔ جاگنے والے: بیدار، عمل پر آمادہ ہونے والے ۔

مطلب: اقبال اس آخری بند میں بڑی دلسوزی کے عالم میں کہتے ہیں کہ کاش میری فریاد سے ہی ملت کے لوگ اپنی پستی کا احساس کریں اور میرے یہ نغمے ان کی بیداری کا سبب بن جائیں ۔

یعنی پھر زندہ نئے عہدِ وفا سے دل ہوں

پھر اسی بادۂ دیرینہ کے پیاسے دل ہوں

معانی: بادۂ دیرینہ: مراد پرانے مسلمانوں والے جذبے ۔

مطلب: یہی نہیں بلکہ وہ اپنے روایتی عہد و وفا کا بھی پاس کریں اور اپنی دیرینہ تعلیمات کو بروئے کار لانے کے لیے آمادہ ہو سکیں ۔

عجمی خُم ہے تو کیا، مے تو حجازی ہے مری

نغمہ ہندی ہے تو کیا، لے تو حجازی ہے مری

معانی: عجمی خم: مراد غیر عرب ہونا ۔ مے تو حجازی ہے مری: یعنی میری شاعری تو اسلامی رنگ لیے ہوئے ہے ۔

مطلب: یہ درست ہے کہ میرا تعلق عرب سے نہیں بلکہ ایک طرح سے عجم کے ساتھ ہے اس کے باوجود میرا مرکز حجاز ہی تو ہے اسی طرح زبان ہندوستان کی صحیح مگر اس میں نغگی اور کیف تو مدینے ہی کا ہے ۔

جواب شکوہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے
پر نہیں ، طاقتِ پرواز مگر رکھتی ہے

مطلب: یہ تو ایک واضح حقیقت ہے کہ زیر تشریح نظم اقبال نے اپنی پہلی نظم شکوہ کے جواب میں کہی ۔ شکوہ میں اقبال نے جس بے تکلفانہ انداز میں رب جلیل سے مکالمہ کیا تھا اس وقت اس نظم کے خلاف شدید رد عمل کا اظہار کیا گیا تھا ۔ چنانچہ اس تاثر کو کسی حد تک زائل کرنے کے لیے جواب شکوہ لکھی ۔ اقبال نے اپنی نظم شکوہ کی اثر انگیزی کا تذکرہ کرتے ہوئے اس امر کی وضاحت کی ہے کہ جو بات انسان کے دل کی گہرائی سے نکلتی ہے وہ دور رس اثرات کی حامل ہوا کرتی ہے ۔

قدسیُ الاصل ہے، رفعت پہ نظر رکھتی ہے
خاک سے اٹھتی ہے، گردوں پہ گزر رکھتی ہے

معانی: قدسی الاصل: بنیادی طور پر پاک ۔ رفعت: بلندی ۔ گردوں: آسمان ۔
مطلب: خلوص دل سے کہی ہوئی بات وسائل نہ ہونے کے باوجود وسیع تر سطح پر تشہیر کی صلاحیت ضرور رکھتی ہے کہ یہ سچائی ہمیشہ رفعت اور بلندی پر نظر رکھتی ہے ۔ بے شک یہ بات زمین پر کہی جائے تاہم اگر اس میں وزن ہے اور صداقت ہے تو اس کی رسائی آسمان تک ممکن ہوتی ہے ۔

عشق تھا فتنہ گر و سرکش و چالاک مرا
آسماں چیر گیا نالۂ بے باک مرا

معانی: فتنہ گر: مراد شوخ ۔ آسماں چیر گیا: یعنی آسمان سے آگے عرش تک پہنچ گیا ۔ نالہَ بے باک: خوف سے خالی فریاد مراد شکوہ ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ شکوہ میں میرا عشق اور اس کا اظہار بے شک تند و تیز سہی تا ہم سچائی پر مبنی تھا ۔ یہی وجہ تھی کہ میری فریاد نے آسمان اور اس کے باسیوں تک کو ہلا ڈالا ۔

پیرِ گردوں نے کہا سن کے، کہیں ہے کوئی
بولے سیارے، سرِ عرشِ بریں ہے کوئی

معانی: عرشِ بریں : مراد خدا کا تخت ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ جب میری فریاد بلند ہوئی تو اس سے متاثر ہو کر بوڑھے آسمان نے کہا لگتا ہے قریب ہی کوئی شخص موجود ہے ۔ سیاروں کا خیال تھا کہ غالباً فریادی عرش پر موجود ہے ۔

چاند کہتا تھا، نہیں اہلِ زمیں ہے کوئی
کہکشاں کہتی تھی پوشیدہ یہیں ہے کوئی

معانی: اہل زمیں : دنیا کا باشندہ، انسان ۔ کہکشاں : چھوٹے چھوٹے بیشمار ستاروں کی ایک لمبی قطار ۔

مطلب: چاند کا استدلال یہ تھا کہ یہ تو کوئی زمین پر رہنے والا شخص ہے ۔ جب کہ کہکشاں کا خیال تھا کہ یہ شخص کہیں ہمارے اردگرد ہی چھپا ہوا ہے ۔

کچھ جو سمجھا مرے شکوے کو تو رضواں سمجھا
مجھے جنت سے نکالا ہوا انساں سمجھا

معانی: رضواں: جنت کا داروغہ ۔ جنت سے نکالا ہوا انساں: مراد حضرت آدم ۔

مطلب: تاہم اگر میری فریاد کو کسی حد تک حقیقت کے روپ میں دیکھا تو وہ داروغہ جنت رضوان تھا. جو مجھے جنت سے نکالے ہوئے انسان سے تعبیر کر رہا تھا ۔

تھی فرشتوں کو بھی حیرت کہ یہ آواز ہے کیا
عرش والوں پہ بھی کھلتا نہیں یہ راز ہے کیا

معانی: راز کھلنا: بھید ظاہر ہونا ۔

مطلب: فرشتے اس امر پر حیرت زدہ تھے کہ یہ فریاد کی. جو صدا ان تک پہنچ رہی ہے اس کی نوعیت کیا ہے ۔ جو لوگ عرش پر مقیم تھے وہ بھی اس راز کی تہہ تک نہ پہنچ سکے ۔

تا سرِ عرش بھی انساں کی تگ و تاز ہے کیا
آ گئی خاک کی چٹکی کو بھی پرواز ہے کیا

معانی: سرِ عرش: عرش پر ۔ تگ و تاز: بھاگ دوڑ ۔ خاک کی چٹکی: مراد انسان ۔

مطلب: وہ سوچ رہے تھے کہ کیا انسان کی رسائی اب آسمان تک بھی ہو گئی ہے اور کیا خاک کی چٹکی میں وہ صلاحیت پیدا ہو گئی ہے کہ وہ اس قدر بلندی تک پرواز کر سکے ۔

غافل آداب سے سکانِ زمیں کیسے ہیں
شوخ و گستاخ یہ پستی کے مکیں کیسے ہیں

معانی: سکان: جمع ساکن، رہنے والے ۔ شوخ وگستاخ: شریر اور ادب نہ کرنے والے ۔ پستی :نیچائی، زمین، دنیا ۔ مکیں : رہنے والے ۔

مطلب: ان کا کہنا تھا کہ اگر ایسا ہے تو ماننا پڑے گا کہ ساکنان زمین آداب محفل سے آگاہی نہیں رکھتے ۔ اتنی پستی پر قیام کرتے ہوئے یہ جسارت شوخی اور گستاخی نہیں تو کیا ہے ۔

اس قدر شوخ کہ اللہ سے بھی برہم ہے
تھا جو مسجودِ ملاءک یہ وہی آدم ہے

معانی: برہم: ناراض ۔ مسجود ملاءک: جسے فرشتوں نے سجدہ کیا تھا ۔

مطلب: یہ فریادی تو اس قدر شوخ ہے کہ رب ذوالجلال سے بھی برہمی کا اظہار کر رہا ہے ۔ کیا یہ وہی آدم ہے جس کو کبھی فرشتے سجدہ کیا کرتے تھے ۔

عالمِ کیف ہے ، دانائے رموزِ کم ہے
ہاں، مگر عجز کے اسرار سے نامحرم ہے

معانی: عالم کیف: کیفیت، یعنی یہ کیسا ہے کے جواب سے واقف ۔ دانا: جاننے والا ۔ رموز: جمع رمز، اشارے، بھید، نکتہ ۔

مطلب: یہ درست ہے کہ انسان کو زندگی کے بیشتر مسائل کا علم ہے اور وہ اپنی دانش کے ذریعے ہر شے تک رسائی بھی حاصل کر سکتا ہے ۔ تاہم لگتا یوں ہے کہ ان خصوصیات کے باوجود عجز وانکسار کے خواص سے قطعی طور پر آگاہ نہیں ہے ۔

ناز ہے طاقتِ گفتار پہ انسانوں کو
بات کرنے کا سلیقہ نہیں نادانوں کو

معانی: طاقت گفتار: بول چال کی طاقت ۔ سلیقہ: اچھا طریقہ ۔
مطلب: اس کو اپنی طاقت گفتار پر تو بے شک فخر و ناز ہے لیکن امر واقع یہ ہے کہ اس میں بات کرنے کا سلیقہ تک نہیں ۔

آئی آواز غم انگیز ہے افسانہ ترا
اشکِ بیتاب سے لبریز ہے پیمانہ ترا

معانی: غم انگیز: دکھ بھرا ۔ اشک بیتاب: بے چین آنسو ۔
مطلب: فرشتوں کی یہ گفتگو جاری تھی کہ عرش بریں سے ایک بلند آواز پیدا ہوئی ۔ یقیناً یہ رب ذوالجلال کی آواز تھی اس آواز نے اقبال سے مخاطب ہوتے ہوئے کہا کہ بے شک تیری داستان غم واندوز سے لبریز ہے اور تیری آنکھوں سے جو آنسو نکلے ہیں ان کی سچائی میں بھی کلام نہیں ۔

آسماں گیر ہوا نعرہَ مستانہ ترا
کس قدر شوخ زباں ہے دلِ دیوانہ ترا

معانی: آسماں گیر: آسمان پر چھا جانے والا ۔ نعرہَ مستانہ: پرجوش نعرہ ۔ شوخ زباں: بے خوف بات کرنے والا ۔ دلِ دیوانہ: شیدائی، عاشق دل ۔
مطلب: تیری یہ شوخ لہجے والی فریاد آسمان تک پہنچ گئی ہے ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ تو ایسے دل کا مالک ہے جو دیوانگی میں انتہا تک پہنچ گیا ہے ۔

شکر شکوے کو کیا حسن ادا سے تو نے
ہم سخن کر دیا بندوں کو خدا سے تو نے

معانی: حسن ادا: اچھا طریقہ بیان ۔ ہم سخن: باہم بات چیت کرنے والے ۔
مطلب: البتہ یہ ضرور ہے کہ تو نے اپنے شکوہ کا جس طرح اظہار کیا ہے اس میں شکایت کو بھی شکر کے قالب میں ڈھال دیا ہے یوں اپنے حسن کلام سے تو نے انسانوں اور خدا کے مابین مکالمہ کرایا ہے ۔

ہم تو مائل بہ کرم ہیں، کوئی سائل ہی نہیں
راہ دکھلائیں کسے ، رہروِ منزل ہی نہیں

معانی: مائل بہ کرم: مہربانی کرنے پر تیار ۔ رہرو: چلنے والا ۔
مطلب: رب ذوالجلال فرماتے ہیں کہ ہم تو ہمیشہ سے مائل بہ کرم رہے ہیں لیکن جب کوئی سائل ہی نہ ہو تو عنایات وکرم کس پر ہیں ۔

تربیت عام تو ہے ، جوہرِ قابل ہی نہیں
جس سے تعمیر ہو آدم کی یہ وہ گل ہی نہیں

معانی: :جوہر قابل: اہلیت، لیاقت رکھنے والا انسان ۔ گل: مٹی ۔
مطلب: اے اقبال تو نے اپنے شکوہ میں جو گلے کیے ہیں وہ خلاف حقیقت ہیں ۔ دراصل رہنمائی اسی کی کی جاتی ہے جس میں جوہر قابل اور صلاحیت موجود ہوتی ہے ۔

کوئی قابل ہو تو ہم شانِ کئی دیتے ہیں
ڈھونڈنے والوں کو دنیا بھی نئی دیتے ہیں

مطلب : اگر کسی میں حاصل کرنے کی صلاحیت ہو تو ہم اسے بادشاہوں جیسی شان و شوکت عطا کرنے کے لیے تیار ہیں اور کولمبس کی مانند جو کوئی نئی دنیا کی تلاش میں نکلے تو ہم اسے اس دنیا کی راہ بھی دکھا دیتے ہیں ۔ اس بند میں کہا گیا ہے کہ ملت مسلمہ جب خود ہی قوت عمل سے محروم ہو کر اپنی بے عملی پر انحصار کیے بیٹھی ہے تو خدا سے التفات و کرم کی کمی کا شکوہ کیسا ۔

ہاتھ بے زور ہیں ، اِلحاد سے دل خوگر ہیں
اُمتی باعثِ رُسوائیِ پیغمبر ہیں

معانی : الحاد: مراد کفر، خدا کے وجود سے انکار ۔ خوگر: عادی ۔ پیغمبر: حضور اکرم ۔
مطلب : یہ بھی سن لے کہ اس دور کے مسلمان صرف بے عمل اور قوت تخلیقی سے محروم ہیں نہیں بلکہ ان کے دل بھی کفر و الحاد کے عادی بن چکے ہیں ۔ یہی وہ امتی ہیں جو آج اپنے پیغمبر کو رسوا کرنے کا سبب بنے ہوئے ہیں ۔

بت شکن اٹھ گئے، باقی جو رہے بت گر ہیں
تھا ابراہیم پدر ، اور پسر آزر ہیں

معانی : ابراہیم : حضرت ابراہیم جنھوں نے نمرود کا بت خانہ توڑا ۔ پدر: باپ ۔ آزر: حضرت ابراہیم کے والد،چچا، مراد بت تراش ۔ پسر: بیٹا ۔
مطلب : ان میں جو کبھی بت شکن ہوا کرتے تھے وہ تو جا چکے ۔ اب جو باقی رہ گئے ہیں وہ تو عملی سطح پر بت تراش واقع

ہوئے ہیں ۔ اس کی مثال یہ ہے کہ باپ کو ابراہیم سمجھ لو جو بت شکن تھے لیکن بیٹا آزر کی حیثیت رکھتا ہے جو بت تراش تھا ۔ ۔ یعنی تمہارے اسلاف ابراہیم کی مانند تھے جب کہ تم آزر کے مماثل ہو ۔

بادہ آشام نئے ، بادہ نیا ، خُم بھی نئے
حرمِ کعبہ نیا، بت بھی نئے ، تم بھی نئے

معانی: بادہ آشام: شراب پینے والے، اسلام سے محبت کرنے والے ۔ خُم: مٹکا، صراحی ۔ حرم کعبہ نیا: مراد اصل کعبہ کی بجائے حکمرانوں کو سجدہ کرنا ۔ بت بھی نئے: یعنی دولت، مرتبہ سے محبت وغیرہ ۔
مطلب: اب تو کیفیت یہ ہے کہ پرانی اقدار کو فراموش کر کے نئی قدروں کو اپنا لیا گیا ہے ۔ حتیٰ کہ نئے کعبے کے ساتھ تم نے بھی خود کو اسی رنگ میں رنگ لیا ہے ۔

وہ بھی دن تھے کہ یہی مایہَ رعنائی تھا
نازشِ موسمِ گل لالہَ صحرائی تھا

معانی: مایہَ رعنائی: خوبصورتی، تازگی کی دولت ۔ نازش: افتخار، فخر ۔ موسمِ گل: بہار کا موسم ۔ لالہَ صحرائی: مراد آغاز اسلام کے مسلمان ۔
مطلب: وہ زمانہ فراموش نہیں کیا جا سکتا جب کہ مسلمان میری ذات کو ہی باعث فخر سمجھا کرتے تھے ۔

جو مسلمان تھا ، اللہ کا سودائی تھا
کبھی محبوب تمہارا یہی ہرجائی تھا

مطلب: اور میں ہی ان کے لیے سب کچھ تھا ۔ اس وقت جو مسلمان صفحہ ارض پر موجود تھا میرا ہی سودائی بنا پھرتا تھا ۔ اور کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ جسے تو آج ہرجائی قرار دے رہا ہے وہی تم مسلمانوں کا محبوب ہوا کرتا تھا ۔

کسی یکجائی سے اب عہدِ غلامی کر لو
ملتِ احمد مرسل کو مقامی کر لو

معانی: عہد غلامی کر لینا: مراد کسی اور کو خدا بنا لینا ۔ مقامی کرنا: کسی ایک، خاص جگہ یا قوم تک محدود رکھنا ۔
مطلب: پھر بھی اگر میری صفات سے بد ظنی کا اظہار کرتے ہو تو جاوَ کسی جامد شخصیت کے ہاتھ پر بیعت کر لو اور آنحضرت کی نبوت کو محدود کر کے کسی ایک مقام سے وابستہ کر لو ۔

کس قدر تم پہ گراں صبح کی بیداری ہے
ہم سے کب پیار ہے، ہاں نیند تمہیں پیاری ہے

معانی: صبح کی بیداری: صبح سویرے اٹھ کر عبادت کرنے کی حالت ۔
مطلب: تم لوگ شکایت تو کرتے ہو پر اتنا تو بتاوَ کہ نماز فجر کے لیے بیدار ہونا تمہارے لیے کس قدر تکلیف دہ امر ہو گیا ہے ۔ دراصل تمہیں ہم سے محبت نہیں بلکہ اپنی نیند ہی تمہیں پیاری ہے ۔

طبعِ آزاد پہ قیدِ رمضاں بھاری ہے
تمھی کہہ دو کہ یہ آئینِ وفاداری ہے

معانی: طبعِ آزاد: مراد مذہب سے بے نیاز مزاج ۔ قیدِ رمضاں : روزوں کی پابندی ۔ آئینِ وفاداری: ساتھ نبھانے ، حقِ دوستی کرنے کا دستور ۔

مطلب: پھر تم لوگ اس قدر آزاد طبع ہو چکے ہو کہ تمہیں رمضان کے روزے بھی ایک مصیبت نظر آتے ہیں اب یہ بتاؤ کہ ان حالات کے پیش نظر مجھ سے وفاداری کا یہی انداز رہ گیا ہے ۔

قوم مذہب سے ہے، مذہب جو نہیں، تم بھی نہیں
جذبِ باہم جو نہیں ، محفلِ انجم بھی نہیں

معانی: جذب باہم: ایک دوسرے کی کشش ۔ محفلِ انجم: مراد ستاروں کی گردش کا نظام جو اس کشش سے قائم ہے ۔
مطلب: جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ قوم مذہب کی بنیاد پر ترتیب پاتی ہے ۔ اگر مذہب نہیں تو وہ قوم ہی نہیں ۔ تم لوگوں کی حیثیت بھی بے معنی ہے ۔ اس کی مثال ستاروں سے دی جا سکتی ہے کہ یکجا ہو کر وہ ایک جھرمٹ کی شکل اختیار کر لیتے ہیں ۔

جن کو آتا نہیں دنیا میں کوئی فن، تم ہو
نہیں جس قوم کو پروائے نشیمن، تم ہو

معانی: پروائے نشیمن: مراد وطن کی فکر ۔
مطلب: امر واقع یہ ہے کہ جن کو دنیا میں رہتے ہوئے کوئی فن اور ہنر نہیں آتا وہ تم لوگ ہو ۔ جس قوم کو اپنے گھر کی پروا نہیں ہے کہ وہ کیسا ہے کس حال میں ہے وہ قوم تم جیسے لوگوں سے ہی عبارت ہے ۔

بجلیاں جس میں ہوں آسودہ، وہ خرمن تم ہو
بیچ کھاتے ہیں جو اسلاف کے مدفن تم ہو

معانی: خرمن: غلے کا ڈھیر۔ اسلاف: سلف کی جمع، پرانے بزرگ ۔ مدفن: قبر۔
مطلب: تمہارے نشیمن پر تو بجلیاں بھی بڑی آسانی سے گر سکتی ہیں یعنی تم اس قدر کمزور واقع ہوئے ہو کہ دشمن کسی دقت کے بغیر تمہیں زیر کر سکتا ہے ۔ اور تو اور تم لوگ اپنے اسلاف کے مقبروں کو بھی بیچ کھاتے ہو۔

ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے
کیا نہ بیچو گے، جو مل جائیں صنم پتھر کے

معانی: نکونام: اچھے نام والا ۔ قبروں کی تجارت: مزاروں کے متولیوں کا مریدوں سے نذرانے وصول کرنا ۔
مطلب: ذرا غور تو کرو کہ جب تم اس عمل میں کوئی قباحت محسوس نہیں کرتے تو تمہیں بت فروشی میں کیا عار محسوس ہو گا ۔

صفحہَ دہر سے باطل کو مٹایا کس نے
نوعِ انساں کو غلامی سے چھڑایا کس نے

معانی: صفحہَ دہر: مراد زمانہ ۔
مطلب: مجھے کم ازکم ان سوالات کا جواب تو دو کہ اس دنیا سے کفر و باطل کا نشان مٹانے والا کون تھا پھر یہ بھی بتاوَ کہ دنیا بھر کے انسانوں کو غلامی سے نجات کس نے دلوائی ۔

میرے کعبے کو جبینوں سے بسایا کس نے
میرے قرآن کو سینوں سے لگایا کس نے

معانی: جبینوں سے بسانا: سجدے، عبادت کرنا ۔ سینوں سے لگانا: مراد پورا پورا احترام کرنا ۔

مطلب: پھر یہ بھی بتاؤ کہ حرم کعبہ کو سجدوں سے آباد کس نے کیا آخری بات یہ کہ وہ کون لوگ تھے جنھوں نے میرے بھیجے ہوئے صحیفے یعنی قرآن کو اپنے سینوں سے لگا کر رکھا ۔

تھے تو آبا وہ تمہارے ہی، مگر تم کیا ہو
ہاتھ پر ہاتھ دھرے منتظرِ فردا ہو

معانی: ہاتھ پر ہاتھ دھرے رہنا: غفلت، بے عملی کی زندگی گزارنا ۔

مطلب: بے شک اس سارے عمل کے ذمہ دار تمہارے اسلاف ہی تھے مگر ان کے مقابلے میں تم تو ہاتھ پر ہاتھ دھرے مستقبل کے منتظر ہو اس کے سوا اور کچھ نہیں ۔

کیا کہا بہرِ مسلماں ہے فقط وعدہَ حور
شکوہ بے جا بھی کرے کوئی تو لازم ہے شعور

معانی: بہرِ مسلمان: مسلمانوں کے لیے ۔ وعدہَ حور: جنت کی حور کا وعدہ ۔ بے جا: بے موقع ۔

مطلب: یہ تم نے ہی شکایت کی ہے کہ ہم نے مسلمانوں کو محض وعدہَ حور پر ہی ٹال رکھا ہے ۔ مگر سوچو کہ اگر کوئی شخص بے جا شکوہ بھی کرتا ہے تو اس کے لیے بھی تہذیب و شعور درکار ہوتے ہیں ۔

عدل ہے فاطرِ ہستی کا ازل سے دستور
مسلم آئیں ہوا کافر تو ملے حور و قصور

معانی: فاطرِ ہستی: کائنات کو پیدا کرنے والا، خدا ۔ ازل سے: کائنات سے بھی پہلے ۔ مسلم آئیں : مراد اسلامی اصولوں پر عمل کرنے والا ۔ قصور: جمع قصر، محل ۔

مطلب: اس کائنات کو پیدا کرنے کے بعد ہم نے تو ازل سے ہی اپنا وطیرہ عدل و انصاف بنا رکھا ہے چنانچہ اگر کافر بھی مسلمانوں کے طور طریقے اختیار کر لیں تو عدل و انصاف کا تقاضا تو یہی ہے کہ ان کو حور و قصور سے نوازا جائے ۔ ان پر کسی دوسرے کی اجارہ داری تو نہیں ہے ۔

تم میں حوروں کا کوئی چاہنے والا ہی نہیں
جلوۂ طور تو موجود ہے ، موسیٰ ہی نہیں

معانی: چاہنے والا: مراد اچھے عمل کر کے حق دار بننے والا ۔ جلوۂ طور: خدا کا جلوہ جو حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر نصیب ہوا ۔

مطلب: تمہارے طرز عمل کے پیش نظر لگتا یوں ہے کہ تم میں دراصل حوروں کو چاہنے کی خواہش موجود نہیں ہے ۔ بالفاظ دگر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کوہ طور کا جلوہ تو اپنی جگہ موجود ہے لیکن اس کو دیکھنے کے لیے موسیٰ موجود نہیں ۔

منفعت ایک ہے اس قوم کی، نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبی دین بھی، ایمان بھی ایک

معانی: منفعت: فائدہ ۔

مطلب: اے مسلمانو! تمہاری جو قوم ہے اس کا نفع نقصان بھی سب کے لیے یکساں ہے ۔ سب کا نبی بھی، دین بھی اور اسلام بھی ایک ہی ہے ۔ ان کے حوالے سے کسی فرقے یا قبیلے میں امتیاز کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا ۔

حرم پاک بھی ، اللہ بھی ، قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ، ہوتے جو مسلمان بھی ایک

مطلب: تمہارا تو خانہ کعبہ بھی سب کے لیے ایک ہی ہے ۔ پالنے والا اور قرآن بھی ایک ہی ہے ۔ یہ کتنی بڑی بات ہوتی جو مسلمان سب کے سب ایک ہی ہوتے ۔

فرقہ بندی ہے کہیں اور کہیں ذاتیں ہیں
کیا زمانے میں پنپنے کی یہی باتیں ہیں

معانی: فرقہ بندی: فرقہ پرستی ۔ ذاتیں : مراد ذات برادری کا تعصب ۔ پنپنا: پھلنا پھولنا ۔
مطلب: جب کہ وہ تو گروہ در گروہ بٹے ہوئے ہیں ۔ حالانکہ ان کے نفع نقصان کے علاوہ نبی، دین حرم پاک، خدا اور قرآن سب کے لیے ایک ہی ہے ۔ اس کے باوجود ملت اسلامیہ میں کہیں تو لوگ فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں اور کہیں ذاتوں میں تقسیم ہو گئے ہیں ۔ ذرا یہ تو بتاؤ کہ کیا انہی حالات میں کوئی قوم پنپ سکتی ہے ۔

کون ہے تارکِ آئینِ رسولِ مختار
مصلحت وقت کی ہے کس کے عمل کا معیار

معانی: تارک: چھوڑنے والا، عمل نہ کرنے والا ۔ آئینِ رسولِ مختار: مراد شریعت محمدی ۔ معیار: کسوٹی ۔
مطلب: پیغمبر اسلام کے دینی اصولوں کو یہ بتاؤ ترک کرنے والا کون ہے کون ہے جو ذاتی منفعت کے لیے مصلحت کیشی کا شعار اپنائے ہوئے ہے ۔

کس کی آنکھوں میں سمایا ہے شعارِ اغیار
ہو گئی کس کی نگہ طرزِ سلف سے بیزار

معانی: اغیار: غیر کی جمع، یعنی غیر مسلم قومیں ۔ طرزِ اسلاف: پرانے بزرگوں کے طور طریقے ۔
مطلب: غیر مسلموں کی بدعتوں نے کس کو اس طرح متاثر کیا ہے کہ اس نے ایک طرح سے اپنا عقیدہ شمار کر لیا ہے اور کس کا دل ہے جو بزرگوں کے طرز عمل سے بیزار ہو چکا ہے ۔

قلب میں سوز نہیں ، روح میں احساس نہیں
کچھ بھی پیغامِ محمد کا تمہیں پاس نہیں

معانی: سوز: عشق کی حرارت ۔ پاس: لحاظ ۔
مطلب: سچ پوچھو تو تم وہ لوگ ہو جن کے دل تپش سے خالی ہو چکے ہیں اور جن کی روح میں جیالوں کی طرح زندگی گزارنے کا احساس نہیں رہا ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ تمہیں تو آنحضرت کے پیغام کا بھی احساس نہیں رہا یعنی تم پیغمبر اسلام کی تعلیمات کو بھی بھلا بیٹھے ہو ۔

جا کے ہوتے ہیں مساجد میں صف آرا تو غریب
زحمتِ روزہ جو کرتے ہیں گوارا تو غریب

معانی: صف آرا: نماز کی خاطر صف بندی کرنے والے ۔
مطلب: یہ کس قدر ستم ظریفی ہے کہ مساجد کا جائزہ لیں تو اس امر کا پتہ چلے گا کہ وہاں نماز کی ادائیگی کے لیے صرف غریب طبقے کے لوگ ہی وارد ہوتے ہیں ۔

نام لیتا ہے اگر کوئی ہمارا تو غریب
پردہ رکھتا ہے اگر کوئی تمہارا تو غریب

مطلب: اگر کوئی ہمارا (خدا) کا نام لیتا ہے تو وہ بھی غریب ہی ہوتا ہے اور اگر کسی نے اپنے عمل سے تمہارا اور ملت اسلامیہ کا بھرم قائم رکھا ہوا ہے تو وہ غریب ہی ہے ۔

امراء نشہَ دولت میں ہیں غافل ہم سے
زندہ ہے ملتِ بیضا غربا کے دم سے

معانی: ملت بیضا: روشن قوم، ملت اسلامیہ ۔
مطلب: جہاں تک دولت مند لوگوں کا تعلق ہے وہ دولت کے نشے میں ہم سے قطعاً غافل ہو چکے ہیں چنانچہ دیکھا جائے تو ملت مسلم صرف اور صرف غریب اور نادار لوگوں کے دم سے ہی زندہ ہے ۔

واعظِ قوم کی وہ پختہ خیالی نہ رہی
برقِ طبعی نہ رہی، شعلہ مقالی نہ رہی

معانی: واعظِ قوم: ملت کے مذہبی رہنما ۔ پختہ خیالی: اسلامی عقیدوں پر مضبوطی سے قائم رہنے کی حالت ۔ برق طبعی: تقریر میں جلد اثر کرنے والی کیفیت ۔ شعلہ مقالی: گفتگو، تقریر میں عشق کی گرمی ۔
مطلب: قوم کو جو لوگ وعظ و نصیحت کرتے رہتے ہیں دیکھا جائے تو ان میں پختہ خیالی کا فقدان ہے ۔ نہ ان کی طبیعتوں میں بجلی کی سی تڑپ ہے نا ہی گفتگو میں کسی قسم کی تاثیر باقی رہی ہے ۔ وہ شعلہ بیانی کا جوہر دیکھا جائے تو باجود ہو چکا ہے ۔

رہ گئی رسمِ اذاں ، روحِ بلالی نہ رہی
فلسفہ رہ گیا ، تلقین غزالی نہ رہی

معانی: روحِ بلالی: حضرت بلال کا سا جذبہ عشق ۔ فلسفہ: مراد خالی باتیں ہی باتیں ۔ تلقین غزالی: مشہور فلسفی اور صوفی امام غزالی کا عشق حقیقی سے متعلق درس ۔

مطلب: اس میں حضرت بلال کی سی روح اور جذبے کا عمل دخل نہیں رہا یعنی جب بلال اذان دیا کرتے تھے تو آنحضرت خود ان کے لحن کو پسند فرمایا کرتے تھے ۔ اسی طرح فلسفہ تو باقی رہ گیا لیکن امام غزالی کی طرح اس کی توجیہہ کرنے والے باقی نہیں رہے ۔

مسجدیں مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی نہ رہے
یعنی وہ صاحبِ اوصافِ حجازی نہ رہے

معانی: مرثیہ خواں: دکھ کا اظہار کرنے والی ۔ صاحب اوصاف حجازی: صحیح اسلامی خوبیاں اور طور طریقے رکھنے والے ۔

مطلب: اب تو مساجد اس امر پر مرثیہ خواں ہیں کہ نمازی باقی نہیں رہے یعنی وہ لوگ بھی موجود نہیں جو حجازیوں کے سے وصف رکھتے تھے ۔

شور ہے ہو گئے دنیا سے مسلماں نابود
ہم یہ کہتے ہیں کہ تھے بھی کہیں مسلم موجود

معانی: نابود: فنا ۔ تھے بھی کہیں مسلم موجود: یعنی کہیں بھی نہیں تھے ۔

مطلب: ہر طرف اس امر کا شور و غوغا عام ہے کہ اس دنیا میں جہاں تک مسلمانوں کا تعلق ہے بحیثیت قوم اب ناپید ہو چکے ہیں جب کہ ہمارا موقف یہ ہے کہ کیا کہیں کسی مقام پر مسلمان موجود بھی تھے ۔

وضع میں تم ہو نصاریٰ تو تمدن میں ہنود
یہ مسلماں ہیں، جنھیں دیکھ کے شرمائیں یہود

معانی: نصاریٰ: جمع نصرانی، عیسائی ۔ تمدن: شہری یا عام زندگی گزارنے کے طور طریقے ۔
مطلب: اس لیے کہ اے اسلام کے نام لیواؤ! دیکھا جائے تو تم وضع قطع میں تو عیسائیوں کے اور رہن سہن کے حوالے سے ہندوؤں کے پیروکار نظر آتے ہو ۔ سچ پوچھو تو تم ایسے مسلمان ہو جنہیں دیکھ کر یہودی شرما کر رہ جائیں ۔

یوں تو سید بھی ہو، مرزا بھی ہو، افغان بھی ہو
تم سبھی کچھ ہو، بتاؤ تو مسلمان بھی ہو

معانی: یوں تو سید ۔ ۔: یعنی برادری اور قبیلے کے حوالے سے اپنی پہچان کرانے والے ۔
مطلب: یہ تسلیم کہ ذات پات کے حساب سے تو تم میں سید بھی موجود ہیں ، مرزا بھی افغان بھی ہیں لیکن ذرا یہ بتاؤ کہ سبھی کچھ ہونے کے باوجود کیا تم مسلمان بھی ہو ۔

دمِ تقریر تھی مسلم کی صداقت بے باک
عدل اس کا تھا قوی ، لوثِ مراعات سے پاک

معانی: لوث: آلودگی، عیب، ملاوٹ ۔ مراعات: ایک دوسرے کا لحاظ (جس سے انصاف متاثر ہوتا ہے) ۔
مطلب: وہ وقت بھی تھا کہ جب خطاب کے دوران مسلمان مقرر کی تقریر صداقت اور جرات و بیباکی کی آئینہ دار ہوا کرتی تھی ۔ عدل و انصاف کے دوران ہر قسم کی رعایتوں سے گریز کرتے تھے ۔

شجرِ فطرتِ مسلم تھا حیا سے نمناک
تھا شجاعت میں وہ اک ہستیِ فوق الادراک

معانی: شجرِ فطرت: مزاج، سرشت کا درخت، مراد مزاج ۔ نمناک: تروتازہ ۔ فوق الادراک: جس کے عظمت کو سمجھنا عقل سے باہر ہے ۔

مطلب: وہ فطری اعتبار سے اس درخت کی مانند تھی جو صدا نم آلود رہتا ہے ۔ شرم و حیا اس کے زیور تھے ۔ جہاں تک جرات و شجاعت کا تعلق ہے اس کی صلاحیتوں کا عقل و شعور تصور بھی نہیں کر سکتے ۔

خود گدازی نمِ کیفیتِ صہبایش بود

خالی از خویش شدن صورتِ مینایش بود

مطلب: اس شعر میں فی الواقع آنحضرت کے بعد کا جو دور تھا اس کے اولوالعزم اور راسخ العقیدہ مسلمانوں کی طرف اشارہ کیا گیا ہے کہ وہ باہم ایثار سے کام لیتے تھے ۔ دوسروں کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھتے تھے ۔ ہمیشہ ضرورت مندوں کے کام آتے اور اپنے عمل کو ذاتی مفادات سے آلودہ نہیں کرتے تھے ۔

ہر مسلماں رگِ باطل کے لیے نشتر تھا

اس کے آئینۂ ہستی میں عمل جوہر تھا

معانی: رگِ باطل: کفر کی رگ ۔ نشتر: وہ اوزار جس سے رگ کو چھیڑ کر گندا خون نکالا جاتا ہے ۔ آئینہ ہستی: زندگی کا آئینہ ۔ جوہر: آئینے کی چمک ۔

مطلب: اس عہد میں صورت یہ تھی کہ ہر مسلمان کفر و باطل کے سینوں میں نشتر کی مانند تھا ۔ ان میں ہر ایک کے کردار میں عمل بنیادی جوہر کی حیثیت رکھتا تھا ۔

جو بھروسا تھا اُسے قوتِ بازو پر تھا

ہے تمہیں موت کا ڈر اس کو خدا کا ڈر تھا

معانی: قوت بازو: بازووَں کی طاقت، مراد جہاد ۔

مطلب: انہیں اگر کسی پر بھروسہ بھی تھا تو اپنے قوت بازو پر تھا ۔ حقیقت یہ ہے عصر موجود کے مسلمانوں کو تو محض موت سے ڈر لگتا ہے جب کہ ماضی کے مسلمان تو محض خوف خدا کے قائل تھے ۔

باپ کا علم نہ بیٹے کو اگر اَزبر ہو
پھر پسر قابلِ میراثِ پدر کیونکر ہو

معانی: ازبر: زبانی یاد ۔

مطلب: سو یہ بتاوَکہ اگر بیٹے کو باپ کی علمیت کا ادراک نہ ہو اس صورت میں وہ کیسے باپ کا وارث بن سکتا ہے ۔

ہر کوئی مستِ مئے ذوقِ تن آسانی ہے
تم مسلماں ہو! یہ اندازِ مسلمانی ہے

معانی: ذوقِ تن آسانی: آرام طلبی اور سستی کا شوق ۔

مطلب: تم میں سے ہر کوئی سہل انگار ہے اور محض عیش وآرام کی زندگی کا خواہاں ہے ۔ مجھے بتاوَکہ تم جو مسلمان ہونے کے دعویدار ہو کیا مسلمانی کا یہی انداز ہے

حیدری فقر ہے ، نے دولتِ عثمانی ہے
تم کو اسلاف سے کیا نسبت روحانی ہے

معانی: حیدری فقر: حضرت علی کی سی دنیاوی لالچ سے بے نیازی ۔ دولتِ عثمانی: حضرت عثمان کا سا مال و دولت ۔ کیا نسبت روحانی ہے: یعنی کوئی روحانی تعلق نہیں ہے ۔

مطلب: دیکھا جائے تو نہ تمہاری طبعیت میں حضرت علی کا سا فقر اور درویشی ہے نا ہی حضرت عثمان جیسی امیرانہ شان و شوکت ہے ۔ اس صورت میں کیا اس امر کی جوابدہی کر سکو گے کہ اپنے اسلاف کے ساتھ تمہاری کیا روحانی نسبت ہے ۔

وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر
اور تم خوار ہوئے تارک قرآں ہوکر

معانی: مسلماں ہوکر: یعنی اسلام پر پوری طرح عمل کر کے ۔ تارکِ قرآن: قرآن چھوڑنے والا ۔
مطلب: جہاں تک تمہارے اسلاف کا تعلق تھا تو وہ بحیثیت مسلمان معزز و محترم رہے جب کہ تمہاری حالت یہ ہے کہ قرآنی تعلیمات ترک کر کے تم دنیا میں خوار اور رسوا ہو رہے ہو ۔

تم ہوآپس میں غضبناک وہ آپس میں رحیم
تم خطاکار و خطابیں ، وہ خطاپوش و کریم

معانی: آپس میں غضب ناک: مراد ایکدوسرے کے دشمن ۔ خطا بین: دوسروں میں خامیاں ، غلطیاں تلاش کرنے والا ۔ خطا پوش: دوسروں کی خامیوں پر پردہ ڈالنے والا ۔
مطلب: جہاں تک تمہارا تعلق ہے تم توآپس میں جنگ و جدل کے قائل ہو جب کہ تمہارے اسلاف ایک دوسرے کے ساتھ مہربانی سے پیش آیا کرتے تھے ۔ تم خود بھی خطا کرتے ہو اور دوسروں کی خطاؤں کے ضمن میں متجسس رہتے ہو ۔ جب کہ تمہارے اسلاف دوسروں کی خطاؤں کو نظر انداز بھی کر دیتے تھے اور بخش بھی دیا کرتے تھے ۔

چاہتے سب ہیں کہ ہوں اَوجِ ثریا پر مقیم
پہلے ویسا کوئی پیدا تو کرے قلبِ سلیم

معانی: اوجِ ثریا: ثریا ستارے کی سی بلندی ۔ قلبِ سلیم: مراد اسلامی جذبوں سے سرشار دل ۔
مطلب: یوں تو دنیا میں سب ہی لوگ اس امر کے خواہشمند ہوتے ہیں کہ وہ انتہائی بلند مدارج پر فائز ہوں لیکن ان کے لیے ضروری صلاحیت بھی تو پیدا کرے ۔

تختِ فغفور بھی ان کا تھا ، سریرِ کے بھی
یوں ہی باتیں ہیں کہ تم میں وہ حمیت ہے بھی

معانی: فغفور: قدیم چین کے بادشاہوں کا لقب ۔ سریر: تخت ۔ کے: قدیم ایران کا عظیم بادشاہ خسرو ۔
مطلب: جہاں تک تمہارے اسلاف کا تعلق تھا انہوں نے اپنی ہمت و جرات سے کم و پیش ساری دنیا کو تسخیر کر لیا جس کے عوض انھوں نے چین جیسے عظیم ملک کے بادشاہ کا تخت بھی حاصل کر لیا اور ایران کے تخت پر بھی قبضہ جما لیا تھا جب کہ تم تو ان کے مقابلے میں محض باتیں بنانے کے عادی ہو ۔ حقیقت یہ ہے کہ تم میں اسلاف کی سی حمیت نہیں رہی ۔

خودکشی شیوہ تمہارا ، وہ غیور و خوددار
تم اخوت سے گریزاں ، وہ اخوت پہ نثار

معانی: شیوہ: طریقہ ، انداز ۔ گریزاں : بھاگنے والے ۔
مطلب: تمہارا طرز عمل تو فی الواقع خودکشی کے مترادف ہے جب کہ تمہارے اسلاف بلاشبہ غیرت مند اور خوددار تھے ۔ تم لوگ بھائی چارے سے گریز کرتے ہو جب کہ وہ بھائی چارے کو انسانی رشتوں کی بنیادی اساس تصور کیا کرتے تھے ۔

تم ہو گفتار سراپا ، وہ سراپا کردار
تم ترستے ہو کلی کو، وہ گلستان بہ کنار

معانی: گفتار سراپا: صرف باتیں ہی باتیں ۔ سراپا کردار: مکمل طور پر عملی جدوجہد کرنے والے ۔ گلستاں بن کنار: مراد دامن پھولوں سے بھرا ہوا ۔

مطلب: تم تو سراپا باتونی اور بڑبولے جب کہ وہ کلیتاً عمل کے قائل تھے ۔ تم تو ایک کلی کے لیے ترستے ہو جب کہ باغات ان کی دسترس میں تھے ۔ مراد یہ کہ تم بے عملی کا شکار ہو اور تمہارے اسلاف بلند کردار اور باعمل لوگ تھے ۔ اسی سبب وہ ساری دنیا پر مختصر عرصے میں چھا گئے ۔

اب تلک یاد ہے قوموں کو حکایت ان کی
نقش ہے صفحۂ ہستی پہ صداقت ان کی

معانی: نقش: لکھا ہوا ۔ صفحۂ ہستی: دنیا کی کتاب ۔

مطلب: آج تک دنیا بھر کی قوموں کو ان کی داستانیں ازبر ہیں ۔ یہی نہیں بلکہ ان کی صداقت کے نقوش صفحہ دہر پر ثبت ہیں ۔

مثلِ انجم اُفقِ قوم پہ روشن بھی ہوئے
بتِ ہندی کی محبت میں برہمن بھی ہوئے

معانی: انجم: جمع نجم، ستارے ۔ افقِ قوم: قوم کا آسمان، قوم ۔ بتِ ہندی: ہندوستانی ثقافت، تہذیب ۔ برہمن ہونا: ہندووَں کے سے طور طریقے اختیار کرنا ۔

مطلب: تمہاری حالت تو یہ ہے کہ قلیل عرصے کے لیے قومی افق پر ستاروں کی طرح سے روشن ہو گئے پھر ہندوستان کو اپنا وطن تصور کر کے تم اسی کے ہو رہے اور اپنے مذہبی اور قومی تقاضوں کو قطعی فراموش کر دیا ۔

شوقِ پرواز میں مہجورِ نشیمن بھی ہوئے
بے عمل تھے ہی جواں ، دین سے بدظن بھی ہوئے

معانی: شوقِ پرواز: اڑنے کا شوق ۔ مہجورِ نشیمن: مراد وطن سے دور ۔ بدظن: دل میں برا خیال لانے والا ۔
مطلب: دوسرے مقامات پر جانے کے لیے پر تولے تو گھر کو بھی تج دیا ۔ تمہارے جوجواں سال فرزند تمہاری ہی طرح بے عمل تو تھے ہی دیکھا دیکھی دین سے بدظن بھی ہو گئے ۔

ان کو تہذیب نے ہر بند سے آزاد کیا
لا کے کعبے سے صنم خانے میں آباد کیا

معانی: تہذیب: موجودہ طرزِ زندگی جو یورپ سے متاثر ہے ۔ بند: پابندی ۔ صنم خانہ: بتوں کا گھر، مندر ۔
مطلب: یہ وہی لوگ تھے جنہیں جدید تہذیب نے راہ سے بھٹکا دیا اور پھر مادر پدر آزادی کے جویا بن گئے ۔ حد تو یہ ہے کہ کعبہ کو چھوڑ کر انھوں نے بت خانے کو آباد کر لیا ۔ مراد یہی ہے کہ انہیں ان اسلاف کی عظمت و کردار کا پاس رہا نا ہی وہ مذہبی اصولوں اور تعلیمات کے ہی قائل رہے ۔

قیس زحمت کشِ تنہائیِ صحرا نہ رہے
شہر کی کھائے ہوا، بادیہ پیما نہ رہے

معانی: زحمتِ کشِ تنہائی: اکیلے پن کی تکلیف اٹھانے والا ۔ بادیہ پیما: جنگلوں میں پھرنے والا ۔
مطلب: عصر موجود کے قیس کی مانند عاشق صادق ہونے کا دعویٰ تو کرتے ہیں لیکن کسی نوع کی بھی سختی اٹھانے سے گریز کرتے ہیں ۔ شہری زندگی کو اس لیے زیادہ پسند کرتے ہیں کہ یہاں کی زندگی عیش و عشرت سے مزین ہے ۔ یہ عشق کے دعویدار صحرا نوردی کے قریب نہیں بھٹکتے ۔

وہ تو دیوانہ ہے، بستی میں رہے یا نہ رہے
یہ ضروری ہے ، حجابِ رُخِ لیلا نہ رہے

معانی: حجاب: پردہ ۔ رُخ: چہرہ ۔
مطلب: اس کے برعکس اس نظریے کے قائل ہیں کہ قیس تو دیوانہ تھا وہ خواہ شہر میں بودوباش اختیار کرتا یا صحرا کی ریت پھانکتا اس سے اسے کیا فرق پڑ سکتا تھا البتہ لیلیٰ کو اس عشق میں جو صعوبتیں اٹھانا پڑیں ان کا خاتمہ ضروری ہے ۔

گلہَ جور نہ ہو ، شکوہَ بیداد نہ ہو
عشق آزاد ہے ، کیوں حسن بھی آزاد نہ ہو

معانی: گلہَ جور: ظلم و سختی کی شکایت ۔ بیداد: ظلم ۔ عہد نو: جدید دور، مغربی تہذیب کا دور ۔
مطلب: یہ نوجوان تو ایسی زندگی چاہتے ہیں جس میں مشکلات نہ ہوں جس میں عشق کی طرح حسن بھی آزاد ہو ۔

عہدِ نو برق ہے ، آتش زنِ ہر خرمن ہے
ایمن اس سے کوئی صحرا نہ کوئی گلشن ہے

معانی: آتش زن: جلا دینے والا ۔ خرمن: غلے کا ڈھیر ۔ ایمن: محفوظ ۔
مطلب: عہد نو تو ایک ایسی بجلی کی مانند ہے جو ہر کھلیان کو پھونکنے کے لیے ہر لمحے آمادہ رہتی ہے ۔ اس بجلی سے کوئی صحرا اور کوئی گلستاں محفوظ نہیں ۔

اس نئی آگ کا اقوامِ کہن ایندھن ہے
ملتِ ختم رسل شعلہ بہ پیراہن ہے

معانی: نئی آگ: مراد جدید دور، نئی تہذیب ۔ ملتِ ختم رسل: مراد حضور اکرم کی قوم ۔ شعلہ بہ پیراہن: جس کا لباس جل رہا ہو، نئی تہذیب میں فنا ہونے والی ۔
مطلب: اور سچ پوچھیے تو نئی تہذیب ایسی آگ کی طرح ہے جس کا ایندھن قدامت پرست اقوام کو قرار دیا جا سکتا ہے ۔ جس کے سبب نبی آخر الزماں کی امت کا پیراہن جل کر خاک ہو رہا ہے ۔ مقصد یہ ہے کہ جو قدامت پرست اقوام نئے زمانے کا ساتھ دینے سے عاری ہیں وہ ان کو ختم کرنے پر تلا ہوا ہے ۔

آج بھی ہو جو براہیم کا ایماں پیدا
آگ کر سکتی ہے اندازِ گلستاں پیدا

معانی: براہیم کا ایماں : حضرت ابراہیم کی سی ایمانی قوت کہ وہ نمرود کی آگ میں بیٹھ گئے اور بحکم خدا وہ گلزار بن گئی ۔ اندازِ گلستاں : گلزار کی سی حالت ، صورت ۔
مطلب: اس ساری صورت حال کے سبب مسلمانوں کو پریشان نہیں ہونا چاہیے اس لیے کہ آج بھی ان میں اگر حضرت ابراہیم جیسے پیغمبروں کا عقیدہ پیدا ہو جائے تو پھر ان کے عہد کی طرح آگ گلستان میں تبدیل ہو سکتی ہے ۔

دیکھ کر رنگِ چمن ہو نہ پریشاں مالی
کوکبِ غنچہ سے شاخیں ہیں چمکنے والی

معانی: رنگِ چمن: وطن، ملت کی صورت ۔ کوکب: ستارہ ۔ شاخیں ہیں چمکنے والی: مراد اچھے دن آنے والے ہیں ۔
مطلب: ملت مسلمہ کی جو ابتر صورت حال ہے اس کو دیکھ کر پریشان نہیں ہونا چاہیے ۔ بے شک یہ چمن اجڑا ہوا ہے تاہم جلد ہی اس میں بہار آنے والی ہے ۔ اب یہ چمن گھاس پھونس اور غیر ضروری اشیا سے پاک ہونے والا ہے ۔

خس و خاشاک سے ہوتا ہے گلستاں خالی
گل برانداز ہے خونِ شہدا کی لالی

معانی: خس و خاشاک: کوڑا کرکٹ، مراد مسلمانوں کے لیے ناموافق حالات ۔ گلستاں: وطن ۔ گل برانداز: پھول برسانے والی، اچھے حالات لانے والی ۔ شہدا: جمع شہید، جنھوں نے قوم کے لیے جانوں کی قربانی دی ۔ لالی: سرخی ۔
مطلب: اب یہ چمن گھاس پھونس اور غیر ضروری اشیا سے پاک ہونے والا ہے ۔ شہدا کے خون کے لہو کی سرخی اب یہاں پھول بکھیر رہی ہے ۔

رنگ گردوں کا ذرا دیکھ تو عنابی ہے
یہ نکلتے ہوئے سورج کی افق تابی ہے

معانی: گردوں: آسمان ۔ عنابی: سرخ ۔ نکلتا ہوا سورج: برے دنوں کے دور ہونے کی علامت ۔ افق تابی: آسمان کو روشن کرنے کا عمل ۔
مطلب: ذرا غور سے دیکھ کہ آسمان کا رنگ بڑی تیزی کے ساتھ عنابی ہوتا جا رہا ہے ۔ یہ اس امر کی علامت ہے کہ اندھیری شب کے بعد سویرا نمودار ہونے والا ہے ۔ ظاہر ہے کہ یہ طلوع آفتاب کے آثار پیدا ہونے لگے ہیں ۔

امتیں گلشنِ ہستی میں ثمر چیدہ بھی ہیں
اور محرومِ ثمر بھی ہیں ، خزاں دیدہ بھی ہیں

معانی: گلشنِ ہستی: دنیا ۔ ثمرچیدہ: پھل پانے والی ۔ خزاں دیدہ: اجڑے باغ والی ۔
مطلب: اس کائنات میں بے شمار قومیں ایسی ہیں جو اپنی جدوجہد کے طفیل سرخرو ہو چکی ہیں ان کے علاوہ ایسی اقوام بھی موجود ہیں جو اب بھی محرومی کا شکار ہیں ۔ اور یوں لگتا ہے کہ خزاں ان کے چمن کا مقدر ہے ۔

سیکڑوں نخل ہیں ، کاہیدہ بھی، بالیدہ بھی ہیں
سیکڑوں بطنِ چمن میں ابھی پوشیدہ بھی ہیں

معانی: نخل: درخت ۔ کاہیدہ: مرجھائے ہوئے ۔ بالیدہ: بڑا پھولا ہوا، تروتازہ ۔ بطنِ چمن: باغ کی زمین ۔ پوشیدہ: چھپی ہوئی ۔
مطلب: زندگی کہ ایک باغ کی مانند ہے اس میں بے شمار درخت ہیں جن میں سے بعض کمزور اور مرجھائے ہوئے ہیں جب کہ کچھ درخت شاداب اور سرسبز نظر آتے ہیں ۔ یہی نہیں سینکڑوں درخت تو ابھی باغ کے بطن میں پوشیدہ ہیں ۔

نخلِ اسلام نمونہ ہے برومندی کا
پھل ہے یہ سیکڑوں صدیوں کی چمن بندی کا

معانی: برومندی: سرسبز ہونے، پھل دینے کی حالت ۔ سیکڑوں صدیاں: مراد سیکڑوں برس ۔ پھل: نتیجہ ۔ چمن بندی: باغ کی دیکھ بھال ۔

مطلب: لیکن ان سب کے مقابلے میں شجر اسلام پھلنے پھولنے کے حوالے سے مثالی حیثیت کا حامل ہے کیوں نہ ہو جب کہ یہ صدیوں کی کاوش کا ثمر ہے ۔

پاک ہے گردِ وطن سے سرِ داماں تیرا
تو وہ یوسف ہے کہ ہر مصر ہے کنعاں تیرا

معانی: سرِ داماں : پلو کا کنارہ ۔ تو وہ یوسف ہے: مراد تمام دنیا مسلمان کے لیے وطن کی حیثیت رکھتی ہے ۔
مطلب: یہ امر باعث اطمینان ہے کہ تیرا دامن وطنیت کے تصور سے پاک ہے ۔ تو تو ایسے یوسف کی مانند ہے جس کے لیے مصر کی سرزمین بھی کنعان کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مسلمان کا کوئی ملک و وطن نہیں ہوتا بلکہ ہر خطہ زمین اس کے لیے وطن کی مانند ہے ۔

قافلہ ہو نہ سکے گا کبھی ویراں تیرا
غیر یک بانگِ درا کچھ نہیں ساماں تیرا

معانی: غیر: سوائے ۔ بانگ درا: قافلے کی گھنٹی کی آواز ۔
مطلب: اسی واسطے تیرا قافلہ کہیں رکے بغیر منزل کی جانب رواں دواں رہے گا ۔ اس لیے کہ تو نے تو اپنے آپ کو ہر نوع کے سازوسامان سے بے نیاز رکھا ہے ۔

نخلِ شمع استی و در شعلہ دود ریشہَ تو
عاقبت سوز بود سایہَ اندیشہ تو

مطلب: اے مسلمان! تیری مثال تو ایک ایسی موم بتی کی طرح ہے جس میں دھاگہ ایک رشتے کے مانند شعلے میں دوڑتا ہے ۔ تیرے فکر و خیال کا عکس بھی اسی طرح دل انسان میں سوز اور تپش پیدا کرے گا ۔

تو نہ مٹ جائے گا ایران کے مٹ جانے سے
نشۂ مے کو تعلق نہیں پیمانے سے

معانی: ایران: ہمسایہ اسلامی ملک، مراد جغرافیائی حدیں ۔ تُو: مسلمان ۔ نشۂ مے: شراب کی مستی ۔

مطلب: اس شعر میں وطنیت کے تصور کی اسلامی نقطہ نظر سے وضاحت کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ بالفرض سلطنت ایران کا خاتمہ ہو جائے تو اس سے یہ تو لازم نہیں کہ اسلام اور مسلمان ختم ہو کر رہ جائیں گے ۔ اس کی مثال شراب کا نشہ ہے جس کا عملاً پیمانے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ نشہ شراب میں ہوتا ہے نہ کہ پیمانے میں ۔

ہے عیاں یورشِ تاتار کے افسانے سے
پاسباں مل گئے کعبے کو صنم خانے سے

معانی: عیاں : ظاہر ۔ یورش تاتار: اشارہ ہے چنگیز خان کے حملے کی طرف ۔

مطلب: یہ حقیقت تاتاریوں کے حملوں سے بھی کھل جاتی ہے کہ ایک زمانے میں انھوں نے بغداد اور کئی دوسرے اسلامی ممالک کی اینٹ سے اینٹ بجا دی تھی ۔ پھر یہی تاتاری مغل اور ترکوں کے روپ میں ایشیا، افریقہ اور یورپ میں اسلام کے علمبردار بن گئے ۔

کشتیِ حق کا زمانے میں سہارا تو ہے
عصرِ نورات ہے، دُھندلا سا ستارا تو ہے

معانی: کشتیِ حق: اسلام ۔ عصرِ نو: نیا زمانہ ۔

مطلب: جہاں تک تیری ذات کا تعلق ہے کہ سچائی کو زندہ رکھنے کے لیے تیری ذات ہی بنیادی حیثیت کی حامل ہے ۔ اور یہ عصر نو ہے یہ تو ایک اندھیری رات کی طرح ہے اس میں تو ہی ہے جو ستارے کی طرح چمک رہا ہے ۔

ہے جو ہنگامہ بپا یورشِ بلغاری کا
غافلوں کے لیے پیغام ہے بیداری کا

معانی: یورش بلغاری: بیسوی صدی کے آغاز میں ترکوں کی سیاسی قوت کے زوال کے سبب بلقانی ریاستوں نے 1914ء سے پہلے ترکوں سے جنگ کر کے بہت سے علاقوں پر قبضہ کر لیا تھا ۔ بیداری: بے عملی چھوڑ کر عملی کی راہ اختیار کرنا ۔

مطلب: ترکوں پر بلغاریہ کے عساکر نے جو یلغار کر رکھی ہے وہ تم لوگوں کے لیے جو غفلت کی نیند سو رہے ہو بیداری کا پیغام ہے ۔

تو سمجھتا ہے یہ ساماں ہے دل آزاری کا
امتحاں ہے تیرے ایثار کا، خودداری کا

معانی: دل آزاری: دل کو دکھ پہنچنا ۔ ساماں : سبب، باعث ۔

مطلب: تیرا خیال ہے کہ ان حملوں کے باعث تیری دل آزاری مقصود ہے نہیں ! یہ تو دراصل تیری ایثار اور خودداری کا امتحان ہے ۔

کیوں ہراساں ہے صہیلِ فرسِ اعدا سے
نورِ حق بجھ نہ سکے گا نفسِ اعدا سے

معانی: ہراساں: ڈرا ہوا ۔ صہیل: گھوڑے کا ہنہنانا ۔ فرس: گھوڑا ۔ اعدا: جمع عدو، دشمن ۔ نور حق: حق کی روشنی، اسلام ۔ نفس: پھونک ۔

مطلب: نہ جانے تو دشمنوں کے گھوڑوں کی ہنہناہٹ سے خوف زدہ کیوں ہو رہا ہے ۔ ذرا بنظر غائر دیکھے تو تجھے خود ہی پتہ چل جائے گا کہ دشمنوں کی پھونکوں سے حق کا چراغ نہیں بجھ سکتا ۔

چشمِ اقوام سے مخفی ہے حقیقت تیری
ہے ابھی محفلِ ہستی کو ضرورت تیری

معانی: محفلِ ہستی: دنیا ۔

مطلب: تو کیا ہے اور تیری حقیقت کیا ہے یہ سب تو ابھی دوسری اقوام کی نگاہوں سے چھپا ہوا راز ہے ۔ ورنہ امر واقعہ تو یہ ہے کہ ابھی اس دنیا کو تیری ضرورت ہے ۔

زندہ رکھتی ہے زمانے کو حرارت تیری
کوکبِ قسمتِ امکاں ہے خلافت تیری

معانی: حرارت: گرمی، عشق کا جذبہ ۔ کوکب قسمتِ امکاں: مراد دنیا کی قسمت کا ستارہ ۔

مطلب: تجھ میں جو عمل کی حرارت موجود ہے وہی تو زمانے کو زندہ اور سرگرم رکھے ہوئے ہے ۔ تیری خلافت و حکومت اس دنیا کے مقدر کا ستارہ ہے کہ تو ختم ہوگیا تو یہ بھی ختم ہو کر رہ جائے گی ۔

وقتِ فرصت ہے کہاں، کام ابھی باقی ہے
نورِ توحید کا اتمام ابھی باقی ہے

معانی: نورِ توحید: خدا کی وحدت کی روشنی ۔ اتمام: مکمل ہونا ۔
مطلب: اے مسلمان! اٹھ سرگرم عمل ہو کہ فرصت کا وقت نہیں رب ذوالجلال نے تجھے جو ذمہ داری سونپی ہے اس کی تکمیل تیرا فرض ہے خدا کی وحدانیت کو عام کرنے کا کام بھی باقی ہے ۔

مثلِ بو قید ہے غنچے میں، پریشاں ہو جا
رخت بردوشِ ہوائے چمنستاں ہو جا

معانی: مثلِ بو: خوشبو کی طرح ۔ پریشاں ہو جا: مراد دنیا بھر میں پھیل جا ۔ غنچے میں قید ہونا: مراد سرف اپنے خاص علاقے، ملک تک محدود رہنا ۔ رخت بردوش: کندھے پر سامان رکھ کر، مکمل تیاری کر ۔ ہوائے چمنستاں: باغ، دنیا کی فضا ۔
مطلب: تیری مثال تو اس خوشبو کے مانند ہے جو غنچے میں محبوس ہے تیرے لیے لازم ہے کہ اس قید سے رہا ہو کر گلستاں کی ہوا کے کاندھے پر سوار رخت سفر باندھ کر سارے عالم میں پھیل جا ۔

ہے تنک مایہ تو ذرے سے بیاباں ہو جا
نغمہَ موج سے ہنگامہَ طوفاں ہو جا

معانی: تنک مایہ: تھوڑی دولت، طاقت والا، کمزور ۔ نغمہَ موج: لہروں کی آوازیں ۔ ہنگامہَ طوفاں: طوفان کا شور ۔
مطلب: اگر تو بے بضاعت اور بے مال و منال ہے تو ایسی صلاحیت پیدا کر کہ ذرے سے بیاباں میں تبدیل ہو جائے ۔ اور اگر دریا کی موج کے نغمہ کے مماثل ہے تو اس حیثیت کو ترک کر کے طوفان کے ہنگامے کی شکل اختیار کر لے ۔

قوتِ عشق سے ہر پست کو بالا کر دے
دہر میں اسمِ محمد سے اُجالا کر دے

معانی: قوتِ عشق: خدا اور رسول سے محبت کی طاقت ۔ بالا: مراد بلند ۔ اسمِ محمد: حضور اکرم کا نام مبارک ۔
مطلب: تجھ میں جو عشق حقیقی کی قوت موجود ہے اس کی وساطت سے دنیا کی ہر ادنی شے کو بلند کر دے اور اس تاریک زمانے میں آنحضرت کے نام کی روشنی سے اجالا کر دے ۔

ہو نہ یہ پھول تو بلبل میں ترنم بھی نہ ہو
چمنِ دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

معانی: یہ پھول: مراد حضور اکرم ﷺ ۔ ترنم: چہچہانا ۔ تبسم: مسکرانا ۔
مطلب: آنحضرت کی ذات صفات کو پھول سے تشبیہ دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ یہ پھول باغ میں نہ ہو تو بلبل نغمے الاپنے چھوڑ دے ۔ دنیا کے باغ میں کلیوں کا تبسم بھی باقی نہ رہے ۔

یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزمِ توحید بھی دنیا میں نہ ہو تم بھی نہ ہو

معانی: خم: صراحی ۔ بزم توحید: مراد خدا کی وحدت کا چرچا ۔
مطلب: اگر آنحضرت مئے حقیقی نہ پلائیں تو نہ پیمانہ ہو نہ صراحی ۔ یہ جو وحدانیت کی محفل سجی ہوئی ہے یہ اور تم مسلمان بھی ناپید ہو جاوَ ۔

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

معانی: استادہ: کھڑا ہوا، برقرار ۔ اسی نام: محمد جن کے طفیل یہ کائنات وجود میں آئی ۔ بنضِ ہستی: کائنات کی رگ ۔ تپش آمادہ: حرکت میں رہنے والی یعنی زندگی کا باعث ۔

مطلب: آسمان اسی نام سے قائم ہے اور انسانی وجود میں جو حرارت ہے اس کا سبب بھی یہی نام ہے ۔ مراد یہی ہے کہ آنحضرت کے لیے ہی یہ دنیا پیدا کی گئی ۔

دشت میں ، دامنِ کہسار میں ، میدان میں ہے
بحر میں ، موج کی آغوش میں ، طوفان میں ہے

معانی: دامن کہسار: پہاڑ کی وادی ۔

مطلب: یہ نام اور شخصیت جو پیغمبر آخر الزمان کی ہے اس کا وجود ہر شے میں ہے ۔ خواہ صحرا ہو، پہاڑ ہوں ، میدان ہوں ، سمندر اور موجوں کی آغوش میں یا طوفان میں سب میں موجود ہے ۔

چین کے شہر، مراقش کے بیاباں میں ہے
اور پوشیدہ مسلمان کے ایمان میں ہے

مطلب: حتیٰ کہ چین کے شہروں میں ، مراکش کے بیابانوں میں اور اہل اسلام کے ایمان میں پوشیدہ ہے ۔

چشمِ اقوام یہ نظارہ ابد تک دیکھے
رفعتِ شانِ رَفعنا لکَ ذِکرک دیکھے

معانی: ابد تک: رہتی دنیا تک ۔ رفعتِ شان: عظمت اور بڑائی کی بلندی ۔ رفعنا لک ذکرک: قرآن کی ایک آیت کا ٹکرا ہم نے تیری خوشی کی خاطر تیرا نام بلند کر دیا ۔

مطلب: دنیا بھر کی قومیں قیامت تک یہ منظر دیکھتی رہیں گی کہ رب ذوالجلال نے حضور اکرم کا تذکرہ اور مرتبہ بلند رکھنے کا جو وعدہ کیا تھا وہ کس انداز میں پورا کیا جاتا رہا ہے ۔ مراد یہ کہ آنحضرت کے نام کے ساتھ توحید اور رسالت بھی ہمیشہ قائم رہے گی اور یہ وعدہ ضرور پورا ہوتا رہے گا ۔

مردمِ چشمِ زمیں ، یعنی وہ کالی دنیا
وہ تمہارے شہدا پالنے والی دنیا

معانی: مردمِ چشم: آنکھ کی پتلی ۔ کالی دنیا: سیاہ فام لوگوں ، حبشیوں کا ملک ۔ شہدا پالنے والی دنیا: اشارہ ہے ملک حبشہ کی طرف ۔
مطلب: اس شعر میں براعظم افریقہ کے حوالے سے کہا گیا ہے کہ یہ خطہ ارض جسے کالی دنیا کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے اس خطہ ارض پر بے شمار شہدا کی پرورش ہوئی ہے ۔

گرمیِ مہر کی پروردہ ہلالی دنیا
عشق والے جسے کہتے ہیں بلالی دنیا

معانی: گرمی مہر: سورج کی حرارت، حبشہ شدید گرمی والا ملک ۔ پروردہ: پالی ہوئی ۔ ہلالی دنیا مراد ہلالی نشان، جھنڈے والا، مسلمانوں کا ملک ۔ بلالی دنیا: اشارہ ہے حبشی غلام حضرت بلال کی طرف ۔
مطلب: یہ وہ سرزمین ہے جسے سورج کی حدت نے پرورش کیا ہے اور جو ملت مسلمہ کے پرچم سے متعلق ہے جس پر چاند ستارہ بنا ہوا ہے جس اہل عشق حضرت بلال حبشی سے منسوب کرتے ہیں ۔

تپش اندوز ہے اس نام سے پارے کی طرح
غوطہ زن نور میں ہے آنکھ کے تارے کی طرح

معانی: تپش اندوز: تڑپنے اور بے چین رہنے والی ۔ غوطہ زن: ڈبکی لگانے والی ۔ آنکھ کا تارا: مراد آنکھ کی پتلی کے اندر چمکتا ہوا باریک نقطہ ۔

مطلب: یہ دنیا! آنحضور کے نام سے ہی پارے کی مانند متحرک اور پر جوش ہے ۔ اس نام کے طفیل آنکھ کی پتلی کی طرح نور اور روشنی میں ڈوبی ہوئی ہے ۔

عقل ہے تیری سپر عشق ہے شمشیر تری
میرے درویش خلافت ہے جہانگیر تری

معانی: سپر: ڈھال ۔ شمشیر: تلوار ۔ درویش: فقیرانہ زندگی گزارنے والا ۔ جہانگیر: پوری دنیا پر چھا جانے والی ۔

مطلب: اے ملت مسلمہ کے فرزند! عقل تیرے لیے ڈھال کی حیثیت رکھتی ہے اور عشق تیری تلوار ہے ۔ اے میرے درویش بے شک تیری حکومت و خلافت ساری دنیا کا احاطہ کیے ہوئے ہے ۔

ماسوا اللہ کے لیے آگ ہے تکبیر تری
تو مسلماں ہے تو تقدیر ہے تدبیر تری

معانی: ماسوی اللہ: اللہ کے سوا جو کچھ ہے، یہ کائنات وغیرہ

مطلب: تیری تکبیر معبود حقیقی کے سوا اور سب کے لیے آگ کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اگر تو پکا اور پختہ عقیدہ مسلمان ہو جائے تو تیری تدبیر ہی تقدیر کا روپ دھار لے گی ۔

کی محمد سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا، لوح و قلم تیرے ہیں

معانی: لوح و قلم: یعنی خود اپنی اور ساری کائنات کی تقدیر (تیرے ہاتھ میں ہے) ۔
مطلب: سوائے عزیز! اگر تو نے میرے پیغمبر محمد کی اوران کی تعلیمات کو اپنا شعار بنایا تو جان لے کہ ہم تیرے ہی ہیں اور یہ دنیا تو الگ رہی لوح و قلم بھی تیرے ہوں گے ۔

چاند

اے چاند حسن تیرا فطرت کی آبرو ہے
طوفِ حریمِ خاکی تیری قدیم خو ہے

معانی: طوف: چکر لگانا ۔ حریم خاکی: مراد کرہ ارض ۔ قدیم خو: پرانی عادت ۔
مطلب: اے چاند! اس حقیقت سے کون انکار کر سکتا ہے کہ تیرا حسن اوج کمال پر ہے اور یہ حسن عملاً ایسا بلند مرتبہ ہے جس پر فطرت فخر و ناز کر سکتی ہے ۔

یہ داغ سا جو تیرے سینے میں ہے نمایاں
عاشق ہے تو کسی کا، یہ داغِ آرزو ہے

معانی: کسی کا: محبوب حقیقی، خدا کا ۔ داغ: دھبا (جو چاند میں نظر آتا ہے) ۔ داغِ آرزو: مراد عشق کا زخم ۔
مطلب: تیرے سینے پر جو داغ نظر آتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ تیرے سینے کا یہ داغ کسی کی چاہت اور آرزو کا مظہر ہے ۔ اور یہ بھی کہ میری طرح تو بھی کسی کے عشق میں مبتلا ہے ۔

میں مضطرب زمیں پر، بیتاب تو فلک پر
تجھ کو بھی جستجو ہے، مجھ کو بھی جستجو ہے

معانی: جستجو: تلاش ۔

مطلب: بس اتنا فرق ہے کہ میں زمین کا باسی ہونے کے ناطے یہاں مضطرب اور بے چین ہوں اور تو چونکہ آسمان پر رہتا ہے اس لیے تو وہاں پر بے چین اور مضطرب ہے ۔ یوں محسوس ہوتا ہے جیسے کہ تجھے بھی کسی کی تلاش ہے اور میں بھی کسی کو پا لینے کا آرزو مند ہوں ۔

انساں ہے شمع جس کی ، محفل وہی ہے تیری
میں جس طرف رواں ہوں ، منزل وہی ہے تیری

معانی: محفل: خدا کی معرفت کی جگہ ۔ رواں ہوں : چل رہا ہوں ۔

مطلب: لگتا ہے کہ انسان جس محفل کے لیے شمع کی حیثیت رکھتا ہے وہی تیری محفل ہے اور میں جس جانب عازم سفر ہوں وہی تیری بھی منزل ہے ۔

تو ڈھونڈتا ہے جس کو تاروں کی خامشی میں
پوشیدہ ہے وہ شاید غوغائے زندگی میں

معانی: پوشیدہ: چھپا ہوا ۔ غوغائے زندگی: مراد دنیا کی رونق، چہل پہل، ہنگامے ۔

مطلب: اے چاند! یوں لگتا ہے کہ تو جس کو تاروں کے سکوت میں تلاش کر رہا ہے وہ غالباً یہاں کرہَ ارض پر زندگی کے شور اور ہنگاموں میں چھپی ہوئی ہے ۔

اِستادہ سرو میں ہے ، سبزہ میں سو رہا ہے
بلبل میں نغمہ زن ہے، خاموش ہے کلی میں

معانی: اِستادہ: ایستادہ کھڑا ہوا ۔ سرو: وہ لمبا درخت جو سیدھا کھڑا ہوتا ہے ۔ سبزے میں سو رہا ہے: سبزہ زمین پر اس طرح ہوتا ہے جیسے وہ سو رہا ہو ۔ نغمہ زن: چہچہانے والا ۔

مطلب: اس امر کی توجیہہ کچھ یوں ہے کہ وہ چیز کہیں سرو کے درخت میں ایستادہ ہے اور کہیں یہ سرسبز و شاداب سبزے میں موجود ہے ۔ پھر یوں بھی ہے کہ کہیں اس شے کا وجود بلبل میں نغمے کی شکل میں جلوہ گر ہے جب کہ کلی کے بطن میں سکوت بن کر چھپا ہوا ہے ۔

آمیں تجھے دکھاؤں رُخسارِ روشن اس کا
نہروں کے آئینے میں ، شبنم کی آرسی میں

معانی: رخسارِ روشن: چمکدار چہرہ ۔ آرسی: انگوٹھے میں پہننے والا چھوٹا سا زیور جس میں آئینہ بھی لگا ہوتا ہے ۔

مطلب: سوائے چاند! میرے پاس آکہ میں تجھے اس حسن کے جلووں سے روشناس کراؤں ۔ دیکھ تو سہی! یہ جلوہ ندیوں کے شفاف پانی میں بھی موجود ہے اور شبنم کے قطروں میں بھی نمایاں ہے ۔

صحرا و دشت و در میں ، کہسار میں وہی ہے
انساں کے دل میں ، تیرے رُخسار میں وہی ہے

معانی: دشت و در: جنگل اور بیابان ۔ وہی: یعنی خدا تعالیٰ ۔

مطلب: چنانچہ یہی نہیں بلکہ اس حسن کا جلوہ تو صحراؤں اور کہساروں میں بھی پوری طرح سے موجود ہے ۔ انسان کے دل میں بھی ہے اور تیرے چہرے میں بھی یہی جلوہ نظر آتا ہے ۔

رات اور شاعر

رات

کیوں میری چاندنی میں پھرتا ہے تو پریشاں
خاموش صورتِ گل مانندِ بو پریشاں

معانی: پریشاں : بے چین ۔ صورتِ گل: پھول کی طرح ۔ مانندِبو: خوشبو کی طرح ۔ پریشاں : بکھرا ہوا ۔
مطلب: اس شعر میں رات یوں شاعر سے مکالمہ کرتی ہے کہ اے شاعر! کیا وجہ ہے کہ تو میری چاندنی میں کیوں مضطرب اور پریشان پھر رہا ہے ۔ تیری کیفیت تو ایک پھول کے مانند ہے جو خود تو ساکت رہتا ہے لیکن اس کی خوشبو آوارہ و پریشان رہتی ہے ۔

تاروں کے موتیوں کا شاید ہے جوہری تو
مچھلی ہے کوئی میرے دریائے نور کی تو

معانی: جوہری: قیمتی موتیوں کی پہچان، پرکھ رکھنے والا ۔ دریائے نور: روشنی کا دریا، آسمان ۔
مطلب: یوں لگتا ہے تو آسمان پر جو ستارے موتی کی طرح چمک رہے ہیں ان کا جوہری یا پرکھنے والا ہے بالفاظ دگر میری روشنی کو نور کا دریا تصور کر لیا جائے تو تیری حیثیت ایک مچھلی کے مانند ہے ۔

یا تو مری جبیں کا تارا گرا ہوا ہے
رفعت کو چھوڑ کر جو پستی میں جا بسا ہے

معانی: جبین: ماتھا، پیشانی ۔ رفعت: بلندی ۔ پستی: نیچائی ۔

مطلب: یا پھر یوں بھی ہو سکتا ہے کہ میری پیشانی کے جھومر سے جو ایک ستارا گر گیا تھا وہ ستارہ تو ہی ہے جو بلندی کو چھوڑ کر اب پستی میں مقیم ہے ۔

خاموش ہو گیا ہے تارِ ربابِ ہستی
ہے میرے آئینے میں تصویرِ خوابِ ہستی

معانی: تارِ رباب ہستی: زندگی کے باجے کا تار ۔

مطلب: اے شاعر! میرے وجود سے زندگی کا ایک ساز ساکت ہو کر رہ گیا ہے اور میں وہ آئینہ ہوں جس میں خوابیدہ دنیا کے تمام مناظر واضح طور پر دکھائی دیتے ہیں ۔

دریا کی تہ میں چشمِ گرداب سو گئی ہے
ساحل سے لگ کے موجِ بیتاب سو گئی ہے

معانی: گرداب: بھنور ۔ موجِ بیتاب: مراد اچھلتی ہوئی لہریں ۔

مطلب: ان مظاہر کا تو کیا ذکر بھنور تک دریا کی تہہ میں محو خواب ہو کر رہ گیا ہے ۔ اور جو بیتاب مضطرب موج تھی وہ بھی شاید ساحل سے ہم آغوش ہو کر سو گئی ہے ۔

بستی زمیں کی کیسی ہنگامہ آفریں ہے
یوں سو گئی ہے جیسے آباد ہی نہیں ہے

معانی: بستی زمیں کی: مراد زمین کی دنیا ۔ کیسی: کتنی زیادہ ۔ ہنگامہ آفریں : شور و غل، رونق پیدا کرنے والی ۔ آباد ہی نہیں : اس میں کوئی نہیں رہ رہا ۔

مطلب: ہر چند کہ زمین پر جو بستیاں آباد ہیں وہ ہمیشہ ہنگاموں سے پر رہتی ہیں لیکن اس لمحے یوں لگتا ہے جیسے ہر جان سناٹا ہے اور وہاں کوئی جاندار شے موجود نہیں ہے ۔

شاعر کا دل ہے لیکن نا آشنا سکوں سے
آزاد رہ گیا تو کیونکر مرے فسوں سے

معانی: نا آشنا: ناواقف، بے خبر ۔ فسوں : جادو ۔

مطلب: اس ساری صورت حال میں اے شاعر! میں دیکھ رہی ہوں کہ تو سکون آشنا نہیں بلکہ پریشاں حال ہے ۔ مجھے اس امر پر شدید حیرت ہے کہ تو میرے سحر سے کس طرح آزاد رہ گیا ۔

شاعر

میں ترے چاند کی کھیتی میں گہر بوتا ہوں
چھپ کے انسانوں سے مانندِ سحر روتا ہوں

معانی: گہر بونا: مراد آنسو ٹپکانا ۔ مانندِ سحر: صبح کی طرح، مراد اوس کی طرح ۔

مطلب: نظم کے اس حصے میں شاعر یوں گویا ہوتا ہے کہ اے رات! تیرے استفسارات کے جواب میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ تیری چاندنی میں میرے آنسو ایسے موتی کے مانند ہیں جو یہاں بو رہا ہوں اور صبح کی طرح انسانوں سے چھپ کر تنہائی میں سرگرم فغاں رہتا ہوں ۔

دن کی شورش میں نکلتے ہوئے شرماتے ہیں
عزلتِ شب میں مرے اشک ٹپک جاتے ہیں

معانی: عزلتِ شب: رات کی تنہائی ۔ ٹپک جانا قطرہ قطرہ کر کے گر جانا ۔
مطلب: میرے آنسو جو دن کے ہنگاموں میں آنکھوں سے نکلتے ہوئے شرماتے ہیں وہ تیری تاریکی اور تنہائی میں آنکھوں سے ٹپک جاتے ہیں ۔

مجھ میں فریاد جو پنہاں ہے سناؤں کس کو
تپشِ شوق کا نظارہ دکھاؤں کس کو

معانی: تپشِ شوق: عشق کی گرمی ۔
مطلب: میرے دل میں جو آہیں اور فریاد پوشیدہ ہے وہ آخر کس کو سناؤں ۔ مزید برآں سینے میں جو عشق کی حرارت موجود ہے اس کا اظہار کس کس کے سامنے کروں جب کہ میری حالت پر یہاں توجہ دینے والا کوئی بھی نہیں ہے ۔

برقِ ایمن مرے سینہ پہ پڑی روتی ہے
دیکھنے والی ہے جو آنکھ، کہاں سوتی ہے

معانی: برقِ ایمن: اشارہ ہے وادی ایمن (کوہ طور) کی طرف جہاں جلوہ خدا بجلی کی طرح چمکا تھا ۔
مطلب: صورت یہ ہے کہ میرے سینے میں تو وہ بجلی بھی بے عمل ہو کر رہ گئی ہے اور اشک فشانی کر رہی ہے کوہ طور پر جلوہ دکھانے والی بجلی جس کے مماثل ہے نہ جانے وہ آنکھیں اب کہاں ہیں جو کسی بھی منظر کو سنجیدگی کے ساتھ دیکھنے کی اہلیت رکھتی تھی ۔

صفتِ شمعِ لحد مردہ ہے محفل میری
آہ! اے رات بڑی دور ہے منزل میری

معانی: صفت: مانند، طرح ۔ شمعِ لحد: قبر پر جلنے والی موم بتی ۔ محفل میری: میری قوم ۔
مطلب: میری محفل تو اب اس شمع کے مانند ہے جو اجاڑ ویرانے میں کسی مزار پر روشن ہے اے رات تجھے اس حقیقت کا یقینا علم نہیں ہے کہ میری منزل ابھی بہت دور ہے ۔ اور جو مسافت ہے وہ کڑی ہے ۔ اس کو طے کرنا بے حد و حساب مشکل کام ہے ۔

عہدِ حاضر کی ہوا راس نہیں ہے اس کو
اپنے نقصان کا احساس نہیں ہے اس کو

معانی: احساس: خیال ۔
مطلب: تو کیا جانے کہ میری قوم کے لیے عہد حاضر کا ماحول قطعی سازگار نہیں ہے ۔ پھر اس کا کیا کیا جائے کہ اسے تو خود بھی اپنی اس زبوں حالی کا احساس نہیں ہے ۔

ضبطِ پیغام محبت سے جو گھبراتا ہوں
تیرے تابندہ ستاروں کو سنا جاتا ہوں

معانی: ضبطِ پیغام محبت: محبت کا پیغام روک رکھنا ۔ تابندہ: روشن ۔
مطلب: اے رات! حقیقت یہ ہے کہ جب یہ صورت حال اور اس کا تصور میرے ضبط سے باہر ہو جاتا ہے تو مضطرب ہو کر اپنی داستان غم تیرے اجلے ستاروں کو سنانے آجاتا ہوں ۔

بزم انجم

سورج نے جاتے جاتے شامِ سیہ قبا کو
طشتِ افق سے لے کر لالے کے پھول مارے

معانی: انجم: جمع نجم، ستارے ۔ شامِ سیہ قبا: اندھیرے کی وجہ سے کالے لباس والی شام کہا ۔ طشت: تسلا، تھال ۔ لالے کے پھول: مراد آسمان کے کنارے پر پھیلی ہوئی سرخی ۔
مطلب: سورج نے غروب ہوتے ہوئے جب دن کو الوداع کہا تو روانگی سے قبل شام کے سرمئی رنگ کو نہ صرف یہ کہ اپنے عکس سے لالے کے پھول کی مانند سرخی مائل کر دیا ۔

پہنا دیا شفق نے سونے کا سارا زیور
قدرت نے اپنے گہنے چاندی کے سب اتارے

معانی: چاندی کے گہنے: مراد دن کی سفیدی اور روشنی ۔
مطلب: بلکہ آسمان پر شفق یوں نمودار ہوئی جیسے کہ ساری فضا سونے کے زیورات پہنے ہوئے ہے ۔ اور دن میں جو چاندی کے زیورات تھے وہ اتار دیئے ہیں ۔ مراد یہ کہ ان کا سارا منظر تو سورج کی روشنی سے سفیدی مائل تھا جب کہ شام کے لمحات میں اس کا عکس سونے کی مانند زردی مائل ہو گیا ۔

محمل میں خامشی کے لیلائے ظلمت آئی
چمکے عروس شب کے موتی وہ پیارے پیارے

معانی: لیلائے ظلمت: تاریکی، اندھیرے کی لیلیٰ، مراد اندھیرا ۔ عروس شب: رات کی دلہن ۔ موتی: مراد ستارے ۔
مطلب: اس لمحے بڑی خامشی کے ساتھ فضا پر اندھیرا پھیل گیا اور اس اندھیرے آسمان پر ستارے اس طرح سے جگمگا رہے تھے جیسے موتی چمک رہے ہوں ۔

وہ دُور رہنے والے ہنگامۂ جہاں سے
کہتا ہے جن کو انساں اپنی زباں میں تارے

معانی: ہنگامۂ جہاں: دنیا کی رونق، چہل پہل ۔
مطلب: انسان جن کو ستاروں کے نام سے تعبیر کرتا ہے وہ ہم سے کتنی دور یعنی آسمان پر رہتے ہیں ۔

محوِ فلک فروزی تھی انجمن فلک کی
عرشِ بریں سے آئی آواز اک ملک کی

معانی: فلک فروزی: آسمان کو روشن کرنے کا عمل ۔ فلک کی انجمن: مراد چاند ستارے ۔ مَلک: فرشتہ ۔
مطلب: اس لمحے آسمان کی ساری محفل اپنی سجاوٹ اور تزئین میں مصروف تھی کہ آسمان سے ایک فرشتے کی آواز بلند ہوئی ۔

اے شب کے پاسبانو! اے آسماں کے تارو
تابندہ قوم ساری گردوں نشیں تمھاری

معانی: پاسبانو: جمع پاسبان، محافظ۔ تابندہ: روشن۔ قوم: یعنی چاند تارے۔ گردوں نشیں: آسمان پر بیٹھنے والی۔
مطلب: فرشتے نے ستاروں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ بے شک تم رات کے محافظ ہو اور تمہاری چمکنے والی قوم آسمان پر بود و باش رکھتی ہے۔

چھیڑو سرود ایسا، جاگ اٹھیں سونے والے
رہبر ہے قافلوں کی تابِ جبیں تمہاری

معانی: تابِ جبیں: ماتھے، پیشانی کی چمک۔
مطلب: ایسا نغمہ اور ساز چھیڑو کہ جن کو سن کر سونے والے بیدار ہو اٹھیں۔ دراصل راہ چلنے والے قافلوں کے لیے تمہاری روشنی رہنمائی کا کام دیتی ہے۔

آئینے قسمتوں کے تم کو یہ جانتے ہیں
شاید سنیں صدائیں اہلِ زمیں تمہاری

معانی: آئینے قسمتوں کے: یہ عام خیال ہے کہ ستاروں کی گردش سے تقدیریں بنتی یا بگڑتی ہیں۔ صدا: آواز۔ اہلِ زمیں: مراد انسان۔
مطلب: یہ قافلے والے تمہیں اپنے مقدر کا آئینہ تصور کرتے ہیں اور اس امر کا امکان بھی ہے کہ زمین پر رہنے والے لوگ بھی تمہاری صدائیں سن سکیں۔

رخصت ہوئی خموشی تاروں بھری فضا سے
وسعت تھی آسماں کی معمور اس نوا سے

معانی: معمور: بھری ہوئی ۔ نوا: آواز ۔
مطلب: فرشتے کی یہ صدا سن کر ستاروں کی فضا سے خاموشی ختم ہو گئی اور آسمان کی وسعت میں یہ آواز اس سرے سے لے کر اس سرے تک پھیل گئی ۔

حسنِ ازل ہے پیدا تاروں کی دلبری میں
جس طرح عکسِ گل ہو شبنم کی آرسی میں

معانی: حسنِ ازل: قدرت کا حسن ۔ دلبری: پیارا ہونا ۔ عکسِ گل: پھول کی تصویر ۔ آرسی: مراد چھوٹا سا آئینہ ۔
مطلب: ستارے جواب میں یوں گویا ہوئے کہ ہماری خوبصورتی سے حسن ازل کا اظہار ہوتا ہے اسی طرح جیسے شبنم کے شفاف قطروں میں پھولوں کا عکس نمایاں ہوتا ہے ۔

آئینِ نو سے ڈرنا ، طرزِ کہن پہ اڑنا
منزل یہی کٹھن ہے قوموں کی زندگی میں

معانی: آئینِ نو: مراد زمانے کے موجود دستور، تقاضے ۔ طرزِ کہن: مراد پرانا انداز زندگی ۔ کٹھن: دشوار، مشکل ۔
مطلب: سن لو! کہ قوموں کی زندگیوں میں وہ وقت بہت کٹھن اور دشوار ہوتا ہے جب انھیں قدیم روایات کو تج کر نئی روایات اور نئے اصول قبول کرنا پڑیں ۔

یہ کاروانِ ہستی ہے تیزگام ایسا
قومیں کچل گئی ہیں جس کی رواروی میں

معانی: کاروان ہستی: زندگی کا قافلہ یعنی زندگی ۔ تیز گام: بہت تیز چلنے والا ۔ کچل جانا: فنا ہو جانا، مٹ جانا ۔ رواروی: مراد لگاتار تیز چلتے رہنا ۔

مطلب: زندگی دراصل اس قدر تیز رفتار واقع ہوئی ہے کہ اس کے چل چلاؤ میں بہت سی قومیں کچلی گئی ہیں ۔

آنکھوں میں ہیں ہماری غائب ہزاروں انجم
داخل ہیں وہ بھی لیکن اپنی برادری میں

معانی: غائب: اوجھل ۔ برادری: خاندان، جماعت ۔

مطلب: اگرچہ ہماری نگاہوں سے ہزارہا ستارے ہماری نظر سے اوجھل ہیں اس کے باوجود ان کا تعلق تو ہماری برادری ہی سے ہے ۔

اک عمر میں نہ سمجھے اس کو زمین والے
جو بات پا گئے ہم تھوڑی سی زندگی میں

مطلب: بے شک ہماری عمر مختصر تھی لیکن جو نتاءج ہم اخذ کر سکے وہ اہل زمین نہیں سمجھے ۔

ہیں جذبِ باہمی سے قائم نظام سارے
پوشیدہ ہے یہ نکتہ تاروں کی زندگی میں

معانی: جذب باہمی: ایک دوسرے کی کشش ۔ نظام قائم ہونا: بندوبست برقرار، جاری رہنا ۔ پوشیدہ: چھپا ہوا ۔ نکتہ: گہری، اہم بات ۔

مطلب: کہ باہمی ربط و ضبط اور اتفاق سے سارے نظام قائم ہیں ۔ یہی نکتہ تاروں کی زندگی میں پوشیدہ ہے ۔

سیرِ فلک

تھا تخیل جو ہم سفر میرا
آسماں پر ہوا گزر میرا

معانی: تخیل: ذہن میں آیا ہوا خیال ۔
مطلب: کہا جاتا ہے کہ اقبال نے اس نظم میں قرآن پاک کی سورہ توبہ کی 34 ویں آیت کی منظوم تفسیر پیش کی ہے ۔ اس آیت میں ارشاد ہوا ہے جن لوگوں نے سونا چاندی جمع کیا اور اس کو اللہ کی راہ میں صرف کرنے سے گریز کیا، قیامت کے روز ان کی پیشانی، پشت اور پہلو کو اسی گرم کیے ہوئے سونے چاندی سے داغا جائے گا ۔ علامہ اقبال نے اسی حوالے سے اور دوسرے زاویے سے یہی بات کہی ہے ۔ ان کا کہنا ہے کہ دوزخ بجائے خود گرم نہیں ہے بلکہ جب بداعمال اور گنہگار لوگ وہاں بھیجے جاتے ہیں تو ان کی بداعمالیاں ہی شعلے بن کر انہیں جلاتی ہیں ۔ چنانچہ اس نظم میں اقبال کہتے ہیں ۔ میں اپنے تخیل کے ساتھ آسمان کی سیر کر رہا تھا اس کی وسعتوں میں اڑتا پھر رہا تھا ۔

اڑتا جاتا تھا اور نہ تھا کوئی
جاننے والا چرخ پر میرا

معانی: چرخ: آسمان ۔
مطلب: عجب بات یہ ہے کہ وہاں مجھے جاننے والا کوئی بھی نہ تھا ۔

تارے حیرت سے دیکھتے تھے مجھے
رازِ سربستہ تھا سفر میرا

معانی: رازِ سربستہ: چھپا ہوا بھید ۔
مطلب: اس لمحے وہاں چمکتے ہوئے ستارے مجھے حیرت کے ساتھ دیکھ رہے تھے ۔ اس لیے کہ میرے سفر کا حال تو ایک راز کی مانند تھا جس کی حقیقت سے کسی کو آگاہی حاصل نہ تھی ۔

حلقۂ صبح و شام سے نکلا
اس پرانے نظام سے نکلا

مطلب: میں اس سفر میں زمان و مکان اور صبح و شام کے دائرے سے نکل گیا ۔ یہی نہیں بلکہ کائنات کے اس پرانے نظام کو بھی بہت پیچھے چھوڑ گیا ۔

کیا سناؤں تمہیں اِرم کیا ہے
خاتمِ آرزوئے دیدہ و گوش

معانی: اِرم: بہشت ۔ خاتم آرزوئے دیدہ و گوش: آنکھوں اور کانوں کی خواہش ختم کرنے والی یعنی دیکھنے اور سننے کی آرزو ختم کرنے والی ۔
مطلب: اے لوگو! تمہیں کیا بتاؤں کہ اس سفر کے دوران میں نے جنت کا نظارہ کیا ۔ جنت کیسی ہے اس کے بارے میں یہی کہہ سکتا ہوں کہ اس کو دیکھنے سے کانوں کی قوت سماعت اور آنکھوں کی بصارت کی تشنگی دور ہو جاتی ہے اور جملہ عناصر کی آرزوؤں کی تکمیل ہو جاتی ہے ۔ مراد یہ کہ جنت میں تمام انسانی خواہشات کی تکمیل کا سامان موجود ہے ۔

شاخِ طوبیٰ پہ نغمہ ریز طیور
بے حجابانہ حور جلوہ فروش

معانی: طوبیٰ: جنت کا ایک درخت ۔ نغمہ ریز: چہچہانے والے ۔ طیور: طائر کی جمع، پرندے ۔ بے حجابانہ: پردے کے بغیر، کھل کر ۔ جلوہ فروش: مراد اپنا دیدار کرانے والی ۔
مطلب: جنت میں جو مناظر نگاہوں کے سامنے سے گزرے ان کے مطابق میں نے دیکھا کہ شاخ طوبیٰ پر بیٹھے ہوئے پرندے نغمہ سرا ہیں اور حمد باری تعالیٰ میں مصروف ہیں ۔ حوریں کسی حجاب اور پردے کے بغیر اپنے جلوے دکھا رہی ہیں ۔

ساقیانِ جمیل جام بدست
پینے والوں میں شورِ نوشانوش

معانی: ساقیانِ جمیل: شراب طہور پلانے والے خوبصورت ساقی یعنی غلمان ۔ جام بدست: ہاتھوں میں شراب کے پیالے لیے ہوئے ۔ شورِ نوشانوش: پیو اور خوب پیو کا شور، ہنگامہ ۔
مطلب: انتہائی خوبصورت ساقی حاضرین کو شراب پلانے میں مصروف ہیں اور پینے والوں میں ہر چہار جانب ہاؤ ہو کا ہنگامہ برپا ہو رہا ہے ۔

دُور جنت سے آنکھ نے دیکھا
ایک تاریک خانہ سرد و خموش

معانی: تاریک خانہ: اندھیرے والی جگہ ۔ سرد: ٹھنڈا ۔ خموش: خاموش، چپ کی حالت ۔
مطلب: اسی لمحے میں نے جنت سے دور کچھ فاصلے پر ایک جگہ دیکھی جس میں تاریکی پھیلی ہوئی تھی ۔ یہ جگہ بے حد پرسکوت اور سرد واقع ہوئی تھی ۔

طالعِ قیس و گیسوئے لیلیٰ
اس کی تاریکیوں سے دوش بدوش

معانی: طالعِ قیس: مجنوں کا نصیبہ، مراد سیاہ ۔ گیسوئے لیلیٰ: لیلیٰ کی زلفیں، یعنی سیاہ ۔ دوش بدوش: کندھے سے کندھا ملائے ہوئے یعنی تاریکی میں ایک جیسے ۔
مطلب: یوں لگتا تھا کہ اس مقام کی تاریکی قیس کے مقدر اور لیلیٰ کے گیسوؤں کی طرح تھی ۔

خنک ایسا کہ جس سے شرما کر
کرہَ زمہریر ہو روپوش

معانی: خنک: ٹھنڈا، ٹھنڈی ۔ کرہَ زمہریر: ہوا کے دائرے کا وہ حصہ جو تمام کائنات میں سب سے زیادہ ٹھنڈا ہے ۔ روپوش: شرم کے مارے منہ چھپائے ہوئے ۔
مطلب: یہ مقام اس قدر سرد تھا کہ جس کے مقابل زمین کے گرد انتہائی سرد حلقہ بھی نہ تھا ۔

میں نے پوچھی جو کیفیت اس کی
حیرت انگیز تھا جوابِ سروش

معانی: کیفیت: حالت، صورت حال ۔ حیرت انگیز: حیرانی بڑھانے والا ۔ سروش: فرشتہ ۔
مطلب: میں نے ایک فرشتے سے اس سرد ترین مقام کے بارے میں استفسار کیا تو اس کا جواب بے حد حیران کن تھا ۔

یہ مقامِ خنک جہنم ہے
نار سے، نور سے تہی آغوش

معانی: نار: آگ ۔ نور: روشنی ۔ تہی آغوش: جس کے گود خالی ہو، مراد خالی ۔ جہنم: دوزخ ۔
مطلب: فرشتے نے کہا کہ یہی سرد مقام جہنم ہے جو ہر نوع کی جو ہر طرح کی حرارت اور روشنی سے خالی ہے ۔

شعلے ہوتے ہیں مستعار اس کے
جن سے لرزاں ہیں مردِ عبرت کوش

معانی: مستعار: دوسروں سے مانگے ہوئے ۔ لرزاں : کانپنے والا ۔ مردِ عبرت کوش: دوسروں کے برے انجام سے سبق لینے والا انسان ۔
مطلب: اس کے وہ شعلے جن سے عبرت حاصل کرنے والے لوگ خوفزدہ ہیں عملاً مانگے کے ہوتے ہیں ۔

اہلِ دنیا یہاں جو آتے ہیں
اپنے انگار ساتھ لاتے ہیں

معانی: انگار: شعلے، آگ ۔ اپنے ساتھ لانا: مراد اپنے برے اعمال آگ کی صورت میں لانا ۔
مطلب: البتہ یہ ضرور ہے کہ جو گنہگار یہاں سزا کے طور پر لائے جاتے ہیں وہ اپنے حصے کی آگ اور شعلے بھی ہمراہ لاتے ہیں ۔

نصیحت

میں نے اقبال سے ازراہِ نصیحت یہ کہا

عاملِ روزہ ہے تو ، اور نہ پابندِ نماز

معانی: ازراہِ نصیحت: سمجھانے کے طور پر ۔ عامل: عمل کرنے والا ۔

مطلب: یہ نظم عملاً سیاسی اور مذہبی رہنماؤں پر طنز کی حیثیت رکھتی ہے کہ علامہ اقبال نے آج کی مانند اپنے عہد میں بھی ان لوگوں کا کردار منافقت اور مصلحت کیشی پر مبنی پایا لیکن براہ راست ان پر طنز کرنے کی بجائے یہاں اقبال نے اپنی ذات کو ہی ہدف بنایا ہے ۔ نظم کا آخری شعر حافظ شیرازی کا ہے ۔ دیکھا جائے تو یہ اسی شعر کی تضمین ہے ۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ میں نے اقبال کو نصیحت کرتے ہوئے ایک روز یہ کہا کہ نہ تو تو روزہ رکھتا ہے نا ہی نماز کا پابند ہے ۔

تو بھی ہے شیوہَ اربابِ ریا میں کامل

دل میں لندن کی ہوس، لب پہ ترے ذکرِ حجاز

معانی: شیوہ: طور طریقہ ۔ اربابِ ریا: مکار لوگ ۔ کامل: مراد ماہر ۔ لندن: انگلستان کا مشہور شہر ۔ ہوس: مراد تمنا ۔ ذکرِ حجاز: مراد اسلام کی باتیں ۔

مطلب: تو بھی لگتا ہے کہ منافقت اور ریاکاری میں بعض دوسرے لوگوں کی طرح انتہائی کامل اور پختہ کار ہے ۔ ہرچند کہ لبوں پر تو تیرے مدینے کا تذکرہ ہوتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دل میں یہ خواہش پوشیدہ رہتی ہے کہ لندن یاترا کی جائے ۔

جھوٹ بھی مصلحت آمیز ترا ہوتا ہے
تیرا اندازِ تملق بھی سراپا اعجاز

معانی: مصلحت آمیز: مراد جس میں دھوکا فریب اور اپنی بھلائی کا خیال ہو۔ اندازِ تملق: چاپلوسی کا طریقہ ۔ سراپا: پورے طور پر ۔ اعجاز: غیر معمولی کارنامہ ۔

مطلب: اے اقبال! تیرے جھوٹ میں بھی مصلحت کی آمیزش ہوتی ہے یعنی ذاتی فائدے کے لیے تو جھوٹ بولنے سے نہیں چوکتا اور تیری خوشامد کا انداز بھی ایسا ہی ہے جیسے معجزے دکھا رہا ہو اور ناممکن کو ممکن بنانے کی صلاحیت رکھتا ہو ۔

ختم تقریر تری مدحتِ سرکار پہ ہے
فکرِ روشن ہے ترا موجدِ آئینِ نیاز

معانی: مدحتِ سرکار: حکومت کی تعریف کرنا ۔ فکرِ روشن: مراد عمدہ سوچ سمجھ، عقل ۔ موجد: ایجاد کرنے والا ۔ آئینِ نیاز: عاجزی کا طور طریقہ ۔

مطلب: تیری تقریر کا خاتمہ بھی سرکار یعنی حکمران طبقے کی خوشامد اور تعریف و توصیف پر ہوتا ہے ۔ یہی نہیں بلکہ تیرے تازہ اور روشن خیالات عاجزی اور انکساری کے نئے نئے طریقوں کی ایجاد میں لگے رہتے ہیں ۔

درِ حکام بھی ہے تجھ کو مقامِ محمود
پالسی بھی تری پیچیدہ تر از زلفِ ایاز

معانی: درِ حکام: حاکموں کا دروازہ یعنی بارگاہ ۔ مقامِ محمود: بہت تعریف کی جگہ ۔ پالسی: پالیسی، حکمت عملی ۔ پیچیدہ تر: زیادہ الجھی ہوئی ۔ زلفِ ایاز: ایاز کی زلف ۔

مطلب: حکام کا دروازہ اے اقبال! تیرے لیے گویا مقام محمود ہے اور تیرے سیاسی داوَپیچ ایاز کی زلف کے مانند ہی ہوتے ہیں ۔

اور لوگوں کی طرح تو بھی چھپا سکتا ہے
پردہَ خدمت دیں میں ہوس جاہ کا راز

معانی: پردہَ خدمتِ دیں : دین کی خدمت کے بہانے ۔ ہوس جاہ: عزت و مرتبہ حاصل کرنے کا لالچ ۔
مطلب: بعض دوسرے لوگوں کی طرح تو بھی دنیاوی جاہ و جلال کے حصول کی خواہش کو دین کی خدمت کرنے کے پردے میں چھپا سکتا ہے ۔

نظر آ جاتا ہے مسجد میں بھی تو عید کے دن
اثرِ وعظ سے ہوتی ہے طبیعت بھی گداز

معانی: طبیعت گداز ہونا: مراد طبیعت پر بیحد اثر ہونا ۔
مطلب: کم از کم عید کی نماز کے موقع پر تو مسجد میں بھی اس طرح نظر آ جاتا ہے کہ واعظ کی تقریر سے تیرا دل بھی پگھل جاتا ہے ۔ یعنی یوں لگتا ہے جیسے واعظ کی تقریر نے تیرے دل پر بہت زیادہ اثر ڈالا ہے ۔ اور تو اس سے بے حد مرعوب ہوا ہے ۔

دست پرورد ترے ملک کے اخبار بھی ہیں
چھیڑنا فرض ہے جن پر تری تشہیر کا ساز

معانی: دستِ پرورد: ہاتھ کا پالا ہوا، جسے مال وغیرہ دیا گیا ہو۔ فرض ہے: لازم ہے ۔ تشہیر کا ساز چھیڑنا: مراد شہرت کا سامان کرنا(پبلسٹی) ۔

مطلب: اور تو اور یہ جو ملک کے اخبارات ہیں معلوم ہوتا ہے کہ وہ بھی تیرے بے حد ممنون احسان ہیں کہ جن پر تری تشہیر فرض ہے ۔ بلکہ یہ اخبار تو جائز و ناجائز طور پر تیری قصیدہ گوئی میں ہر لمحے مصروف رہتے ہیں ۔

اس پہ طرّہ ہے کہ تو شعر بھی کہہ سکتا ہے

تیری مینائے سخن میں ہے شرابِ شیراز

معانی: اس پہ طرہ: یعنی اس سے بڑھ کر ۔ مینائے سخن: شاعری کی شراب کی صراحی ۔ شرابِ شیراز: مراد حافظ شیرازی کی شاعری کا انداز ۔

مطلب: اور اس سے بڑھ کر یہ کہ تو شاعر بھی ہے اور تخلیق کار بھی ۔ تو اپنی شاعری کے حوالے سے حافظ شیرازی کے مماثل ہے ۔

جتنے اوصاف ہیں لیڈر کے، وہ ہیں تجھ میں سبھی

تجھ کو لازم ہے کہ ہو اٹھ کے شریکِ تگ و تاز

معانی: شریک ِتگ وتاز: دوڑ دھوپ یعنی سیاسی مقابلے میں شامل ۔

مطلب: اے اقبال! ایک لیڈر میں آج جتنے بھی اوصاف ہونے چاہیں وہ تجھ میں بھی موجود ہیں لہذا تیرے لیے لازم ہے کہ تو بھی قومی سیاست کی اس دوڑ میں شریک ہو جا ۔

غمِ صیاد نہیں اور پر و بال بھی ہیں

پھر سبب کیا ہے نہیں تجھ کو دماغِ پرواز

معانی: پر و بال: مراد جن خوبیوں کی ضرورت ہے ۔ دماغِ پرواز: مراد فائدہ اٹھانے کا خیال، فکر ۔
مطلب: مراد یہ کہ ان خصوصیات کے باوصف تو بھی قومی لیڈر بننے کی کوشش کیوں نہیں کرتا ۔

عاقبت منزل ما وادیِ خاموشان است
حالیا غلغلہ در گنبدِ افلاک انداز

مطلب: ہماری منزل توآخر کار قبرستان ہے تو اس وقت تجھے چاہیے کہ آسمان کے گنبد میں ہنگامہ برپا کر دے یعنی تیرے نعروں سے کائنات گونج اٹھے ۔

رام

لبریز ہے شرابِ حقیقت سے جامِ ہند
سب فلسفی ہیں خطۂ مغرب کے رامِ ہند

معانی: رام: ہندووَں کے قدیم مذہبی رہنما شری رام چندر جی جنھیں ہندووَں کا ایک فرقہ شری کرشن سے زیادہ قابل احترام سمجھتا ہے ۔ شرابِ حقیقت: کائنات کی تحقیق کا فلسفہ ۔ خطۂ مغرب: مراد یورپ ۔ رامِ ہند: مراد فلسفے میں ہندوستان کے فلسفیوں کا لوہا ماننے والے، بہتر جاننے والے ۔

مطلب: رام چندر جی اہل ہنود کی تاریخ میں ایک دیومالائی کردار کی حیثیت رکھتے ہیں ۔ اہل ہنود کی مقدس کتاب رامائن میں ان کے حالات زندگی درج ہیں ۔ وہ صوبجات متحدہ کے ایک راجہ دسرتھ کے بیٹے تھے جن کو سوتیلی ماں کے کہنے پر چودہ سال کا بن باس ملا ۔ بن باس سے واپسی پر وطن پہنچ کر انھوں نے اپنی گدی سنبھالی ۔ دسہرے کا تہوار اسی حوالے سے منایا جاتا ہے ۔ اقبال اس نظم میں کہتے ہیں کہ ہندوستان ایک ایسا ملک ہے جہاں بعض حق پرست لوگوں نے جنم لیا ۔ اسی لیے مغرب کے فلسفی اس خطہ ارض کی عظمت کے قائل ہیں ۔

یہ ہندیوں کے فکرِ فلک رَس کا ہے اثر
رفعت میں آسماں سے بھی اونچا ہے بام ہند

معانی: فکر فلک رس: آسمان تک پہنچنے والی سوچ اور حکمت ۔ بام: چھت ۔
مطلب: یہ بھی اہل ہند کے بلند تصورات کا اثر ہے کہ یہاں کا مقام آسمان کی طرح بلند ہے ۔

اس دیس میں ہوئے ہیں ہزاروں ملک سرشت
مشہور جن کے دم سے ہے دنیا میں نامِ ہند

ملک سرشت: فرشتوں کی سی خصلت والا ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ یہ تو صوفیوں اور رشیوں کا ملک ہے جہاں ہزارہا فرشتہ خصلت لوگوں نے جنم لیا اور یہی وہ لوگ ہیں کہ آج بھی جن کے دم سے ہندوستان کا نام روشن ہے ۔

ہے رام کے وجود پہ ہندوستاں کو ناز
اہلِ نظر سمجھتے ہیں اس کو امامِ ہند

معانی: اہل نظر: بصیرت رکھنے والے ۔
مطلب: دیکھا جائے تو رام چندر جی کے نام اور کردار پر اہل ہند بجا طور پر فخر و ناز کرتے ہیں ۔ اور جو صاحبان بصیرت ہیں اگر ان کو ہندوستان کا امام تصور کرتے ہیں تو اس میں کوئی بات باعث حیرت نہیں ۔

اعجاز اس چراغِ ہدایت کا ہے یہی
روشن تر از سحر ہے زمانے میں شامِ ہند

معانی: اعجاز: مراد انوکھا کام ۔ روشن تر از سحر: صبح سے بھی زیادہ روشن ۔
مطلب: وہ تو ایسے چراغ ہدایت تھے جنھوں نے اسی ملک سے تاریکی کو مٹا دیا اور علم و دانش کی روشنی پھیلائی ۔

تلوار کا دھنی تھا شجاعت میں فرد تھا
پاکیزگی میں جوشِ محبت میں فرد تھا

معانی: جوشِ محبت: عشق کا جذبہ ۔ فرد: بے مثل ۔
مطلب: دیکھا جائے تو یہ فرزند ہند تلوار کا دھنی بھی تھا اور بہادر بھی تھا ۔ یہی نہیں بن باس کے حوالے سے جائزہ لیا جائے تو وہ پاکیزگی اور محبت میں انفرادی حیثیت کا حامل تھا ۔

موٹر

کیسی پتے کی بات جگندر نے کل کہی
موٹر ہے ذوالفقار علی خاں کا کیا خموش

معانی: موٹر: یہ اشارہ ہے نواب سر ذوالفقار علی خان مرحوم کی کار کی طرف جس میں ایک مرتبہ علامہ نے سر جگندر سنگھ اور مرزا جلال الدین بیرسٹر کے ہمراہ سیر کی تھی ۔ اس دور کی دوسری کاروں میں گھڑ گھڑاہٹ کی آواز پیدا ہوتی تھی جبکہ اس کار میں ایسی آواز نہ تھی ۔ پتے کی بات: بڑی ٹھیک بات ۔ جگندر: سردار جگندر سنگھ، سکھوں کے لیڈر ۔ ذوالفقار علی خاں : مالیر کوٹلہ کے حکمران خاندان سے تعلق تھا ۔

مطلب: اقبال نے بالعموم اپنی تخلیقات میں چھوٹی چھوٹی باتوں سے بڑے بڑے نتاءج اخذ کیے ہیں ۔ زیر تشریح نظم بھی اسی نوع کی تخلیقات میں سے ایک ہے ۔ نواب ذوالفقار علی خاں جو اقبال کے احباب میں سے تھے انھوں نے ایک ایسی کار خریدی جو شور کم کرتی تھی ۔ یہ نظم اسی حوالے سے لکھی گئی ہے ۔ کہتے ہیں کل دوران گفتگو جگندر نے کتنے کام کی بات کہی کہ دوسری کاروں کی نسبت ذوالفقار علی خاں کی کار بالعموم خاموش رہتی ہے ۔

ہنگامہ آفریں نہیں اس کا خرامِ ناز
مانندِ برق تیز، مثالِ ہوا خموش

معانی: ہنگامہ آفریں : مراد شور پیدا کرنے والی ۔ خرامِ ناز: ادا سے چلنا ۔ مانند برق: بجلی کی طرح ۔

مطلب: اس کی چال ایسی ہے جس کا ہنگاموں اور شور شرابے سے کوئی تعلق نہیں ہے ۔ حقیقت تو یہ ہے کہ یہ کار بجلی کی طرح تیز اور ہوا کے مانند خاموش رہتی ہے ۔

میں نے کہا نہیں ہے یہ موٹر پہ منحصر
ہے جادۂ حیات میں ہر تیز پا خموش

معانی: منحصر: جس پر انحصار کیا گیا ہو۔ جادۂ حیات: زندگی کا راستہ ۔ تیز پا: تیز چلنے والی ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ جگندر کی زبان سے یہ بات سن کر میں نے کہا یہ معاملہ کار پر ہی موقوف نہیں بلکہ زندگی میں ہر وہ شے خاموش رہتی ہے جو تیز رفتار ہو ۔

ہے پا شکستہ شیوۂ فریاد سے جرس
نکہت کا کارواں ہے مثالِ صبا خموش

معانی: پا شکستہ: ٹوٹے ہوئے پاؤں والی ۔ شیوہ: طریقہ، ڈھنگ ۔ جرس: گھنٹی ۔ نکہت: خوشبو۔ صبا: صبح سویرے کی خوش گوار ہوا ۔
مطلب: قافلے کی گھنٹی فریاد کے لہجے میں بے شک بہت شور مچاتی ہے جب کہ خوشبو کا قافلہ تیز رفتار ہوا کی طرح ساکن رہتا ہے ۔

مینا، مدام شورشِ قلقل سے پا بہ گل
لیکن مزاجِ جامِ خرام آشنا خموش

معانی: مدام: ہمیشہ ۔ شورش: شور۔ قلقل: صراحی سے شراب نکلنے کی آواز۔ جامِ خرام آشنا: گردش میں رہنے والا پیالہَ شراب ۔
مطلب: صراحی شراب انڈیلے جانے کی پابند ہے اس لیے شور پیدا کرتی ہے جب کہ پیمانہ تیزی سے گردش کرتا ہے اس لیے وہ بھی خاموش رہتا ہے ۔

شاعر کی فکر کو پرِ پرواز خامشی
سرمایہ دارِ گرمیِ آواز خامشی

معانی: پرِ پرواز: مراد خیالات کو بلندی کی طرف لے جانے کا باعث ۔ سرمایہ دار: مالا مال ۔ گرمیِ آواز: آواز میں دل کو پگھلا دینے والی کیفیت ۔

مطلب: حد تو یہ ہے کہ شاعر کے تخیل کی اڑان کو بھی خاموشی پر پرواز عطا کرتی ہے اور خاموشی کے سبب ہی شاعر کے کلام میں جوش اور تاثیر پیدا ہوتی ہے ۔

انسان

قدرت کا عجیب یہ ستم ہے

انسان کو راز جو بنایا
راز اس کی نگاہ سے چھپایا

معانی: عجیب ستم: انوکھا ظلم، سختی ۔ راز جو: حقیقت تلاش کرنے والا ۔

مطلب: اس نظم میں اقبال قدرت سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں ۔ اے خدائے عزوجل! اس سے زیادہ انسان پر ظلم اور کیا ہو سکتا ہے کہ ایک طرف تو انسان کو کائنات کے اسرار و رموز سے واقفیت کے لیے اس میں تحقیق و جستجو کا مادہ پیدا کیا دوسری طرف کائنات کے تمام اسرار کو بھی پردۂ غیبت میں رکھا ۔

بے تاب ہے ذوق آگہی کا
کھلتا نہیں بھید زندگی کا

معانی: ذوق: شوق، لطف ۔ آگہی: آگاہی، باخبری ۔

مطلب: اب جو میں ان بھیدوں کو جاننے کے لیے مضطرب ہوں اس کے باوجود یہ بھید مجھ پر نہیں کھلتے تو مجھے اپنی جستجو کی ابتدا اور انجام پر حیرانی سے دوچار ہونا پڑتا ہے ۔

حیرت آغاز و انتہا ہے
آئینے کے گھر میں اور کیا ہے

مطلب: اس لیے کہ یہ کائنات تو ایک طرح سے شیشے کا گھر ہے جس میں وہی کچھ نظر آتا ہے جو اس کے سامنے ہو۔ یہی وجہ ہے کہ کائنات کے تمام راز انسان کی حیرانی کا سبب ہیں ۔

ہے گرمِ خرام موجِ دریا
دریا سوئے بحر جادہ پیما

معانی: سوئے بحر: سمندر کی طرف ۔ جادہ پیما: راستہ ناپنے، چلنے والا ۔
مطلب: بظاہر کائنات کے مناظر اور ان کی صورت حال یہ ہے کہ دریا کی لہریں تیز رفتاری کے ساتھ محو سفر ہیں اور دریا جو ہے وہ اسی رفتار سے سمندر کی جانب گامزن ہے ۔

بادل کو ہوا اڑا رہی ہے
شانوں پہ اٹھائے لا رہی ہے

معانی: شانوں : جمع شانہ، کندھے ۔
مطلب: فضاء میں موجود بادلوں کو ہوا اڑا کر بلندی پر لا رہی ہے ۔ یوں لگتا ہے جیسے انہیں اس نے اپنے شانوں پر اٹھایا ہوا ہے ۔

تارے مستِ شرابِ تقدیر
زندانِ فلک میں پا بہ زنجیر

معانی: مست: نشے میں، مدہوش ۔ زندانِ فلک: آسمان کا قید خانہ ۔ پابہ زنجیر: جس کے پاؤں میں زنجیر ڈالی گئی ہو ۔
مطلب: آسمان پر ستارے اس انداز سے روشن ہیں جو ازل سے ان کے لیے مقدر ہے ۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ آسمان ایک قید خانہ ہے جس میں ستاروں کو قید کر کے رکھ دیا گیا ہے اور ان کے پاؤں میں زنجیریں پڑی ہوئی ہیں ۔

خورشید وہ عابدِ سحر خیز
لانے والا پیامِ برخیز

معانی: خورشید: سورج ۔ عابدِ سحر خیز: صبح سویرے اٹھ کر عبادت کرنے والا، مراد طلوع ہونے والا ۔ برخیز: اٹھ کھڑے ہو ۔
مطلب: سورج جو علی الصبح ایک طرح سے کسی عبادت گزار کی طرح طلوع ہوتا ہے اور تمام عالم موجودات کے لیے مصروف کار ہونے کا پیغام لاتا ہے ۔

مغرب کی پہاڑیوں میں چھپ کر
پیتا ہے مئے شفق کا ساغر

معانی: شفق: آسمانی سرخی کی شراب ۔
مطلب: اس کا مقدر یہ ہے کہ شام کو مغرب کی پہاڑیوں میں چھپ کر شفق کے جام سے لطف اندوز ہوتا ہے ۔ مراد یہ کہ غروب آفتاب کے بعد مغرب سے شفق نمودار ہوتی ہے ۔

لذت گیر وجود ہر شے
سرمستِ مئے نمود ہر شے

معانی: لذت گیر وجود: زندگی کا لطف، مزہ اٹھانے والی ۔ سرمست: نشے میں چور ۔ مئے نمود: ظاہر ہونے کی شراب ۔
مطلب: یوں لگتا ہے کہ ہر شے اپنے وجود سے لطف اندوز ہو رہی ہے اور مسرور سرشار ہوکر خود کو ظاہر کرنے کے عمل میں ہے ۔

کوئی نہیں غم گسارِ انساں
کیا تلخ ہے روزگارِ انساں

معانی: روزگار تلخ ہونا: وقت ناگوار ہونا ۔
مطلب: ان تمام حقائق کے پیشِ نظر کائنات میں صرف انسان ہی ایسی شے ہے جس کا کوئی ہمدرد و غمگسار نہیں ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شب و روز کس قدر تلخ واقع ہوئے ہیں ۔

خطاب بہ نوجوانانِ اسلام

کبھی اے نوجواں مسلم تدبّر بھی کیا تو نے
وہ کیا گردوں تھا تو جس کا ہے اک ٹوٹا ہوا تارا

معانی: خطاب: چند لوگوں کی طرف متوجہ ہو کر گفتگو کرنا ۔ تدبر: غور و فکر، سوچ بچار ۔ گردوں : آسمان ۔
مطلب: یہ نظم اقبال نے بطور خاص مسلمان نوجوانوں کے لیے لکھی اور غالباً یہ کسی ایسے اجتماع میں ہی پڑھی گئی جس کا تعلق نوجوانوں سے تھا ۔ چنانچہ وہ نوجوانوں کو مخاطب کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں کہ اے نوجوان مسلم ! کبھی تو نے اتنا بھی سوچا ہے کہ تیرا ماضی کسی قدر شاندار تھا وہ ماضی جو ایک آسمان کے مانند تھا جس کا تو ایک ٹوٹا ہوا ستارا ہے ۔

تجھے اس قوم نے پالا ہے آغوشِ محبت میں
کچل ڈالا تھا جس نے پاؤں میں تاجِ سرِ دارا

معانی: آغوش: گود ۔ تاجِ سرِ دارا: اسلام سے پہلے ایران کے قدیم بادشاہ دارا کے سر کا تاج ۔ دارا عظیم شان و شوکت والا بادشاہ تھا مراد ایران کی اس وقت کی عظیم حکومت ۔
مطلب: تجھے اس قوم نے اپنی آغوش محبت میں پالا ہے جس نے ایران کے مشہور ساسانی تاجدار دارا کے تاج و تخت کو روند ڈالا تھا ۔

تمدن آفریں ، خلاّقِ آئینِ جہاں داری
وہ صحرائے عرب، یعنی شتربانوں کا گہوارا

معانی: تمدن آفریں : تہذیب اور باہم رہنے سہنے کے ڈھنگ پیدا کرنے یعنی سکھانے والا ۔ خلاق: تخلیق کرنے، بنانے والا ۔ آئین جہاں داری: دنیا پر حکومت کرنے کا دستور ۔ صحرائے عرب: عرب کا ریگستان، حجاز وغیرہ ۔ شتربان: اونٹ ہانکنے والا ۔ گہوارا: تربیت گاہ ۔

مطلب: اگر تجھے اس کا علم نہیں تو میں بتائے دیتا ہوں یعنی یہ وہ قوم تھی جو صحرائے عرب میں اونٹنی چرانے والوں کے گہواروں میں پلی ۔ اس کے باوجود اس قوم نے دنیا بھر کے لوگوں کو تہذہب وتمدن اور رہنے سہنے کا ڈھنگ سکھایا ۔ اس کے علاوہ حکمرانی کے قاعدے بھی بتائے ۔

سماں الفقر فخری کا رہا شانِ امارت میں
بآب ورنگ وخال وخط چہ حاجت روئے زیبا را

معانی: سماں : منظر ۔ الفقر فخری: رسول اللہ ﷺ کا ارشاد کہ فقیری میرے لیے فخر کا باعث ہے ۔

مطلب: اتنی کر وفر اور شان وشوکت کے باوجود اس قوم کے لوگوں نے دولت مندی اور حکمرانی کے دور میں بھی درویشی اور فقیری کو اپنا طرۂ امتیاز بنائے رکھے اس لیے کہ خوبصورت چہرے کو سجانے، سنوارنے کی کیا ضرورت ہے یعنی کوئی ضرورت نہیں ۔

گدائی میں بھی وہ اللہ والے تھے غیور اتنے
کہ منعم کو گدا کے ڈر سے بخشش کا نہ تھا یارا

معانی: منعم: مالدار ۔ گدا: فقیر ۔ یارا: حوصلہ ۔

مطلب: وہ اللہ کے خاص بندے درویش اور فقیری کے عالم میں بھی اس قدر غیرت مند تھے کہ امراء کو اس امر کی جرات وہمت نہ ہوتی تھی کہ وہ ان فقراء کو کچھ خیرات کے نام پر کسی قسم کا عطیہ دے سکیں ۔

غرض میں کیا کہوں تجھ سے کہ وہ صحرانشیں کیا تھے
جہاں گیر و جہاں داد و جہاں بان و جہاں آرا

معانی: صحرانشیں : ریگستانی علاقوں کے رہنے والے ۔ جہاں گیر: دنیا کو فتح کرنے والے ۔ جہاں دار: دنیا پر حکومت کرنے والے ۔ جہاں بان: دنیا پر حکومت کرنے کے انداز سے واقف ۔ جہاں آرا: دنیا کو سجانے والے مراد دنیا کے لیے باعث مسرت وراحت حکمران ۔

مطلب: غرض تجھے میں کیا بتاؤں کہ وہ صحرا میں رہنے والے لوگ فی الواقع دنیا کے فاتح اور حکمرانوں کے علاوہ ساری دنیا کے محافظ اور اس کو سجانے والے تھے ۔

اگر چاہوں تو نقشہ کھینچ کر الفاظ میں رکھ دوں
مگر تیرے تخیل سے فزوں تر ہے وہ نظارہ

معانی: الفاظ میں نقشہ کھینچنا: مراد لفظوں میں اس طرح بیان کرنا کہ پوری تصویری سامنے آجائے ۔ فزوں تر: بڑھ کر، زیادہ ۔

مطلب: اگر میں چاہوں تو الفاظ میں ان کا نقشہ کھینچ کر رکھ دوں اور اپنی شاعری کے ذریعے ان کا سراپا بیان کروں ۔ تاہم مشکل تو یہ ہے کہ تو اس عہد کا تصور کرنے سے قاصر ہے ۔

تجھے آبا سے اپنے کوئی نسبت ہو نہیں سکتی
کہ تو گفتار وہ کردار، تو ثابت ، وہ سیارہ

معانی: آبا: جمع اَب، مراد پرانے بزرگ ۔ نسبت ہونا: ان جیسا ہونے کی خوبی رکھنا ۔ گفتار: بول چال ۔ ثابت: ایک جگہ ٹھہرا رہنے والا ۔ سیارہ: مسلسل چلنے یعنی عمل کرنے والے ۔

مطلب: امر واقعہ یہ ہے کہ اگر تیرا اور تیرے اسلاف کا تقابلی جائزہ لیا جائے تو یہ نتیجہ باسانی اخذ کیا جا سکتا ہے کہ دونوں میں کوئی قدر مشترک نہیں ہے اس لیے کہ تو محض باتیں بناتا اور بے عمل ہے جب کہ وہ صاحب کردار، فعال اور متحرک تھے ۔

گنوا دی ہم نے اسلاف سے میراث پائی تھی
ثریا سے زمیں پر آسماں نے ہم کو دے مارا

معانی: میراث: بزرگوں کا چھوڑا ہوا سرمایہ ۔
مطلب: دیکھا جائے تو ہم نے اس ورثے کو گنوا دیا جو اسلاف نے ہمارے لیے چھوڑا تھا ۔ یہی سبب ہے کہ ہم انتہائی عروج پانے کے باوجود اب پستی کے آخری مرحلے میں ہیں ۔

حکومت کا تو کیا رونا کہ وہ اک عارضی شے تھی
نہیں دنیا کے آئینِ مسلم سے کوئی چارا

معانی: آئینِ مسلّم: مانا ہوا دستور ۔ چارا: بچنے کی کوئی تدبیر۔
مطلب: حکومت اور سلطنت کا تو کوئی غم نہیں کہ وہ ایک عارضی چیز اور آنے جانے والی شے ہے ۔ آج ایک کے پاس ہے کل دوسرے کے پاس ۔ ہمیشہ سے یہی روایت چلی آ رہی ہے ۔

مگر وہ علم کے موتی ، کتابیں اپنے آبا کی
جو دیکھیں اُن کو یورپ میں تو دل ہوتا ہے سی پارا

معانی: علم کے موتی: اشارہ ہے ان کتب خانوں کی طرف جو انگریز حکمرانوں نے یہاں سے یورپ پہنچا دیے تھے ۔
سیپارہ: مراد دل کو بہت دکھ پہنچنا ۔
مطلب: مگر اپنے اجداد کی چھوڑی ہوئی وہ نادر اور بیش بہا کتابیں جو اب اہل یورپ کے قبضے میں ہیں اور ان سے وہ استفادہ کر رہے ہیں وہاں ان کو دیکھ کر دل ٹکڑے ٹکڑے ہو جاتا ہے ۔

غنی روزِ سیاہِ پیرِ کنعاں را تماشا کن
کہ نورِ دیدہ اَش روشن کند چشمِ زلیخا را

معانی: غنی ذرا حضرت یعقوب کی سیاہ روزی (بدنصیبی) ملاحظہ کر کہ ان کی آنکھوں کی روشنی (یعنی حضرت یوسف) زلیخا (کی آنکھوں کو روشن کر رہی ہے ۔ یعنی وہ زلیخا کے لیے باعثِ سکون و راحت ہیں ۔ (یہ شعر غنی کاشمیری کا ہے

شمع اور شاعر

(فروری 1912)

شاعر

دوش می گفتم بہ شمعِ منزلِ ویرانِ خویش
گیسوئے تو از پرِ پروانہ دارد شانہ اے

معانی:: کل میں اپنے اجڑے گھر میں شمع سے یہ کہہ رہا تھا کہ تیری زلفوں کے لئے پتنگے کے پر ایک کنگھی کا کام دیتے ہیں ۔ یعنی کل میں نے اپنے ویران اور اجاڑ گھر میں جلنے والی شمع سے استفسار کیا کہ پروانے جو ہمہ وقت تیرا طواف کرتے رہتے ہیں بجا طور پر تجھ پر فریفتہ ہیں ۔

در جہاں مثلِ چراغِ لالہَ صحراستم
نے نصیبِ محفلے، نے قسمتِ کاشانہ اے

معانی:: دنیا میں میری حالت بیابان میں اگنے والے لالہ کے چراغ کی سی ہے جسے جلنے، روشنی پھیلانے کے لئے کوئی محفل میسر آئی نہ کوئی گھر ہی نصیب ہوا۔

مدتے مانندِ تو من ہم نفس می سوختم
در طوافِ شعلہ اَم بالے نہ زد پروانہ اے

معانی:: ایک مدت تک میں بھی تیری طرح اپنی جان کو جلاتا رہا لیکن میرے شعلے کے گرد کسی ایک پتنگے نے بھی چکر نہ لگایا، نہ اڑا۔

می طپد صد جلوہ در جانِ امل فرسود من
بر نمی خیزد ازیں محفل دلِ دیوانہ اے

معانی:: میری تمناؤں کی ماری جان میں سیکڑوں جلوے تڑپ رہے ہیں لیکن اس محفل سے تو ایک بھی دلِ دیوانہ، عاشق نہیں اٹھ رہا۔

از کجا ایں آتشِ عالم فروز اندوختی
کرمکِ بے مایہ را سوزِ کلیم آموختی

معانی:: تو نے کہاں سے یہ دنیا کو روشن کرنے والی آگ حاصل کر لی اور ایک معمولی سے کیڑے کو حضرت موسیٰ کلیم اللہ کی سی عشق کی تڑپ سکھا دی۔

شمع

مجھ کو جو موجِ نفس دیتی ہے پیغامِ اجل
لب اسی موجِ نفس سے ہے نوا پیرا ترا

معانی:: موجِ نفس: سانس کی لہر، ہوا۔ اجل: موت، بجھ جانا۔ لب: ہونٹ۔ نوا پیرا: گیت الاپنے والا۔
مطلب: شمع اس مرحلے پر شاعر کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہتی ہے کہ ہر چند تیری اور میری کیفیت ایک جیسی

ہے تاہم فرق یہ ہے کہ جو موجِ نفس تیرے لئے نغمہ پیرائی کا سبب بنتی ہے وہی میرے لئے موت کا پیغام بن جاتی ہے ۔

میں تو جلتی ہوں کہ ہے مضمر مری فطرت میں سوز
تو فروزاں ہے کہ پروانوں کو ہو سودا ترا

معانی:: مضمر: چھپا ہوا ۔ فطرت: مزاج، سرشت، خمیر ۔ سوز: جلنے کی حالت ۔ فروزاں: روشن ۔ پروانوں: مراد عاشقوں ۔ سودا: جنون، عشق ۔

مطلب: میں تو محض اس لیے جلتی ہوں کہ میری فطرت میں مقدر نے جلنا لکھ دیا ہے جب کہ تو اپنی تخلیقات میں اس لیے سوز پیدا کرتا ہے کہ تیرے اشعار کو سننے والے تیرے دیوانے بن کر رہ جائیں ۔

گریہ ساماں میں کہ میرے دل میں ہے طوفانِ اشک
شبنم افشاں تو کہ بزمِ گل میں ہو چرچا ترا

مطلب: میں اس لیے آنسو ٹپکاتی ہوں کہ میرے دل میں آنسوؤں کا ایک طوفان برپا رہتا ہے جب کہ تو اس لیے روتا ہے کہ سننے والوں میں تیرے عشق کا چرچا ہو اور تجھ سے محبت پیدا ہو ۔

گل بدامن ہے مری شب کے لہو سے مری صبح
ہے ترے امروز سے ناآشنا فردا ترا

معانی:: گل بدامن: جھولی میں پھول لیے، یعنی آباد ۔ میری شب کا لہو: پھولوں کی سرخی کو شب کا لہو کہا ۔ امروز: آج، زمانہ حال ۔ فردا: آنے والا کل ۔

مطلب: میں تو راتوں کو جل جل کر آنے والی صبح کے لئے لا انتہا قربانیاں دیتی ہوں جبکہ تیرا مستقبل تیرے حال سے قطعاً واقف نہیں مراد یہ کہ تو مستقبل کی بہتری کے لئے جدوجہد نہیں کرتا ۔

یوں تو روشن ہے مگر سوزِ دروں رکھتا نہیں
شعلہ ہے مثلِ چراغِ لالہَ صحرا ترا

معانی:: سوزِ دروں : دل کا سوز و گداز ۔

مطلب: بے شک تو بھی میری مانند جلتا رہتا ہے لیکن تیرے دل میں وہ حقیقی سوز نہیں جو میری فطرت میں مضمر ہے ۔ لیکن تیرا شعلہ تو لالہَ صحرا کے رنگ روپ کی طرح ہے ۔

سوچ تو دل میں لقب ساقی کا ہے زیبا تجھے
انجمن پیاسی ہے اور پیمانہ بے صہبا ترا

معانی:: لقب: کسی خاص صفت کی بنا پر دیا گیا نام ۔ انجمن: مراد قوم ۔پیمانہ: دل ۔ بے صہبا: شراب یعنی محبت سے خالی ۔

مطلب: تو خود کو قوم کی مشکلات سے نبرد آزمائی کا دعویدار کہلانے میں فخر محسوس کرتا ہے لیکن سوچ کہ تیرے لقب کہاں تک موزوں ہے ۔ جب کہ نہ تیرے پاس عمل کی قوت ہے نہ ایسے قومی معاملات کو کامیابی سے ہم کنار کر سکے ۔تیری قوم تو بے وسیلہ ہے اور تو بھی بے عمل اور خالی ہاتھ ہے ۔

اور ہے تیرا شعار، آئینِ ملت اور ہے
زشت رُوئی سے تری آئینہ ہے رسوا ترا

معانی:: شعار: طور طریقہ ۔ آئینِ ملت: قوم کا دستور، چلن ۔ زشت رُوئی: بدصورتی، عمل اچھے نہ ہونا ۔ آئینہ: شخصیت ۔
مطلب: اے شاعر! حقیقت یہ ہے کہ تیرے غلط طرز عمل اور اس کے ساتھ بے عملی نے پوری قوم کو بدنام کر دیا ہے ۔ اس لیے بھی کہ تیرا طرزِ عمل ملت کے اصولوں کے قطعاً منافی ہے ۔

کعبہ پہلو میں ہے اور سودائیِ بتخانہ ہے
کس قدر شوریدہ سر ہے شوقِ بے پروا ترا

معانی:: پہلو: دل ۔ شوریدہ سر: دیوانہ، پاگل ۔
مطلب: بظاہر تو حرم کعبہ کا پرستار ہے جب کہ عملاً تیری فطرت بتکدے سے ہم آہنگ ہے ۔ تیرا شوقِ بے پروا کس قدر دیوانہ ، مجنوں ہے ۔

قیس پیدا ہوں تری محفل میں ، یہ ممکن نہیں
تنگ ہے صحرا ترا ، محمل ہے بے لیلا ترا

معانی:: قیس: مجنوں کا نام مراد عاشق خدا اور رسول اللہ ﷺ ۔ محفل: قوم ۔ تنگ: چھوٹا ۔ محدود ۔ محمل ہے بے لیلا ترا: مراد عشق کا دعویٰ تو ہے لیکن کوئی محبوب تیرے پیش نظر نہیں ۔
مطلب: تیری قوم میں اب قیس جیسے عاشق اور دیوانوں کا پیدا ہونا یوں ممکن نہیں رہا کہ تیرے پاس تو وہ جوہر آبدار بھی موجود نہیں رہا جو کبھی سرمایہ افتخار ہوتا تھا ۔ تیرے پیشِ نظر کوئی محبوب ہی نہیں ہے جس کا تو مجنون ہو ۔

اے دُرِ تابندہ اے پروردہَ آغوشِ موج
لذّتِ طوفاں سے ہے ناآشنا دریا ترا

معانی:: دُرِ تابندہ: چمکدار موتی ۔ پروردہَ آغوشِ موج: لہروں کی گود میں پالا ہوا ۔
مطلب: تو بے شک ایسے آبدار موتی کی مانند ہے جو تند و تیز موج کی آغوش میں پلا لیکن اس کا کیا جائے کہ جس دریا میں تو نے پرورش پائی ہے وہ طوفان سے ناآشنا ہے ۔ مراد یہ کہ تو اور تیری قوم بے حسی اور بے عملی کے سبب ناکارہ ہو چکی ہے تیری قوم میں دیکھا جائے تو وہ توانائی نہیں رہی جو انقلابوں کو جنم دیتی تھی ۔

اب نوا پیرا ہے کیا، گلشن ہوا برہم ترا
بے محل تیرا ترنم، نغمہ بے موسم ترا

معانی:: نوا پیرا: نغمہ ریزی ۔ برہم: الٹ پلٹ ۔ ترنم: اہل قوم کو شاعری سنانے کا عمل ۔ نغمہ: گیت، نوا ۔ بے موسم: بے موقع ۔
مطلب: اب اس نغمہ ریزی کا کیا فائدہ جب تیرا گلستاں برباد ہو کر رہ گیا ہے تیرے اشعار تو سچ پوچھیے بے وقت کی راگنی کی حیثیت رکھتے ہیں جو ملت کی بیداری میں قطعی مددگار ثابت نہیں ہو سکتے ۔

تھا جنھیں ذوقِ تماشا، وہ تو رخصت ہو گئے
لے کے اب تو وعدہَ دیدار عام آیا تو کیا

معانی:: ذوقِ تماشا: نظارہ کرنے کا شوق ۔ وہ تو رخصت ہو گئے: اشارہ ہے جنگ آزادی 1857 ء کی جنگِ آزادی میں شہید ہونے والے لوگوں کی طرف ۔ وعدہَ دیدارِ عام: ہر مسلمان سے محبوب کے دیدارِ عام کا وعدہ ۔ تو کیا: کیا فائدہ ۔
مطلب: اے شاعر! ملت مسلمہ کے وہ باشعور افراد جو ساری صورت حال کو سمجھنے کا ادراک رکھتے تھے وہ تو اس دارِ فانی سے رخصت ہو گئے ۔ ان کے جانے کے بعد تو حالات کی بہتری کی نوید لے کر آیا ہے تو اس کا کیا فائدہ ۔

انجمن سے وہ پرانے شعلہ آشام اُٹھ گئے
ساقیا ! محفل میں تو آتش بجام آیا تو کیا

معانی:: شعلہ آشام: عشق کی آگ بھڑکانے والی شراب پینے والے ۔ آتش بجام: عشق تیز کرنے والی شاعری
مطلب : اس عالم رنگ و بو میں جو لوگ انتہائی حقیقت پسند تھے ان کے رخصت ہونے کے بعد اگر تو اپنے اشعار میں مسائل کا کوئی حل پیش کرتا ہے تو اس سے کیا حاصل ہو گا ۔

آہ! جب گلشن کی جمعیت پریشاں ہو چکی
پھول کو بادِ بہاری کا پیام آیا تو کیا

معانی:: جمعیت: جماعت کی صورت ۔ بادِ بہاری: موسمِ بہار کی ہوا جو پھول کھلاتی ہے ۔
مطلب: اس لیے کہ جب گلستان ہی اجڑ گیا اور اس کا شیرازہ ہی منتشر ہو گیا تو اس لمحے بہار کی تازہ ہوا کے پیام کی نوید بے معنی سی بات ہے ۔

آخرِ شب دید کے قابل تھی بسمل کی تڑپ
صبح دم کوئی اگر بالائے بام آیا تو کیا

معانی:: آخرِ شب: رات کا آخری حصہ ۔ بسمل: زخمی ۔ صبح دَم: صبح کے وقت ۔ کوئی: مراد محبوب ۔ بالائے بام: چھت پر ۔
مطلب: اس لیے کہ وہ منظر تو کب کا نظروں سے غائب ہو چکا جب تیری قوم اپنے عروج کے آخری لمحات میں تھی ۔ وہ اضطراب اور تڑپ ناقابل فراموش ہے ۔ لہذا اس کے بعد کوئی بہتری کے امکانات پیدا بھی ہو جائیں تو ان سے کیا مل سکے گا ۔

بجھ گیا وہ شعلہ جو مقصودِ ہر پروانہ تھا
اب کوئی سودائیِ سوزِ تمام آیا تو کیا

معانی:: وہ شعلہ: مراد وہ جذبہ عشق جو پہلے مسلمانوں میں تھا ۔ سودائی: دیوانہ، بے حد چاہنے والا ۔ سوزِ تمام: عشق کے جذبوں کی پوری تپش، حرارت ۔
مطلب: ملت کے دلوں میں جدوجہد اور انقلاب کا جو شعلہ بھڑک رہا تھا وہ تو بجھ کر رہ گیا ۔ اس کے بعد اگر کوئی اس شعلے کو ہوا دینے آیا بھی تو یہ ایک بے معنی سا عمل ہو گا کہ اس قوم میں عمل اور احساس ذمہ داری کے جذبے مفقود ہو جائیں تو وہ مردہ بن کر رہ جاتی ہے ۔

پھول بے پروا ہیں ، تو گرمِ نوا ہو یا نہ ہو
کارواں بے حس ہے، آوازِ درا ہو یا نہ ہو

معانی:: پھول: مراد اہلِ ملت ۔ بے پروا: جنھیں کوئی دلچسپی نہیں ۔ گرمِ نوا: بذریعہ شاعری جذبہ عشق تیز کرنے میں مصروف ۔ بے حس: جسے اپنے نقصان کا احساس نہ ہو ۔ درا: قافلے کی گھنٹی ۔
مطلب: اے شاعر! اب تو نوبت یہاں تک آ پہنچی کہ تو کتنے ہی نغمے بکھیر دے ملت کے افراد ان پر کان دھرنے کے لئے آمادہ نہیں ہیں ۔ یہ قافلہ صبح جگانے والی گھنٹی کی آواز سے بھی لاپرواہ اور بے حس ہو چکا ہے ۔

شمعِ محفل ہو کے تو جب سوز سے خالی رہا
تیرے پروانے بھی اس لذّت سے بیگانے رہے

معانی:: شمعِ محفل: مراد ملت، قوم کا رہنما ۔ لذّت سے بیگانہ: کسی چیز کے لطف کا احساس نہ رکھنے والا ۔
مطلب: شمع کہتی ہے کہ اے شاعر! اگر ملت کو ایک بزم تصور کر لیا جائے تو تیری حیثیت اس بزم میں ایک شمع کی مانند

ہوگی لیکن یہ کتنا بڑا المیہ ہے کہ شمع محفل قرار دیئے جانے کے باوجود بھی جب تجھ میں سوز اور تڑپ مفقود رہی تو ملت کے افراد جن کو پروانوں سے تعبیر کیا جا سکتا ہے ان میں سوز اور تڑپ پیدا کس طرح ہو سکتی ہے ۔ یعنی جب تجھ میں ہی ملت کی بقا کے لئے جدوجہد اور قربانی کا جذبہ نہیں ہے تو ملت کے عام افراد سے کیا توقع کی جا سکتی ہے ۔

رشتۂ الفت میں جب ان کو پرو سکتا تھا تو
پھر پریشاں کیوں تری تسبیح کے دانے رہے

معانی:: رشتۂ الفت میں پرونا: باہمی محبت پیدا کرنا ۔ تسبیح کے دانے: مراد مسلمان، افرادِ قوم ۔
مطلب: جب تو یہ صلاحیت رکھتا تھا کہ ملت کے افراد کو رنگ و نسل کی تفریق کے بغیر تسبیح کے دانوں کی طرح یکجا اور متحد کر سکتا تھا تو پھر یہ بتا کہ یہ لوگ نفاق اور انتشار کا شکار کس لئے ہوئے ۔

شوق بے پروا گیا ، فکرِ فلک پیما گیا
تیری محفل میں نہ دیوانے نہ فرزانے رہے

معانی:: فکرِ فلک پیما: بہت بلند شاعرانہ سوچ ۔ فرزانے: عقل مند ۔
مطلب: اب تو کیفیت یہ ہے کہ ملت کے افراد سے ماضی کی طرح مشکلات سے نبرد آزما ہونے اور بلندی فکر کی خصوصیات ناپید ہوگئیں اور اب ان پر عمل کرنے والا بھی کوئی نہیں رہا ۔

وہ جگر سوزی نہیں ، وہ شعلہ آشامی نہیں
فائدہ پھر کیا جو گردِ شمع پروانے رہے

معانی:: جگر سوزی: جذبہ عشق کی گرمی ۔ شعلہ آشامی: عشق کے جذبوں کی آگ تیز کرنے کا عمل ۔
مطلب: اب تو افراد ملت میں نہ مشکلات و شدائد کو برداشت کرنے کا حوصلہ ہے نا ہی جدوجہد کی تڑپ ، موجود بھی ہو تو اس سے کیا فائدہ حاصل ہو سکے گا ۔

خیر تو ساقی سہی لیکن پلائے گا کسے
اب نہ وہ مے کش رہے باقی، نہ میخانے رہے

معانی:: خیر: چلو مان لیا ۔ مے کش: شراب پینے والا ۔
مطلب: اگر تجھے ساقی یعنی عشق کی شراب پلانے والا بھی تصور کر لیا جائے تو شراب کسے پلائے گا جب کہ نہ پینے والے باقی رہے نہ شرابخانے ۔ مراد یہ ہے کہ جب افراد ملت بے عملی اور محرومی کو اپنے سر پر مسلط کر چکے ہوں تو اے شاعر تو کتنی ہی دلسوزی کے ساتھ ان کے لئے نغمات تخلیق کرے ان سے کوئی نتیجہ حاصل نہ ہو سکے گا ۔

رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے
کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے

معانی:: مینا: شراب کی صراحی ۔پیمانے گردش میں رہنا: مراد علم و حکمت اور عشق و معرفت کا دور دورہ ہونا ۔
مطلب: جو قوم ماضی میں انتہائی عروج پر تھی آج وہ انتہائی سطح تک زوال کی شکار ہے ۔ اس صورت حال کا ادراک اگر کسی ایک آدھ فرد کو ہے بھی تو اس سے کیا فائدہ ۔ آج تو سارا منظر ہی تبدیل ہو چکا ہے جو کسی زمانے میں شان و شوکت اور عزت و وقار کا مظہر رہا تھا ۔

آج ہیں خاموش وہ دشتِ جنوں پرور جہاں
رقص میں لیلا رہی، لیلا کے دیوانے رہے

معانی:: دشتِ جنوں پرور: عشق کے جذبوں کوتیز کرنے والا صحرا، دینی علوم کے مدرسے اور خانقاہیں ۔ لیلیٰ کا رقص میں رہنا: دین کو پھیلانے کے لئے عملی اقدام کرنا ۔

مطلب: جو قوم ماضی میں انتہائی عروج پر تھی آج انتہائی سطح تک زوال کی شکار ہے ۔ جن کے اسلاف عشق کے جذبوں کوتیز کرنے والے صحرا کی مانند تھے اور جو دین اسلام کے سچے عاشق تھے آج اپنی بربادی پر خاموش نظر آتے ہیں ۔

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساس زیاں جاتا رہا

معانی:: وائے ناکامی: افسوس ہے ۔ متاعِ کارواں: قافلے کی پونجی، دولت ۔ احساسِ زیاں: نقصان محسوس کرنے کی حالت ۔

مطلب: افسوس تو اس امر کا ہے کہ ملت تباہ و برباد ہو کر رہ گئی بلکہ اس سے زیادہ افسوس اس امر کا ہے کہ افراد کے دل سے اس بربادی اور تباہی کا احساس بھی ختم ہو گیا

جن کے ہنگاموں سے تھے آباد ویرانے کبھی
شہر اُن کے مٹ گئے ،آبادیاں بن ہو گئیں

معانی:: ہنگاموں: جدوجہد، عمل ۔ ویرانے: اجڑی جگہیں ۔ بن ہونا: اجڑ جانا ۔

مطلب: جن جوانمردوں نے اپنے جوش عمل اور کارکردگی سے اجاڑ جنگلوں کو بھی پر رونق بستیوں میں تبدیل کر دیا تھا اب ان کی زوال آمادگی کا یہ عالم ہے کہ ان جوانمردوں کے شہر اور آبادیاں مسمار ہو کر ویران جنگل کی شکل اختیار کر گئے ہیں ۔

سطوتِ توحید قائم جن نمازوں سے ہوئی
وہ نمازیں ہند میں نذرِ برہمن ہو گئیں

معانی:: سطوت: دبدبہ، شان ۔ توحید: خدا کو ایک ماننا ۔ جن نمازوں : پہلے مسلمانوں کی اسلام سے مکمل وابستگی ۔ نذرِ برہمن ہو گئیں : مسلمانوں نے ہندوؤں کے طور طریقے اپنا لیے ۔
مطلب: ان جوانمردوں کی عبادت اور نمازوں سے حقیقت یہ ہے کہ بت پرستوں کے انبوہ میں واحدانیت کے تصور کو فروغ حاصل ہوا ۔ آج ان کی حالت یہ ہے کہ برہمن ان کے آقا بنے ہوئے ہیں اور ان کی نمازوں کا سلسلہ بھی انہیں آقاؤں کی بھینٹ چڑھ گیا ہے ۔

دہر میں عیشِ دوام آئیں کی پابندی سے ہے
موج کو آزادیاں سامانِ شیون ہو گئیں

معانی:: دہر: زمانہ ۔ عیشِ دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی خوشی و مسرت ۔ آئیں کی پابندی: قانون پر سختی سے عمل ۔ سامانِ شیون: رونے پیٹنے کا سبب ۔
مطلب: امر واقعہ یہ ہے کہ دنیا میں انہی اقوام کو عروج حاصل ہوا جنھوں نے اپنے آئین اور نظام کی پابندی کی ورنہ مادر پدر قسم کی آزادی سے تاسف اور رونے پیٹنے کے سوا اور کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔

خود تجلی کو تمنا جن کے نظاروں کی تھی
وہ نگاہیں ناامیدِ نورِ ایمن ہو گئیں

معانی:: تجلی: جلوہ، دیدار ۔ نورِ ایمن : طور کی طرف اشارہ ہے جہاں حضرت موسیٰ کو خدائی نور کی جھلک دکھائی دی تھی ۔
مطلب: اے شاعر تجھے یہ بات تو معلوم ہی ہے کہ جو حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر نظر آیا تھا اور جو خود اپنے دیکھے جانے کا

آرزو مند تھا وہ نا امیدی اور مایوسی کا شکار ہو چکا ہے کہ وہ بصیرت افروز نگاہیں ہی نہ رہیں جو اس نور کے جلوے کو دیکھنے کی اہلیت رکھتی تھیں ۔

اڑتی پھرتی تھیں ہزاروں بلبلیں گلزار میں
دل میں کیا آئی کہ پابندِ نشیمن ہو گئیں

معانی:: پابند: قید ۔ نشیمن: گھونسلا ۔

مطلب: وہ دور بھی تھا کہ ہزار ہا بلبل اس گلستاں میں محو پرواز رہتی تھیں ۔ اب نہ جانے ان کو کیا ہو گیا ہے کہ اپنے گھونسلوں میں چھپ کر بیٹھ گئیں ۔ مراد یہ ہے کہ ملت کی بے عملی نے ان کو بھی مایوسی کا شکار بنا دیا ہے ۔

وسعتِ گردوں میں تھی ان کی تڑپ نظارہ سوز
بجلیاں آسودہَ دامانِ خرمن ہو گئیں

معانی:: نظارہ سوز: نظارے کو جلانے والی ۔ آسودہ: آرام کرنے والی ۔ دامانِ خرمن: فصل،پیداوار کا پلو مراد فراغت میں ڈوبا ہوا ۔

مطلب: وہ بجلیاں جو آسمان پر چمکتی رہتی ہیں اور جن کے نظارے سے دل میں تڑپ پیدا ہوتی تھی اب وہ خرمن تک محدود ہو کر رہ گئیں یعنی ان میں حدت و نظارے سے دل میں تڑپ پیدا ہوتی تھی اب وہ کھیت تک محدود ہو کر رہ گئیں ۔

دیدہَ خونبار ہو منت کشِ گلزار کیوں
اشکِ پیہم سے نگاہیں گل بدامن ہو گئیں

معانی:: دیدہَ خونباز: خون رونے والی آنکھ، بہت غمگین ۔ منت کش: احسان اٹھانے والی ۔ اشکِ پیہم: مسلسل آنسو بہنے کی حالت ۔ گل بدامن: جس کی جھولی میں سرخ پھول ہوں ۔

مطلب: ایسے میں خون برسانے والی آنکھیں پھولوں کے لئے باغ کا احسان ہی کیوں لیں کہ انھوں نے تو اپنے مسلسل بہنے والے آنسوؤں سے دامن کو ہی گلزار بنا دیا ہے ۔

شامِ غم لیکن خبر دیتی ہے صبحِ عید کی
ظلمتِ شب میں نظر آئی کرن امید کی

معانی:: شامِ غم: مراد غلامی کے دکھ بھرے حالات ۔ صبح عید: مراد اچھے دن ۔ ظلمتِ شب: رات کی تاریکی ۔

مطلب: اس ساری کیفیت کے باوجود یہ غم انگیز صورت حال مستقل حیثیت کی حامل نہیں ہے ۔ یہ شام غم تو اب مسرت و شادمانی کی صبح کی خبر دے رہی ہے اور تاریک شب میں بھی امید کی کرن نظر آنے لگی ہے ۔ ملت کے زوال کا دور ختم ہونے کو ہے ۔ اور آئندہ بہتر صورت حال کی توقع کی بھرپور امید ہے ۔

مژدہ اے پیمانہ بردارِ خمستانِ حجاز
بعد مدّت کے ترے رندوں کو پھر آیا ہے ہوش

معانی:: مژدہ: خوش خبری، مبارک باد ۔ پیمانہ بردارِ خمستانِ حجاز: حجاز کا شراب خانہ، مراد اسلام سے محبت کرنے والا ۔ رند: سچا مسلمان ۔

مطلب: اے شہر حجاز کی شان میں نغمہ سرائی کرنے والے شاعر! تجھے خوش خبری ہو کہ ایک عرصے کے بعد تیرے چاہنے والے پھر سے ہوش میں آنے لگے ہیں ۔ یعنی ملت اسلامیہ گہری نیند سے ایک بار پھر بیدار ہونے لگی ہے ۔

نقدِ خودداری بہائے بادۂ اغیار تھی
پھر دُکاں تیری ہے لبریزِ صدائے ناؤ‌ونوش

معانی:: بہائے بادۂ اغیار: غیروں کی شراب، طور طریقوں کی قیمت ۔ لبریز صدائے ناؤ‌ونوش: جذبوں میں پھر تیزی آنے لگی ہے، پینے پلانے کی آوازیں ۔
مطلب: کافی عرصے سے اس قوم نے اپنی غیرت و خودداری کو غیروں کے ہاتھ بیچ رکھا مراد یہ ہے کہ ملت کے افراد اپنے عقیدے اور اصولوں کو خیرباد کہہ کر فرنگیوں اور عجمیوں کے عقائد کے ہم نوا ہو گئے تھے تاہم مقام شکر ہے کہ اب وہ پھر سے اپنے عقائد کی جانب لوٹ رہے ہیں ۔

ٹوٹنے کو ہے طلسمِ ماہ سیمایانِ ہند
پھر سلیمیٰ کی نظر دیتی ہے پیغامِ خروش

معانی:: سیمایانِ ہند: ہندوستان کے حسین مراد غیر اسلامی تصورات ۔ سلیمیٰ کی نظر: مشہور عرب حسینہ، مراد اسلامی اصول ۔ خروش: شور و غوغا، اسلام سے جذبہ محبت کی بیداری ۔
مطلب: اب ہندوستان کی چاند جیسی پیشانی رکھنے والی محبوباؤں کا جادو ٹوٹ رہا ہے اور پھر سلیمیٰ کا حسن جہاں سوز مسلمانوں کو اپنی جانب متوجہ کر رہا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ مسلمانوں پر ہندو تہذیب و ثقافت کے جو اثرات تھے ان کا طلسم ٹوٹ رہا ہے اور وہ خود اپنی تہذیب و ثقافت میں از سر نوکشش محسوس کر رہے ہیں ۔

پھر یہ غوغا ہے کہ لا ساقی شرابِ خانہ ساز
دل کے ہنگامے مئے مغرب نے کر ڈالے خموش

معانی:: غوغا: شور، ہنگامہ ۔ شرابِ خانہ ساز: مراد اسلامی آداب اور تہذیب ۔ ہنگامے: جذبے ۔ مغرب: یورپ ۔
مطلب: ایک بار پھر سے شور بلند ہونے لگا ہے کہ غیروں کی تہذیب وثقافت سے نجات حاصل کر کے اپنی ہی تہذیب وثقافت کی جانب لوٹ آوَ۔

نغمہ پیرا ہو، کہ یہ ہنگامِ خاموشی نہیں
ہے سحر کا آسماں خورشید سے مینا بدوش

معانی:: ہنگامہ: وقت ۔ سحر کا آسماں : صبح کا آسماں مراد اسلام ۔ خورشید: سورج ۔ مینا بدوش: کندھوں پر شراب کی صراحی لیے ہوئے مراد عمل اور جدوجہد کے لئے تیار ۔
مطلب: شمع ایک بار پھر شاعر کو مخاطب کرتے ہوئے کہتی ہے کہ یہ خاموش رہنے کا وقت نہیں ۔ تیرے نغمات قوم کی بیداری کا سبب بن سکتے ہیں ۔ یہ وقت سحر ہے اور سورج طلوع ہو رہا ہے جو ملت کے لئے خوش آئندگی کی علامت ہے ۔

در غمِ دیگر بسوز و دیگراں را ہم بسوز
گفتمت روشن حدیثے، گر توانی دار گوش

معانی:: تو دوسروں کے غم میں جل اور دوسروں کو بھی جلا ۔ میں نے تجھے روشن حدیث سنا دی ہے ہو سکے تو غور سے سن ۔
مطلب: یہ بڑی اہم بات کی جانب اشارہ ہے کہ دوسروں کے دکھ درد میں جلو اور دوسروں کو بھی سوز عشق میں مبتلا کرو یعنی متحد و متفق ہو کر ایک دوسرے کے دکھ درد کو اپنا دکھ درد سمجھو ۔

کہہ گئے ہیں شاعری جزویست از پیغمبری
ہاں سنا دے محفلِ ملت کو پیغامِ سروش

معانی:: کہہ گئے ہیں : یعنی کسی کا قول ہے ۔ شاعری جزویست از پیغمبری: بامقصد شاعری پیغمبری کا ایک حصہ ہے ۔ سروش: فرشتہ ۔

مطلب: ایک بڑے دانشور یہ نکتہ بیان کر گئے ہیں کہ اچھی شاعری عملاً پیغمبری کا جزو ہوتی ہے مراد یہ ہے کہ اچھی شاعری مسلمانوں کی صحیح سمت میں رہنمائی کرنے کی اہلیت رکھتی ہے ۔

آنکھ کو بیدار کر دے وعدۂ دیدار سے
زندہ کر دے دل کو سوزِ جوہرِ گفتار سے

معانی:: دل کو زندہ کرنا: پھر سے دلوں میں پہلے والے جذبے پیدا کرنا ۔ سوزِ جوہرِ گفتار: اعلیٰ مقصد کی حامل شاعری کی تاثیر ۔

مطلب: اے شاعر! ملت کو اپنی شاعری کے ذریعے بیدار کر دے اور مردہ دلوں کو اضطراب اور تڑپ سے نواز دے ۔

رہزنِ ہمت ہوا ذوقِ تن آسانی ترا
بحر تھا صحرا میں تو، گلشن میں مثلِ جو ہوا

معانی:: رہزنِ ہمت: حوصلہ ختم کرنے والا ۔ ذوقِ تن آسانی: سستی اور غفلت کا شوق ۔ مثلِ جو: ندی کی طرح ۔

مطلب: اے شاعر! تو جو ملت کا نمائندہ ہے افسوس ہے کہ مشکلات کا سامنا نہ کرنے اور بے عملی کی عادت نے تیری ہمت اور حوصلے کو پست کر کے رکھ دیا ہے ۔ وہ وقت بھی تھا جب تو صحرا میں سمندر کی مانند تھا لیکن اب کیفیت یہ ہے کہ گلستان میں پہنچ کر ندی کا روپ دھار لیا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ مشکلات سے بچنے اور عملی جدوجہد سے گریز کرنے

کی عادت اس لیے پڑی کہ صحرائے عرب اور افریقہ کے صحراؤں میں جس جی داری کے ساتھ تیرے عساکر دشمن کے مقابلے پر سینہ سپر ہوگئے لیکن جب بہت سے علاقے فتح کر کے تجھے آرام و سکون اور عیش و عشرت میسر آئے تو بے عملی کا اس قدر عادی ہوا کہ تیری شخصیت سمٹ کر رہ گئی ۔

اپنی اصلیت پہ قائم تھا تو جمعیت بھی تھی
چھوڑ کر گل کو پریشاں کاروانِ بو ہوا

معانی:: اصلیت پہ قائم : مراد اسلامی اصولوں پر قائم زندگی ۔ جمعیت: قوم کا متحد ہونا ۔
مطلب : تو جب تک اپنے حقیقی اصولوں اور قواعد پر قائم تھا تو ملت بھی متحد و متفق تھی لیکن ان اصولوں اور قواعد کو فراموش کر کے تیری قوم بھی منتشر ہو کر رہ گئی ۔

زندگی قطرے کی سکھلاتی ہے اسرارِ حیات
یہ کبھی گوہر، کبھی شبنم ، کبھی آنسو ہوا

معانی:: اسرار: بھید ۔ گوہر: موتی ۔
مطلب: پانی کا ایک معمولی سا قطرہ دیکھا جائے تو ہمیں زندگی کے رازوں سے آگاہ کرتا ہے ۔ یہ قطرہ کبھی منجمد ہو کر موتی بن جاتا ہے ۔ کبھی آسمان کی بلندیوں سے شبنم کی صورت واپس زمین پر آتا ہے اور کبھی آنسو جیسی نایاب چیز بن کر آنکھ سے ٹپکتا ہے ۔

پھر کہیں سے اس کو پیدا کر، بڑی دولت ہے یہ
زندگی کیسی جو دل بیگانۂ پہلو ہوا

معانی:: دل بیگانہ پہلو ہونا: عشق و عمل کے جذبوں سے دل کا خالی ہونا ۔

مطلب: دل ایک بڑی دولت ہے یہاں مراد حوصلے سے ہے کہ حوصلہ ہی باقی نہ رہے تو زندگی بے معنی ہو کر رہ جاتی ہے یعنی دل سے عشق کی لذت و سرور ختم ہو جائے تو پھر زندگی موت سے بدتر ہے ۔

فرد، قائم ربطِ ملت سے ہے، تنہا کچھ نہیں
موج ہے دریا میں ، اور بیرونِ دریا کچھ نہیں

معانی:: فرد: شخص، آدمی ۔ قائم: برقرار ۔ ربطِ ملت: اپنی قوم سے وابستہ رہنے کی حالت ۔ کچھ نہیں: بیکار ہے ۔

مطلب: دنیا میں تیری عزت و آبرو اس وقت تک ہی تھی جب تک کہ تیری ملت متحد و متفق تھی اور انتشار سے دوچار نہ ہوئی تھی ۔ فرد کا وجود اسی وقت تک قائم ہے کہ وہ ملت سے مربوط ہو ۔ اسی طرح جیسے موج دریا میں تو اہم ہے دریا کے باہر بے معنی ہے ۔

پردہَ دل میں محبت کو ابھی مستور رکھ
یعنی اپنی مے کو رسوا صورتِ مینا نہ کر

معانی:: مستور: چھپا ہوا ۔

مطلب: اے شاعر! تیری بہتری اسی میں ہے کہ اپنے عشق حقیقی کو دل کے پردے میں چھپا کر رکھ ۔ اس کو قطعاً ظاہر نہ کر ورنہ ذلت و رسوائی کے سوا اور کچھ نہ ملے گا اس کی مثال شراب کی صراحی ہے جو شراب کے اخراج میں قلقل کی صدا سے خود شراب کے وجود کی خبر دے دیتی ہے ۔ چنانچہ تو اس طرح کی روش اختیار نہ کر ۔

خیمہ زن ہو وادیَ سینا میں مانندِ کلیم
شعلہَ تحقیق کو غارت گرِ کاشانہ کر

معانی:: خیمہ زن ہونا: ڈیرا ڈالنا ۔ وادیِ سینا: قدرت کے مظاہر ۔ شعلہَ تحقیق: حقیقت تک رسائی کی آگ ۔ غارت گرِ کاشانہ: قیاس پر مبنی خیالات کو ختم کرنے والا ۔

مطلب: اے شاعر تو اور تیری ملت جو ایک عرصے سے اپنے وجود کی جانب سے بے نیاز ہو چکے ہو کمر ہمت باندھ لو ۔ حضرت موسیٰ کی طرح کوہ طور کی وادی میں ڈیرے ڈال دے اور تحقیق کے شعلے کو بلند کر اور اپنے لئے صرف کر ۔ مراد یہ کہ دوسروں کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنی تہذیبی ، ملی اور معاشرتی اقدار کو فروغ دے ۔

شمع کو بھی ہو ذرا معلوم انجامِ ستم
صرفِ تعمیرِ سحر خاکسترِ پروانہ کر

معانی:: انجامِ ستم: ظلم کا نتیجہ ۔ صرفِ تعمیرِ سحر کر: مراد روشنی کی عمارت بنانے پر خرچ کر ۔ خاکسترِ پروانہ: پتنگے کی راکھ ۔

مطلب: بے شک میری مانند شمع رات بھر جلتی رہتی ہے اور اس کے شعلے کے سبب لاتعداد پروانے جل کر خاک ہو جاتے ہیں تاہم شمع سے اس ظلم و ستم کے انتقام لینے کا واحد طریقہ یہ ہے کہ جو پروانے جل چکے ان کی خاک سے نئی صبح وجود میں لائی جائے ۔ ظاہر ہے کہ صبح کی روشنی نمودار ہوتے ہی شمع کی زندگی بھی ختم ہو جاتی ہے یعنی اس کا وجود غیر ضروری ہو جاتا ہے اور اس کو بجھا دیا جاتا ہے ۔

تو اگر خوددار ہے منت کشِ ساقی نہ ہو
عینِ دریا میں حباب آسا نگوں پیمانہ کر

معانی:: منتِ کش: احسان مند ۔ عین: ٹھیک ۔ حباب: آسا، بلبلے کی طرح ۔ نگوں : الٹا ۔

مطلب: اے شاعر اگر تجھ میں خودداری اور غیرتمندی ہے تو کسی کا احسان نہ لے اور ایسے زندگی گزار جیسے بلبلہ پانی میں سرنگوں رہتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ بلبلہ پانی کی سطح پر موجود رہنے کے باوجود خود کو الٹے پیالے کی طرح رکھتا ہے اور دریا سے کسی قسم کی خیرات نہیں لیتا ۔

کیفیت باقی پرانے کوہ و صحرا میں نہیں
ہے جنوں تیرا نیا، پیدا نیا ویرانہ کر

معانی:: کیفیت: مزہ ۔ پرانے کوہ و صحرا: جو پہاڑ، جنگل وغیرہ کبھی فتح کیے گئے تھے ۔
مطلب: یہ جو قدیم کوہ و صحرا ہیں ان میں اب کوئی کشش باقی نہیں رہی اب تو ضرورت اس امر کی ہے کہ اپنی تگ و دو کے لئے نیا میدان تلاش کر ۔ اس لیے کہ تیرا عزم اور جنون بھی نئے ہیں ۔

خاک میں تجھ کو مقدّر نے ملایا ہے اگر
تو عصا اُفتاد سے پیدا مثالِ دانہ کر

معانی:: عصا: سہارے کی لاٹھی ۔ اُفتاد: گرنے کی حالت ۔ مثالِ دانہ: بیج کی طرح ۔
مطلب: اگر تجھے حالات نے انتہائی پستی سے ہم کنار کر دیا ہے تو اس کی پروا نہ کر ۔ تو بھی حوصلہ کر اور عملی جدوجہد اسی طرح جاری رکھ ۔ اس جدوجہد کا نتیجہ اس کسان کی کوشش کے مطابق برآمد ہو سکتا ہے جو زمین میں ہل چلا کر وہاں بیج ڈال دیتا ہے ۔ یہ بیج بظاہر مٹی میں مل جاتا ہے لیکن پھر مٹی سے برآمد ہو کر تنے کی شکل میں قائم و استوار ہو جاتا ہے ۔ مراد یہ کہ جدوجہد اور محنت کا پھل ضرور ملتا ہے ۔

ہاں! اسی شاخِ کہن پر پھر بنا لے آشیاں
اہلِ گلشن کو شہیدِ نغمہَ مستانہ کر

معانی:: شاخِ کہن: پرانی ٹہنی ۔ اہل گلشن: مراد اہل وطن ۔ شہید: مراد متاثر ۔ نغمہَ مستانہ: جذبوں سے پر شاعری ۔
مطلب: اے شاعر! پھر سے اپنے شاندار اور اصول پرست ماضی کی طرف لوٹ آ ۔ کہ اسی حوالے سے تو جو نغمے وضع کرے گا وہی ملت اسلامیہ کے لئے مسرت و شادمانی کا سبب بن جائیں گے ۔

اس چمن میں پیروِ بلبل ہو یا تلمیذِ گل
یا سراپا نالہ بن جا، یا نوا پیدا نہ کر

معانی:: پیرو: پیروی کرنے، پیچھے چلنے والا۔ تلمیذ: شاگرد۔ سراپا: مکمل طور پر۔
مطلب: اس چمن میں یا تو نغموں میں مست رہنے والے بلبل کی پیروی کر یا کسی ایسی درویش کی شاگردی اختیار کر لے جس کا گریبان عشق سے چاک ہو۔ اس دنیا میں زندہ رہنے کے دو ہی طریقے اور اصول ہیں کہ یا تو مشکلات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا جائے یا پھر خاموشی اختیار کر لی جائے۔

کیوں چمن میں بے صدا مثلِ رمِ شبنم ہے تو
لب کشا ہو جا سرودِ بربطِ عالم ہے تو

معانی:: بے صدا: جس کی آواز نہ ہو۔ رمِ شبنم: اوس کے قطروں کا آواز کے بغیر گرنا۔ سرودِ بربطِ عالم: دنیا بھر میں پھیلے ہوئے اسلام کی سریلی آواز۔
مطلب: سوائے شاعر! تو اس دنیا میں شبنم کی طرح خاموش کیوں ہے تیرے لئے لازم ہے کہ اپنے لب کھول کہ تو کائنات کے ساز کا ایک نغمہ ہے۔

آشنا اپنی حقیقت سے ہو اے دہقاں ذرا
دانہ تو، کھیتی بھی تو، باراں بھی تو، حاصل بھی تو

معانی:: دہقاں: کسان۔ باراں: بارش۔ حاصل: پیداوار۔
مطلب: شمع کہتی ہے کہ اے شاعر! تیرا وجود تو اس کسان کے مانند ہے جو عملی سطح پر بیج بھی، کھیتی بھی، بارش بھی اور اس سے حاصل ہونے والی فصل کی طرح ہے۔

آہ! کس کی جستجو آوارہ رکھتی ہے تجھے
راہ تو، رہرو بھی تو، رہبر بھی تو، منزل بھی تو

معانی:: جستجو: تلاش ۔ آوارہ رکھنا: بے چینی کی حالت میں پھرنا ۔ رہرو: راہ چلنے والا مسافر ۔ رہبر: راستے پر لے جانے والا ۔

مطلب: نہ جانے اپنے مقصد کے حصول کی خاطر تو کس چیز کے لئے سرگرداں رہتا ہے ۔ جب کہ تو کسی کا محتاج نہیں ہے ۔ راستے سے لے کر منزل تک سب تیرے وجود کی خبر دیتے ہے ۔

کانپتا ہے دل ترا اندیشہَ طوفاں سے کیا
ناخدا تو، بحر تو، کشتی بھی تو، ساحل بھی تو

معانی:: اندیشہ: ڈر ۔ ناخدا: ملاح ۔

مطلب: اسی طرح طوفان کے خوف سے تیرا دل نہ جانے کیوں لرزتا ہے جب کہ یہاں ملاح بھی تو خود ہی ہے سمندر بھی، کشتی بھی اور سمندر کا ساحل بھی بالاخر تو ہی ٹھہرتا ہے ۔ تیرے وجود کے بغیر یہ عناصر بے معنی ہیں ۔

دیکھ آ کر کوچہَ چاکِ گریباں میں کبھی
قیس تو، لیلا بھی تو، صحرا بھی تو، محمل بھی تو

معانی:: کوچہ: گلی ۔ چاکِ گریباں: گریبان کا پھٹا ہوا حصہ ۔ قیس: مجنوں، عاشق ۔ لیلیٰ: مجنوں کی محبوبہ ۔

مطلب: اے شاعر! کبھی عشاق کے اجتماع میں بھی پہنچ کر دیکھ وہاں بھی تجھے پتہ چلے گا کہ قیس اور لیلیٰ بھی تو ہے وہ صحرا جہاں قیس سرگرداں پھرتا تھا وہ بھی سمٹ کر تیرے وجود کا حصہ بن گیا ہے ۔ اسی طرح وہ کجاوہ جس میں لیلیٰ سوار ہوتی تھی وہ بھی تو ہی ہے ۔

وائے نادانی، کہ تو محتاجِ ساقی ہو گیا
مے بھی تو، مینا بھی تو، ساقی بھی تو، محفل بھی تو

معانی:: وائے نادانی: افسوس ہے اس ناسمجھ پر ۔
مطلب: امرواقعہ یہ ہے کہ تو نے اپنی سادگی کے سبب ساقی کو سب کچھ تصور کر لیا حالانکہ حقیقت مختلف ہے ۔ شراب، بوتل، پیمانہ، ساقی اور جس محفل میں دورِ جام چل رہا ہے وہ سب تو ہی تو ہے ۔

شعلہ بن کر پھونک دے خاشاکِ غیر اللہ کو
خوف باطل کیا کہ ہے غارت گرِ باطل بھی تو

معانی:: خاشاکِ غیر اللہ: یعنی اللہ تعالیٰ کے مخالفین ۔ باطل: کفر ۔ غارت گر: تباہ کرنے والا ۔
مطلب: تجھ پر لازم ہے کہ مخالفین خدا کو شعلہ بن کر خاکستر کر دے ۔ تجھے باطل کا خوف نہیں ہونا چاہیے اس لئے کہ باطل کو برباد کرنے والا بھی تو ہی ہے ۔

بے خبر تو جوہرِ آئینۂ ایام ہے
تو زمانے میں خدا کا آخری پیغام ہے

معانی:: جوہر آئینۂ ایام: زمانے کے آئینے کی چمک دمک ۔ خدا کا آخری پیغام: مراد اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن کریم پر ایمان رکھنے والا ۔
مطلب: نہ جانے تو اس قدر بے خبر کیوں ہے جب کہ تو ہی ہے جو زمانے کے آئینے کے جوہر کے علاوہ مسلمان کی حیثیت سے خدا کا آخری پیغام بھی ہے ۔

اپنی اصلیت سے ہو آگاہ اے غافل کہ تو
قطرہ ہے لیکن مثالِ بحرِ بے پایاں بھی ہے

معانی:: اصلیت: حقیقت ۔ بحر بے پایاں: بیحد وسیع سمندر ۔
مطلب: اے شاعر تجھ پر لازم ہے کہ اپنی اصل حقیقت سے شناسائی حاصل کر لے تو تو اس قدر غفلت شعار ہے کہ یہ بھی نہیں جانتا کہ معمولی سا قطرہ ہونے کے باوجود اپنی وسعت میں بحر بیکراں کی مانند ہے ۔

کیوں گرفتارِ طلسمِ ہیچ مقداری ہے تو
دیکھ تو پوشیدہ تجھ میں شوکتِ طوفاں بھی ہے

معانی:: گرفتار: پکڑا ہوا، قیدی ۔ طلسمِ ہیچ مقداری: خود کو بے حیثیت سمجھنے کا جادو ۔ پوشیدہ: چھپا ہوا ۔ شوکت: دبدبہ ۔
مطلب: نہ جانے تو اپنی کم مائیگی کے احساس میں کیوں مبتلا ہے ۔ جب کہ تیرے وجود میں نہ جانے کتنے طوفانوں کا جاہ و جلال پوشیدہ ہے ۔

سینہ ہے تیرا امیں اس کے پیام ناز کا
جو نظامِ دہر میں پیدا بھی ہے، پنہاں بھی ہے

معانی:: امیں: کسی کی امانت رکھنے والا ۔ پیامِ ناز: خوبصورت پیغام یعنی اسلام ۔ اس: مراد خدا ۔ نظامِ دہر: زمانے کا نظم و نسق، بندوبست ۔ پیدا: ظاہر ۔ پنہاں: چھپا ہوا ۔

مطلب: تیرا سینہ تو اس معبود حقیقی کے راز کا دفینہ ہے جو اس کائنات میں ظاہر بھی ہے اور پوشیدہ بھی ۔ یعنی یہاں جو مظاہر فطرت ہیں وہ چشم بینا کے لئے خالق حقیقی کے وجود کا پتہ دیتے ہیں جب کہ عملاً اس کی ذات پوشیدہ ہے ۔

ہفت کشور جس سے ہو تسخیر بے تیغ و تفنگ

تو اگر سمجھے تو تیرے پاس وہ ساماں بھی ہے

معانی:: ہفت کشور: مراد ساری کائنات ۔ تسخیر ہونا: قابو میں آنا، فرماں بردار بننا ۔ بے تیغ و تفنگ: تلوار اور بندوق کے بغیر ۔ وہ سامان: یعنی اسلام اور حضور اکرم سے محبت کا جذبہ ۔
مطلب: اے شاعر تو اس ملت کا فرزند ہے جس نے اپنی قوت ایمان سے بے سروسامانی کے عالم میں بھی ہزاروں فتوحات حاصل کیں اور عظیم الشان سلطنتوں کو تہہ و بالا کر کے رکھ دیا ۔

اب تلک شاہد ہے جس پر کوہِ فاراں کا سکوت

اے تغافل پیشہ ، تجھ کو یاد وہ پیماں بھی ہے

معانی:: کوہ فاراں : مکہ معظمہ کی پہاڑی جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا ۔ شاہد: گواہ ۔ سکوت : خاموشی ۔ تغافل پیشہ : غفلت اختیار کرنے والا ۔ وہ پیماں : اس وعدے کی طرف اشارہ ہے جو حضور اکرم کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہوئے مسلمان اشاعتِ اسلام کے لئے کرتے تھے ۔
مطلب: لیکن افسوسناک امر یہ ہے کہ تو نے آنحضرت سے کیا ہوا وعدہ فراموش کر دیا ۔ اس وعدے کی شہادت کوہ فاراں کی خامشی آج بھی فراہم کر رہی ہے ۔

تو ہی ناداں چند کلیوں پر قناعت کر گیا

ورنہ گلشن میں علاجِ تنگیِ داماں بھی ہے

معانی:: ناداں : ناسمجھ، کم عقل ۔ قناعت کرنا: تھوڑے پر بھی راضی ہو جانا ۔ تنگیِ داماں : جھولی کا چھوٹا ہونا مراد اسلام کی تھوڑی خدمت ۔

مطلب: تو نے تو انتہائی نادانی اور سادگی کا ثبوت دیا ہے کہ محض چھوٹی چھوٹی عنایات پر ہی قناعت کر کے انہیں سب کچھ سمجھ لیا ہے حالانکہ ذرا صبر کرتا تو تیرے اور ملت کے مسائل باسانی حل ہو سکتے تھے ۔

دل کی کیفیت ہے پیدا پردہَ تقریر میں

کسوتِ مینا میں مے مستور بھی، عریاں بھی ہے

معانی:: پیدا: ظاہر ۔ پردہَ تقریر: گفتگو کے اندر ۔ کسوت: غلاف ۔ مینا: شراب کی صراحی ۔ مستور: چھپی ہوئی ۔ عریاں : ظاہر ۔

مطلب: دل میں جو کیفیات پوشیدہ ہوتی ہیں وہ تو اشعار میں نمایاں ہو جاتی ہیں ۔ یہ تو اہل ذوق پر منحصر ہے کہ وہ ان اشعار تک کس حد تک رسائی حاصل کر سکتے ہیں ۔ اور ان کے مفاہیم کا کس حد تک ادراک کرتے ہیں ۔

پھونک ڈالا ہے مری آتش نوائی نے مجھے

اور میری زندگانی کا یہی ساماں بھی ہے

معانی:: آتش نوائی: دلوں میں جذبوں کی گرمی پیدا کرنے والی شاعری ۔ زندگانی کا ساماں : ایسی بات جس پر زندگی کا دارومدار ہے ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال خود اپنی ذات کے حوالے سے کہتے ہیں کہ میں ایک آتش نوا شاعر ہوں اور اسی آتش نوائی نے مجھے جلا کر خاک کر دیا ہے ۔ لیکن کیا کیا جائے کہ میری زندگی کا ماحاصل اور مقصد یہی آتش نوائی ہے ۔

رازاس آتش نوائی کا مرے سینے میں دیکھ
جلوۂ تقدیر میرے دل کے آئینے میں دیکھ

معانی:: جلوۂ تقدیر: تقدیر کا سامنے ہونا ۔

مطلب: چنانچہ اس آتش نوائی کا جوراز ہے وہ میرے سینے میں ہی دیکھا جا سکتا ہے ۔ اس آگ نے میرے دل کو ایسے آئینے میں تبدیل کر دیا ہے جس میں مستقبل میں پیش آنے والے مناظر کو باسانی دیکھا جا سکتا ہے ۔

آسماں ہو گا سحر کے نور سے آئینہ پوش
اور ظلمت رات کی سیماب پا ہو جائے گی

معانی:: سحر: صبح مراد آزادی اور اسلام کا روشن مستقبل ۔ آئینہ پوش: چمکنے والا ۔ ظلمت: اندھیرا، غلامی ۔ سیماب پا: دور ہو جانے والی ۔

مطلب: اقبال بالا خر امید اور رجائیت کے منظر نامے میں مسائل کا جائزہ لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ ملت اسلامیہ جن مصائب سے دوچار رہ چکی ہے اب وقت آگیا ہے کہ یہ مصائب ختم ہو کر رہ جائیں گے اس لیے کہ ظلمت شب کا خاتمہ ہو رہا ہے ۔ اور نورِ سحر نے زمین تو کیا آسمان کا احاطہ بھی کر لیا ہے ۔

اس قدر ہو گی ترنم آفریں بادِ بہار
نکہتِ خوابیدہ غنچے کی نوا ہو جائے گی

معانی:: ترنم آفریں : نغمے کا سا کیف رکھنے والی ۔ نکہتِ خوابیدہ: سوئی ہوئی خوشبو یعنی ابھی کلی میں ہے ۔ غنچے کی نوا: کلی کھلنے کی آواز ۔

مطلب: اب وہ دور آنے والا ہے کہ بہار کی ٹھنڈی ہوا وہ نغمے پیدا کرے گی کہ کلیوں اور غنچوں میں سوئی ہوئی خوشبو بھی

نغموں کی صورت میں بیدار ہوگی ۔ یعنی ملت اسلامیہ کے تغافل شعار اور خوابیدہ افراد بیدار ہوکر سرگرم عمل ہو جائیں گے اور اپنی کھوئی ہوئی عظمت ایک بار پھر حاصل کر لیں گے ۔

آملیں گے سینہ چاکانِ چمن سے سینہ چاک
بزم گل کی ہم نفس بادِ صبا ہو جائے گی

معانی:: سینہ چاکانِ چمن : یعنی پھول، مراد اہل اسلام ۔ بزم گل: مراد اسلام کے عاشقوں کی محفل ۔ ہم نفس: ایک ساتھ سانس لینے والی، ساتھی ۔
مطلب: ملت کے مختلف فرقوں کے مابین نفاق و انتشار کی جو فضا موجود ہے وہ ختم ہوکر رہ جائے گی اور یہ لوگ ہر نوع کا بغض و کینہ فراموش کر کے ایک دوسرے سے ہم آغوش ہو جائیں گے ۔

شبنم افشانی مری پیدا کرے گی سوز و ساز
اس چمن کی ہر کلی درد آشنا ہو جائے گی

معانی:: شبنم افشانی: دلوں پر اثر کرنے والی شاعری ۔ سوز و ساز: باہمی عشق و محبت کے پر جوش جذبے ۔ اس چمن: مراد وطن ۔ ہر کلی: ہر فرد، شخص ۔ درد آشنا: عشق کے جذبوں سے واقف ۔
مطلب: میری شاعری ان لوگوں میں زندہ رہنے کا احساس پیدا کرے گی اور تمام مسلمان اس کیفیت سے آگاہ ہو جائیں گے جو میرے سینے اور اشعار میں موجود ہے ۔

دیکھ لو گے سطوتِ رفتارِ دریا کا مآل
موجِ مضطر ہی اسے زنجیر پا ہو جائے گی

معانی:: سطوتِ رفتار دریا: کفر و باطل کی قوتوں کا دبدبہ ۔ مآل: انجام، اخیر ۔ موجِ مضطر: بے چین لہر، مراد اسلام دشمنوں کے فتنے ۔ زنجیرِپا: مصیبت کا باعث ۔

مطلب: مغربی تہذیب کے طوفان نے جس طرح ہمیں پستی کے آخری مراحل تک پہنچا دیا ہے اب یہ طوفان بالآخر خود ہی مغربی تہذیب کو لے ڈوبے گا ۔ اسلام دشمن طاقتیں اب خود اپنے ظلم و ستم کی بنا پر کف افسوس ملیں گی اور نالہ و فریاد پر مجبور ہو جائیں گی ۔

پھر دلوں کو یاد آ جائے گا پیغامِ سجود
پھر جبیں خاکِ حرم سے آشنا ہو جائے گی

معانی:: پیغامِ سجود: مراد خدا کے حضور سر بسجدہ ہونے کا پیغام، توحید کی طرف توجہ ۔ خاکِ حرم: کعبہ کی سرزمین ۔

مطلب: اس لیے کہ وہ وقت آگیا ہے جب ملت اسلامیہ اپنے زندہ عقائد کی طرف لوٹ آئے گی اور اس کی پیشانیاں خانہ کعبہ کی جانب جھک جائیں گی ۔ مراد یہ ہے کہ تمام مسلمان حضور سرور کائنات کی تعلیمات پر پھر سے عمل کر کے دنیا و آخرت میں سرخرو ہو سکیں گے ۔

نالہَ صیاد سے ہوں گے نوا ساماں طیور
خونِ گل چیں سے کلی رنگیں قبا ہو جائے گی

معانی:: نوا ساماں : چہچہانے والے، خوش ہونے والے ۔ طیور: جمع طائر، پرندے یعنی مسلمان ۔ گل چیں : پھول توڑنے والا، ظالم دشمن ۔ رنگیں قبا: سرخ لباس، خوشی کی علامت ہے ۔

مطلب: یہ صورت حال مسلمانوں کے لیے یقیناً خوش آئند ہو گی ۔ میری عشق سے بھرپور شاعری سے مسلمان طائروں کی طرح ہر طرف چہچہا رہے ہوں گے ۔ پھول توڑنے والے کے خونیں جگر سے کلیوں کا رنگ بھی سرخ تر ہو جائے گا ۔

آنکھ جو دیکھتی ہے ، لب پہ آ سکتا نہیں
محوِ حیرت ہوں کہ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی

معانی:: محو حیرت: حیرانی میں ڈوبا ہوا ۔ دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی ۔ مراد بہت بڑا انقلاب آجائے گا ۔
مطلب: امر واقعہ یہ ہے کہ میں اتنے بڑے انقلاب کا منظر دیکھ رہا ہوں جس پر مجھے خود بھی حیرت ہے اور اس امر کا اظہار فی الحال میرے لئے ممکن نہیں کہ اس انقلاب کے سبب دنیا کیا سے کیا ہو جائے گی ۔ یہ آنے والا وقت ہی بتا سکے گا ۔

شب گریزاں ہو گی آخر جلوہَ خورشید سے
یہ چمن معمور ہو گا نغمہَ توحید سے

معانی:: شب گریزاں ہوگی: کفر کی تاریکیاں دور ہو جائیں گی ۔ جلوہَ خورشید: اسلام کی روشنی ۔ چمن: ملتِ اسلام ۔ معمور: بھرا ہوا ۔ نغمہَ توحید: خدا کی وحدت کا ترانہ ۔
مطلب: طلوع خورشید کے ساتھ ظلمتِ شب رخصت ہو جائے گی اور ہر طرف نغمہ توحید سنائی دے گا ۔ یعنی ملت اسلامیہ کو ایک بار پھر عروج حاصل ہو گا ۔

حضورِ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں

گراں جو مجھ پہ یہ ہنگامۂ زمانہ ہوا
جہاں سے باندھ کے رختِ سفر روانہ ہوا

معانی: : حضور: خدمت ۔ رسالت مآب: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ۔ گراں : بھاری ۔ یہ ہنگامۂ زمانہ: یہ زمانے کی مصیبتیں ، اشارہ ہے 1911 کی جنگ بلقان کی طرف ۔ اس موقع پر ترکوں کی مدد کے لیے شاہی مسجد لاہور کے جلسہ میں علامہ نے یہ نظم پڑھی تھی ۔ رختِ سفر: سفر کا سازوسامان ۔

مطلب: علامہ اقبال نے اس نظم میں طرابلس کے شہیدوں کو خراج عقیدت پیش کیا ہے ۔ یہ شہید جو اٹلی سے اس خطہ ارض کو آزاد کرانے کے معرکے میں کام آئے ۔ اقبال کہتے ہیں کہ جب یہ عہد میرے لئے ناقابل برداشت ہوگیا تو رخت سفر باندھ کر عالم بالا کی طرف روانہ ہوگیا ۔

قیودِ شام و سحر میں بسر تو کی لیکن
نظامِ کہنۂ عالم سے آشنا نہ ہوا

معانی: : قیود: جمع قید، قیدیں ، پابندیاں ۔ بسر کرنا: زندگی گزارنا ۔ نظام کہنۂ عالم: دنیا کا پرانا نظم ونسق، دنیا کے تعلقات ۔ آشنا: واقف ۔

مطلب: اس لیے کہ یہ دنیا جو صبح و شام کی قید سے عبارت ہے وہاں زندگی جیسے تیسے بسر تو کی تاہم یہاں کے فرسودہ نظام سے قطعی مانوس نہیں ہو سکا ۔

فرشتے بزمِ رسالت میں لے گئے مجھ کو
حضورِ آیۂ رحمت میں لے گئے مجھ کو

معانی: : بزمِ رسالت: حضور اکرم کی محفلِ مبارک ۔ آیۂ رحمت: رحمت کی نشانی یعنی حضور اکرم جنھیں تمام کائنات کے لئے رحمت کہا گیا ہے ۔ وما ارسلنک الا رحمت للعالمین ۔

مطلب: چنانچہ جب میں عازم سفر ہوا تو فرشتوں نے میری رہنمائی کی اور مجھے حضور سرور کائنات کی بارگاہ میں لے گئے ۔ حضور جو رحمت اللعالمین ہیں ۔

کہا حضور نے اے عندلیبِ باغِ حجاز
کلی کلی ہے تری گرمیِ نوا سے گداز

معانی: : عندلیب: بلبل ۔ باغِ حجاز: مراد چمن اسلام ۔ گرمیِ نوا: عشق کی حرارت سے پر شاعری ۔ گداز: پگھلی ہوئی، بے حد متاثر ۔

مطلب: آنحضرت نے مجھے دیکھ کر فرمایا کہ تو بے شک گلستان حجاز کا بلبل ہے ۔ تیرے نغموں یعنی شاعری سے ملت کا ہر فرد بے شک متاثر ہوا ہے ۔ یہ کارنامہ جو تو نے انجام دیا ہے بے حد عظیم ہے ۔

ہمیشہ سرخوشِ جامِ ولا ہے دل تیرا
فتادگی ہے تری غیرتِ سجودِ نیاز

معانی: : سرخوش: بہت خوش، بہت مست ۔ جامِ ولا: حضور کی محبت کا جام ۔ فتادگی: عاجزی، انکسار ۔ غیرتِ سجودِ نیاز: جو عاجزی، خاکساری والے سجدے کے لیے باعثِ رشک ہو ۔

مطلب: تیرا دل ہمیشہ ہماری محبت سے سرشار رہتا ہے ۔ تیری خاکساری اور انکساری ہزارہا سجدوں کے لیے باعث رشک ہے ۔

اُڑا جو پستیِ دنیا سے تو سوئے گردوں
سکھائی تجھ کو ملاءک نے رفعتِ پرواز

معانی: : پستی :نیچائی ۔ سوئے گردوں : آسمان کی طرف ۔ ملاءک: جمع ملک، فرشتے ۔ رفعتِ پرواز: شاعرانہ تخیل کی بلندی ۔
مطلب: توزمین کی پستی سے اڑ کر جو یہاں پہنچا ہے کہ فرشتوں نے تجھے بلند پروازی سکھائی ہے ۔

نکل کے باغِ جہاں سے برنگِ بو آیا
ہمارے واسطے کیا تحفہ لے کے تو آیا

معانی: : برنگِ بو: خوشبو کے رنگ میں ۔
مطلب: بے شک تو باغِ دنیا سے خوشبو کی طرح اڑ کر یہاں آیا ہے مگر ہمارے لیے کیا تحفہ لایا ۔

حضور ! دہر میں آسودگی نہیں ملتی
تلاش جس کی ہے، وہ زندگی نہیں ملتی

معانی: : آسودگی: سکون، آرام ۔
مطلب: آنحضرت کے استفسار پر اقبال نے عرض کی کہ حضور دنیا وہ مقام ہے جہاں آرام و سکون ناپید ہے اور جس زندگی کی تلاش ہو وہ بھی میسر نہیں ہوتی ۔

ہزاروں لالہ و گل ہیں ریاضِ ہستی میں
وفا کی جس میں ہو بو، وہ کلی نہیں ملتی

معانی: : ریاض ہستی: وجود کا باغ ۔

مطلب: اگرچہ اس دنیا میں بے شمار انسان بستے ہیں لیکن ان میں حمیت و وفا کا نام و نشان تک موجود نہیں ہے ۔

مگر میں نذر کو اک آبگینہ لایا ہوں

جو چیز اس میں ہے، جنت میں بھی نہیں ملتی

معانی: : نذر: تحفہ ۔ آبگینہ: شیشے کا پیالہ ۔

مطلب: اس کے باوجود میں حضور کی خدمت اقدس میں ایک ایسا آبگینہ لے کر آیا ہوں کہ اس میں جو گرانقدر شے ہے وہ جنت میں بھی نہیں مل سکتی ۔

جھلکتی ہے تری امت کی آبرو اس میں

طرابلس کے شہیدوں کا ہے لہو اس میں

معانی: : جھلکتی: چمکتی ہے، نظر آتی ہے ۔ طرابلس: 1911 میں اٹلی نے ترکی کے اس شہر پر حملہ کر کے بہت سے ترکوں کو شہید کر دیا تھا ۔

مطلب: یہ نایاب شے جو اس آبگینے میں موجود ہے وہ طرابلس کے شہیدوں کا لہو ہے ۔ جس سے حضور کی امت کی آبرو اور توقیر جھلکتی ہے ۔

شفاخانۂ حجاز

اک پیشوائے قوم نے اقبال سے کہا
کھلنے کو جدّہ میں ہے شفاخانۂ حجاز

معانی:: شفاخانۂ حجاز: جدہ میں ایک ہسپتال کھلنے پر یہ نظم کہی گئی ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ ایک روز مجھ کوایک قومی رہنما نے بتایا کہ سعودی عرب کے شہر جدہ میں ہسپتال کا قیام عمل میں آ رہا ہے

ہوتا ہے تیری خاک کا ہر ذرّہ بے قرار
سنتا ہے تو کسی سے جو افسانۂ حجاز

معانی:: افسانۂ حجاز: حجاز، اسلام کی بات ۔
مطلب : جب تو کسی شخص سے حجاز کا ذکر سنتا ہے تو تیرے جسم کا ہر ذرہ بے قرار ہونے لگتا ہے ۔

دستِ جنوں کو اپنے بڑھا جیب کی طرف
مشہور تو جہاں میں ہے دیوانۂ حجاز

معانی:: دستِ جنوں : عشق یا دیوانگی کا ہاتھ ۔ جیب: گریبان ۔
مطلب: اب میں اس سرزمین میں ہسپتال کے قیام کی تجھے جو نوید دے رہا ہوں تو اس سے اظہار عقیدت کے طور پر اپنا ہاتھ جیب کی طرف بڑھا اور ہسپتال کی تعمیر میں امداد کے لئے عطیہ دے ۔

دارالشفا حوالیِ بطحا میں چاہیے
نبضِ مریض پنجۂ عیسیٰ میں چاہیے

معانی:: حوالی: آس پاس ۔ بطحا: وادیِ مکہ ۔ نبض: ہاتھ کی وہ رگ جس سے مرض کا پتا چلاتے ہیں ۔ پنجہ: مراد ہاتھ ۔ عیسیٰ: حضرت عیسیٰ، ڈاکٹر، طبیب ۔

مطلب: اس علاقے میں مریضوں کے لئے ہسپتال کا قیام اشد ضروری ہے تاکہ اطباَ وہاں بیمار لوگوں کا علاج کر سکیں ۔

میں نے کہا کہ موت کے پردے میں ہے حیات
پوشیدہ جس طرح ہو حقیقت مجاز میں

معانی:: پوشیدہ: چھپی ہوئی ۔ حقیقت: اصلیت ۔ مجاز: اشارے، کنایے یا استعارے ۔

مطلب: اقبال اس پیشوائے قوم سے مخاطب ہوکر جواباً کہتے ہیں کہ جس شے کو موت سے تعبیر کیا جاتا ہے فی الوقت وہ زندگی کا ایک ایسا رخ ہے جس طرح کی حقیقت مجاز میں پوشیدہ ہوتی ہے ۔

تلخابۂ اجل میں جو عاشق کو مل گیا
پایا نہ خضر نے مئے عمرِ دراز میں

معانی:: تلخابہ: کڑوا پانی ۔ اجل: موت ۔ خضرت: ایک روایتی پیغمبر جنھوں نے آب حیات پی کر ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پائی ۔ مئے عمر دراز: لمبی یعنی ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی کی شراب ۔

مطلب: ایک سچے عاشق کو فنا میں جو لطف حاصل ہوتا ہے وہ حضرت خضر اپنی طویل عمر میں بھی حاصل نہیں کر سکے ۔

اوروں کو دیں حضور یہ پیغامِ زندگی
میں موت ڈھونڈتا ہوں زمینِ حجاز میں

معانی:: اوروں : دوسروں کو ۔ حضور: جناب عالی ۔

مطلب: سو جناب زندگی کا یہ پیغام حضور دوسروں کو دیں میں تو سرزمین حجاز پر موت کا تمنائی ہوں ۔

آئے ہیں آپ لے کے شفا کا پیام کیا
رکھتے ہیں اہل درد مسیحا سے کام کیا

معانی:: آپ میرے پاس شفا کا یہ کیا پیغام لے کر آئے ہیں کہ اہل درد لوگ تو معالجوں سے سروکار نہیں رکھا کرتے کہ تکلیف ان کے لئے راحت ہے ۔ اس نظم کا پس منظر یہ ہے کہ انگریزوں نے سرزمین حجاز میں ہسپتال تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا ۔ اس کے لئے رقم درکار تھی ۔ ہندوستان میں بھی اس مقصد کے لئے عطیات جمع کئے گئے لیکن اقبال اور بعض دوسرے اکابر اس نوعیت کے ہسپتال کی تعمیر کے خلاف تھے جو انگریز کی زیر سرپرستی قائم ہو ۔ لہذا اس منصوبے کے خلاف یہاں آواز اٹھائی گئی ۔

ساقی

نشہ پلا کے گرانا تو سب کو آتا ہے
مزا تو جب ہے کہ گرتوں کو تھام لے ساقی

معانی:: مراد قوم کے رہنما، مصلحین ۔ نشہ: شراب ۔ گرتوں کو تھام لینا: جو گر رہے ہیں انھیں سنبھالنا، پستیوں سے نکالنا ۔

مطلب: اس نظم کے اشعار سے اندازہ ہوتا ہے کہ اقبال اپنے عہد کے بعض ایسے رہنماؤں پر طنز کیا ہے جو ذاتی مفاد کے لئے اپنے پیرووَں کو مذہب اور سیاست کے نام پر استعمال کرتے تھے ۔ فرماتے ہیں شراب پلا کر ہر کوئی دوسرے کو بدمست اور مدہوش کر سکتا ہے اور اس بدمستی اور مدہوشی میں پینے والا زمین پر ہی گرتا ہے لیکن ساقی کا کام محض مدہوش کرنا ہی نہیں ہے بلکہ گرتے ہووَں کو تھامنا بھی ہے ۔ مطلب یہ کہ ذاتی مفاد کے لئے دوسروں کو پستی سے ہمکنار کرنا تو سب کو آتا ہے تاہم حقیقی رہنمائی کا لطف اس عمل میں ہے کہ پستی میں گرنے والے کو سہارا دے ۔

جو بادہ کش تھے پرانے، وہ اٹھتے جاتے ہیں
کہیں سے آبِ بقائے دوام لے ساقی

معانی:: بادہ کش: شراب پینے والے ۔ اٹھتے جاتے ہیں: اس دنیا سے جا رہے ہیں ۔ آبِ بقائے دوام: ہمیشہ کی زندگی کا پانی، آبِ حیات ۔
مطلب: جو پرانے لوگ مے نوشی کے عادی تھے وہ تو بتدریج فنا کے گھاٹ اترتے جا رہے ہیں چنانچہ یہ امر لازم ہو گیا ہے کہ انہیں آب حیات پلا کر بقائے دوام سے ہم کنار کیا جائے ۔

کٹی ہے رات تو ہنگامہ گستری میں تری
سحر قریب ہے ، اللہ کا نام لے ساقی

معانی:: ہنگامہ گستری میں : فتنہ و فساد پھیلانے میں ۔ سحر: صبح، اچھے دن ۔
مطلب: اے ساقی تو نے ساری عمر تو اسی قسم کے ہنگاموں میں گزاری ہے اب جب کہ تو عمر کے آخری مراحل میں ہے سب ہنگامے چھوڑ کر اللہ اللہ کر لے کہ یہی آخرت میں کام آئے گا ۔ مراد یہ ہے کہ خود ساختہ اور مفاد پرست رہنماؤں کا کردار عام لوگوں کے لئے زہر قاتل سے کم نہیں ۔ خدا کرے وہ عبرت حاصل کر سکیں ۔

تعلیم اوراس کے نتاءج
(تضمین بر شعر ملا عرشی)

خوش تو ہیں ہم بھی جوانوں کی ترقی سے مگر
لبِ خنداں سے نکل جاتی ہے فریاد بھی ساتھ

معانی:: نتاءج: جمع نیتجہ، نیتجے، اثرات ۔ تضمین: گرہ لگانا ۔ ملا عرشی: ملا عرشی یزدی تبریز کے رہنے والے تھے ۔ لبِ خنداں : ہنستے ہوئے ہونٹ ۔
مطلب: حصول تعلیم کے ضمن میں نوجوانون نے جو ترقی کی وہ دوسروں کی طرح ہمارے لئے بھی مسرت وانبساط کا باعث ہے مگر مسکراتے ہوئے ہونٹوں سے ساتھ ہی فریاد بھی نکل جاتی ہے ۔

ہم سمجھتے تھے کہ لائے گی فراغت تعلیم
کیا خبر تھی کہ چلا آئے گا الحاد بھی ساتھ

معانی:: فراغت: خوشحالی، بے فکری ۔ کیا خبر تھی: معلوم نہ تھا ۔ الحاد: خدا کے وجود سے انکار ۔
مطلب: اس لیے کہ ہم تو یہ سمجھتے تھے کہ تعلیم کے سبب قوم کی مشکلات دور ہوں گی لیکن اس کا علم نہ تھا کہ مروجہ تعلیم کے ہمراہ قوم کے نوجوانوں میں فراغت اورآرائش کے ساتھ کفروالحاد بھی ان کے دلوں میں گھر کر لے گا ۔

گھر میں پرویز کے شیریں تو ہوئی جلوہ نما
لے کے آئی ہے مگر تیشۂ فرہاد بھی ساتھ

معانی:: پرویز: ایران کا قدیم بادشاہ خسرو پرویز ۔ شیریں : پرویز کی کنیز اور فرہاد کی محبوبہ ۔ جلوہ نما: مراد رونق کا باعث ۔ تیشۂ فرہاد: فرہاد کا تیشہ مراد اسلامی تعلیمات کو نقصان پہنچانے والا رجحان ۔
مطلب: اس کی مثال تو ایسی کہ پرویز بادشاہ کے محل میں اس کی مطلوبہ محبوبہ شیریں تو آگئی مگر کیا کیا جائے کہ اپنے عشاق فرہاد کا تیشہ بھی ساتھ لے آئی ۔ مراد یہ کہ تعلیم نے نوجوانوں کے ذہنوں کو قدرے جلا تو بخشی لیکن انہیں کفر و الحاد سے بھی متاثر کر کے رکھ دیا ہے ۔

تخمِ دیگر بکف آریم و بکاریم زنو
کانچہ کشتیم ز خجلت نتواں کرد درو

معانی:: ہم ایک اور بیج حاصل کر کے اسے نئے سرے سے بوئیں کیونکہ ہم نے جو کچھ بویا تھا شرمندگی کے مارے اسے کاٹ نہیں سکتے ۔
مطلب: اب ہمیں کہیں سے نیا بیج لانا چاہیے اور اسے کاشت کرنا چاہیے ۔ اس لیے کہ جو بیج پہلے کاشت کیا تھا اس کی فصل کاٹنا باعث ندامت بن گیا ہے ۔

قربِ سلطان

تمیزِ حاکم و محکوم مٹ نہیں سکتی
مجال کیا کہ گداگر ہو شاہ کا ہمدوش

معانی:: قرب: پاس، قریب بیٹھنے کی حالت ۔ سلطان: بادشاہ، حکمران ۔ تمیز: فرق ۔ محکوم: رعایا، غلام ۔ مٹنا: ختم ہونا ۔ مجال: طاقت ۔ گداگر: فقیر، مراد غلام ۔ ہمدوش: ساتھ بیٹھنے والا ۔

مطلب: اس دنیا کا نظام ہی اس طرز پر وضع کیا گیا ہے کہ حاکم و محکوم کے مابین جو امتیاز قائم کیا گیا وہ کسی طور پر بھی ختم نہیں ہو سکتا ۔ اس لئے یہ بات طے ہے کہ کوئی بھکاری بادشاہ کا ہم پلہ نہیں ہو سکتا ۔

جہاں میں خواجہ پرستی ہے بندگی کا کمال
رضائے خواجہ طلب کن قبائے رنگیں پوش

معانی:: خواجہ پرستی: آقا کی پوجا ۔ بندگی: غلامی ۔ رضا: مرضی ۔ طلب: مانگ ۔ قبا: چغہ ۔ رنگیں پوش: رنگدار لباس پہننے والا ۔

مطلب: دنیا میں غلامی کا کمال ہی یہ ہے کہ آقا کی پرستش کی جائے اور اس کے احکامات بے چوں وچراں مان لیے جائیں ۔

مگر غرض جو حصول رضائے حاکم ہو
خطاب ملتا ہے منصب پرست وقوم فروش

معانی:: رضائے حاکم: آقا کی خوشی، خوشنودی ۔ خطاب: کسی خاص وصف پر دیا گیا نام ۔ منصب پرست: عہدے، مرتبے کا بھوکا یا پجاری ۔ قوم فروش: قوم کو بیچنے والا ۔

مطلب: کہ آقا کہ خوشنودی کی صورت میں غلام سرخرو ہو سکتا ہے ۔ تاہم مشکل یہ ہے کہ اگر کوئی حاکم خوشنودی حاصل کرنے کا خواہاں ہو تو اسے عہدوں کا لالچی اور قوم فروش کہا جاتا ہے

پرانے طرزِ عمل میں ہزار مشکل ہے
نئے اصول سے خالی ہے فکر کی آغوش

معانی:: پرانے طرز عمل: پرانے لوگوں کی آقا پرستی کے طور طریقے ۔ نئے اصول: جدید طریقے، انداز ۔ فکر: غور، سوچ بچار ۔ آغوش: گود ۔

مطلب: اب دیکھا جائے تو ماضی کے اصولوں پر عمل کرنے میں بے شمار مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ جدید قواعد اور اصولوں میں فکر موجود ہی نہیں ۔

مزا تو یہ ہے کہ یوں زیرِ آسماں رہیے
ہزار گونہ سخن در دہان و لب خاموش

معانی:: زیر آسماں: دنیا میں ۔ یوں: اس طریقے سے ۔ خروش: شور، چیخ و پکار ۔

مطلب: لطف تو اسی صورت میں ہے کہ اس آسمان تلے رہائش کے دوران ہرچند کہ زبان پر ہزار ہا باتیں ہوں پھر بھی لب کشائی نہ کی جائے اور خاموشی اختیار کر لی جائے ۔

یہی اصول ہے سرمایۂ سکونِ حیات
گدائے گوشہ نشینی تو حافظا مخروش

مطلب:: اقبال کہتے ہیں کہ زندگی میں سکون و اطمینان کا ایک نسخہ خواجہ حافظ شیرازی نے اس طرح پیش کیا ہے کہ اے حافظ بے شک تو ترک دنیا کر کے محض ایک گوشے میں پناہ لینے والا درویش ہے اس لیے تجھے شور و ہنگامہ بپا کرنے کی بجائے خاموش رہنا چاہیے ۔

مگر خروش پہ مائل ہے تو، تو بسم اللہ
بگیر بادۂ صافی ، ببانگ چنگ بنوش

مطلب: اس کے باوجود اگر تو ہنگامہ کرنے پر تلا ہی ہوا ہے تو شوق سے کر مگر اس کے لئے شراب خالص کا حصول ناگزیر ہے ۔ تاکہ اسے راگ و رنگ کی محفل میں نوش جاں کیا جا سکے ۔

شریکِ بزمِ امیر و وزیر و سلطاں ہو
لڑا کے توڑ دے سنگِ ہوس سے شیشۂ ہوش

معانی:: بزم: محفل ۔ سنگِ ہوس: حرص اور لالچ کا پتھر ۔ ہوش: عقل ۔
مطلب: شاہوں ، وزیروں اور امیروں کی محفلوں میں شرکت اس طرح سے کر کہ اپنے فکر و شعور کو بھول جا اور محض اہل محفل کی خوشنودی کا خیال رکھ ۔

پیامِ مرشدِ شیراز بھی مگر سن لے
کہ ہے یہ سرِ نہاں خانۂ ضمیرِ سروش

معانی:: مرشدِ شیراز: حافظ شیرازی ۔ نہاں خانہ ضمیر سروش: غیب کے فرشتے کے دل میں چھپا ہوا ۔

مطلب: اس ساری صورتحال کے باوجود شیراز کے مرشد کا یہ پیغام بھی بہ قائمی ہوش و حواس سن لے ۔ عملاً یہ پیغام ایک ایسا راز ہے جو انسانوں کو خوش خبری دینے والے فرشتے کے ضمیر میں پوشیدہ ہے

محلِ نور تجلی ست راے انورِ شاہ
چو قربِ او طلبی در صفائے نیت کوش

مطلب: شاہوں کی رائے پر تجلیوں کا نور برستا ہے لہذا جب تو شاہ کی قربت میں بیٹھے تو ہمیشہ اپنی نیت کو صاف رکھ ۔

شاعر

جوئے سرود آفریں آتی ہے کوہسار سے
پی کے شرابِ لالہ گوں مے کدہَ بہار سے

معانی:: جوئے سرود آفریں : نغمے گاتی ہوئی ندی ۔ کوہسار: ایسی جگہ جہاں کئی پہاڑ ہوں ۔ لالہ گوں : سرخ رنگ کی ۔
مطلب: ندی اپنی تمامتر نغمہ ریزی کے ساتھ پہاڑ کی چٹانوں میں سے گزرتی بل کھاتی نیچے زمین کی طرف آ رہی ہے ۔ اس کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی بہار کے موسم میں گل لالہ جیسی سرخ شراب پی کر مستی و مدہوشی کے عالم میں رواں دواں ہو۔

مستِ مئے خرام کا سن تو ذرا پیام تو
زندہ وہی ہے، کام کچھ جس کو نہیں قرار سے

معانی:: مست مئے خرام: شراب کی مستی میں جھومتی چال ۔ قرار: ٹھہراوَ۔
مطلب: اس ندی کا پیغام سن جو زبان حال سے کہہ رہی ہے کہ اس دنیا میں وہی شے زندہ رہتی ہے جو سکون وثبات کی بجائے حرکت و عمل کی قائل ہو۔

پھرتی ہے وادیوں میں کیا دخترِ خوش خرامِ ابر
کرتی ہے عشق بازیاں سبزہَ مرغزار سے

معانی:: دخترِ خوش خرام ابر: بادل کی طرح نخروں کے ساتھ چلنے والی بیٹی، ندی ۔ عشقِ بازیاں : اٹھکیلیاں ، محبت کے کھیل ۔ سبزہ: گھاس ۔ مرغزار: جہاں جانور چرتے ہیں ۔

مطلب: یہ خوبصورت چال والی بادل کی بیٹی ندی اس طرح وادیوں کا طواف کرتی ہے جیسے کہ مرغزار کے سبزے سے عشق لڑا رہی ہو ۔

جامِ شراب، کوہ کے خم کدے سے اڑاتی ہے
پست و بلند کر کے طے کھیتوں کو جا پلاتی ہے

معانی:: خم کدہ: شراب خانہ ۔ پست و بلند: گھاٹی اور اونچی جگہیں ۔
مطلب: یوں محسوس ہوتا ہے جیسے یہ ندی کہسار کے میکدے سے شراب کے جام اڑ کر لاتی ہے اور پھر اونچے نیچے مقامات سے گزار کر کھیتوں جا پہنچاتی ہے اور یہ شراب انہیں پلا دیتی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ پہاڑی ندی چٹانوں سے گزرتی ہوئی جب وادی میں پہنچتی ہے تو کھیتوں کو سیراب کرتی ہے ۔

شاعرِ دل نواز بھی بات اگر کہے کھری
ہوتی ہے اس کے فیض سے مزرعِ زندگی ہری

معانی:: دل نواز: دوست جو دل کو تسلی دیتا ہے ۔ کھری: سچی ۔ فیض: فائدہ پہنچانے کی حالت ۔ مزرع: کھیتی ۔ ہری: سرسبز۔
مطلب: اسی منظر نامے میں اگر کسی دلنواز شاعر کی تخلیقات اور فکر کا جائزہ لیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ اگر شاعر بھی مبالغہ آرائی کے بجائے سچ کو اپنا شعار بنا لے اور اس سچ کے اظہار میں جرات مندی سے کام لے تو حیات انسانی کے لیے مفید اور سود مند ثابت ہو سکتا ہے ۔ یعنی ندی تو صرف کھیتوں اور باغات کو سیراب کرتی ہے جب کہ شاعر کی فکر انسان اور کائنات کے لئے افادیت کا سبب بنتی ہے ۔

شانِ خلیل ہوتی ہے اس کے کلام سے عیاں
کرتی ہے اس کی قوم جب اپنا شعار آزری

معانی:: شانِ خلیل: دوست یعنی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کا دبدبہ جنھوں نے بتخانہ نمرود میں رکھے بت توڑ ڈالے تھے ۔ کلام: شاعری ۔ شعار: طور طریقہ ۔ آزری: بت بنانے کا عمل، یعنی مختلف امور فرقہ پرستی، علاقائی تعصب، دولت وغیرہ کے بت بنانا ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ شاعر اگر حقیقت پسند ہے اور سچائی کے اظہار پر دسترس رکھتا ہے تو ایسے شاعر کے کلام سے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی شان ظاہر ہوتی ہے خاص طور پر ان مراحل میں جب کہ اس کی قوم آزر کی طرح بت تراشی اور بت پرستی کی جانب مائل ہو جائے ۔ چنانچہ جس طرح حضرت ابراہیم نے ان بتوں کو ریزہ ریزہ کر کے واحدانیت اور حق پرستی کا راستہ دکھایا تھا شاعر بھی اپنی ملت کے لیے یہی کردار ادا کر سکتا ہے ۔

اہل زمیں کو نسخۂ زندگِی دوام ہے
خونِ جگر سے تربیت پاتی ہے جو سخن وری

معانی:: زندگِی دوام: ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی ۔ خونِ جگر سے تربیت پانا: سچے جذبوں اور بے حد محنت اور لگن سے لکھی جانے والی ۔ سخن وری: شاعری ۔

مطلب: جو شاعری سچائی اور خون جگر سے پرورش پاتی ہے وہ سننے والوں کے لئے ایک مستقل حیثیت رکھتی ہے ۔

گلشنِ دہر می اگر جوئے مئے سخن نہ ہو
پھول نہ ہو، کلی نہ ہو، سبزہ نہ ہو، چمن نہ ہو

معانی:: گلشن دہر: زمانے کا باغ، دنیا۔ جوئے مئے سخن: شاعری کی شراب کی ندی یعنی بامقصد شاعری ۔
مطلب: چنانچہ حقیقت یہ ہے کہ دنیا کے اس گلستاں میں اگر شعر کی ندی نہ ہو یعنی شاعری نہ ہو تو پھر یہاں پھول، کلی، سبزہ اور چمن کا وجود بھی بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے ۔

نویدِ صبح

آتی ہے مشرق سے جب ہنگامہ در دامن سحر
منزلِ ہستی سے کر جاتی ہے خاموشی سفر

معانی:: ہنگامہ در دامن: زندگی کی رونق اور چہل پہل ۔ منزلِ ہستی: کائنات کا پڑاوَ۔
مطلب: جس گھڑی مشرق کی جانب سے صبح اپنے دامن میں ہنگامے لیے آتی ہے اس وقت کائنات سے خامشی رخصت ہو جاتی ہے ۔

محفلِ قدرت کا آخر ٹوٹ جاتا ہے سکوت
دیتی ہے ہر چیز اپنی زندگانی کا ثبوت

معانی:: محفلِ قدرت: یعنی دنیا۔
مطلب: ساری فضا پر جو سکوت چھایا ہوا ہوتا ہے وہ ختم ہو کر رہ جاتا ہے اور کائنات میں موجود ہر شے اپنی زندگی کا ثبوت فراہم کرنے لگتی ہے

چہچہاتے ہیں پرندے پا کے پیغامِ حیات
باندھتے ہیں پھول بھی گلشن میں احرامِ حیات

معانی:: احرام: وہ ان سلا کپڑا جو حاجی حج کی موقع پر باندھتے ہیں ۔
مطلب: کائنات میں موجود ہر شے اپنی زندگی کا ثبوت فراہم کرنے لگتی ہے جوں ہی ہر جانب سے زندگی کا پیغام ملنے لگتا ہے تو پرندے بھی چہچہانے لگتے ہیں اور پھول بھی اپنی شگفتگی سے اپنے وجود سے آگاہ کر دیتے ہیں ۔

مسلمِ خوابیدہ اٹھ، ہنگامہ آرا تو بھی ہو
وہ چمک اٹھا افق، گرمِ تقاضا تو بھی ہو

معانی:: ہنگامہ آرا: یعنی جدوجہد اور عمل کرنے والا ۔ چمک اٹھا افق: آسمان سورج نکلنے سے روشن ہوگیا ۔ گرمِ تقاضا: عمل اور جدوجہد میں مصروف ۔

مطلب: تو اے مسلمان! تو بھی اپنی نیند سے بیدار ہو جا کہ مشرق میں افق کی روشنی پھیل رہی ہے لہذا دوسرے عناصر کی طرح تو بھی مصروف عمل ہو جا ۔

وسعتِ عالم میں رہ پیما ہو مثلِ آفتاب
دامنِ گردوں سے ناپیدا ہوں یہ داغِ سحاب

معانی:: وسعتِ عالم: دنیا کا پھیلاوَ، پوری دنیا ۔ رہ پیما: راستہ چلنے، سفر کرنے والا ۔ مثلِ آفتاب: سورج کی طرح ۔ ناپیدا ہونا: مٹ جانا ۔ داغِ سحاب: بادل کا دھبا یعنی کفر یا باطل کی تاریکی ۔

مطلب: اے مسلمان! تو بھی سورج کی مانند کائنات کی وسعت میں اپنے سفر کا آغاز کر دے تاکہ آسمان پر بادلوں کے جو داغ احاطہ کیے ہوئے ہیں وہ مٹ جائیں ۔

کھینچ کر خنجر کرن کا، پھر ہو سرگرمِ ستیز
پھر سکھا تاریکیِ باطل کو آدابِ گریز

معانی:: خنجر کرن کا: روشنی ، نور اسلام کا خنجر، مراد اسلامی تعلیمات ۔ سرگرمِ ستیز: جہاد میں مصروف ۔ آدابِ گریز: بھاگ جانے یعنی مٹنے کے طور طریقے ۔

مطلب: سورج کی کرنوں کی طرح تو بھی اپنے خنجر کو تیز کر لے اور باطل کے خلاف اعلان جنگ کر دے کہ وہ حق کے

مقابلے میں فرار ہو جائے ۔ آج باطل کے اندھیرے بڑھتے جا رہے ہیں اگر تو سرگرم عمل ہو جائے تو حق کی فتح لازمی ہے ۔

تو سراپا نور ہے ، خوشتر ہے عریانی تجھے
اور عریاں ہو کے لازم ہے خود افشانی تجھے

معانی:: سراپا نور: مکمل روشنی ۔ خوشتر: بہت اچھی، اچھا ۔ خود افشانی: اپنے آپ کو بکھیرنا یعنی قوت عمل سے اپنی صلاحیتیں ظاہر کرنا ۔
مطلب: تو سر سے پا تک روشنی ہے تجھے تو اپنے وجود کو نمایاں کرنا چاہیے اور اپنی صلاحیتوں کو ظاہر کرنا چاہیے ۔

ہاں نمایاں ہو کے برقِ دیدہَ خفاش ہو
اے دلِ کون و مکاں کے رازِ مضمر! فاش ہو

معانی:: برق: بجلی ۔ دیدہَ خفاش: چمگادڑ کی آنکھ ۔ دلِ کون و مکاں کا رازِ مضمر: دنیا کے دل کا چھپا ہوا بھید، یعنی مسلمان جس کا کام اسلام کی روشنی پھیلانا ہے ۔ فاش ہو: ظاہر ہو، باہر نکل ۔
مطلب: اگر باطل کو چمگادڑ یعنی اندھیرا تسلیم کر لیا جائے تو اے مسلمان تو اس پر اپنی روشنی سے حملہ آور ہو تا کہ باطل کی تاریکی ختم ہو کر رہ جائے ۔

دُعا

یارب دلِ مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے، جو روح کو تڑپا دے

معانی:: دعا: اللہ کے حضور التجا، درخواست ۔ زندہ تمنا: عمل پر آمادہ رکھنے والی آرزو ۔ قلب کو گرمانا: دل میں جوش و ولولہ پیدا کرنا ۔

مطلب: اس نظم میں اقبال بارگاہ الہٰی میں یوں دعا گو ہیں کہ اے مالک جہاں ! مسلمانوں کے دلوں میں ایسی بیدار تمنائیں پیدا کر جو ہر قلب کو مضطرب کر دے اور ان کی روح کو تڑپا کر رکھ دے ۔

پھر وادیِ فاراں کے ہر ذرے کو چمکا دے
پھر شوقِ تماشا دے ، پھر ذوقِ تقاضا دے

معانی:: وادیِ فاراں : وہ وادی جہاں سے اسلام کا آغاز ہوا تھا، فاراں مکہ کی ایک پہاڑی یعنی خانہ کعبہ ۔ شوقِ تماشا: دیکھنے یعنی اسلام کی تجلیوں کو دیکھنے کی خواہش ۔ ذوقِ تقاضا: خدائی جلووں کی طلب، خواہش جس طرح حضرت موسیٰ نے خدا سے اس کا تقاضا کیا تھا ۔

مطلب: اے مولا! ایک بار پھر حرم کعبہ کے ایک ایک ذرے کو منور کر دے اور مسلمانوں کے دلوں میں وہ شوق پیدا کر دے جو اس روشنی کو اپنے اندر جذب کرنے کا سبب بن سکے ۔

محرومِ تماشا کو پھر دیدۂ بینا دے
دیکھا ہے جو کچھ میں نے اوروں کو بھی دکھلا دے

معانی:: محرومِ تماشا: دیکھنے سے بے نصیب، بصیرت سے عاری ۔ دیدہَ بینا: دیکھنے والی آنکھ، بصیرت ۔ اوروں کو: دوسروں کو، قوم کو ۔

مطلب: وہ لوگ جو بصیرت سے محروم ہو چکے ہیں انہیں بصیرت کے ساتھ بصارت بھی عطا کر ۔ اور میری آنکھیں جو کچھ دیکھ رہی ہیں وہ دوسرے مسلمانوں کو بھی دکھا دے ۔

بھٹکے ہوئے آہو کو پھر سوئے حرم لے چل
اس شہر کے خوگر کو، پھر وسعتِ صحرا دے

معانی:: بھٹکا ہوا آہو: راستہ بھولا ہوا ہرن، مراد مسلمان جو اسلام کی راہ سے ہٹ گیا ہے ۔ سوئے حرم: کعبہ کی طرف یعنی اسلام کی طرف ۔ شہر کا خوگر: مراد جغرافیائی حدوں میں محدود رہنے کا عادی ۔ وسعتِ صحرا: ریگستان کا سا پھیلاوَ، پوری دنیا میں پھیلنا ۔

مطلب: مسلمان آج ایک گم کردہ راہ ہرن کی طرح ہے اسے پھر سے حرم کعبہ کی طرف لوٹا دے اور اس کی فکر کو صحرا جیسی وسعت عطا کر دے ۔

پیدا دلِ ویراں میں پھر شورشِ محشر کر
اس محملِ خالی کو، پھر شاہدِ لیلا دے

معانی:: دلِ ویراں : عشق اسلام کے جذبوں سے خالی دل ۔ شورشِ محشر: قیامت کا سا ہنگامہ، مراد زبردست جوش و ولولہ ۔ محملِ خالی: حضور اکرم کے عشق سے خالی دل ۔ شاہدِ لیلا: یعنی حضور اکرم کی محبت ۔

مطلب: اس اجڑے ہوئے دل میں پھر سے حشر بپا کر دے اس کے خالی کجاوے کو لیلیٰ جیسا محبوب عنایت فرما ۔

اس دور کی ظلمت میں ہر قلبِ پریشاں کو
وہ داغِ محبت دے جو چاند کو شرما دے

معانی:: ظلمت: اندھیرا، برائیاں، خرابیاں ۔ قلبِ پریشاں: فکر مند دل ۔ داغِ محبت: یعنی محبت کی روشنی ۔ جو چاند کو شرما دے: جس کے آگے چاند کی روشنی پھیکی پڑ جائے ۔
مطلب: یہ دور تاریکی کا دور ہے جس میں کسی کو کچھ نہیں سوجھ رہا ۔ اسی سبب مسلمانوں کے دل ابتری کا شکار ہیں ۔ ان دلوں کو ایسا داغ محبت دے جو چاند کو بھی شرما دے ۔

رفعت میں مقاصد کو ہمدوشِ ثریا کر
خودداریِ ساحل دے، آزادیِ دریا دے

معانی:: رفعت: بلندی ۔ ہمدوشِ ثریا: ستاروں کی بلندی کے برابر ۔ خودداریِ ساحل: کنارے کی سی غیرت جو پانی کے تھپیڑے سہ کر بھی اپنی جگہ برقرار رہتا ہے ۔ آزادیِ دریا: جس طرح دریا یا سمندر کا پانی جدھر چاہتا ہے رخ موڑ لیتا ہے ۔
مطلب: ان کے جو مقاصد ہیں ان کو ثریا کی سی بلندی عطا کر ۔ ان کو ساحل جیسی خودداری اور دریا کی روانی جیسی آزادی بخش دے ۔

بے لوث محبت ہو، بیباک صداقت ہو
سینوں میں اجالا کر، دل صورت مینا دے

معانی:: بے لوث: حرص وغیرہ سے پاک ۔ بیباک صداقت: ہر طرح کے خوف سے پاک سچائی ۔ صورت: مانند، طرح ۔ مینا: شراب کی صراحی ۔
مطلب: ان مسلمانوں کے دلوں میں ایسی محبت موجزن ہو جو بالکل بے لوث ہو جس میں لالچ اور ہوس کا شائبہ تک نہ

ہو ۔ مزید یہ کہ انہیں بے خوف و خطر سچ بولنے کی توفیق عطا فرما ۔ ان کے دلوں میں اجالا پیدا کر دے اور دلوں کو وہ صلاحیت دے جو دوسروں کو فیض پہنچا سکے ۔

احساس عنایت کر آثارِ مصیبت کا
امروز کی شورش میں اندیشۂ فردا دے

معانی:: آثار: جمع اثر، علامتیں ۔ امروز: آج ۔ شورش: ہنگامہ ۔ اندیشۂ فردا: آنے والے کل کی فکر ۔
مطلب: مسلمان آج مصائب و آلام میں گھرے ہوئے ہیں لیکن بے حسی کا شکار ہیں ۔ خدایا انہیں مصائب سے متنبہ کر اور حال کے ہنگاموں کے پس منظر میں مستقبل کی فکر عطا کر ۔

میں بلبل نالاں ہوں اک اجڑے گلستاں کا
تاثیر کا سائل ہوں ، محتاج کو داتا دے

معانی:: بلبلِ نالاں : فریاد کرتی ہوئی بلبل یعنی علامہ اقبال ۔ اجڑا گلستاں : مراد ہندوستان جو انگریزوں کی غلامی کا شکار تھا ۔ داتا: سخی، عطا کرنے والا ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں اے آقا! میں تو ایک ویران باغ میں نالہ و فریاد کرنے والے بلبل کی طرح ہوں جس کی گریہ و زاری میں تاثیر باقی نہیں رہی چنانچہ اے ہر فرد کی حاجت روائی کرنے والے میں تجھ سے اپنی تاثیر کا طلبگار ہوں ۔

عید پر شعر لکھنے کی فرمائش کے جواب میں

یہ شالامار میں اک برگِ زرد کہتا تھا
گیا وہ موسمِ گل جس کا رازدار ہوں میں

معانی:: شالامار: لاہور کا مشہور اور تاریخی باغ جسے مغلیہ بادشاہ شاہجہاں کے حکم پر تعمیر کیا گیا تھا ۔ برگِ زرد: پیلا یعنی مرجھایا ہوا پتا ۔ موسمِ گل: موسمِ بہار ۔
مطلب: مغلوں کے خوبصورت باغ شالامار میں سیر کے لیے گیا تو کسی درخت کے ایک مرجھائے ہوئے زرد پتے نے زبان حال سے کہا کہ وہ بہار اور شان و شوکت کا زمانہ تو رخصت ہوگیا جس کا میں چشم دید گواہ اور رازدار ہوں ۔

نہ پائمال کریں مجھ کو زائرانِ چمن
انھی کی شاخِ نشیمن کی یادگار ہوں میں

معانی:: زائران: زائر کی جمع، زیارت کرنے والے ۔ نشیمن: گھونسلا ۔ یادگار: نشانی ۔
مطلب: باغ میں سیر کو آنے والے لوگ مجھے یوں اپنے قدموں تلے روند ڈالیں کہ میں اس درخت سے شاخ کا جزو ہوں جس پر کبھی ان کا نشیمن ہوا کرتا تھا ۔

ذرا سے پتے نے بے تاب کر دیا دل کو
چمن میں آکے سراپا غمِ بہار ہوں میں

معانی:: بیتاب: بے چین، بے قرار ۔ سراپا: پورے طور پر ۔ غمِ بہار: مسلمانوں کے عروج و ترقی کا زمانہ گزرنے کا دکھ ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ اس ذرا سے پتے کی زبان حال سے فریاد نے میرے دل کو اضطراب سے دوچار کر دیا اور

یہاں باغ میں سیر سے لطف اندوز ہونے کی بجائے مذکورہ فریاد سن کو دل بے چین ہو کر رہ گیا اور قلبی مسرت غم کے ڈھانچے میں ڈھل گئی ۔

خزاں میں مجھ کو رلاتی ہے یادِ فصلِ بہار
خوشی ہو عید کی کیوں کر کہ سوگوار ہوں میں

معانی:: خزاں : مسلمانوں کا زوال ۔ فصل بہار: یعنی مسلمانوں کا عروج ۔ سوگوار: غمزدہ ۔
مطلب: یہی وجہ ہے کہ خزاں کے دور میں بہار کے موسم کو یاد کر کے اشک بار ہوتا ہوں ۔ اس غم انگیز کیفیت میں مجھے عید کی کیا خوشی ہو سکتی ہے اس لیے کہ میں تو ماضی کی یاد میں پہلے ہی سوگوار ہوں ۔

اجاڑ ہو گئے عہدِ کہن کے مے خانے
گزشتہ بادہ پرستوں کی یادگار ہوں میں

معانی:: اجار: ویران ۔ عہد کہن: پرانا یعنی ترقی و عروج کا زمانہ ۔ مے خانے: شراب خانے مراد اسلامی ادارے ۔ گزشتہ بادہ پرست: ماضی کے شیدائیانِ اسلام ۔
مطلب: ملت اسلامیہ کی عظمت و شان کا وہ دور ختم ہو چکا جس کی یادگار کے طور پر میں ابھی تک بقید حیات ہوں ۔

شبنم اور ستارے

اک رات یہ کہنے لگے شبنم سے ستارے
ہر صبح نئے تجھ کو میسر ہیں نظارے

معانی: شبنم: رات کی تری، اوس ۔ میسر: حاصل ۔
مطلب: ایک رات کا ذکر ہے کہ ستاروں نے شبنم سے مخاطب ہو کر کہا ۔ تجھ کو ہر صبح نئے نئے نظارے دکھائی دیتے ہیں ۔

کیا جانیے تو کتنے جہاں دیکھ چکی ہے
جو بن کے مٹے ان کے نشاں دیکھ چکی ہے

معانی: جو بن کے مٹے: جو عروج، وجود پا کر فنا کا شکار ہو گئے ۔
مطلب: نہ جانے تو اب تک کتنی دنیائیں دیکھ چکی ہے جو چیزیں عروج پا کر زوال کا شکار ہو چکی ہیں تو نے ان کی افتاد کا نظارہ بھی کیا ہے ۔

زہرہ نے سنی ہے یہ خبر ایک ملک سے
انسانوں کی بستی ہے بہت دور فلک سے

معانی: زہرہ: ایک سیارے کا نام ۔ ملک: فرشتہ ۔
مطلب: اے شبنم! زہرہ ستارے نے کسی فرشتے سے یہ خبر سنی ہے کہ انسان جس دنیا میں آباد ہیں وہ آسمان سے کافی فاصلے پر واقع ہے ۔

کہہ ہم سے بھی اس کشورِ دلکش کا فسانہ
گاتا ہے قمر جس کی محبت کا ترانہ

معانی: کشورِ دل کش: بہت پیارا ملک، بہت پیاری دنیا ۔ قمر: چاند ۔
مطلب: اے شبنم! چونکہ تو انسانوں کی اس دلکش بستی کے بارے میں بہت کچھ جانتی ہے چاند بھی جس کی محبت کے نغمے گاتا ہے اس کا احوال سنا ۔

اے تارو! نہ پوچھو چمنستانِ جہاں کی
گلشن نہیں، اک بستی ہے وہ آہ و فغاں کی

معانی: چمنستان: باغ ۔ آہ و فغاں : رونا، واویلا کرنا ۔
مطلب: ستاروں کی زبانی یہ بات سن کر شبنم نے جواباً کہا کہ اے ستارو! تم انسانی دنیا کے بارے میں کیا پوچھتے ہو وہ کوئی شگفتہ باغ نہیں بلکہ ایک ایسی بستی ہے جو آہ و فغاں سے عبارت ہے ۔

آتی ہے صبا واں سے پلٹ جانے کی خاطر
بے چاری کلی کھِلتی ہے مرجھانے کی خاطر

معانی: صبا: صبح کی خوشگوار ہوا ۔ واں : وہاں : پلٹ جانا: واپس چلے جانا، لوٹ جانا ۔ خاطر: واسطے، لیے ۔
مطلب: وہاں صبا محض اس لیے آتی ہے کہ مایوس ہو کر واپس لوٹ جائے اور باغوں میں کلی صرف مرجھانے کی خاطر ہی کھلتی ہے ۔

کیا تم سے کہوں کیا چمن افروز کلی ہے
ننھا سا کوئی شعلۂ بے سوز کلی ہے

معانی: چمن افروز: باغ کو روشن کرنے والی ۔ ننھا: چھوٹا ۔ شعلۂ بے سوز: ایسی لو، آنچ جس میں تپش نہ ہو۔
مطلب: اس کلی کا احوال تم سے کیا کہوں کہ وہ کس طرح باغ کی آرائش کا سامان بنتی ہے ۔ وہ تو شاید ایک ننھا سا شعلہ ہے جو تپش سے محروم ہے ۔

گل نالۂ بلبل کی صدا سن نہیں سکتا
دامن سے مرے موتیوں کو چن نہیں سکتا

معانی: نالہ: فریاد ۔ صدا: آواز ۔ چننا: اکٹھے کرنا ۔
مطلب: اس دنیا میں پھول اس قدر مجبور ہے کہ اسے نالہ بلبل بھی سنائی نہیں دیتا ۔ میں خود اس کے دامن میں موتیوں کی طرح گرتی ہوں لیکن وہ انہیں بھی نہیں چن سکتا ۔

ہیں مرغِ نواریز گرفتار ، غضب ہے
اُگتے ہیں تہِ سایۂ گل خار، غضب ہے

معانی: مرغِ نواریز: اچھی آواز میں چہچہانے والے پرندے ۔ گرفتار: پکڑے ہوئے ، قید میں ۔ غضب ہے: دکھ کی بات ہے ۔
مطلب: اس بستی میں تو نغمے الاپنے والے پرندوں کو بھی قیدی بنا لیا جاتا ہے ۔ حیرت تو یہ کہ وہاں پھولوں کے زیر سایہ کانٹے اگتے ہیں ۔

رہتی ہے سدا نرگسِ بیمار کی تر آنکھ
دل طالبِ نظارہ ہے، محرومِ نظر آنکھ

معانی: نرگسِ بیمار: نرگس کے پھول کو اس کی آنکھ کی سی شکل کی بنا پر محبوب کی نشیلی اور شرمیلی آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے ۔ تر: گیلی: طالب: مانگنے، چاہنے والا، خواہشمند ۔ محرومِ نگاہ: نگاہ سے عاری، خالی ۔
مطلب: نرگس کے پھول نظارے کی تڑپ تو رکھتے ہیں لیکن ان کی آنکھیں بصارت سے محروم ہیں ۔

دل سوختۂ گرمیِ فریاد ہے شمشاد
زندانی ہے اور نام کو آزاد ہے شمشاد

معانی: دل سوختہ گرمیِ فریاد: دہائی کی گرمی سے جلے ہوئے دل والا ۔ شمشاد: سرو کی قسم کا ایک درخت جس کے پتے گول، چھوٹے اور موٹے ہوتے ہیں ، یہ ہمیشہ سرسبز رہتا ہے ۔ زندانی: قیدی، مراد زمین میں اگا ہوا جو جگہ سے ہل نہیں سکتا ۔
مطلب: شمشاد کا درخت فریاد کی حدت سے تپش آمادہ رہتا ہے ۔ بظاہر وہ آزاد ہے پھر بھی قیدی کی حیثیت کا حامل ہے ۔

تارے شررِ آہ ہیں انساں کی زباں میں
میں گریۂ گردوں ہوں گلستاں کی زباں میں

معانی: شررِ آہ: آہ کی چنگاری ۔ گریۂ گردوں : آسمان کا رونا ۔
مطلب: خوبصورت ستارے بھی انسان کی زبان میں آہوں کے شرارے ہیں اور اہل گلشن مجھے بھی آسمان کے آنسووَں سے تعبیر کرتے ہیں ۔

نادانی ہے یہ گردِ زمیں طوفِ قمر کا
سمجھا ہے کہ درماں ہے وہاں داغِ جگر کا

معانی: گردِ زمیں : زمیں کے اردگرد ۔ طوف: چکر لگانا ۔ درماں : علاج ۔ داغِ جگر: دل کا زخم، مراد وہ داغ جو چاند میں نظر آتا ہے ۔

مطلب: چاند جو زمین کی محبت میں گرفتار ہو کر وہاں کا طواف کرتا ہے ناداں ہے حقیقت یہ ہے کہ اس جہانِ فانی کی بنیاد محض ہوا پر قائم ہے ۔

بنیاد ہے کاشانۂ عالم کی ہوا پر
فریاد کی تصویر ہے قرطاسِ فضا پر

معانی: کاشانۂ عالم: دنیا کا محل یعنی دنیا ۔ ہوا پر بنیاد ہونا: مضبوط نہ ہونا جو کسی بھی وقت گر سکتا ہے ۔ قرطاس: کاغذ، صفحہ ۔

مطلب: حقیقت یہ ہے کہ اس جہان فانی کی بنیاد محض ہوا پر قائم ہے اور یہ حقیقت غم واندوہ ونالہ وفغاں کا مرقع ہے ۔ اس نظم میں اقبال نے دنیا کی بے ثباتی کی تصویر کشی کی ہے ۔

محاصرۂ ادرنہ

یورپ میں جس گھڑی حق و باطل کی چھڑ گئی
حق خنجر آزمائی پہ مجبور ہو گیا

معانی: محاصرہ: ہر طرف سے گھیرے میں لینے کا عمل ۔ ادرنہ: ترکی کا شہر قسطنطنیہ کی فتح سے پہلے ترکی کا پایۂ تخت تھا 1913 کو بلغاریہ نے محاصرہ کیا اور فتح کر لیا ۔ انور پاشا نے اسے پھر فتح کر لیا تھا ۔ حق و باطل کی چھڑنا: اسلام اور کفر کے درمیان جنگ ہونا ۔ خنجر آزمائی: ہتھیار اٹھانے اور چلانے کی حالت ۔
مطلب: یورپ میں جس لمحے حق و باطل کے مابین جنگ چھڑ گئی تو حق کو بھی مجبور ہونا پڑا کہ باطل کے خلاف تلوار اٹھائے ۔ مراد یہ ہے کہ بلغاریہ اور سرویہ کی افواج نے جس وقت ترکی کے دارالحکومت ادرنہ پر حملہ کیا تو عثمانی سلطنت کے عساکر بھی ان کے خلاف صف آرا ہو گئے ۔

گردِ صلیب، گردِ قمر حلقہ زن ہوئی
شکری حصارِ درنہ میں محصور ہوگیا

معانی: گردِ: مٹی ۔ صلیب: سولی، مراد عیسائی مذہب ۔ گردِ قمر: چاند یعنی اسلام کے اردگرد ۔ حلقہ زن ہونا: گھیر لینا ۔ شکری: مراد شکری پاشا، خاندانی فوجی تھے ۔
مطلب: صلیبی یعنی عیسائی افواج نے جب مسلم علاقے کا محاصرہ کر لیا تو ترک سالار اپنی فوج قوت کو مجتمع کر کے ادرنہ کے قلعہ میں محصور ہوگیا اور دشمن کے خلاف مختصر فوج کے باوجود اس بے جگری سے مزاحمت کی کہ عیسائی سالار بھی اسے داد دینے پر مجبور ہو گئے ۔

مسلم سپاہیوں کے ذخیرے ہوئے تمام
روئے امید آنکھ سے مستور ہو گیا

معانی: ذخیرے: یعنی ہتھیاروں کا سٹاک ۔ تمام ہونا: ختم ہونا ۔ روئے امید: امید کا چہرہ ۔ مستور: چھپا ہوا ۔
مطلب: اس معرکے نے اتنا طول پکڑا کہ مسلمانوں کے پاس سامان رسد ختم ہوگیا اور فوجی بھوکوں مرنے لگے ۔ باہر سے کمک کی کوئی توقع اور امید نہیں تھی ۔

آخر امیرِ عسکرِ ترکی کے حکم سے
آئینِ جنگ شہر کا دستور ہو گیا

معانی: امیر عسکر: فوجی سردار، سپہ سالار ۔ آئینِ جنگ: جنگ کا دستور، مارشل لا ۔ دستور: قانون ۔
مطلب: آخر کار مجبور ہوکر شکری پاشا نے حکم جاری کیا کہ جنگ کے قانون کے مطابق شہریوں سے جبراً سامان خوراک حاصل کر لیا جائے ۔ اس حکم کی رو سے اسلامی لشکر عام لوگوں سے خوراک کے ذخیرے حاصل کر کے جمع کر لئے ۔

ہر شے ہوئی ذخیرہَ لشکر میں منتقل
شاہیں گدائے دانہَ عصفور ہوگیا

معانی: ذخیرہَ لشکر: فوج کا سامانِ رسد ۔ منتقل ہونا: ایک جگہ سے دوسری جگہ پہنچایا جانا ۔ شاہیں : باز کی قسم کا مشہور پرندہ مراد ترکوں کی فوج ۔ گدائے دانہَ عصفور: چڑیا کے دانے کی بھیک مانگنے والا، یعنی بلقانیوں سے غلہ وغیرہ مانگنے والا ۔
مطلب: جب تمام سامان رسد لشکر کے ذخیرے میں منتقل ہوگیا تو عمومی سطح پر اس سے یہ نتیجہ اخذ کیا جانے لگا کہ شاہیں جو تھا وہ چڑیوں کی خوراک کا بھکاری بن گیا ہے مراد یہ کہ مسلمان فوجی جو بے حد جی دار تھے انھوں نے آخر کار بھوک سے مجبور ہوکر عام لوگوں کے کھانے پینے کا سامان بھی قبضے میں لے لیا ۔

لیکن فقیہ شہر نے جس دم سنی یہ بات
گرما کے مثلِ صاعقۂ طور ہو گیا

معانی: فقیہ: شرعی مسئلوں کا عالم ۔ گرما کے: غصہ کھا کر ۔ صائقۂ طور: طور کی بجلی ۔
مطلب: جب یہ خبر شہر کے فقیہ تک پہنچی تو وہ اس قدر غضبناک ہوا جیسے طور پر گرنے والی بجلی ہو ۔

ذمی کا مال لشکرِ مسلم پہ ہے حرام
فتویٰ تمام شہر میں مشہور ہو گیا

معانی: ذمی: مسلمان حکومت کو جزیہ ، ٹیکس دینے والا غیر مسلم ۔
مطلب: تو فوری طور پر اس نے ترک لشکر کے حکم کے خلاف فتویٰ جاری کیا جس کی رو سے اسلامی آئین کے مطابق پناہ میں آئے ہوئے غیر مسلموں کا مال مسلمانوں کے لئے حرام قرار دیا گیا ۔ یہ فتویٰ آناً فاناً سارے شہر کے لوگوں کے مابین پھیل گیا ۔ حتیٰ کہ ترک سپاہیوں تک بھی یہ خبر پہنچ گئی ۔

چھوتی نہ تھی یہود و نصاریٰ کا مال فوج
مسلم خدا کے حکم سے مجبور ہو گیا

معانی: چھوتی نہ تھی: ہاتھ تک نہ لگاتی تھی ۔
مطلب: اس فتوے کے جاری ہونے کے بعد اس پر فوری طور پر عمل شروع ہو گیا ۔ اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ ترک فوجیوں نے ادرنہ میں رہنے والے یہودیوں اور عیسائیوں کے مال و متاع کو ہاتھ لگانے تک سے انکار کر دیا اور یوں مسلمان اپنی شدید ضرورتوں کے باوجود اس حکم خداوندی کی پیروی پر مجبور ہو گئے جو مفتی شہر کی وساطت سے ان تک پہنچا تھا ۔

غلام قادر رہیلہ

رہیلہ کس قدر ظالم ، جفا جو ، کینہ پرور تھا
نکالیں شاہِ تیموری کی آنکھیں نوکِ خنجر سے

معانی: غلام قادر رہیلہ : نواب نجیب الدولہ کا پوتا، جس نے مرہٹون کے خلاف احمد شاہ ابدالی کو دعوت دی اور دونوں نے پانی پت میں مرہٹوں کو شکست دی 1774 میں شاہ عالم ثانی نے مرہٹوں سے مل کر رہیلوں پر حملہ کیا اور انھیں شکست دی اور ان کی عورتوں کو بے عزت کیا قادر اس وقت 13 برس کا تھا، اس نے یہ دردناک منظر دیکھا تھا موقع ملنے پر قادر نے شاہ عالم کی آنکھیں نکلوا کر اس سے انتقام لیا ۔ جفا جو: مختلف طریقوں سے تنگ کرنے والا ۔ کینہ پرور: دل میں دشمنی رکھنے والا ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ غلام قادر رہیلہ اس قدر ظالم، ستم شعار اور جفا جو تھا کہ مغل تاجدار شاہ عالم ثانی کی آنکھیں انتقاماً خنجر سے نکال لیں ۔

دیا اہلِ حرم کو رقص کا فرماں ستمگر نے
یہ اندازِ ستم کچھ کم نہ تھا آثارِ محشر سے

معانی: حرم: مراد محل کی شاہی بیگمات ۔ ستم گر: ظلم ڈھانے والا ۔ آثارِ محشر: قیامت کی نشانیاں ۔

مطلب: یہی نہیں بلکہ بعد میں اس نے شاہی خاندان کی خواتین کو اپنے روبرو رقص کرنے کا حکم دیا یہ حکم ظاہر ہے انتہائی ظالمانہ اور محشر خیز تھا ۔

بھلا تعمیل اس فرمانِ غیرت کش کی ممکن تھی

شہنشاہی حرم کی نازنینانِ سمن بر سے

معانی: تعمیل: عمل میں لانا، ماننا ۔ غیرت کش: شرم و حیا کا گلا دبانے والا ۔ شہنشاہی حرم: بادشاہ کی بیگمات ۔ نازنینان: جمع نازنین، خوبصورت، نازک عورتیں ۔ سمن بر: چنبیلی کا سا سفید اور نازک جسم رکھنے والی ۔
مطلب: افسوس ناک امر یہ ہے کہ اس نے یہ سب کچھ انتقاماً کیا اور شاہی خاندان کی ان خواتین کی بے حرمتی کی جن کو سب عزت و احترام سے دیکھتے تھے ۔

بنایا آہ! سامانِ طرب بے درد نے ان کو

نہاں تھا حسن جن کا چشمِ مہر و ماہ واختر سے

معانی: سامانِ طرب: خوشی کا ذریعہ ۔ نہاں: چھپا ہوا ۔ مہر: سورج ۔ اختر: ستارہ ۔
مطلب: اس ظالم نے اپنی انا کی تسکین کے لئے ان خواتین کو رقص پر مجبور کیا جن کا آنچل تک چشم فلک نے بھی نہیں دیکھا تھا ۔

لرزتے تھے دلِ نازک، قدمِ مجبور جنبش تھے

رواں دریائے خوں شہزادیوں کے دیدہَ تر سے

معانی: مجبورِ جنبش: ہلنے یعنی ناچنے پر بے بس ۔ رواں: جاری، بہنے والا ۔ دریائے خوں: خون کے آنسو ۔ شہزادیاں: بادشاہ کی بیٹیاں ۔ دیدہَ تر: روتی ہوئی آنکھیں ۔
مطلب: اس عمل کے دوران شہزادیوں کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور شرم و حیا کی شدت سے جسم لرز رہے تھے ۔

یونہی کچھ دیر تک محوِ نظر آنکھیں رہیں اس کی
کیا گھبرا کے پھر آزادِ سر کو بار مغفر سے

معانی: محوِ نظر: دیکھنے میں مصروف ۔ مغفر: لڑائی کے وقت سر پر پہنا جانے والا لوہے کا ٹوپ ۔
مطلب: غلام قادر رہیلہ کچھ دیر تک تو یہ منظر دیکھتا رہا پھر اس کے بعد اس نے گھبرا کر سر سے اپنا خود اتار لیا ۔

کمر سے اٹھ کے تیغِ جاں ستاں آتش فشاں کھولی
سبق آموزِ تابانی ہوں انجم جس کے جوہر سے

معانی: تیغ: تلورا ۔ جانستاں : جان لینے والی ۔ آتش فشاں : آگ بکھیرنے والی ۔ سبق آموزِ تابانی: چمک کا سبق پڑھنے والے ۔ انجم: ستارے ۔ جوہر: تلوار کی چمک ۔
مطلب: اور پھر کمر سے تلوار بھی کھول لی جس کی چمک سے ستارے بھی چمک کا سبق پڑھنے والے تھے ۔

رکھا خنجر کو آگے اور پھر کچھ سوچ کر لیٹا
تقاضا کر رہی تھی نیند گویا چشمِ احمر سے

معانی: چشم احمر: جاگنے کی وجہ سے سرخ آنکھ۔
مطلب: اس کے بعد اس نے خنجر کو کچھ سوچتے ہوئے اپنے سامنے قالین پر رکھ لیا اور بظاہر آنکھیں بند کر لیں جیسے اسے غنودگی نے بری طرح سے گھیر لیا ہو۔

بجھائے خواب کے پانی نے اخگر اس کی آنکھوں کے
نظر شرما گئی ظالم کی درد انگیز منظر سے

معانی: : خواب کا پانی: مراد نیند ۔ اخگر: چنگاری، مراد آنکھوں کی سرخی ۔ درد انگیز: دل کو دکھ پہنچانے والا ۔
مطلب: اس قدر ظالم اور سنگدل ہونے کے باوجود غلام قادر رہیلہ داخلی طور پر انتہائی شرمسار تھا ۔ اس کے بعد وہ تھوڑی دیر تک اسی عالم میں آنکھیں بند کیے ہوئے پڑا رہا لیکن کب تک ۔ آخر کار وہ اپنا سر جھٹک کر اس طرح اٹھ بیٹھا جیسے نیند سے بیدار ہو ۔

پھر اٹھا اور تیموری حرم سے یوں لگا کہنے
شکایت چاہیے تم کو نہ کچھ اپنے مقدّر سے

معانی: تیموری حرم: مغلیہ بیگمات، ملکائیں، شہزادیاں ۔ مقدّر: نصیب، قسمت ۔
مطلب: چند لمحے بعد وہ شاہی محل کی خواتین کو مخاطب کر کے کہنے لگا کہ تمہیں اپنے مقدر کی شکایت نہیں کرنی چاہیے ۔

مرا مسند پہ سو جانا بناوٹ تھی، تکلف تھا
کہ غفلت دور ہے شانِ صف آرایانِ لشکر سے

معانی: مسند: شاہی قالین ۔ بناوٹ: یونہی دکھانے کا طریقہ، تکلف ۔ صف آرایاں: صف آرا کی جمع، فوج کا لڑائی کے لئے ترتیب سے کھڑے ہونا ۔
مطلب: میں جس انداز میں مسند پر بظاہر محو خواب تھا یہ تو ایک بناوٹ تھی اور دکھاوے کا سامان تھا اس لیے کہ جنگ جو سرداران لشکر کبھی اس طرح سے غفلت کا مظاہرہ نہیں کرتے ۔

یہ مقصد تھا مرا اس سے کوئی تیمور کی بیٹی
مجھے غافل سمجھ کر مار ڈالے میرے خنجر سے

معانی: تیمور کی بیٹی: مغلیہ خاندان کی عورت ۔
مطلب: میں تو محض یہ دیکھنا چاہتا تھا کی تم تیمور کی بیٹیوں میں کوئی حوصلہ مند ایسی بھی ہو جو مجھے غفلت کے عالم میں موت کے گھاٹ اتار دے ۔

مگر یہ راز آخر کھل گیا سارے زمانے پر
حمیت نام ہے جس کا، گئی تیمور کے گھر سے

معانی: حمیت: غیرت ۔
مطلب: مگر یوں لگتا ہے کہ جس چیز کا غیرت و حمیت نام تھا وہ تیمور کے خاندان سے رخصت ہو گئی ۔

ایک مکالمہ

اک مرغ سرا نے یہ کہا مرغِ ہوا سے
پردار اگر تو ہے ، تو کیا میں نہیں پردار

معانی: مکالمہ: آپس میں بات چیت ۔ مرغِ سرا: پالتو پرندہ ۔ مرغِ ہوا: آزاد فضاؤں میں اڑنے والا پرندہ ۔ پردار: پروں والا ۔

مطلب: ایک گھر میں پلنے والے پرندے نے اڑنے والے آزاد پرندے کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ میں بھی مرتبے میں تجھ سے کم تر نہیں ہوں ۔ اس لیے کہ اگر تو پر رکھتا ہے تو میرے جسم میں بھی پر موجود ہیں ۔

گر تو ہے ہواگیر، تو ہوں میں بھی ہواگیر
آزاد اگر تو ہے ، نہیں میں بھی گرفتار

معانی:: ہواگیر: ہوا میں اڑنے والا ۔

مطلب: اگر تو ہوا میں اڑ سکتا ہے تو کیا میں پرواز کا اہل نہیں ہوں اگر تو آزاد ہے تو میں بھی گرفتار نہیں ہوں ۔

پروازِ خصوصیت ہر صاحب پر ہے
کیوں رہتے ہیں مرغانِ ہوا مائل پندار

معانی:: خصوصیت : خاص بات ۔ صاحب پر: پروں والا ۔ مائل پندار: غرور کا مارا ہوا ۔

مطلب: پھر سمجھ میں نہیں آتا کہ جو پرندے فضا میں اڑنے والے ہیں وہ اتنے مغرور کس لئے ہیں جب کہ پرواز تو ہر پرندے کی فطرت میں شامل ہے ۔

مجروح حمیت جو ہوئی مرغِ ہوا کی
یوں کہنے لگا سن کے یہ گفتارِ دل آزار

معانی:: گفتار: بات، باتیں ۔ دل آزار: دل کو دکھ دینے والی ۔
مطلب: گھریلو پرندے کی ان باتوں سے فضا میں اڑنے والے پرندے کے دل کو ٹھیس پہنچی تو وہ یوں گویا ہوا ۔

کچھ شک نہیں پرواز میں آزاد ہے تو بھی
حد ہے تری پرواز کی لیکن سرِ دیوار

معانی:: سرِ دیوار: دیوار تک ۔
مطلب: بے شک تو بھی پرواز کے عمل میں آزاد ہے لیکن تیری رسائی زیادہ سے زیادہ دیوار تک ہے ۔

واقف نہیں تو ہمتِ مرغانِ ہوا سے
تو خاکِ نشیمن، انھیں گردوں سے سروکار

معانی:: مرغان: جمع مرغ، پرندے ۔ خاک نشیمن: جس کا ٹھکانا خاک پر ہو ۔ گردوں: آسمان ۔ سروکار: تعلق، واسطہ ۔
مطلب: دراصل تو فضا میں اڑنے والے پرندوں کی ہمت و حوصلے سے آگاہ نہیں ۔ تو نے زمین پر بسیرا کر رکھا ہے جب کہ میں آسمان تک کی خبر لاتا ہوں ۔

تو مرغ سرائی، خورش از خاک بجوئی
ما در صددِ دانہ بانجم زدہ منقار

مطلب: تو گھریلو، پالتو پرندہ ہے تو اپنی خوراک مٹی سے تلاش کرتا ہے جبکہ ہم دانے کی تلاش میں ستاروں پر چونچ مارتے ہیں ۔

میں اور تو

نہ سلیقہ مجھ میں کلیم کا، نہ قرینہ تجھ میں خلیل کا
میں ہلاکِ جادوئے سامری ، تو قتیلِ شیوہَ آزری

معانی: کلیم کا: یعنی حضرت موسیٰ کلیم اللہ جیسا ۔ قرینہ: ڈھنگ، شعور ۔ خلیل: حضرت ابراہیم خلیل اللہ ۔ جادوئے سامری: سامری کا جادو، فریب حضرت موسیٰ کے زمانے میں سامری نے سونے کا بچھڑا بنا کر اس پر کچھ جادو کیا جس سے وہ بولنے لگا ۔ سامری نے بنی اسرائیل سے یہ کہہ کر اس کی پوجا کروائی کہ یہ خدا ہے ۔ قتیل: مارا ہوا، ہلاک ۔ شیوہ: طریقہ، انداز، عادت ۔ آزری: آزر ہونا، یعنی بت تراش مراد فرقوں کے بت ۔

مطلب: اے عصر جدید کے مسلمان! میں دیکھتا ہوں کہ اپنی تمام تو سخنوری کے باوجود مجھ میں حضرت موسیٰ کی کلیمی کا کوئی عنصر موجود نہیں ہے ۔ اور جہاں تک تیری ذات اور کردار کا تعلق ہے تو بھی حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی کسی ایک سنت سے بھی بہرہ ور نہیں ہے ۔ اس کے برعکس میں کلیم ہونے کے بجائے سامری جیسے ساحر کے زیر اثر آ گیا ہوں اور تو بھی اپنے صحیح راستے سے ہٹ کر آزر کی مانند بت گری اور بت فروشی کا پیشہ اختیار کیے ہوئے ہے ۔

میں نوائے سوختہ در گلو، تو پریدہ رنگ، رمیدہ بو
میں حکایتِ غمِ آرزو، تو حدیثِ ماتمِ دلبری

معانی: نوائے سوختہ در گلو: جس کے گلے میں آواز جل کر رہ گئی ہو ۔ پریدہ رنگ: جس کے چہرے کا رنگ اڑا ہوا ہو ۔ رمیدہ بو: اڑی ہوئی خوشبو والا، دکھوں والا ۔ حکایتِ غمِ آرزو: تمنا کے غم کی داستان کا بیان ۔ حدیثِ ماتمِ دلبری: محبوب کی جدائی کے دکھ کا بیان ۔

مطلب: میری مثال دیکھا جائے تو اس بلبل کی مانند ہے جس کی آواز اس کے گلے میں تحلیل ہو کر رہ گئی ہے ۔ اور

تیری کیفیت اس پھول کی سی ہے جس کا رنگ بھی اڑ چکا ہے اور خوشبو بھی اس کو داغ مفارقت دی گئی ہے ۔ ظاہر ہے کہ ان دونوں خصوصیات کے بغیر پھول ایک مجہول و مفلوج وجود بن کر رہ جاتا ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ میں اور تو اپنی آرزوؤں کے غم کی حکایت بن چکا ہوں اور تو مجبوریت کے ماتم کا مظہر بن چکا ہے ۔

مرا عیش غم ، مرا شہد سم ، مری بود ہم نفسِ عدم
ترا دل حرم ، گروِ عجم ، ترا دیں خریدہَ کافری

معانی: مرا عیش غم: میری خوشی بھی غم ہی ہے ۔ مرا شہد سم: میرا شہد زہر کی صورت ہے ۔ مری بود: میرا وجود، میری ہستی ۔ ہم نفسِ عدم: فنا کی ساتھی ۔ حرم: کعبہ، اسلامی تہذیب ۔ گروِ عجم: یعنی غیر اسلامی تہذیب کا شیدائی ۔ خریدہَ کافری: کفر کا خریدا ہوا، جسے کفر نے خرید لیا ہو ۔

مطلب: ان حالات میں عیش و مسرت میرے لیے غم واندوہ کا روپ دھار چکے ہیں ۔ میرے لیے اب شہد بھی زہر کی مانند تلخ ہو چکا ہے ۔ اس لمحے میرا وجود، عدم وجود، زندگی اور موت نہ ہونے کے برابر ہے ۔ اسی طرح تیرا دل جو حرم کعبہ کی مانند پاکیزہ تھا اب غیر اسلامی عقائد و تصورات کے پاس رہن رکھا ہوا ہے جب کہ تو نے اپنے دین کو کافرانہ خیالات کے ہاتھوں فروخت کر دیا ہے ۔

دمِ زندگی ، رم زندگی ، غمِ زندگی ، سمِ زندگی
غمِ رم نہ کر، سمِ غم نہ کھا کہ یہی ہے شانِ قلندری

معانی: دمِ زندگی رمِ زندگی: زندگی کا ہر سانس زندگی کی دوڑ، یعنی ختم ہونا ہے ۔ غمِ زندگی سمِ زندگی: زندگی کا دکھ زندگی کے لیے زہر ہے ۔ غمِ رم: زندگی کی دوڑ کا دکھ ۔ شانِ قلندری: بے نیازی کی شان، آبرو ۔

مطلب: زندگی کا ایک ایک سانس جو گزر رہا ہے زندگی کو کم کر رہا ہے اور اس خاتمے کی طرف لے جا رہا ہے ۔ اور یہ

ساری صورتحال ہمیں غم زدہ کر رہی ہے یہ غم فی الواقع ایک زہر کی مانند ہے جو آخر کار ہماری زندگیوں کا خاتمہ کر کے رکھ دے گا ۔ ہمیں زندگی کے گزارنے اور اس غم کے زہر کی پروا نہیں کرنی چاہیے کہ قلندروں کی شان یہی تو ہے ۔

تری خاک میں ہے اگر شرر تو خیالِ فقر و غنا نہ کر
کہ جہاں میں نانِ شعیر پر ہے مدارِ قوتِ حیدری

معانی: شرر: مراد عشقِ حقیقی کی چنگاری ۔ فقر و غنا: غریبی اور امیری ۔ نانِ شعیر: جو کی روٹی ۔ قوتِ حیدری: حضرت علی علیہ السلام کی سی کفر و باطل کو فنا کرنے والی طاقت (آپ فقر کی بنا پر جو کی روٹی کھایا کرتے تھے) ۔
مطلب: اے مسلمان! اگر تیرے وجود میں غیرت اور حمیت کی کوئی چنگاری باقی رہ گئی ہے تو تجھے افلاس و امارت کا خیال ہی نہیں کرنا چاہیے ۔ اس لیے کہ شیرِ خدا حضرت علی علیہ السلام کی تمام تر قوت کا انحصار جو کی روٹی پر تھا ۔ اس کے باوجود انھوں نے خیبر کا در اکھاڑ پھینکا ۔

کوئی ایسی طرزِ طواف تو مجھے اے چراغِ حرم بتا
کہ ترے پتنگ کو پھر عطا ہو وہی سرشتِ سمندری

معانی: طواف: کسی چیز کے گرد چکر لگانا ۔ پتنگ: پتنگا، عاشق ۔ سرشتِ سمندری: سمندر کی سی فطرت، چوہے کی قسم کا ایک جانور جو آگ میں رہتا ہے یعنی عشق کی گرمی ۔
مطلب: اے چراغ حرم! میں تیرے گرد طواف تو کر رہا ہوں لیکن کوئی ایسا طریقہ بتا دے کہ تیرے دیوانے اور شیدائی کو مشکلات سے نبرد آزما ہونے کا کوئی گر حاصل ہو جائے ۔

گلہَ جفائے وفا نما کہ حرم کو اہل حرم سے ہے
کسی بت کدے میں بیاں کروں تو کہے صنم بھی ہری ہری

معانی: جفائے وفا نما: ایسی سختی جو بظاہر وفا، رفاقت معلوم ہو۔ حرم: مراد اسلام ۔ اہل حرم: مسلمان ۔ ہری ہری: توبہ ہے توبہ ہے، توبہ توبہ ۔

مطلب: دنیا بھر کے مسلمانوں سے کعبے کو جو شکایت ہے اگر میں اس کا اظہار کسی بت کدے میں کروں تو وہاں رکھے ہوئے بت بھی اظہار ہمدردی کے طور پر توبہ توبہ کرنے لگ جائیں کہ حرم کعبہ جو دین کی عظمت کی علامت ہے ہم نے اس کو قطعاً نظر انداز کر دیا ہے اور مخالف قوتوں کے ہمنوا بن گئے ہیں ۔

نہ ستیزہ گاہِ جہاں نئی، نہ حریفِ پنجہ فگن نئے
وہی فطرتِ اسد اللہی، وہی مرحبی، وہی عنتری

معانی: ستیزہ گاہ: میدانِ جنگ ۔پنجہ فگن: پنجے میں پنجہ ڈال کر لڑنے والا ۔ اسد اللہی: خدا کے شیر حضرت علی علیہ السلام کی سی ۔ مرحبی: مرحب ایک یہودی پہلوان سے تعلق رکھنے والی یہ جنگ خیبر میں حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھوں مارا گیا تھا۔ عنتری: عنتر جیسی ، مرحب کا بھائی ، یہ یہودی پہلوان بھی حضرت علی کے ہاتھوں مذکورہ جنگ میں مارا گیا۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ دنیا بھر میں بے شمار انقلابات آئے جنھوں نے بے شمار تہذیبوں کو تہ و بالا کر کے رکھ دیا۔ اس کے باوجود دیکھا جائے تو صورت حال میں کوئی بنیادی تبدیلی رونما نہیں ہوئی کہ آج بھی معاشرتی سطح پر ساری دنیا میں حق و باطل کے مابین آویزش جاری ہے ۔ ایک جانب مرحب و عنتر جیسے باطل کو فروغ دینے کی سعی میں مبتلا ہیں دوسری جانب شیر خدا حضرت علی علیہ السلام حق کی حمایت میں تیغ بکف ہیں ۔

کرم اے شہِ عرب و عجم کہ کھڑے ہیں منتظرِ کرم
وہ گدا کہ تو نے عطا کیا ہے جنھیں دماغِ سکندری

معانی: شہِ عرب و عجم: عرب اور عجم کے باشاہ، حضور اکرم ﷺ۔ گدا: فقیر۔ دماغِ سکندری: سکندر رومی، جیسا دماغ، مراد فتح مندی کے جذبے

مطلب: اس آخری شعر میں اقبال رسول اللہ ﷺ سے رجوع کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے عرب و عجم کے مالک ہم پر کرم کر۔ کہ ہم اگرچہ بھکاری ہیں لیکن تیری تعلیمات نے ہمارے مزاج میں سکندر جیسی مملکت پیدا کر دی ہے۔

تضمین بر شعر ابو طالب کلیم

خوب ہے تجھ کو شعارِ صاحبِ یثرب کا پاس
کہہ رہی ہے زندگی تیری کہ تو مسلم نہیں

معانی: تضمین بر شعر: کسی شاعر کے خاص، مشہور شعر کو مضمون کی مناسبت سے اپنی نظم میں شامل کرنا ۔ ابوطالب کلیم: مغلیہ دور کا مشہور فارسی شاعر ہمدان میں پیدا ہوا کشمیر میں مستقل بودوباش اختیار کر لی اور وہیں وفات پائی ۔
صاحبِ یثرب: مراد حضور اکرم ﷺ ۔ پاس: لحاظ، احترام ۔
مطلب: اے مسلمان تجھ کو آنحضرت کے اصولوں اور سنت کا اچھا پاس ہے تیرا عمل ہی پکار پکار کر کہہ رہا ہے کہ تو توفی الواقعہ مسلمان ہی نہیں ہے ۔

جس سے تیرے حلقۂ خاتم میں گردوں تھا اسیر
اے سلیماں ، تیری غفلت نے گنوایا وہ نگیں

معانی: حلقۂ خاتم: انگوٹھی کا دائرہ، گولائی ۔ گردوں: آسمان ۔ اے سلیماں: یعنی اے مسلمان ۔ گنوا دیا: کھو دیا ۔ نگیں: انگوٹھی میں جڑا ہوا پتھر ۔
مطلب: تیری غفلت کے سبب وہ نگینہ تلف ہو گیا جس کے باعث تقدیر خود تیری گرفت میں تھی ۔

وہ نشانِ سجدہ جو روشن تھا کوکب کی طرح
ہو گئی ہے اس سے اب ناآشنا تیری جبیں

معانی: کوکب: ستارہ ۔ جبین: پیشانی ۔

مطلب: تیری پیشانی پر سجدوں کے وہ نشاں جو ہمیشہ ستاروں کی مانند روشن رہتے تھے اب تو ان سجدوں سے ہی تیری پیشانی محروم ہو چکی ہے ۔

دیکھ تو اپنا عمل ، تجھ کو نظر آتی ہے کیا
وہ صداقت جس کی بیباکی تھی حیرت آفریں

معانی: حیرت آفریں : حیرانی کا باعث ۔

مطلب: اے مسلمان ذرا تو اب اپنے اعمال کا جائزہ لے کہ کیا تجھے اب اپنی زندگی میں وہ صداقت نظر آتی ہے جس کی بے خوفی ایک زمانے میں دنیا بھر کو حیران کر دیتی تھی ۔

تیرے آبا کی نگہ بجلی تھی جس کے واسطے
ہے وہی باطل ترے کاشانۂ دل میں مکیں

معانی: آبا: جمع اب، باپ دادا مراد گزشتہ دور کے مسلمان ۔ کاشانۂ دل: دل کا گھر ۔ مکیں : رہنے والا ۔

مطلب : تیرے اسلاف کی نظر جو کبھی باطل اور جھوٹ کے لئے برق کی حیثیت رکھتی اب وہی باطل اور جھوٹ خود تیرے دل میں اپنے پنجے پیوست کیے بیٹھا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ اب تو عملاً ایسی زندگی گزار رہا ہے جو کافروں کے لئے مخصوص ہے ۔

غافل! اپنے آشیاں کو آ کے پھر آباد کر
نغمہ زن ہے طورِ معنی پر کلیمِ نکتہ بیں

معانی: اپنا آشیاں: یعنی پہلے والا طرزِ عمل۔ آباد کر: اختیار کر۔ نغمہ زن: گیت گانے والے یعنی شاعر۔ طورِ معنی: شاعرانہ مضامین کا طور۔ کلیم: شاعر کا تخلص۔ نکتہ بیں: شاعرانہ مضامین کی باریکیوں سے واقف۔
مطلب: اے غفلت شعار تیرے لئے مناسب ہے کہ اپنے قدیم طور طریقوں پر عمل کر۔ غور کر کہ حقیقت کو پرکھنے والا ابوطالب کلیم کیا کہہ رہا ہے۔

سرکشی باہر کہ کردی رام او باید شدن
شعلہ ساں از ہر کجا برخاستی آنجا نشیں

مطلب: تونے جس سے بغاوت کی ہے اس کا ہی مطیع ہونا چاہیے۔ شعلے کی طرح تو جس جگہ سے اٹھ کر بلند ہوا وہیں بیٹھ جا۔ یعنی اسلام نے تجھے عزت دی اس کا تابع ہو کر رہ۔

شبلی اور حالی

مسلم سے ایک روز یہ اقبال نے کہا
دیوانِ جزو کل میں ہے تیرا وجود فرد

معانی: شبلی: مولانا محمد شبلی نعمانی ولادت ضلع اعظم گڑھ، 1857 وفات 1914 آپ مورخ، فلسفی، نقاد، معلم اور محدث تھے ۔ آپ کی کئی تصنیفات ہیں جن میں سیرت النبی سرفہرست ہے ۔ حالی: خواجہ الطاف حسین ، تخلص حالی ولادت پانی پت 1837 وفات 1914 مرزا غالب کے شاگرد تھے ۔ دیوانِ جز و کل: یعنی اس کائنات کی کتاب ۔ وجود: ہستی ۔ فرد: بے مثال ۔
مطلب: ایک روز اقبال نے مسلمان کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ اس کائنات میں تیرا وجود یقیناً بڑی انفرادیت کا حامل ہے ۔

تیرے سرودِ رفتہ کے نغمے علومِ نو
تہذیب تیرے قافلہ ہائے کہن کی گرد

معانی: سرودِ رفتہ: ماضی کا گیت ۔ نغمے: سریلی آوازیں ۔ علوم نو: جدید دور کے علوم و فنون ۔ تہذیب: موجودہ دور کا تمدن ۔ قافلہ ہائے کہن: پرانے قافلے، اسلامی تہذیب کا شاندار ماضی ۔
مطلب: جو آج نئے مروجہ علوم ہیں وہ تیرے شاندار ماضی کے پیدا کردہ ہیں اور جو آج کی تہذیب ہے یہ بھی تیرے ماضی کی تہذیب کا چربہ ہے ۔

پتھر ہے اس کے واسطے موجِ نسیم بھی
نازک بہت ہے آئینہ آبروئے مرد

معانی: موجِ نسیم: صبح کی نرم ہوا کی لہر۔ آبروئے مرد: دلیر اور غیرت مند آدمی کی عزت ۔
مطلب: یہ تہذیب ایک ایسے نازک اور لطیف آئینے کی مانند ہے کہ موج نسیم بھی اس کے لیے ایک پتھر کی حیثیت رکھتی ہے ۔ یعنی انسان اپنی عزت و آبرو کے حوالے سے ایک نازک آئینے کی مانند ہے جو ذرا سی ٹھیس لگنے سے ٹوٹ پھوٹ کر ریزہ ریزہ ہو جاتا ہے ۔

مردانِ کار ڈھونڈ کے اسبابِ حادثات
کرتے ہیں چارۂ ستمِ چرخِ لاجورد

معانی: مردانِ کار: باعمل اور جدوجہد کرنے والے دلیر مرد ۔ چرخِ لاجورد: نیلا آسمان ۔
مطلب: اے مسلم یاد رکھ! کہ جب لوگوں میں قوت عمل ہوتی ہے وہ نیلے آسمان کے ظلم و ستم کا تدارک کر لیتے ہیں اور حادثوں کے اسباب بھی معلوم کر لیتے ہیں ۔

پوچھ ان سے جو چمن کے ہیں دیرینہ رازدار
کیونکر ہوئی خزاں ترے گلشن سے ہم نبرد

معانی: دیرینہ: پرانی ۔ خزاں: مراد زوال ۔ گلشن: باغ، قوم ۔ ہم نبرد: جنگ کرنے والی ۔
مطلب: جو لوگ امت مسلمہ کے عروج و زوال کی تاریخ سے آگاہی رکھتے ہیں تو ان سے جملہ مسائل کے بارے میں استفسار کر سکتا ہے جس سے تجھے اس امر کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا کہ تیرے گلستاں میں خزاں کیونکر وارد ہوئی یعنی امت مسلمہ زوال پذیر کس طرح سے ہوئی ۔

مسلم مرے کلام سے بے تاب ہوگیا
غمّاز ہو گئی غمِ پنہاں کی آہِ سرد

معانی: بے تاب: بے چین ۔ غماز: چغلی کھانے والا، بھید کھول دینے والا ۔ غمِ پنہاں : چھپا ہوا دکھ ۔ آہِ سرد: ٹھنڈی آہ جو غم کی نشانی ہے ۔

مطلب: سو میری بات سن کر وہ مسلمان مضطرب ہوگیا اور ایک سرد آہ نے اس کے سینے میں پوشیدہ غم کو ظاہر کر دیا ۔

کہنے لگا کہ دیکھ تو کیفیتِ خزاں
اوراق ہو گئے شجرِ زندگی کے زرد

معانی: کیفیت: حالت ۔ اوراق: جمع ورق، درخت کے پتے ۔ شجر: درخت ۔

مطلب: وہ مجھ سے کہنے لگا کہ اے اقبال تو نے جو امت کے زوال کا ذکر کیا ہے تو وہ کیفیت بھی دیکھ لے جس سے مسلمان دوچار ہیں زندگی کو اگر ایک درخت سے تعبیر کر لیا جائے تو یہ بھی دیکھ لے کی اس درخت کے پتے مرجھا کر سوکھ چکے ہیں ۔

خاموش ہو گئے چمنستاں کے رازدار
سرمایۂ گداز تھی جن کی نوائے درد

معانی: سرمایہ: پونجی ۔ گداز: پگھلنے یا پگھلانے کی کیفیت ۔ نوائے درد: مراد ایسا بیان جس میں تاثیر تھی ۔

مطلب: اے اقبال وہ لوگ جو ملت اسلامیہ کے بہی خواہ و رازدار تھے اور جن کی پر سوز اور درد بھری آواز ہمارے دلوں کو متاثر کرتی تھی اور پگھلا کر رکھ دیتی تھی وہ ہمیشہ کے لئے خاموشی اختیار کر گئے ۔

شبلی کو رو رہے تھے ابھی اہلِ گلستاں
حالی بھی ہو گیا سوئے فردوس رہ نورد

معانی: اہلِ گلستاں : قوم کے افراد ۔ سوئے فردوس: جنت کی طرف ۔ رہ نورد: مسافر، راستہ چلنے والا ۔
مطلب: شبلی کی وفات نے ہمارے دلوں کو ریزہ ریزہ کر کے رکھ بھی دیا تھا اور اس المیے پر آنسو بہا رہے تھے کہ مولانا حالی بھی اس دنیا سے کوچ کر کے جنت کو سدھار گئے ۔

اکنوں کرا دماغ کہ پرسد ز باغباں
بلبل چہ گفت و گل چہ شنید و صبا چہ کرد

مطلب: اب کسے اتنا ہوش ہے کہ وہ مالی سے پوچھے کہ بلبل نے کیا کہا اور پھول نے کیا سنا اور صبح کی ہوا نے کیا کیا ۔

ارتقا

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغ مصطفوی سے شرار بولہبی

معانی: ارتقا: درجہ بدرجہ ترقی کرنا، بلندی کی طرف بڑھنا ۔ ستیزہ کار: لڑنے جھگڑنے والا ۔ تا امروز: آج تک ۔ چراغ مصطفوی: محمد مصطفی کا چراغ یعنی حق کا چراغ ۔ شرار بولہبی: ابولہب کفر و باطل کی چنگاریاں ، آگ ۔

مطلب: زیر نظر تشریح نظم میں اقبال نے اسلام کے حوالے سے مسئلہ ارتقاء پر روشنی ڈالی ہے ۔ ان کا کہنا ہے کہ جب سے کائنات وجود میں آئی ہے کفر باطل اور حق و صداقت کے مابین آویزش جاری ہے اور کفر اسلام کے خلاف ہمیشہ سے معرکہ آرا رہا ہے ۔

حیات شعلہ مزاج و غیور و شور انگیز
سرشت اس کی ہے مشکل کشی ، جفا طلبی

معانی: شعلہ مزاج: آگ کی سی طبیعت، عمل میں سرگرم رہنے والی ۔ شور انگیز: جذبے ابھارنے والی ۔ مشکل کشی: مشکلیں برداشت کرنے کی حالت ۔ جفا طلبی: مراد خوشی سے سخت قسم کی جدوجہد اور عمل کرنا ۔

مطلب: زندگی اپنے مزاج کے اعتبار سے ہمیشہ شعلہ مزاج، غیور اور ہنگامہ خیز رہی ہے ۔ اس کی سرشت میں مشکلات اور دشواریاں جھیلتا رہا ہے یعنی آرام و سکون زندگی کی فطرت سے ربط نہیں رکھتے ۔

سکوتِ شام سے تا نغمہَ سحر گاہی
ہزار مرحلہ ہائے فغانِ نیم شبی

معانی: سکوت: خاموشی ۔ نغمہَ سحر گاہی: صبح کے وقت کا ترانہ یعنی صبح ۔ ہزار: بے شمار ۔ مرحلہ ہا: جمع مرحلہ، منزلیں ۔ فغانِ نیم شبی: آدھی رات کے وقت اللہ کے حضور عاجزی و فریاد کرنے کی حالت ۔

مطلب: شام کے سکوت سے لے کر طلوع سحر تک رات بظاہر خاموشی سے گزرتی ہے لیکن اس کی خاموشی میں ہزار نالے اور آہیں پوشیدہ ہوتی ہیں ۔

کشاکشِ زم و گرما، تپ و تراش و خراش
ز خاکِ تیرہ دروں تا بہ شیشہَ حلبی

مطلب: یہ ایک مسلمہ حقیقت ہے کہ حلب میں تاریک مٹی سے بڑا نفیس اور خوبصورت آئینہ تیار ہوتا ہے لیکن مٹی کو آئینے تک پہنچنے کے لیے ہزار ہا مراحل سے گزرنا پڑتا ہے ۔

مقامِ بست و شکست و فشار و سوز و کشید
میانِ قطرہَ نیسان و آتشِ عنبی

مطلب: موسم بہار میں برسنے والی بارش کے ایک قطرے اور شراب انگور کے مابین بظاہر کوئی فرق نہیں لیکن بارش کا یہ قطرہ انگور کی کاشت اس کے بعد کشیدگی کے عمل اور شراب کی تیاری تک نہ جانے کتنا سفر طے کرتا ہے ۔

اسی کشاکشِ پیہم سے زندہ ہیں اقوام
یہی ہے رازِ تب و تاب ملت عربی

معانی: کشاکش: کھینچا تانی ۔ پیہم: لگاتار ۔ تب و تاب: گرمی اور تپش یعنی جوش، ولولے اور جذبے ۔ ملت عربی: مسلمان قوم ۔

مطلب: زندگی میں اسی مسلسل جدوجہد اور کشاکش پیہم کے سبب ہی قومیں زندہ رہتی ہیں اور ملت اسلامیہ کو جو عروج حاصل ہوا اس کا راز بھی یہی ہے ۔

مغاں کہ دانۂ انگور آب می سازند
ستارہ می شکنند آفتاب می سازند

مطلب: شراب بنانے والے بظاہر انگور کو پانی بناتے ہیں جب کہ عملاً وہ ستارے توڑ کر ان سے سورج بناتے ہیں ۔

صدیق

اک دن رسولِ پاک نے اصحاب سے کہا
دیں مال راہِ حق میں ، جو ہوں تم میں مالدار

معانی: صدیق: حضرت ابوبکر صدیق،نام عبداللہ ۔ اصحاب: جمع صاحب، دوست، حضور اکرم کے ساتھی، صحابی ۔
مطلب: ایک روز آنحضرت نے اپنے اصحاب اور رفقا سے فرمایا کہ تم میں سے جو لوگ دولت مند ہوں وہ اپنا مال راہ حق میں عطیہ کے طور پر دیں ۔

ارشاد سن کے فرطِ طرب سے عمر اٹھے
اس روز ان کے پاس تھے درہم کئی ہزار

معانی: فرطِ طرب: بیحد خوشی ۔ عمر: حضرت عمر نام ابوحفص ، صحابی رسول ۔
مطلب: آنحضرت کی زبان سے یہ الفاظ برآمد ہوئے تو حضرت عمر مسرت و انبساط کے عالم میں جھوم اٹھے ۔ اس روز ان کے پاس کئی ہزار درہم موجود تھے ۔

دل میں یہ کہہ رہے تھے کہ صدیق سے ضرور
بڑھ کر رکھے گا آج قدم میرا راہوار

معانی: بڑھ کر قدم رکھنا: مراد آگے نکل جانا ۔ راہوار: تیز چلنے والا گھوڑا یا خچر ۔
مطلب: انھوں نے دل میں سوچا کہ آج میں یقیناً حضرت ابوبکر سے بازی لے جاؤں گا ۔ ۔

لائے غرض کہ مال رسولِ امیں کے پاس
ایثار کی ہے دست نگر ابتدائے کار

معانی: ایثار: کسی کے لیے تکلیف، قربانی کا جذبہ ۔ دست نگر: دوسرے کا محتاج ۔ ابتدائے کار: کام کا آغاز، شروع ۔
مطلب: چنانچہ وہ اپنی رقم لے کر آنحضرت کے پاس آئے اور حضور کی خدمت میں پیش کر دی ۔

پوچھا حضورِ سرورِ عالم نے اے عمر
اے وہ کہ جوشِ حق سے ترے دل کو ہے قرار

معانی: سرور عالم: کائنات کے سردار ۔ جوشِ حق: حق کا جذبہ ۔
مطلب: آنحضرت نے استفسار کیا کہ اے عمرؓ واقعی تیرا دل جوش حق سے مضطرب ہے ۔

رکھا ہے کچھ عیال کی خاطر بھی تو نے کیا
مسلم ہے اپنے خویش و اقارب کا حق گزار

معانی: خویش: اپنے عزیز، رشتہ دار ۔ اقارب: قریبی رشتہ دار ۔ حق گزار: حق ادا کرنے والا ۔
مطلب: لیکن یہ تو بتا کہ اس مال میں سے اپنے اہل و عیال کے لئے بھی کچھ رکھا ہے یا نہیں کہ مسلمان پر یہ بھی فرض عائد ہوتا ہے کہ اپنے اہل و عیال اور دیگر اعزہ کا خیال رکھے ۔

کی عرض نصف مال ہے فرزند و زن کا حق
باقی جو ہے وہ ملتِ بیضا پہ ہے نثار

معانی: نصف مال: آدھی پونجی، دولت ۔ فرزند وزن: یعنی بال بچے اور بیوی ۔ حق: حصہ ۔ ملتِ بیضا: روشن ملت، ملتِ اسلامیہ ۔

مطلب: حضرت عمر نے کہا کہ میں نے اپنی رقم میں سے نصف اپنے اہل خانہ کے لئے مخصوص کر دی ہے اور باقی ملت مسلمہ پر نثار کر رہا ہوں ۔

اتنے میں وہ رفیقِ نبوت بھی آگیا

جس سے بنائے عشق و محبت ہے استوار

معانی: رفیقِ نبوت: یعنی حضرت ابوبکر صدیق ۔ بنائے عشق: محبت کی بنیاد ۔ استوار: مضبوط ۔

مطلب: ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ حضرت ابوبکر بھی آ گئے اور ساتھ وہ سارا مال و متاع لے آئے جو ان کے پاس موجود تھا ۔

لے آیا اپنے ساتھ وہ مردِ وفا سرشت

ہر چیز جس سے چشمِ جہاں میں ہو اعتبار

معانی: وفا سرشت: جس کے مزاج میں وفاداری ہو ۔ چشم جہاں: دنیا والوں کی نگاہ ۔

مطلب: وفا سرشت مرد اپنے ساتھ وہ ہر چیز ساتھ لے آیا جو اس کے پاس تھی ۔

ملکِ یمین و درہم و دینار و رخت و جنس

اسپِ قمر سم و شتر و قاطر و حمار

معانی: ملک یمین: دائیں ہاتھ کی جائداد مراد غلام یا کنیز۔ درہم و دینار: سکوں کے نام ۔ رخت و جنس: ہر طرح کا سازو سامان ۔ اسپِ قمر سم: گھوڑا جس کے سم ہلال کی صورت کے ہوں ۔ شتر: اونٹ ۔ قاطر: خچر، حمار: گدھا ۔
مطلب: اس میں نہ صرف درہم ہی تھے بلکہ دوسرا سازوسامان حتیٰ کہ سواری کا گھوڑا اونٹ اور تلوار تک شامل تھی ۔

بولے حضور چاہیے فکرِ عیال بھی
کہنے لگا وہ عشق و محبت کا رازدار

معانی: فکرِ عیال: بال بچوں کا خیال ۔ رازدار: حقیقت سے واقف ۔
مطلب: حضور نے ان سے بھی ارشاد فرمایا کہ ہر شخص کو اپنے اہل و عیال کی فکر بھی کرنی چاہیئے ۔

اے تجھ سے دیدہَ مہ و انجم فروغ گیر
اے تیری ذات باعثِ تکوینِ روزگار

معانی: دیدہَ مہ و انجم: چاند اور ستاروں کی آنکھیں ۔ فروغ گیر: روشنی حاصل کرنے والی ۔ باعثِ تکوینِ روزگار: کائنات کے وجود میں آنے کا سبب ۔
مطلب: اس مرحلے پر حضرت ابوبکر نے عرض کی کہ حضور کی ذات والا صفات سے ستارے اور چاند درخشندہ تابندہ ہیں اور حضور کی ذات ہی کائنات کی تزئین و آرائش کا باعث ہے ۔

پروانے کو چراغ ہے بلبل کو پھول بس
صدیق کے لیے ہے خدا کا رسول بس

مطلب: چنانچہ جس طرح پروانے کو چراغ اور بلبل کے لئے پھول کا وجود کافی ہوتا ہے اسی طرح میرے لئے خدا کا رسول ہی کافی ہے ۔

تہذیبِ حاضر
(تضمین بر شعر فیضی)

حرارت ہے بلا کی بادۂ تہذیب حاضر میں
بھڑک اٹھا بھبوکا بن کے مسلم کا تنِ خاکی

معانی: فیضیَ ابوالفیض تخلص فیضی، شیخ مبارک ناگوری کا بیٹا اور اکبر بادشاہ کے وزیر ابوالفضل کا بڑا بھائی دربار اکبر کا ملک الشعرا شہزادوں کا اتالیق رہا۔ تہذیب حاضر: موجودہ دور کا تمدن جو یورپی تہذیب سے متاثر ہے۔ بھڑک اٹھنا: آگ کا تیز جلنا۔ بھبوکا: آگ کا شعلہ۔ تنِ خاکی: مٹی کا جسم۔
مطلب: عالمی سطح پر جو تہذیب راءج ہے وہ مغرب کی وضع کردہ ہے۔ اس تہذیب میں اتنی حرارت اور حدت ہے جس نے ملت اسلامیہ کو بھی بھسم کر کے رکھ دیا ہے۔ مراد یہ ہے مسلمانوں کی اپنی زندہ تہذیب اور مستحکم روایت کے باوجود یورپی تہذیب اس قدر بھرپور انداز میں عام ہو چکی ہے کہ مسلم تہذیب بھی اس سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکی
۔

کیا ذرّہ کو جگنو، دے کے تابِ مستعار اس نے
کوئی دیکھے تو شوخی آفتابِ جلوہ فرما کی

معانی: تابِ مستعار: ادھار کی مانگی ہوئی چمک۔ شوخی: شرارت، چالاکی۔ آفتابِ جلوہ فرما: روشنی پھیلانے والا سورج۔
مطلب: قدرت کی یہ ستم ظریفی دیکھیے کہ یورپی تہذیب کو ایسی روشنی عطا کی ہے جس کے ذریعے یوں کہا جا سکتا ہے کہ ایک ذرے کو جگنو کی شکل میں تبدیل کر دیا گیا ہے۔

نئے انداز پائے نوجوانوں کی طبیعت نے
یہ رعنائی، یہ بیداری، یہ آزادی، یہ بے باکی

معانی: انداز: طور طریقے ۔ رعنائی: خوبصورتی، خود کو سجانا ۔ بیدار: جاگنے کا عمل ۔ آزادی: یعنی ہر لحاظ سے آزاد ہونا ۔ بیباکی: بے خوفی ۔
مطلب: نوجوانوں نے نئے طور طریقے اپنا لیے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مسلم نوجوانوں نے وہی رعنائی، بیداری، آزادی اور بے خوفی کے انداز اپنا لیے جو مغرب کی تہذیب سے عبارت ہیں ۔

تغیر آ گیا ایسا تدبر میں ، تخیل میں
ہنسی سمجھی گئی گلشن میں غنچوں کی جگر چاکی

معانی: تغیر: تبدیلی ۔ تدبر: سوچ بچار، غوروفکر ۔ تخیل: مراد خیالات ۔ جگر چاکی: دل کا پھٹنا، یعنی کلیوں کی پتیوں کا بکھرنا ۔
مطلب: اقبال آئندہ چل کر اس نظم میں کہتے ہیں کہ انسانی تدابیر اور تخیل میں اس نوع کی تبدیلی واقع ہو گئی ہے کہ خلوص کے ساتھ انجام دیے ہوئے کارناموں کو بھی اب مذاق سے تعبیر کیا جانے لگا ہے اور ہر نوع کی قربانی کو محض دکھاوے کا نام دیا جا رہا ہے ۔

کیا گم تازہ پروانوں نے اپنا آشیاں لینا
مناظر دل کشا دکھلا گئی ساحر کی چالاکی

معانی: تازہ پروانہ: نیا نیا اڑنے والا، نئی نسل، نوجوان نسل جو تہذیب حاضر سے متاثر ہے ۔ مناظر: جمع منظر، نظارے ۔ ساحر: جادوگر یعنی نئی تہذیب ۔

مطلب: لیکن تہذیب حاضر کے نوجوانوں پر اثرات کا نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ وہ ماضی کی مستحکم روایت اور اسلام کے وضع کردہ بلند ترین اصول فراموش کر چکے ہیں اور اس راہ سے بھٹک کر اب تباہی کے غار میں گر رہے ہیں ۔

حیاتِ تازہ اپنے ساتھ لائی لذّتیں کیا کیا
رقابت، خود فروشی، ناشکیبائی، ہوسناکی

معانی: حیاتِ تازہ: نئی زندگی، تہذیب ۔ لذّتیں : جمع لذت ، مزے ۔ رقابت: دشمنی، حسد۔ خودفروشی: اپنی عزت کا خیال نہ کرنے کی حالت ۔ ناشکیبائی: بے صبری ۔ ہوسناکی: حرص اور لالچ ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ جب سے مغربی تہذیب مشرق پر اثر انداز ہوئی تو اس کے منفی اثرات رقابت، خودفروشی، بے صبری اور حرص و ہوس کی صورت میں رونما ہوئے ہیں ۔ یعنی مسلم نوجوان نہ صرف یہ کہ ایک دوسرے سے حسد کرنے لگے ہیں بلکہ انھوں نے چھوٹے چھوٹے مفادات کے لئے اپنے آپ کو غیروں کے ہاتھوں بیچ دیا ہے ۔ وہ اس قدر بے صبرے اور ناشکرے بن چکے ہیں کہ لالچ اور حرص و ہوا نے ان کی تمام تر اچھی صلاحیتیں چھین لی ہیں ۔

فروغِ شمعِ نو سے بزمِ مسلم جگمگا اٹھی
مگر کہتی ہے پروانوں سے میری کہنہ ادراکی

معانی: فروغ: روشنی ۔ شمعِ نو: مراد نئی تہذیب ۔ جگمگانا: چمکنا ۔ بزمِ مسلم: مسلم قوم کے افراد ۔ پروانے: مراد نئی تہذیب کے عاشق ۔ کہنہ ادراکی: پرانی قوتِ فہم یعنی مختلف تجربوں سے گزرا ہوا شعور ۔
مطلب: بظاہر اس نئی تہذیب سے مسلمان استفادہ کر کے دوسری قوموں کی برادری میں شامل ہو رہے ہیں لیکن میری ماضی پرست فطرت کسی اور امر کی نشاندہی کر رہی ہے ۔

تو اے پروانہ! ایں گرمی ز شمعِ محفلے داری

چو من در آتشِ خود سوز اگر سوزِ دلے داری

مطلب: اے پروانے تو جو جل رہا ہے تو محفل کی شمع کی تپش سے جل رہا ہے ۔ اگر تجھ میں ذرا سی دل کی تپش (جذبہَ عشق) ہے تو پھر میری طرح اپنی آگ میں جل جا ۔

والدہ مرحومہ کی یاد میں

ذرّہ ذرّہ دہر کا زندانیِ تقدیر ہے
پردہَ مجبوری و بے چارگی تدبیر ہے

معانی: والدہ مرحومہ: ماں جس پر اللہ کی رحمت ہوئی، یعنی علامہ کی اپنی والدہ جن کی وفات پر علامہ نے یہ نظم کہی ۔ دہر: زمانہ ۔ زندانیِ تقدیر: مقدر کا قیدی یعنی تقدیر کے حکم کے بغیر کچھ نہ کرنے کے قابل انسان ۔ مجبوری وبیچارگی: ناچاری و بے بسی کی حالت ۔ تدبیر: کوشش، منصوبہ ۔
مطلب: نظم کا آغاز کرتے ہوئے اقبال کہتے ہیں کہ اس کائنات کا ہر ایک ذرہ عملاً تقدیر کے زندان میں قید ہے یعنی ہر لمحے دنیا بھر میں وہی کچھ ہوتا ہے جو تقدیر میں لکھ دیا گیا ہے ۔ اور جس چیز کو ہم تدبیر کا نام دیتے ہیں وہ فی الواقع اپنی مجبوری اور بے بسی پر پردہ ڈالنے کی ایک صورت ہوتی ہے ۔

آسماں مجبور ہے، شمس و قمر مجبور ہیں
انجم سیاب پا رفتار پر مجبور ہیں

معانی: شمس و قمر: سورج اور چاند، یعنی پوری کائنات ۔ انجم: جمع نجم، ستارے ۔ سیاب پا: پارے کے پاؤں جیسا، نہ ٹھہرنے والا ۔ رفتار: چلنے کی حالت ۔
مطلب: چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ آسمان بھی مجبور ہے اور سورج کے علاوہ چاند بھی مجبور ہے ۔ ان کے علاوہ ستارے جو انتہائی تیز رفتار سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اپنی رفتار کی حد تک مجبور واقع ہوئے ہیں ۔

ہے شکست انجام غنچے کا سبو گلزار میں
سبزہ و گل بھی ہیں مجبورِ نمو گلزار میں

معانی: شکست انجام: جس کی اخیر ٹوٹ جانا، بکھر جانا ۔ سبو: پیالہ یعنی خود کلی ۔ گلزار: پھولوں کا باغ ۔ نمو: اگنا، بڑھنا، پھولنا ۔ ضمیر: باطن، دل ۔
مطلب: باغ میں موجود غنچے کا انجام چٹک کر پھول کی وضع اختیار کر لینے میں ہی ہے ۔ اسی طرح سبزہ ہو یا پھول یہ سب اس امر پر مجبور ہیں کہ نمو پائیں اور پھلیں پھولیں ۔

نغمہَ بلبل ہو یا آوازِ خاموشِ ضمیر
ہے اسی زنجیرِ عالمگیر میں ہر شے اسیر

معانی: ضمیر: باطن، دل ۔ زنجیر عالمگیر: دنیا کے پاؤں کی بیڑی ۔ اسیر: قیدی ۔
مطلب: خواہ بلبل کا نغمہ ہو یا ضمیر کی خاموش آواز یہ سب چیزیں کائنات پر محیط اسی تقدیر کی زنجیر میں قید ہیں ۔

آنکھ پر ہوتا ہے جب یہ سرِ مجبوری عیاں
خشک ہو جاتا ہے دل میں اشک کا سیلِ رواں

معانی: سر: بھید ۔ اشک: آنسو ۔ خشک ہو جانا: مراد تھم جانا ۔ سیلِ رواں: بہتا ہوا طوفان ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ جب ہماری آنکھ پر ان مجبوریوں کا راز منکشف ہوتا ہے تو دل سے برآمد ہونے والا آنسوؤں کا سیلاب خودبخود ہی خشک ہو جاتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ ایسی صورت میں ان مجبوریوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے ۔

قلبِ انسانی میں رقصِ عیش و غم رہتا نہیں
نغمہ رہ جاتا ہے ، لطفِ زیر و بم رہتا نہیں

معانی: رقص عیش و غم: کبھی سکھ اور خوشیاں، کبھی دکھ اور مصیبتیں ۔ زیر و بم: نچلے اور اونچے سر۔
مطلب: بریں وجہ قلب انسانی میں مسرت اور غم کا احساس باقی نہیں رہتا ۔ یوں زندگی کا نغمہ تو برقرار رہتا ہے لیکن اس کے سروں کے اتارچڑھاوَ کا لطف باقی نہیں رہتا ۔ مراد یہ ہے کہ انسان پر بے حسی اور بے کیفی کا عالم طاری ہو جاتا ہے اور وہ مختلف جذبوں سے متاثر ہونا چھوڑ دیتا ہے ۔

علم و حکمت رہزنِ سامانِ اشک وآہ ہے
یعنی اک الماس کا ٹکڑا دلِ آگاہ ہے

معانی: رہزن: لوٹ لینے والا، والی ۔ اشک وآہ: رونے فریاد کرنے کی حالت ۔ الماس: ہیرا ۔ دلِ آگاہ: علم و حکمت والا، کائنات کی حقیقتوں سے باخبر دل ۔
مطلب: مختلف اشیاَ کے بارے میں معرفت اور دانائی فی الواقع آنسووَں اور آہوں کے اثاثے کے لئے لوٹ مار مچانے والے ڈاکوثابت ہوتے ہیں اور ہر نوع کے اسرار و رموز سے آگاہی رکھنے والا دل بالاخر الماس کا ایک ٹکڑا بن کر رہ جاتا ہے ۔

گرچہ میرے باغ میں شبنم کی شادابی نہیں
آنکھ میری مایہ دارِ اشکِ عنابی نہیں

معانی: شبنم کی شادابی: اوس کی سی تری یعنی آنسو۔ مایہ دار: پونجی رکھنے والی ۔ اشکِ عنابی: سرخ آنسو۔
مطلب: ہرچند کہ میرا باغ اس قدر ویران ہوچکا ہے کہ اس میں شبنم کی تازگی تک باقی نہیں رہی ۔ یہی نہیں بلکہ

میری آنکھوں میں وہ آنسو بھی موجود نہیں جو کبھی خون برسایا کرتے تھے اور جن آنسوؤں کی رنگت عنابی یعنی سرخ ہوا کرتی تھی ۔

جانتا ہوں آہ ! میں آلامِ انسانی کا راز
ہے نوائے شکوہ سے خالی مری فطرت کا ساز

معانی: آلامِ انسانی: انسان کو پہنچنے والے صدمے ۔ نوائے شکوہ: گلے، شکایت کی آواز یعنی گلہ ۔ فطرت کا ساز: مزاج جسے شکوے شکایت کی عادت نہیں ۔
مطلب: دراصل میں انسان کے غم واندوہ کے راز سے پوری طرح سے آگاہ ہوں اسی لیے میں شکوہ شکایت کی جانب مائل نہیں ہوتا ۔

میرے لب پر قصہَ نیرنگیِ دوراں نہیں
دل مرا حیراں نہیں ، خنداں نہیں ، گریاں نہیں

معانی: نیرنگیِ دوراں : زمانے کی ہر وقت بدلتی صورتیں ۔ خنداں : ہنسنے والا ۔ گریاں : رونے والا ۔
مطلب: یہی سبب ہے کہ میں گردش زمانہ کا گلہ بھی نہیں کرتا ۔ جیسا کہ میں نے پہلے کہا ہے کہ اقبال کے بقول میرے لبوں پر تغیرات زمانہ اور تبدیلیوں کی کہانی نہیں ہے ۔ یہی وجہ ہے کہ میرا دل حسب واقعات، حیران بھی نہیں ہے تاہم نہ خوشی کے موقع پر ہنستا ہوں نہ غم کے موقع پر آنسو بہاتا ہوں ۔

پر تری تصویر قاصد گریہَ پیہم کی ہے
آہ یہ تردید میری حکمتِ محکم کی ہے

معانی: تیری تصویر: یعنی علامہ کی والدہ مرحومہ کی تصویر ۔ گریۂ پیہم: مسلسل، لگاتار رونے کی حالت ۔ تردید: کسی بات کا رد، غلط قرار دینا ۔ حکمتِ محکم: مضبوط عقل و دانش ۔

مطلب: لیکن اے ماں ! جب بھی تیری تصویر کی جانب نظر ڈالتا ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ وہ مجھے مسلسل رونے اور اشک بہانے پر مجبور کرتی ہے ۔ افسوس کہ یہ عمل میری حکمت و دانائی کو بھی رد کرتا ہے اور اسے غیر مستحکم بھی بناتا ہے ۔

گریۂ سرشار سے بنیادِ جاں پائندہ ہے
درد کے عرفاں سے عقلِ سنگدل شرمندہ ہے

معانی: گریۂ سرشار: دل کھول کر رونے کی کیفیت ۔ بنیادِ جاں: روح، زندگی کی بنیاد ۔ پائندہ: مضبوط، برقرار رہنے والی ۔ درد کا عرفاں: دکھ کا احساس، خیال ۔

مطلب: یہاں اقبال یوں گویا ہوتے ہیں کہ اے ماں ! میں اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوں کہ مسلسل رونے سے زندگی کی بنیاد زیادہ مضبوط و مستحکم ہوتی ہے ۔ درد کے احساس سے بے شک عقل کتنی بھی سنگدل ہو شرمسار ہو کر رہ جاتی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ تکلیف و درد میں جو عرفان پوشیدہ ہے عقل کی اس تک رسائی ممکن نہیں ہے ۔

موجِ دودِ آہ سے آئینہ ہے روشن مرا
گنجِ آب آورد سے معمور ہے دامن مرا

معانی: موجِ دودِ آہ: آہوں کے دھوئیں کی لہر، مراد آہیں ۔ آئینہ: یعنی دل ۔ گنجِ آب آوردہ: وہ خزانہ جسے پانی لایا ہو یعنی آنسووَں کی جھڑی ۔ معمور: بھرا ہوا ۔

مطلب: اے ماں ! تیرے غم میں جو آہیں بھرتا ہوں ان کے سبب میرا آئینہ دل مزید صاف و شفاف ہو جاتا ہے ۔ اور تیرے غم میں بہنے والے آنسووَں سے میرا دامن تر ہو جاتا ہے ۔

حیرتی ہوں میں تری تصویر کے اعجاز کا
رُخ بدل ڈالا ہے جس نے وقت کی پرواز کا

معانی: حیرتی: حیرانی میں ڈوبا ہوا ۔ اعجاز: کرامت ۔ وقت کی پرواز کا رخ بدل ڈالا: یعنی مستقبل کے بارے میں سوچنے کی بجائے ماضی کی یادوں میں کھو جانے کی حالت کر دی ۔
مطلب: اے ماں ! یہ اعجاز تیری تصویر کا ہی ہے جس نے وقت کی پرواز کا رخ بدل ڈالا ہے ۔

رفتہ و حاضر کو گویا پا بپا اس نے کیا
عہدِ طفلی سے مجھے پھر آشنا اس نے کیا

معانی: رفتہ: گزرا ہوا، ماضی ۔ حاضر: موجودہ زمانہ حال ۔ پابپا: مراد ساتھ ملے ہوئے ۔ عہدِ طفلی: بچپن کے دن ۔
مطلب: یہ امر حیرت انگیز ہے کہ اس تصویر نے میرے حال و ماضی کو یکجا کر دیا ہے بلکہ یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اس نے ایک بار پھر مجھے اپنے بچپن سے آشنا کر دیا ہے ۔

جب ترے دامن میں پلتی تھی وہ جانِ ناتواں
بات سے اچھی طرح محرم نہ تھی جس کی زباں

معانی: جانِ ناتواں : کمزور، نومولود جان ۔ محرم : واقف، جاننے والی ۔
مطلب: بے شک مجھے وہ وقت یاد آرہا ہے جب میرا کمزور جسم تیرے سایہ عاطفت میں پرورش پا رہا تھا اور میں نے ابھی اچھی طرح بولنا نہیں سیکھا تھا ۔

اوراب چرچے ہیں جس کی شوخیِ گفتار کے
بے بہا موتی ہیں جس کی چشمِ گوہر بار کے

معانی: شوخیِ گفتار: یعنی دل کش شاعری ۔ بے بہا: بہت قیمتی ۔ چشمِ گوہر بار: موتی برسانے والی آنکھ ۔
مطلب: جب کہ آج ہر جگہ میری شوخی گفتار یعنی شاعری کے چرچے ہو رہے ہیں اور میری آنکھوں سے بہنے والے آنسو موتی تصور کیے جاتے ہیں ۔

علم کی سنجیدہ گفتاری، بڑھاپے کا شعور
دنیوی اعزاز کی شوکت، جوانی کا غرور

معانی: سنجیدہ گفتاری: بات چیت میں احتیاط کا اور بڑوں کا سا طریقہ ۔ بڑھاپے کا شعور: بوڑھے ہونے کا احساس ۔ دنیوی اعزاز: دنیا کی عزت ۔ شوکت: شان، دبدبہ ۔ غرور: فخر، گھمنڈ ۔
مطلب: علم کے حصول اور اس کے بعد سنجیدگی سے گفتگو کرنے کا عمل، اپنی ضعیفی اور عمر کے باعث حاصل ہونے والی دانائی اور حکمت، زندگی میں ملنے والے مراتب اور منصب، اس کے ساتھ جوانی کی عمر کا غرور اور ولولہ

زندگی کی اوج گاہوں سے اتر آتے ہیں ہم
صحبتِ مادر میں طفلِ سادہ رہ جاتے ہیں ہم

معانی: اوج گاہ: بلند مرتبہ ۔ صحبت مادر: ماں کے ساتھ ہونا، رہنا ۔ طفلِ سادہ: بے سمجھ سا بچہ، بھولا بھالا بچہ ۔
مطلب: بے شک عرف عام میں انہیں انسانی بلندی سے تعبیر کیا جا سکتا ہے لیکن جب وہ ماں کے سامنے ہوتا ہے تو پھر ان تمام بلندیوں سے نیچے اتر آتا ہے اور محض ایک معصوم بچہ بن کر رہ جاتا ہے ۔ ماں کے روبرو تو بڑے سے بڑے شخص کی یہی کیفیت ہوتی ہے ۔

بے تکلف خندہ زن ہیں ، فکر سے آزاد ہیں
پھر اسی کھوئے ہوئے فردوس میں آباد ہیں

معانی: بے تکلف: بناوٹ، ظاہر داری کے بغیر۔ خندہ زن: ہنسنے والا ۔ کھویا ہوا فردوس: یعنی بچپن کی بھولی بھالی معصوم زندگی ۔ آباد ہیں : رہ رہے ہیں ۔
مطلب: ماں کی محبت میں تو بڑے بڑے لوگوں کی یہی کیفیت ہوتی ہے کہ وہ سب تکلفات بالائے طاق رکھ کر بلند بانگ قہقہے لگاتے ہیں اور ہر نوع کے تفکرات سے آزاد ہو جاتے ہیں ۔ ماں کے سامنے وہ خود کو ماضی کی کھوئی ہوئی دنیا میں محسوس کرتے ہیں جو ایک طرح سے جنت گم گشتہ کی مانند تھی ۔

کس کو اب ہو گا وطن میں آہ ! میرا انتظار
کون میرا خط نہ آنے سے رہے گا بے قرار

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ والدہ کے انتقال کے بعد اب وطن میں میرا اور میرے خط کا انتظار کون کرے گا ۔ واضح رہے کہ ان دنوں اقبال یورپ میں مقیم تھے ۔

خاکِ مرقد پر تری لے کر یہ فریاد آوَں گا
اب دعائے نیم شب میں کس کو میں یاد آوَں گا

معانی: خاکِ مرقد: قبر کی مٹی، مراد قبر۔ تربیت: زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھانا ۔
مطلب: واضح رہے کہ ان دنوں اقبال یورپ میں مقیم تھے وہ کہتے ہیں کہ جب میری وطن واپسی ہوگی تو اے ماں ! تیری قبر پر یہ فریاد لے کر آوَں گا کہ نصف شب کے وقت میری بہبودی کے لئے تو جو دعائیں کرتی تھی اب کون کرے گا

تربیت سے تیری میں انجم کا ہم قسمت ہوا
گھر مرے اجداد کا سرمایۂ عزت ہوا

معانی: تربیت: زندگی گزارنے کا سلیقہ سکھانا ۔ انجم کا ہم قسمت: مراد ستاروں کی طرح بلند مقدر والا ۔ اجداد: جمع جد، باپ دادا، پرانے بزرگ ۔ سرمایۂ عزت: شان اور مرتبے کی دولت ۔

مطلب: اے ماں تیری پرورش اور تربیت کا نتیجہ ہی تھا کہ آج مجھے یہ عزت و وقار حاصل ہوا ہے اور ساری دنیا کی نظروں میں ہمارے خاندان کے احترام میں اضافہ ہوا ہے ۔

دفترِ ہستی میں تھی زرّیں ورق تیری حیات
تھی سراپا دین و دنیا کا سبق تیری حیات

معانی: دفترِ ہستی: زندگی کی کتاب ۔ زریں ورق: سنہری ورقوں، صفحوں والی ۔ سراپا: مکمل ۔ دین و دنیا کا سبق: دین اور دنیا کے مطابق تربیت ۔

مطلب: عملاً تیری زندگی دین و دنیا کے حوالے سے ایک سبق کی مانند تھی ۔ ساری عمر تو میری محبت و شفقت سے سرشار میری تربیت میں کوشاں رہی ۔

عمر بھر تیری محبت میری خدمت گر رہی
میں تری خدمت کے قابل جب ہوا، تو چل بسی

معانی: خدمت گر: خدمت کرنے والی ۔ تو چل بسی: تو فوت ہو گئی ۔

مطلب: ساری عمر تو میری محبت و شفقت سے سرشار میری تربیت میں کوشاں رہی لیکن جب میں تیری خدمت کے قابل ہوا تو کس قدر دکھ کی بات ہے کہ تو داغ مفارت دے گئی ۔

وہ جواں، قامت میں ہے جو صورتِ سروِ بلند
تیری خدمت سے ہوا جو مجھ سے بڑھ کر بہرہ مند

معانی: وہ جواں: اشارہ ہے علامہ کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد مرحوم کی طرف ۔ قامت: قد کاٹھ ۔ صورتِ سروِ بلند: اونچے لمبے سرو کی طرح ۔ بہرہ مند: حصہ پانے والا ۔

مطلب: ان اشعار میں اقبال اپنے بڑے بھائی کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ بلند قد جواں سال، خوبصورت اور خوب سیرت شخص جو میرا بھائی اور تیرا بیٹا ہے وہ یہاں موجود رہ کر تیری خدمت میں سرگرداں رہا اور میری نسبت تیری زیادہ دیکھ بھال کرتا رہا ۔

کاروبارِ زندگانی میں وہ ہم پہلو مرا
وہ محبت میں تری تصویر، وہ بازو مرا

معانی: کاروبارِ زندگانی: زندگی کے کام کاج ۔ ہم پہلو: مراد ساتھ چلنے والا ۔ تیری تصویر: بالکل تیرے جیسا، تیرے مزاج جیسا ۔

مطلب: یہ شخص جو میرا عزیز بھائی ہے اور شریک کار ہے وہ میرے لیے عملاً تیری محبت کا بدل ہے ۔ وہ میرے لیے قوت بازو کی حیثیت رکھتا ہے ۔

تجھ کو مثلِ طفلکِ بے دست و پا روتا ہے وہ
صبر سے ناآشنا صبح و مسا روتا ہے وہ

معانی: طفلکِ بے دست وپا: بے بس، عاجز چھوٹا سا بچہ ۔ صبح و مسا: صبح و شام یعنی ہر وقت ۔

مطلب: وہ اب یقیناً تیری موت پر بچوں کی طرح روتا ہو گا ۔ اسے صبر کس طرح آئے گا ۔ ظاہر ہے کہ صبح و شام گریہ

اس کا کام ہو گا ۔ میں تو یہاں یورپ میں مقیم تیری یاد میں غم گسار ہوں ۔ میرے لیے یہ کرب ناقابل برداشت ہے جب کہ میرا بھائی تو تیرے موت کے حادثے کو اپنی نگاہوں سے دیکھتا رہا ۔

تخم جس کا تو ہماری کشتِ جاں میں بو گئی
شرکتِ غم سے وہ الفت اور محکم ہو گئی

معانی: تخم: بیج، دانہ ۔ کشتِ جاں : روح کی کھیتی، جان ۔ شرکت غم: دکھ میں برابر کا شریک ہونے کی حالت ۔ الفت: محبت ۔ محکم: پکی ۔

مطلب: اے ماں تو نے ہم بھائیوں کے دلوں میں محبت کا جو جذبہ پیدا کیا تھا اب تیرے غم کے سبب یہ جذبہ اور مستحکم ہو گیا ہے کہ یہ دکھ ہمارے مابین قدر مشترک کی حیثیت رکھتا ہے ۔

آہ ! یہ دنیا ، یہ ماتم خانۂ برنا و پیر
آدمی ہے کس طلسمِ دوش و فردا کا اسیر

معانی: ماتم خانہ: یعنی دکھوں کا گھر ۔ برنا: جوان ۔ پیر: بوڑھا ۔ طلسمِ دوش و فردا: یعنی وقت کی گردش، چکر ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ یہ دنیا کیا ہے یہی نا کہ ہر جوان اور بوڑھے کے لیے ماتم کدے کی حیثیت رکھتی ہے جب کہ انسان اس کی حقیقت کو سمجھ نہیں پا رہا ۔ یوں لگتا ہے کہ وہ ابھی ماضی اور حال کے طلسم میں اسیر ہے ۔

کتنی مشکل زندگی ہے، کس قدر آساں ہے موت
گلشنِ ہستی میں مانندِ نسیم ارزاں ہے موت

معانی: مشکل: یعنی مصیبتوں کے سبب مشکل ۔ آساں: یعنی مرنے پر آدمی مشکلوں سے چھوٹ جاتا ہے ۔ گلشنِ ہستی: زندگی کا باغ یعنی زندگی ۔ مانندِ نسیم: ہوا کی طرح ۔ ارزاں: کم قیمت ۔

مطلب: زندگی اور موت کا اگر مقابلہ کیا جائے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ زندگی بسر کرنا بے حد مشکل کام ہے ۔ اور موت اس قدر سہل ہے جیسے کہ کسی باغ میں نسیم بلا کسی تردد کے رواں دواں رہتی ہے ۔

زلزلے ہیں ، بجلیاں ہیں ، قحط ہیں ، آلام ہیں
کیسی کیسی دخترانِ مادرِ ایام ہیں

معانی: زلزلے: بھونچال ۔ آلام: جمع الم، مصیبتیں ۔ دختران: جمع دختر، بیٹیاں ۔ مادرِ ایام: زمانے کی ماں ۔

مطلب: زندگی میں تو زلزلے، بجلیاں، قحط اور آلام و مصائب کی بہتات ہے ۔ زمانہ کی حیثیت ایک ایسی سنگ دل ماں کی طرح ہے جو اس نوع کی اولاد پیدا کرتی ہے ۔

کلبۂ افلاس میں ، دولت کے کاشانے میں موت
دشت و در میں ، شہر میں ، گلشن میں ویرانے میں موت

معانی: کلبہ: جھونپڑی ۔ دشت و در: جنگل اور بیابان ۔

مطلب: موت تو ایک ایسی حقیقت ہے جو افلاس و غربت کے تنگ و تاریک گھروں کے علاوہ امراَ کے دولت کدوں تک جس کی رسائی ہے ۔ یہی نہیں بلکہ بیابان و صحرا، آبادیاں، باغات اور ویرانے، بھی موت کی دسترس سے نہیں بچ سکے ہیں ۔

موت ہے ہنگامہ آرا قلزمِ خاموش میں
ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں

معانی: ہنگامہ آرا: شور و غوغا مچانے والی ۔ قلزم: سمندر ۔ سفینے: کشتیاں ۔ آغوش: گود ۔
مطلب: موت توان پر سکون سمندروں پر بھی محیط ہے جو ہر نوع کے ہنگاموں اور طوفانوں سے محفوظ تصور کیے جاتے ہیں ۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ ایسے سمندروں میں رواں دواں کشتیاں موجوں کی آغوش میں ڈوب جاتی ہیں ۔

نے مجالِ شکوہ ہے، نے طاقتِ گفتار ہے
زندگانی کیا ہے، اک طوقِ گلو افشار ہے

معانی: مجالِ شکوہ: شکایت کی طاقت ۔ طاقتِ گفتار: بولنے کی ہمت ۔ طوقِ گلوافشار: گلا گھونٹنے والا لوہے کا حلقہ ۔
مطلب: موت تو ایک ایسی اٹل حقیقت ہے کہ اس کے خلاف نہ تو کسی کو شکوہ کرنے کی جرات ہوتی ہے اور نہ گلہ کرنے کا حوصلہ ۔ امر واقعہ یہ ہے کہ موت تو ایک ایسے طوق کی مانند ہے جس سے پہننے والے کا گلا گھٹ جاتا ہے ۔

قافلے میں غیر فریادِ درا کچھ بھی نہیں
اک متاعِ دیدہَ تر کے سوا کچھ بھی نہیں

معانی: غیر: سوائے ۔ فریادِ درا: کوچ کی گھنٹی کی آواز ۔ متاع: دولت، پونجی ۔ دیدہَ تر: یعنی روتی آنکھیں ۔
مطلب: غور سے دیکھا جائے تو حیات انسانی ایک ایسے قافلے کی مانند ہے جس میں ایک انتہائی گھنٹی کے سوا ہر طرف خامشی طاری ہے ۔ یہاں انسانی متاع محض آنکھ ہے جو آنسو بہاتی رہتی ہے ۔

ختم ہو جائے گا لیکن امتحاں کا دور بھی
ہیں پسِ نہٗ پردہَ گردوں ابھی دور اور بھی

معانی: امتحاں : آزمائش ۔ پس: پیچھے ۔ نہُ پردۂ گردوں : نوآسمان ۔

مطلب: جان لے کہ یہ مصائب وابتلا کا دور بھی بالآخر ایک روز ختم ہوکر رہ جائے گا ۔ اس لیے کہ نوآسمانوں کے پس پشت ابھی کچھ اور آسمان یعنی ادوار ابھی باقی رہتے ہیں جنھیں کسی نہ کسی مرحلے پر ظہور پذیر ہونا ہے ۔

سینہ چاک اس گلستاں میں لالہ و گل ہیں تو کیا
نالہ و فریاد پر مجبور بلبل ہیں تو کیا

معانی: سینہ چاک : زخمی دل والا ۔ قفس :پنجرہ ۔

مطلب: اگر اس دنیا میں لالہ و گل کے سینے چاک ہیں اور بلبل آہ وزاری پر مجبور ہے تو پھر کیا ہوا ۔ اس لیے کہ ایسی جھاڑیاں جنھیں خزاں نے تہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے انہیں بار کی ہوا نئے سرے سے تروتازہ کر کے رکھ دے گی ۔

جھاڑیاں، جن کے قفس میں قید ہے آہِ خزاں
سبز کر دے گی انھیں بادِ بہاری جاوداں

معانی: قفس :پنجرہ ۔ بادِ بہارِ جاوداں : ہمیشہ کے لیے قائم رہنے والی بہار کی ہوا ۔ سبز کرنا: تروتازہ کرنا ۔

مطلب: اس لیے کہ ایسی جھاڑیاں جنہیں خزاں نے تہ و بالا کر کے رکھ دیا ہے انہیں بہار کی ہوا نئے سرے سے تروتازہ کر کے رکھ دے گی ۔

خفتہ خاکِ پے سپر میں ہے شرار اپنا تو کیا
عارضی محمل ہے یہ مشتِ غبار اپنا تو کیا

معانی: خفتہ: سویا ہوا ۔ خاک پے سپر: راستے میں اڑنے والی مٹی ۔ شرار: چنگاری ۔ عارضی: وقتی ۔ محمل: کجاوہ ۔ مشتِ غبار: مراد جسم ۔

زندگی کی آگ کا انجام خاکستر نہیں
ٹوٹنا جس کا مقدّر ہو، یہ وہ گوہر نہیں

معانی: خاکستر: راکھ ۔ گوہر: موتی ۔
مطلب: اگر ہماری زندگی ایک پامال اور پژمردہ روح کی مانند ہے اور یہ خاکی جسم محض عارضی حیثیت کا حامل ہے تو کیا اس لیے کہ زندگی جس آگ سے عبارت ہے اس کا انجام محض خاک نہیں ہے کہ زندگی تو ایک ایسا موتی ہے جس کے مقدر میں شکستگی نہیں ہے ۔

زندگی محبوب ایسی دیدۂ قدرت میں ہے
ذوقِ حفظِ زندگی ہر چیز کی فطرت میں ہے

معانی: دیدۂ قدرت: قدرت کی نگاہ ۔ محبوب: پیاری ۔ ذوق: شوق ۔ حفظِ زندگی: زندگی کی حفاظت ۔
مطلب: یوں بھی قدرت کی نگاہ میں زندگی اس قدر پیاری ہے کہ رب ذوالجلال نے ہر شے کو تخلیق کرتے وقت اس میں زندگی کے تحفظ کا جذبہ بھی شامل کر دیا تھا ۔

موت کے ہاتھوں سے مٹ سکتا اگر نقشِ حیات
عام یوں اس کو نہ کر دیتا نظامِ کائنات

معانی: نقش: تحریر، نشان ۔ نظامِ کائنات: دنیا کا انتظام، بندوبست ۔

مطلب: اگر موت اتنی طاقتور ہوتی کہ اس کے ہاتھوں حیات انسانی کا نظام زیروزبر ہو جاتا تو اس کو یعنی موت کو نظام کائنات میں یوں عام نہ کر دیا جاتا ۔

ہے اگر ارزاں تو یہ سمجھو اَجل کچھ بھی نہیں
جس طرح سونے سے جینے میں خلل کچھ بھی نہیں

معانی: اجل: موت ۔ خلل: گڑ بڑ ۔

مطلب: موت اتنی ارزاں اور سستی واقع ہوئی ہے تو سمجھ لو کہ جس طرح خواب کے عمل سے زندگی میں کوئی نقص پیدا نہیں ہوتا اس طرح موت کی حقیقت بھی معمولی سی ہے ۔

آہ! غافل! موت کا رازِ نہاں کچھ اور ہے
نقش کی ناپائداری سے عیاں کچھ اور ہے

معانی: رازِ نہاں: چھپا ہوا بھید ۔ ناپائداری: کمزوری ۔

مطلب: انسان تو اس قدر غفلت شعار ہے کہ اس حقیقت کا بھی اسے ادراک نہیں کہ موت کا اصل راز کیا ہے زندگی کی ناپائداری سے کچھ اور رہی ظاہر ہوتا ہے ۔

جنتِ نظارہ ہے نقشِ ہوا بالائے آب
موجِ مضطر توڑ کر تعمیر کرتی ہے حباب

معانی: جنت نظارہ: دیکھنے میں بہشت کے نظاروں کی طرح دل کش ۔ نقشِ ہوا بالائے آب: چلنے سے پانی پر بننے والی لکیریں ۔ مضطر: بے چین ۔ حباب: بلبلہ ۔
مطلب: ذرا غور کیا کہ ہوا کے طرز عمل سے تعمیر پر کوئی اثر نہیں پڑتا کہ مضطرب موج بلبلوں کو توڑ کر پھر سے تعمیر کرنے کی صلاحیت سے مالا مال ہے ۔

موج کے دامن میں پھر اس کو چھپا دیتی ہے یہ
کتنی بے دردی سے نقش اپنا مٹا دیتی ہے یہ

معانی: بیدردی: ظلم، سختی ۔
مطلب: لیکن ہوا کرتی کیا ہے کہ بلبلوں کو پیدا کر کے موج کے دامن میں چھپا دیتی ہے ۔ یعنی خود ہی انتہائی بے دردی کے ساتھ اس نقش کو مٹا دیتی ہے ۔

پھر نہ کر سکتی حباب اپنا اگر پیدا ہوا
توڑنے میں اس کے یوں ہوتی نہ بے پروا ہوا

مطلب: اس عمل کا منطقی نتیجہ یہ برآمد ہوتا ہے کہ اگر ہوا بلبلے کو از سر نو پیدا کرنے پر قادر نہ ہوتی تو اس بے پروائی سے اسے توڑتی ہی کیوں ۔

اس روش کا کیا اثر ہے ہیت تعمیر پر
یہ تو حجت ہے ہوا کی قوتِ تعمیر پر

معانی: روش: طریقہ، چلن ۔ ہیت: ڈھانچا ۔
مطلب: ہوا کے اس رویے کا اثر تعمیرِ ہیت پر کچھ نہیں پڑتا بلکہ یہ اس امر کی دلیل ہے کہ ہوا کو اپنی قوت تعمیر پر کس قدر گرفت حاصل ہے ۔

فطرتِ ہستی شہیدِ آرزو رہتی نہ ہو
خوب تر پیکر کی اس کو جستجو رہتی نہ ہو

معانی: فطرتِ ہستی: کائنات کا مزاج ۔ شہیدِ آرزو: خواہش، خواہشات کا مارا ہوا، اچھی سے اچھی تخلیق کا خواہشمند ۔
مطلب: اس ساری گفتگو سے ایک بات ظاہر ہوتی ہے کہ زندگی ہمیشہ فطرتاً نئی نئی آرزوؤں اور خواہشوں کی متلاشی رہتی ہے اور اس کو بہتر سے بہتر چیز کی جستجو رہتی ہے ۔

آہ! سیمابِ پریشاں ، انجمِ گردوں فروز
شوخ یہ چنگاریاں ، ممنونِ شب ہے جن کو سوز

معانی: سیمابِ پریشاں : پھیلنے والا، منتشر پارا ۔ انجم گردوں فروز: آسمان کو روشن کرنے والے ستارے ۔ شوخ: مراد دل کش ۔ چنگاریاں : یعنی ستارے ۔ ممنونِ شب: رات کا احسان مند ۔ سوز: مراد روشنی ۔
مطلب: افسوس کہ یہ پارے کی مانند مضطرب اور چمکدار ستارے جو فضائے آسمان کو منور کرتے ہیں یہ شوخ چنگاریاں جو اپنے وجود کی نمائش کے لیے تاریکی شب کی احسان مند ہیں ۔

عقل جس سے سر بہ زانو ہے وہ مدّت ان کی ہے
سرگزشت نوعِ انساں ایک ساعت ان کی ہے

معانی: سر بزانو: غور و فکر میں ڈوبی ہوئی ۔ سرگزشت: ماجرا، قصہ ۔ نوعِ انساں: مراد تمام انسان ۔ ساعت: پل، گھڑی ۔
مطلب: انسانی دانش جب ان کی عمر کے بارے میں غور و خوض کرتی ہے تو کسی نتیجے پر پہنچنے کی بجائے حیران و پریشان ہو کر رہ جاتی ہے ۔

پھر یہ انساں آں سوئے افلاک ہے جس کی نظر
قدسیوں سے بھی مقاصد میں ہے جو پاکیزہ تر

معانی: آں سوئے افلاک: آسمانوں کے اس پار، دوسری طرف ۔ قدسی: فرشتہ ۔ مقاصد: جمع مقصد، ارادے ۔ پاکیزہ تر: زیادہ صاف ستھری ۔
مطلب: انسان جس کی نگاہ ہمیشہ آسمانوں سے بھی آگے نظارہ کرنے کی حامل ہے اور جو اپنے مقاصد میں فرشتوں سے بھی زیادہ پاک و پاکیزہ ہے ۔

جو مثالِ شمعِ روشن محفلِ قدرت میں ہے
آسماں اک نقطہ جس کی وسعتِ فطرت میں ہے

معانی: محفلِ قدرت: کائنات ۔

جس کی نادانی صداقت کے لیے بیتاب ہے
جس کا ناخن سازِ ہستی کے لیے مضراب ہے

معانی: بیتاب: بے چین، بیقرار۔ مضراب: لوہے کا چھلا جس سے ساز چھیڑا جاتا ہے ۔
مطلب: اس کے باوجود اپنی کم فہمی کے سبب سچائی کی تلاش میں مضطرب اور پریشان ہے جس کا وجود زندگی کے ساز کے لیے ایک مضراب کی حیثیت رکھتا ہے ۔

شعلہ یہ کمتر ہے گردوں کے شراروں سے بھی کیا
کم بہا ہے آفتاب اپنا ستاروں سے بھی کیا

معانی: کمتر: زیادہ کم یا تھوڑا ۔ کم بہا: تھوڑی قیمت ۔
مطلب: تو سوال یہ ہے کہ کیا وہ گردوں کے ستاروں سے بھی آب و تاب میں کمتر ہے اور کیا اس کا رتبہ سورج کے مقابلے میں بھی کم ہے

تخمِ گل کی آنکھ زیر خاک بھی بے خواب ہے
کس قدر نشوونما کے واسطے بے تاب ہے

معانی: تخمِ گل: پھول کا بیج ۔
مطلب: پھول کا بیج زیر خاک بھی بویا جاتا ہے تو وہ نشوونما کے لیے مضطرب اور بے تاب رہتا ہے ۔

زندگی کا شعلہ اس دانے میں جو مستور ہے
خودنمائی، خودفزائی کے لیے مجبور ہے

معانی: مستور: چھپا ہوا۔ خودنمائی: اپنا آپ دکھانا۔ خود افزائی: اپنے آپ کو پھیلانا۔

مطلب: اس معمولی بیج میں فی الاصل ایک ایسا شعلہ چھپا ہوا ہے جو زندگی سے عبارت ہے یہ بیج اپنے اظہار و نمود کے لیے بے چین رہتا ہے

سردیِ مرقد سے بھی افسردہ ہو سکتا نہیں
خاک میں دب کر بھی اپنا سوز کھو سکتا نہیں

معانی: سردیِ مرقد: قبر کی ٹھنڈک۔

مطلب: یہ بیج مٹی کی خنکی سے بھی نہیں مرتا اور خاک میں دبائے جانے کے باوجود اس میں زندگی کی حرارت باقی رہتی ہے۔

پھول بن کر اپنی تربت سے نکل آتا ہے یہ
موت سے گویا قبائے زندگی پاتا ہے یہ

معانی: تربت: قبر مراد زمین میں۔

مطلب: چنانچہ موقعہ پاتے ہی یہ بیج پھول بن کر خاک کی تہوں سے باہر نکل آتا ہے بالفاظ دگر موت کے ہاتھوں زندگی کا لباس پہن لیتا ہے۔ یعنی موت ہی اس کی تخلیق اور نمو کا باعث بنتی ہے۔

ہے لحد اس قوتِ آشفتہ کی شیرازہ بند
ڈالتی ہے گردنِ گردوں میں جو اپنی کمند

معانی: لحد: قبر یعنی مٹی ۔ قوتِ آشفتہ: بکھری ہوئی طاقت ۔ شیرازہ بند: جمع کرنے والی ۔ ڈالتی ہے: یعنی یہ طاقت ۔ کمند: رسی کا پھندا کسی جگہ اٹکا کر اس کے ذریعہ اوپر چڑھنا ۔

مطلب: یوں موت زندگی کے ذوق کی تجدید کا دوسرا نام ہے ۔ بالفاظ دگر عالم خواب میں بیداری کا پیغام ہے ۔

موت تجدیدِ مذاقِ زندگی کا نام ہے
خواب کے پردے میں بیداری کا اک پیغام ہے

معانی: تجدیدِ مذاق زندگی: زندگی کی لذت کو تازہ کرنا ۔

مطلب: اس لیے کہ جو پرواز کے عادی ہوتے ہیں ان کو پرواز کا کوئی خوف نہیں ہوتا جب کہ موت اس دنیا میں نئے سرے سے پرواز پر آمادہ کرتی ہے ۔

خوگرِ پرواز کو پرواز میں ڈر کچھ نہیں
موت اس گلشن میں جز سنجیدنِ پر کچھ نہیں

معانی: سنجیدنِ پر: پر تولنا ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ دنیا والوں کے نزدیک موت کا کوئی مداوا نہیں اس کے باوجود مرنے والے کی جدائی کا غم وقت گزرنے کے ساتھ کم ہوتا جاتا ہے ۔

کہتے ہیں اہلِ جہاں دردِ اجل ہے لادوا
زخمِ فرقت وقت کے مرہم سے پاتا ہے شفا

معانی: دردِ اجل: موت کا درد ۔ زخمِ فرقت: جدائی کا زخم ۔
مطلب: گویا وقت جدائی کے لیے مرہم کی حیثیت رکھتا ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ دل ایک ایسی بستی ہے جو مرنے والوں کے غم کو اپنے دامن میں محفوظ کر لیتی ہے اور اس پر زمانے کی کوئی گرفت نہیں ہوتی ۔

دل مگر غم مرنے والوں کا جہاں آباد ہے
حلقۂ زنجیرِ صبح و شام سے آزاد ہے

معانی: حلقۂ زنجیر صبح و شام: صبح و شام کا تسلسل مراد وقت ۔
مطلب: حقیقت یہ ہے کہ دل ایک ایسی بستی ہے جو مرنے والوں کے غم کو اپنے دامن میں محفوظ کر لیتی ہے اور اس زمانے کی کوئی گرفت نہیں ہوتی ۔ گریہ و نالہ و ماتم کو وقت کا طلسم بھی نہیں روک سکتا ۔

وقت کے افسوں سے تھمتا نالۂ ماتم نہیں
وقت زخمِ تیغِ فرقت کا کوئی مرہم نہیں

معانی: افسوں: جادو ۔ نالۂ ماتم: سوگ میں آہ وزاری ۔ زخمِ تیغِ فرقت: جدائی کی تلوار کا زخم ۔
مطلب: اس کیفیت میں دل کو نالہ و فریاد سے ایک باضابطہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے ۔ اور دل کا خون آنکھوں کے راستے بہہ نکلتا ہے ۔ ہرچند کہ انسان صبر کی قوت سے محروم ہے اس کے باوجود اس کی فطرت میں غیر محسوس طریق پر یہ حقیقت چھپی ہوئی ہے ۔

سر پہ آجاتی ہے جب کوئی مصیبت ناگہاں
اشکِ پیہم دیدۂ انساں سے ہوتے ہیں رواں

معانی: ناگہاں : اچانک ۔ اشکِ پیہم: مسلسل بہنے والے آنسو۔ دیدۂ انساں : انسان کی آنکھ۔
مطلب: جب انسان پر کوئی اچانک مصیبت آپڑتی ہے تو اس کی آنکھوں سے بے انتہا آنسو رواں ہو جاتے ہیں ۔

ربط ہو جاتا ہے دل کو نالہ و فریاد سے
خونِ دل بہتا ہے آنکھوں کی سرشک آباد سے

معانی: سرشک آباد: مراد راستہ، ذریعہ ۔
مطلب: اس کیفیت میں دل کو نالہ و فریاد سے ایک باضابطہ تعلق پیدا ہو جاتا ہے اور دل کا خون آنکھوں کے راستے بہہ نکلتا ہے ۔

آدمی تابِ شکیبائی سے گو محروم ہے
اس کی فطرت میں یہ اک احساس نامعلوم ہے

معانی: تابِ شکیبائی: صبر۔ نامعلوم: جو واضح نہ ہو۔
مطلب: ہرچند کہ انسان صبر کی قوت سے محروم ہے اس کے باوجود اس کی فطرت میں غیر محسوس طریق پر یہ حقیقت چھپی ہوئی ہے ۔

جوہرِ انساں عدم سے آشنا ہوتا نہیں
آنکھ سے غائب تو ہوتا ہے فنا ہوتا نہیں

معانی: جوہرِ انسان: انسان کی اصل یعنی روح ۔ عدم: فنا، نیستی ۔
مطلب: انسان مرنے کے بعد بے شک ہماری نگاہوں سے اوجھل ہو جاتا ہے لیکن فنا نہیں ہوتا ۔

رختِ ہستی خاک ، غم کی شعلہ افشانی سے ہے
سرد یہ آگ اس لطیف احساس کے پانی سے ہے

معانی: رختِ ہستی: زندگی کا سازوسامان ۔ شعلہ افشانی: شعلے بکھیرنا ۔ سرد: ٹھنڈی، بجھی ہوئی ۔
مطلب: بے شک غم کے شعلے زندگی کو جلا کر خاک تو کر دیتے ہیں تا ہم دل کی یہ آگ محض اس احساس کی بدولت ہی بجھتی ہے کہ انسان اس دار فانی سے اٹھ تو جاتا ہے لیکن عملاً فنا نہیں ہوتا ۔ اور یہی وہ احساس ہے جو رنج و غم کی مسلسل کمی کا سبب بنتا ہے ۔

آہ! یہ ضبطِ فغاں غفلت کی خاموشی نہیں
آگہی ہے یہ دلاسائی ، فراموشی نہیں

معانی: ضبطِ فغاں : آہ وزاری پر قابو پانے، روکنے کی حالت ۔ آگہی: شعور ۔ دل آسائی: دل کا سکون، قرار ۔ فراموشی: بھولنے کی حالت
مطلب: اگر کوئی شخص اپنے کسی عزیز کو وفات پر آہ وفغاں سے گریز کرتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ غم کے احساس سے غافل ہو چکا ہے ۔ اس کے بر عکس حقیقت یہ ہے کہ وہ موت کے بھیدوں سے آگاہی رکھتا ہے ۔

پردۂ مشرق سے جس دم جلوہ گر ہوتی ہے صبح
داغ شب کا دامنِ آفاق سے دھوتی ہے صبح

معانی: پردۂ شب: مراد سورج نکلنے کی جگہ ۔ جلوہ گر: یعنی ظاہر ۔ آفاق: جمع افق، دور کے آسمانی کنارے مراد آسمان ۔
مطلب: جب مشرق کی جانب سے افق پر صبح نمودار ہوتی ہے تو یوں لگتا ہے کہ کائنات کے دامن سے شب کی سیاہی کا داغ دھو رہی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ رات کی تاریکی کے بعد صبح کی روشنی نمودار ہو رہی ہے ۔

لالہَ افسردہ کو آتش قبا کرتی ہے یہ
بے زباں طائر کو سرمستِ نوا کرتی ہے یہ

معانی: آتش قبا: آگ جیسا سرخ لباس، لالہ کا سرخ رنگ مراد ہے ۔ طائر: پرندہ ۔ بے زباں : جس میں بولنے کی قوت نہ ہو ۔ سرمستِ نوا: چہچہانے میں بیحد مصروف ۔
مطلب: باغ میں لالہ کا پھول وتاریکی شب کے سبب افسردہ نظر آتا تھا صبح سورج کی وساطت سے اس کو شعلے جیسا سرخ لباس عطا کرتی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ علی الصبح جب سورج طلوع ہوتا ہے تو اس کا عکس لالے کے پھول کو سرخی مائل کر دیتا ہے ۔ اور پرندے جو تمام رات اپنے گھونسلوں میں خاموش رہے ان کو چہچہانے اور نغمہ ریزی پر مجبور کر دیتی ہے ۔

سینہَ بلبل کے زنداں سے سرود آزاد ہے
سیکڑوں نغموں سے بادِ صبح دم آباد ہے

معانی: سرود آزاد ہے: چہچہانے کی آواز باہر نکل رہی ہے ۔ صبح دم: صبح کی ہوا ۔ آباد ہے: یعنی اس میں پرندوں کی آوازیں گونج رہی ہیں ۔
مطلب: بلبل بھی اس لمحے نغمے گانے لگتی ہے اور صبح کی ٹھنڈی ہوا میں پرندے ترنم ریز ہو جاتے ہیں ۔

خفتگانِ لالہ زار و کوہسار و رود بار
ہوتے ہیں آخر عروس زندگی سے ہم کنار

معانی: خفتگانِ لالہ زار و کوہسار و رودبار: لالہ کے باغ میں پہاڑ اور دریا کے کنارے پر سوئے ہوئے، مراد پھول ۔ عروسِ زندگی: زندگی کی دلہن، مراد تروتازگی جو صبح شبنم کے سبب پھولوں وغیرہ میں پیدا ہوتی ہے ۔ ہمکنار: بغل گیر۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ باغوں ، پہاڑوں اور دریاؤں میں جو مظاہر شب بھر پرسکون رہے آمد صبح ان میں بھی زندگی کی لہر دوڑا دیتی ہے ۔

یہ اگر آئینِ ہستی ہے کہ ہو ہر شام صبح
مرقدِ انساں کی شب کا کیوں نہ ہو انجام صبح

معانی: آئینِ ہستی: کائنات کا نظام ۔ مرقد: قبر۔ انجام: اخیر۔

مطلب: سو! یہ اگر قانونِ قدرت ہے کہ ہر شام صبح پر منتج ہو تو پھر انسانی قبر کی تاریکی کا خاتمہ کس لیے ممکن نہیں ۔ صبح اس کا مقدر کیوں نہیں ہو سکتی ۔ اقبال نے ان اشعار میں ایک منطقی نتیجہ اخذ کرنے کی کوشش کی ہے کہ موت کوئی آخری مرحلہ نہیں ہے اس کے بعد بھی زندگی ہے ۔

دامِ سیمینِ تخیل ہے مرا آفاق گیر
کر لیا ہے جس سے تیری یاد کو میں نے اسیر

معانی: دامِ سیمینِ تخیل: چاندی کے تاروں سے بنا ہوا شاعرانہ خیالات کا جال یعنی دل کو بھانے والے خیالات ۔ آفاق گیر: دنیا پر چھا جانے والے ۔ اسیر: قیدی ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ اے ماں ! میرے خیالات میں اتنی وسعت ہے کہ ان کی حدود میں تیری یاد کو محفوظ کر لیا ہے ۔

یاد سے تیری دلِ درد آشنا معمور ہے
جیسے کعبے میں دعاؤں سے فضا معمور ہے

معانی: درد آشنا: غم سے واقف ۔ معمور: بھرا ہوا ۔
مطلب: میرا غم زدہ دل تیری یاد سے معمور ہے بالکل اسی طرح جیسے حرم کعبہ کی فضائیں دعاؤں سے معمور ہیں ۔

وہ فراءض کا تسلسل نام ہے جس کا حیات
جلوہ گاہیں اس کی ہیں لاکھوں جہانِ بے ثبات

معانی: فراءض: جمع فریضہ، وہ کام جن کا کرنا ضروری ہو ۔ تسلسل: لگاتار ہونے کی کیفیت ۔ حیات: زندگی ۔ جلوہ گاہ: ظاہر ہونے کی جگہ ۔ جہانِ بے ثبات: فانی دنیا ۔
مطلب: زندگی جس چیز کا نام ہے وہ تو ایک طرح سے انسانی فراءض کے تسلسل سے عبارت ہے ۔ یہ زندگی لاکھوں ناپائیدار دنیاؤں میں جلوہ گر ہے ۔

مختلف ہر منزلِ ہستی کی رسم وراہ ہے
آخرت بھی زندگی کی ایک جولاں گاہ ہے

معانی: رسم وراہ: طور طریقے ۔ آخرت: دوسری دنیا جہاں مرنے کے بعد حساب کتاب ہو گا ۔ جولاں گاہ: دوڑنے کی جگہ، میدان ۔
مطلب: تاہم یہ حقیقت ہے کہ زندگی کی ہر منزل کا طریق کار مختلف ہے ۔ مرنے کے بعد انسان جس جہاں میں جاتا ہے وہ بھی زندگی کا ایک مظہر ہے ۔

ہے وہاں بے حاصلی کشتِ اجل کے واسطے
سازگار آب و ہوا تخمِ عمل کے واسطے

معانی: بے حاصلی: فصل نہ ہونے کی کیفیت، بے نتیجہ ہونا ۔ کشتِ اجل: موت کی کھیتی ۔ تخمِ عمل: عمل کا بیج ۔
مطلب: مرنے کے بعد انسان جس جہاں میں جاتا ہے وہ بھی زندگی کا ایک مظہر ہے ۔ وہاں موت کا کوئی وجود نہیں ہے ۔ اس کے برعکس وہاں کا ماحول عمل کے لیے بڑا مناسب اور سازگار ہے ۔

نورِ فطرت ظلمتِ پیکر کا زندانی نہیں
تنگ ایسا حلقۂ افکارِ انسانی نہیں

معانی: نورِ فطرت: قدرت کا نور، روشنی ۔ ظلمتِ پیکر: جسم کی تاریکی ۔ زندانی: قیدی ۔ حلقہ: دائرہ ۔
مطلب: اے ماں ! وہ جہاں تو ایسا ہے جہاں انسان جسم کا قیدی نہیں ہو گا بلکہ وہاں تو محض روح ہوگی اور اس کا نور ہو گا ۔ چنانچہ یہ قدرتی امر ہے کہ وہاں فکر انسانی کا دائرہ یہاں کی طرح محدود نہیں ہو گا ۔

زندگانی تھی تری مہتاب سے تابندہ تر
خوب تر تھا صبح کے تارے سے بھی تیرا سفر

معانی: مہتاب: چاندنی، چاند ۔ تابندہ تر: زیادہ چمکدار ۔ سفر: مراد زندگی ۔
مطلب: اے ماں ! یہاں پر بھی تیری زندگی چاند کی روشنی سے بھی زیادہ منور تھی اور تیرا سفر حیات صبح کے ستارے سے بھی زیادہ آسودگی کا مظہر تھا ۔

مثلِ ایوانِ سحر مرقد فروزاں ہو ترا
نور سے معمور یہ خاکی شبستاں ہو ترا

معانی: مثلِ ایوانِ سحر: صبح کے محل کی طرح، مراد صبح کی روشنی کی طرح ۔ فروزاں : روشن ۔ خاکی شبستاں : مٹی کا شبستان، رات گزارنے کی جگہ یعنی قبر ۔
مطلب: اے ماں ! خدا کرے صبح کے مانند تیری قبر بھی منور اور روشن رہے اور تیری آخری آرام گاہ نور سے معمور ہے ۔

آسماں تیری لحد پر شبنم افشانی کرے
سبزۂ نورستہ اس گھر کی نگہبانی کرے

معانی: لحد: قبر۔ شبنم افشانی: اوس بکھیرنا ۔ سبزۂ نورستہ: تازہ تازہ اگا ہوا سبزہ ۔ اس گھر: یعنی ماں کی قبر۔
مطلب: اے عظیم ماں ! بارگاہ ایزدی میں دعا گو ہوں کہ تیری قبر پر آسمان شبنم برسائے اور اس کی نگہبانی تازہ اگا ہوا سبزہ کرے ۔

شعاعِ آفتاب

صبح جب میری نگہ سودائیِ نظارہ تھی
آسماں پر اک شعاعِ آفتاب آوارہ تھی

معانی: شعاع: کرن ۔ آفتاب: سورج ۔ سودائی: شیدائی، دیوانی ۔ آوارہ: گھومنے پھرنے والا ۔
مطلب: صبح کے لمحات میں جب میری نگاہیں مناظر فطرت کا جائزہ لے رہی تھیں تو میں نے آسمان پر آفتاب کی ایک کرن کو اضطراب کے عالم میں ادھر اُدھر سرگرداں پایا ۔

میں نے پوچھا اس کرن سے، اے سراپا اضطراب
تیری جانِ ناشکیبا میں ہے کیسا اضطراب

معانی: سراپا اضطراب: بہت بے چین ۔ ناشکیبا: بے صبر، بیقرار ۔
مطلب: اس کرن سے میں نے استفسار کیا کہ تو کیوں سراپا اضطراب بنی ہوئی ہے آخر تو اس قدر بے چین کیوں ہو رہی ہے اور اس طرح بے صبری کا مظاہرہ کر رہی ہے ۔

تو کوئی چھوٹی سی بجلی ہے کہ جس کو آسماں
کر رہا ہے خرمنِ اقوام کی خاطر جواں

معانی: خرمنِ اقوام: قوموں کی فصل کا ڈھیر، مراد قومیں ۔ خاطر: واسطے، لیے ۔
مطلب: کیا تو ایک ننھی سی برق ہے آسمان جسے دنیا کے لیے پرورش کر رہا ہے یعنی اگر اقوام عالم کو ایک کھلیان سے تعبیر کر لیا جائے تو تیری حیثیت غالباً اس کھلیان کو خاک کرنے کے حوالے سے دیکھی جا سکتی ہے ۔

یہ تڑپ ہے یا ازل سے تیری خو ہے، کیا ہے یہ
رقص ہے ، آوارگی ہے ، جستجو ہے، کیا ہے یہ

معانی: خو: عادت ۔ رقص: ناچ ۔ آوارگی: یونہی چلنے پھرنے کی حالت ۔ جستجو: تلاش ۔
مطلب: ابتدائے آفرینش سے تجھ میں جو اضطراب ہے یا عادت ہے مجھے بتا کہ آخر یہ سب کیا ہے یہ رقص کا انداز ہے یا تجھے کسی چیز کی تلاش ہے ۔ اتنا بتا دے کہ یہ سب کیا ہے

خفتہ ہنگامے ہیں میری ہستیِ خاموش میں
پرورش پائی ہے میں نے صبح کی آغوش میں

معانی: خفتہ: سویا ہوا ۔ ہستی: وجود، زندگی ۔ آغوش: گود ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ جب ہماری آنکھ پر ان مجبوریوں کا راز منکشف ہوتا ہے تو دل سے برآمد ہونے والا آنسوؤں کا سیلاب خود بخود ہی خشک ہو جاتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ ایسی صورت میں ان مجبوریوں کے ساتھ سمجھوتہ کرنا پڑتا ہے ۔

مضطرب ہر دم مری تقدیر رکھتی ہے مجھے
جستجو میں لذّتِ تنویر رکھتی ہے مجھے

معانی: لذّتِ تنویر: روشنی پھیلانے کا مزہ ۔
مطلب: اس کے باوجود نہ جانے کیوں میری تقدیر مجھے مضطرب اور بے چین رکھتی ہے ۔ اس کے علاوہ یہ بھی حقیقت ہے کہ مجھے ہر لمحے روشنی کی تلاش اور جستجو اور لگن رہتی ہے ۔

برقِ آتش خو نہیں فطرت میں گو ناری ہوں میں
مہرِ عالم تاب کا پیغامِ بیداری ہوں میں

معانی: برقِ آتش خو: آگ کا مزاج رکھنے والی بجلی ۔ ناری: آگ سے بنی ہوئی ۔ مہرِ عالم تاب: دنیا کو روشن کرنے والا سورج ۔ بیداری: جاگنا ۔

مطلب: یہ درست ہے کہ اپنی فطرت کے اعتبار سے میں آگ کی پیداوار ہوں اس کے باوجود میری عادتوں میں برق جیسا رویہ موجود نہیں ہے ۔ یعنی میں بجلی اور آگ کی طرح کسی شے کو جلا کر خاکستر میں تبدیل کرنے کی قائل نہیں البتہ یہ ضرور ہے کہ سورج جو طلوع کے بعد ساری دنیا کو اپنے احاطے میں لے لیتا ہے اس کی جانب سے کائنات کے لیے بیداری کا پیغام لے کر آئی ہوں ۔

سرمہ بن کر چشمِ انساں میں سما جاؤں گی میں
رات نے جو کچھ چھپا رکھا تھا، دکھلاؤں گی میں

معانی: سما جانا: داخل ہو جانا، جگل پا لینا ۔

مطلب: میرا کردار تو اے اقبال یہ ہے کہ جس طرح سرمہ آنکھوں میں روشنی پیدا کرتا ہے اسی طرح میں بھی انسانوں کی آنکھوں میں سرمے کی مانند سما جانا چاہتی ہوں تاکہ ان سب مناظر کو واضح کیا جا سکے جو رات کی تاریکی کے سبب ان کی آنکھوں سے پوشیدہ تھے ۔

تیرے مستوں میں کوئی جویائے ہشیاری بھی ہے
سونے والوں میں کسی کو ذوقِ بیداری بھی ہے

معانی: جویائے ہشیاری: بیدار ہونے، جاگنے کا خواہشمند۔ ذوق: شوق ۔

مطلب: تاہم تجھ سے بھی ایک سوال ضرور پوچھوں گی کہ اے اقبال! کیا تیرے چاہنے والوں میں کوئی ہوش و خرد کا متلاشی ہے اور کیا ان میں نیند سے بیدار ہونے کی خلش بھی موجود ہے

عرفی

محل ایسا کیا تعمیر عرفی کے تخیل نے
تصدّق جس پہ حیرت خانۂ سینا و فارابی

معانی: عرفی: مشہور فارسی شاعر جمال الدین، تخلص عرفی وفات 999ھ 36 برس کی عمر پائی ۔ تلاش روزگار کے سلسلے میں مغل شہنشاہ جلال الدین اکبر کے عہد میں شیراز سے برصغیر پاک و ہند چلا آیا ۔ یہاں اس کی قدر ہوئی ۔ عبدالرحیم خان خانان کے دربار سے وابستہ ہوگیا ۔ اس مختصر عمر میں ہی عرفی نے انتہائی شہرت حاصل کی ۔ تصدق: قربان، صدقے ۔ حیرت خانہ: یعنی فلسفے کا خیالی محل ۔ سینا: بو علی سینا، مشہور فلسفی ۔ فارابی: محمد بن محمد طرخان ابونصر الفارابی، اسلامی دنیا کا مشہور فلسفی ۔ ترکی کے شہر فاراب میں پیدا ہوا ۔

مطلب: اس نظم میں اقبال ایک طرح سے عرفی کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے عرفی! تیرے بلند پایہ تخیل نے شاعری اور فلسفے کی ایسی عمارت تعمیر کی ہے جس پر بو علی سینا اور فارابی جیسے عظیم فلسفیوں کے نظریات بھی قربان کیے جا سکتے ہیں ۔

فضائے عشق پر تحریر کی اس نے نوا ایسی
میسر جس سے ہیں آنکھوں کو اب تک اشکِ عنابی

معانی: نوا: نغمہ، شاعری ۔ اشکِ عنابی: سرخ آنسو جو جذبات عشق کے ترجمان ہیں ۔

مطلب: اپنے اشعار میں عرفی نے عشق کے تصورات و خیالات وضع کیے جن پر آج بھی اہل درد خون کے آنسو بہاتے ہیں ۔

مرے دل نے یہ اک دن اس کی تربت سے شکایت کی
نہیں ہنگامۂ عالم میں اب سامانِ بیتابی

معانی: تربت: قبر۔ ہنگامۂ عالم: دنیا کی رونق ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ ایک روز میں اس کی قبر پر گیا اور یوں شکوہ سنج ہوا کہ اب دنیا میں وہ اضطراب اور بے چینی کی کیفیت موجود نہیں ہے ۔

مزاجِ اہلِ عالم میں تغیر آ گیا ایسا
کہ رخصت ہو گئی دنیا سے کیفیت وہ سیمابی

معانی: تغیر: تبدیلی ۔ کیفیت: حالت ۔ سیمابی: پارے کی طرح کی یعنی بیقراری ۔
مطلب: لوگوں کی طبیعتوں میں ایسا تغیر پیدا ہو گیا ہے کہ اب وہ بالکل پر سکون ہو چلے ہیں ۔

فغانِ نیم شب شاعر کی بارِ گوش ہوتی ہے
نہ ہو جب چشمِ محفل آشنائے لطفِ بے خوابی

معانی: فغانِ نیم شبی: آدھی رات کو آہ و فریاد کرنے کی حالت ۔ بارِ گوش: کانوں پر بوجھ ۔ چشم: آنکھ ۔ آشنائے لطفِ بیخوابی: جاگتے رہنے کے مزے سے واقف ۔
مطلب: اب تو ان کو شاعر کی فغاں نیم شبی سے بھی کوئی دلچسپی نہیں رہی کہ ان میں وہ جذب و کیف ہی باقی نہیں ہے ۔

کسی کا شعلۂ فریاد ہو ظلمت رُبا کیوں کر
گراں ہے شب پرستوں پر سحر کی آسماں تابی

معانی: شعلۂ فریاد: آہ و فغاں کو شعلہ کہا ہے ۔ ظلمت رُبا: تاریکی دور کرنے والا ۔ گراں : بوجھل ۔ شب پرست: مراد راتون کو گہری نیند سونے والے، غفلت کے مارے ۔ آسماں تابی: آسمان کو روشن کرنے کا عمل ۔
مطلب: کسی کی آہ و فغاں کی فریاد ان لوگوں کے اندر کی تاریکی کو دور نہیں کر سکتی جو لوگ تاریکی شب کے پرستار ہوں انہیں صبح کی روشنی بھی گراں گزرتی ہے ۔

صدا تربت سے آءی شکوہ اہلِ جہاں کم گو
نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی
حدی را تیز تر می خواں چو محمل را گراں بینی

مطلب: اس لمحے قبر سے آواز آئی کہ اہل دنیا کا شکوہ نہ کر۔ اگر شعر و نغمہ کا ذوق لوگوں میں مفقود ہو جائے تو اپنی آواز کو زیادہ تلخ اور دردناک بنا لے تا کہ لوگ تیری طرف متوجہ ہو سکیں کہ اونٹنی کے محمل پر وزن بڑھ جائے تو حدی خوانی یعنی وہ گانا جو اونٹوں کو تیز چلانے کے لیے گایا جاتا ہے اور تیز آواز میں گانا شروع کر دے ۔

ایک خط کے جواب میں

ہوس بھی ہو تو نہیں مجھ میں ہمتِ تگ و تاز
حصولِ جاہ ہے وابستۂ مذاقِ تلاش

معانی: ایک خط: علامہ نے خط لکھنے والے کا نام ظاہر نہیں کیا ۔ اس نے علامہ کو یہ مشورہ دیا تھا کہ وہ حاکمانِ وقت، بالخصوص چیف جسٹس وغیرہ سے تعلقات قائم کریں تاکہ ان کی وکالت خوب بڑھے ۔ ہمتِ تگ و تاز: بھاگ دوڑ کی طاقت، حوصلہ ۔ حصولِ جاہ: مرتبہ، عہدہ حاصل کرنے کا عمل ۔ وابستہ: بندھا ہوا ۔ مذاق تلاش: ڈھونڈنے اور پانے کا ذوق و شوق ۔

مطلب: اقبال فرماتے ہیں اول تو مجھے ہر نوع کی شان و شوکت اور منصب و اقتدار کی خواہش ہی نہیں ہے ۔ بالفرض ہو بھی تو ان کے لیے جس بھاگ دوڑ اور تلاش و جستجو کی ضرورت ہوتی ہے وہ کم از کم اس مقصد کے لیے مجھ میں نہیں ہے ۔

ہزار شکر طبیعت ہے ریزہ کار مری
ہزار شکر نہیں ہے دماغ فتنہ تراش

معانی: ریزہ کار: مراد گہرے، عمدہ شعری مضامین باندھنے والا ۔ فتنہ تراش: فتنہ گھڑنے یا جوڑ توڑ کی سیاست کرنے والا ۔

مطلب: خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ میری فطرت باریک بینی سے ہم آہنگ ہے ۔ میں تو اپنی قوت بازو سے ہر شے کے حصول کی خواہش رکھتا ہوں اور یہ بھی باری تعالیٰ کا شکر ہے کہ میں حصول منصب کے لیے منافقت اور فتنہ انگیزی کا قائل نہیں ۔

مرے سخن سے دلوں کی ہیں کھیتیاں سرسبز
جہاں میں ہوں میں مثالِ سحاب دریا پاش

معانی: دلوں کی کھیتیاں ہیں سرسبز: مراد دلوں میں زندہ جذبے پیدا ہوتے ہیں ۔ سحاب: بادل ۔ دریا پاش: دریا بکھیرنے یعنی بہت پانی برسانے والا ۔
مطلب: مجھے تو اپنے تخلیقی علم پر بھروسہ ہے اور اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہوں کہ میری شاعری سننے اور پڑھنے والوں کے دلوں کو متاثر اور شگفتہ کرنے والی ہے ۔ میں تو اس دنیا میں ایسے بادل کی مانند ہوں جس کے برسنے سے ادراک و شعور کے دریا بنتے اور بہتے ہیں ۔

یہ عقدہ ہائے سیاست تجھے مبارک ہوں
کہ فیضِ عشق سے ناخن مرا ہے سینہ خراش

معانی: عقدہ ہائے سیاست: سیاست کی گھتیاں، الجھنیں ۔ فیضِ عشق: عشق کی بدولت ۔ سینہ خراش: سینہ چھیلنے والا ۔
مطلب: اے مراسلہ نگار! سیاست کے یہ عقدے جن کی طرف تو نے مجھے راغب کرنے کی سعی کی ہے تجھے مبارک ہوں اس لیے کہ عشق حقیقی کی بدولت میرے ناخن ہی سینہ چھیلنے میں مصروف ہیں ۔ مراد یہ کہ میں تو اپنے ضمیر کی چبھن سے ہم کنار رہتا ہوں ۔

ہوائے بزمِ سلاطیں ، دلیلِ مردہ دلی
کیا ہے حافظِ رنگیں نوا نے راز یہ فاش

معانی: بزمِ سلاطیں : حاکموں کی محفل، دربار کی حرص ۔ مردہ دلی: دل کا جذبوں ، زندگی سے محروم ہونا ۔ حافظ: ایران کا مشہور شاعر حافظ شیرازی ۔ رنگیں نوا: دل کش شعر کہنے والا ۔

مطلب: بادشاہوں اور امرا کے درباروں میں تو مردہ دلی کے سوا اور کچھ نہیں ہوتا ۔ حافظ شیرازی نے اسی راز کو اپنے ایک شعر میں فاش کیا ہے ۔

گرت ہواست کہ باخضر ہم نشیں باشی
نہاں ز چشمِ سکندر چو آبِ حیواں باش

مطلب: اگر تجھے یہ خواہش ہے کہ تو خضر کے ساتھ بیٹھے یعنی محبوب حقیقی کا قرب حاصل ہو تو سکندر یعنی حاکمانِ دنیا کی نظروں سے اسی طرح چھپا ہوا رہ جس طرح آب حیات سکندر سے دور، چھپا ہوا رہا ۔

نانک

قوم نے پیغامِ گوتم کی ذرا پروا نہ کی
قدر پہچانی نہ اپنے گوہرِ یک دانہ کی

معانی: نانک: سکھوں کے مشہور گرو، تلونڈی ضلع لاہور کے ایک کھتری خاندان میں 1469ھ میں پیدا ہوئے اور وفات موضع کرتارپور 1549ھ میں ہوئی ۔ ساری عمر توحید اور مساوات کا درس دیا ۔ گوتم: گوتم بدھ، بدھ مذہب کے بانی جن کے پیروکار چین، جاپان، کوریا وغیرہ میں پھیلے ہوئے ہیں (بدھ بمعنی روشن ضمیر) ۔ اصلی نام سدھارتھ ۔ سالِ ولادت 568 قبل مسیح کے لگ بھگ ہے ۔ قدر نہ پہچاننا: کسی کی اہمیت اور خوبیوں کا اعتراف نہ کرنا ۔ گوہرِ یک دانہ: مراد بہت قیمتی موتی ۔

مطلب: یہ مقام افسوس ہے کہ اہلِ ہند نے گوتم بدھ جیسے بلند مرتبہ انسان کی تعلیمات کی قطعاً پروا نہ کی اور انہیں یکسر نظر انداز کر دیا ۔

آہ بدقسمت رہے آوازِ حق سے بے خبر
غافل اپنے پھل کی شیرینی سے ہوتا ہے شجر

معانی: آوازِ حق: خدا کی توحید کی آواز ۔ شیرینی: مٹھاس ۔ شجر: درخت ۔

مطلب: اہل ہند بدقسمت واقع ہوئے تھے کہ گوتم جیسے انسان کے مرتبے اور مقام کو پہچان نہیں سکے ۔ جس طرح اپنے پھل کی مٹھاس سے درخت ناواقف ہوتا ہے اسی طرح اہل ہند بھی گوتم بدھ اور ان کی تعلیمات سے بے بہرہ رہے ۔

آشکار اس نے کیا جو زندگی کا راز تھا
ہند کو لیکن خیالی فلسفہ پر ناز تھا

معانی: آشکار: ظاہر۔ خیالی فلسفہ: وہ فلسفہ جس کی بنیاد صرف فرضی باتوں پر ہو۔
مطلب: یہ گوتم بدھ ہی تھے جنھوں نے زندگی کے اسرار کو آشکار کیا جب کہ اہل ہند تو محض اپنے خیالی فلسفے پر نازاں رہا کرتے تھے۔

شمعِ حق سے جو منور ہو یہ وہ محفل نہ تھی
بارشِ رحمت ہوئی لیکن زمیں قابل نہ تھی

معانی: منور: روشن۔ بارشِ رحمت: رحمت ہونے کو یہ کہا۔
مطلب: یہی وجہ ہے کہ انھوں نے گوتم کے پیغام کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔ دراصل یہ وہ بزم ہی نہ تھی جو شمع حق کی روشنی سے منور ہو سکتی۔ ہند کی سرزمین پر ابر رحمت تو برسا لیکن یہ زمین شور ثابت ہوئی۔

آہ! شودر کے لیے ہندوستاں غم خانہ ہے
دردِ انسانی سے اس بستی کا دل بیگانہ ہے

معانی: شودر: ہندوؤں کی سب سے نچلی چھوٹی ذات جسے ہندو ناپاک سمجھتے ہیں اور ان لوگوں کو قریب نہیں آنے دیتے۔ غم خانہ: دکھوں کا گھر۔ دردِ انسانی: انسانوں کے ساتھ ہمدردی۔ بستی: ملک، ہندوستان۔ بیگانہ: بے خبر، ناواقف۔
مطلب: افسوس ناک امر یہ ہے کہ شودر یعنی اچھوت طبقے کے لیے ہندوستان ایک غم کدے کی حیثیت رکھتا ہے۔ یہاں تو کسی کے دل میں انسانی ہمدردی کا شائبہ تک نہیں ہے۔

برہمن سرشار ہے اب تک مئے پندار میں
شمعِ گوتم جل رہی ہے محفل اغیار میں

معانی: برہمن: ہندوؤں کی پہلی اور سب ذاتوں سے اعلیٰ ذات، مذہبی پیشوا۔ سرشار: مست، نشے میں۔ مئے پندار: غرور کی شراب۔ شمعِ گوتم: مراد گوتم کا مذہب۔ جل رہی ہے: مراد پھیلا ہوا ہے۔ محفلِ اغیار: غیروں کی بزم یعنی یہ مذہب ہندوستان سے شروع ہوا لیکن یہاں سے چین، جاپان کا رخ کر گیا۔

مطلب: جب کہ برہمن کو چونکہ اعلیٰ ذات کا ہندو تصور کیا جاتا ہے اس لیے وہ اسی غرور میں مبتلا رہتا ہے۔ اور گوتم بدھ نے معرفت کی جو شمع جلائی تھی اس سے اب غیر استفادہ کر رہے ہیں۔

بت کدہ پھر بعد مدّت کے مگر روشن ہوا
نورِ ابراہیم سے آزر کا گھر روشن ہوا

معانی: بتکدہ: بتوں کا گھر، ہندوستان۔ نورابراہیم: حضرت ابراہیم کی روشنی، توحید کی تعلیم۔ آزر: حضرت ابراہیم کے زمانے کا بہت بڑا بت تراش، بت پرست، بت گر (حضرت ابراہیم کا چچا تھا)۔

مطلب: لیکن گرونانک کی آمد سے ہند کا جو بتکدہ تھا اس میں ایک عرصے کے بعد واحدانیت کی شمع جلی۔ بالفاظ دگر حضرت ابراہیم کے نور سے بت تراش آزر کا گھر جگمگا اٹھا۔

پھر اُٹھی آخر صدا توحید کی پنجاب سے
ہند کو اک مردِ کامل نے جگایا خواب سے

معانی: پنجاب: پاکستان کا موجودہ صوبہ جس کے ایک قصبے میں گرونانک پیدا ہوئے ۔ مردِ کامل: یعنی گرونانک ۔ خواب سے جگانا: بے خبری اور غفلت دور کرنا ۔

مطلب: چنانچہ توحید کی یہ صدا پنجاب سے اٹھی اور ایک مرد کامل نے اہل ہند کو بیدار کر دیا ۔

کفر و اسلام
(تضمین بر شعرِ میر رضی دانش)

ایک دن اقبال نے پوچھا کلیمِ طور سے
اے کہ تیرے نقشِ پا سے وادیِ سینا چمن

معانی: دانش: میر رضی، دانش تخلص، مشھد کا رہنے والا تھا ۔ شاہ جہان بادشاہ کے دور میں ہندوستان آیا ۔ دارالشکوہ کی ملازمت میں رہا ۔ کلیمِ طور: مراد حضرت موسیٰ کلیم اللہ ۔ نقشِ پا: پاؤں کے نشان ۔ وادیِ سینا: اس پہاڑ کی وادی جہاں حضرت موسیٰ نے خدا کا جلوہ دیکھا ۔
مطلب: ایک روز اقبال نے حضرت موسیٰ سے استفسار کیا کہ بے شک آپ کے نقش قدم کی بدولت وادی سینا گلستان بنی ہوئی ہے ۔

آتشِ نمرود ہے اب تک جہاں میں شعلہ ریز
ہو گیا آنکھوں سے پنہاں کیوں ترا سوزِ کہن

معانی: نمرود کی جلائی ہوئی آگ، مراد کفر اور باطل ۔ شعلہ ریز: شعلے گرانے والی یعنی کفر و باطل برقرار ہیں ۔ پنہاں: چھپا ہوا ۔ سوزِ کہن: پرانی تپش پرانا جلوہ ۔
مطلب: لیکن اتنا تو بتائیے کہ ابھی تک دنیا میں آتش نمرود بھڑک رہی ہے ۔ آخر آپ کا وہ نور کہاں گیا جو کفر و باطل کو جلا کر خاک کر دینے کی صلاحیت رکھتا تھا ۔

تھا جوابِ صاحبِ سینا کہ مسلم ہے اگر
چھوڑ کر غائب کو تو حاضر کا شیدائی نہ بن

معانی: صاحبِ سینا: مراد حضرت موسیٰ ۔ غائب: جو موجود نہ ہو ۔ حاضر: جو موجود ہو ۔ شیدائی: عاشق ۔
مطلب: میرے اس سوال کا جواب دیتے ہوئے حضرت موسیٰ نے فرمایا کہ اگر تو مسلمان ہے تو غائب کو چھوڑ کر سامنے موجود چیزوں کا عاشق نہ بن کہ غائب وجود تو ذات باری تعالیٰ کا ہے ۔

ذوقِ حاضر ہے تو پھر لازم ہے ایمانِ خلیل
ورنہ خاکستر ہے تیری زندگی کا پیرہن

معانی: ذوقِ حاضر: موجود کا شوق یعنی موجودہ دنیا کے معاملات ۔ ایمانِ خلیل: حضرت ابراہیم کا سا ایمان ۔ جو نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ میں بیٹھ گئے اور وہ بحکم خداوندی گلزار بن گئی ۔ خاکستر: راکھ ۔ پیرہن: لباس ۔
مطلب: پھر بھی حاضر اشیا کا زیادہ ذوق رکھتا ہے تو پھر حضرت ابراہیم جیسے پیغمبر کی صفات کا موجود ہونا ضروری ہے ۔ سطحی نظر سے کسی شے کو دیکھنے سے کچھ حاصل نہیں ہوتا ۔ ورنہ تیرا عقیدہ تباہی کا سبب بن جائے گا ۔

ہے اگر دیوانہَ غائب تو کچھ پروا نہ کر
منتظر رہ وادیِ فاراں میں ہو کر خیمہ زن

معانی: دیوانہ: مجنوں ۔ وادیِ فاراں: عرب کی وہ پہاڑی جہاں سے اسلام کا ظہور ہوا، مراد کعبہ ۔ خیمہ زن: تنبو لگانے والا، مرا بیٹھنے والا ۔
مطلب: اے اقبال اگر تو غائب یعنی خالق حقیقی کا پیروکار ہے تو تجھے ہر شے سے بے نیاز ہو جانا چاہیے بلکہ اسلام کی رسی کو مضبوطی سے تھام کر حالات کے بدلنے کا انتظار کر ۔

عارضی ہے شانِ حاضر، سطوتِ غائب مدام
اس صداقت کو محبت سے ہے ربطِ جان وتن

معانی: عارضی: وقتی، تھوڑی دیر کی ۔ شانِ حاضر: آنکھوں کے سامنے موجود کی عزت و شوکت ۔ سطوت: دبدبہ، شان ۔ مدام: ہمیشہ ہمیشہ کی ۔ محبت: جذبہ عشق ۔ ربطِ جان وتن: جسم اور جان کے تعلق جیسا ۔
مطلب: اس حقیقت کو ذہن نشین کر لے کہ کائنات میں موجود اشیا کی شان اور افادیت محض عارضی حیثیت کی حامل ہے اور غائب کی شان مستقل حیثیت رکھتی ہے ۔ یہ ایک سچائی ہے جس کا تعلق باری تعالیٰ کی ذات سے ہے ۔

شعلۂ نمرود ہے روشن زمانے میں تو کیا
شمع خود را می گدازد درمیانِ انجمن
نورِ ماچوں آتشِ سنگ از نظر پنہاں خوش است

مطلب: بالفرض زمانے میں شعلہ نمرود روشن ہے یعنی کفر و باطل کا دور دورہ ہے تو اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا ۔ باطل بھی شمع کی مانند بقول میر رضی دانش پھیل کر ختم ہو جائے گا ۔ جب کہ حق و صداقت کا نور پتھر کی آگ کی طرح نظروں سے اوجھل ہے اور اس کا اوجھل رہنا ہی بہتر ہے ۔

بلال

لکھا ہے ایک مغربی حق شناس نے
اہلِ قلم میں جس کا بہت احترام تھا

معانی: بلال: حضرت بلال، حضور اکرم کے ایک خاص صحابی اور موذن جو حبشی غلام تھے ۔ حق شناس: یعنی حقیقت بیان کرنے، سچی بات کہنے والا ۔ اشارہ ہے ڈوءچ کی طرف یہودی نسل کا جرمن فاضل تھا ۔
مطلب: مغرب کا ایک حقیقت پسند دانشور جو انتہائی قابل احترام گردانا جاتا ہے نے لکھا ہے ۔

جولانگہِ سکندرِ رومی تھا ایشا
گردوں سے بھی بلند تر اس کا مقام تھا

معانی: جولاں گہ: جولان گاہ، دوڑنے کی جگہ، میدان ۔ سکندرِ رومی: مشہور یونانی بادشاہ سکندرِ اعظم ۔ ایشیا: براعظم ایشیا جس میں چین، جاپان، عرب، پاکستان، ہند وغیرہ شامل ہیں ۔ بلند تر: زیادہ اونچا ۔
مطلب: کہ ایشا روم کے جلیل القدر بادشاہ سکندر ایشا کو ہمیشہ اپنے گھوڑوں کی ٹاپوں سے روندتا رہا ۔ مقدونیہ میں پیدا ہونے والا یہ عظیم سپہ سالار اوائل عمری میں ہی ایشیا کے متعدد ممالک فتح کر چکا تھا ۔ بظاہر اس کا مرتبہ آسمان سے بھی بلند تھا ۔

تاریخ کہہ رہی ہے کہ رومی کے سامنے
دعویٰ کیا جو پورس و دارا نے، خام تھا

معانی: دعویٰ کرنا: اپنے آپ کو طاقتور ظاہر کرنا ۔ پورس: ہندوستان کا مشہور راجا جسے سکندر نے وادیِ سندھ میں شکست دی تھی ۔ دارا: قدیم ایران کا مشہور بادشاہ دارا یوش، دارا سوم، سکندر کے ساتھ لڑائی میں مارا گیا اور سکندر اس کے ملک فارس پر قابض ہوگیا ۔ خام: کچا، بے حقیقت ۔

مطلب: تاریخ عالم اس امر کی گواہی دے رہی ہے کہ ہندوستان کے پورس اور ایرانی بادشاہ دارا نے اپنی جرات و ہمت کے دعوے کیے تھے وہ غلط تھے ۔ سکندر کے مقابلے میں ان کی کوئی حیثیت نہیں تھی ۔

دنیا کے اس شہنشہِ انجم سپاہ کو
حیرت سے دیکھتا فلکِ نیل فام تھا

معانی: شہنشہِ انجم سپاہ: ایسا شہنشاہ جس کی فوج ستاروں کی طرح لاتعداد ہو ۔ فلک: آسمان ۔ نیل فام: نیلے رنگ کا ۔

مطلب: سکندر دنیا میں ایسا بادشاہ گزرا ہے جس کی فوجوں کی تعداد ستاروں جتنی تھی ۔ اس لیے غالباً آسمان بھی اس کو حیرت سے دیکھا کرتا تھا ۔

آج ایشیا میں اس کو کوئی جانتا نہیں
تاریخ دان بھی اسے پہچانتا نہیں

مطلب: لیکن صورتحال یہ ہے کہ اس سطوت و جلال کے باوجود ایشیا میں آج کوئی شخص اسے جانتا تک نہیں ۔ حد تو یہ ہے کہ مورخ بھی اس کے کارناموں سے واقف نہیں ۔

لیکن بلال ، وہ حبشی زادہَ حقیر
فطرت تھی جس کی نورِ نبوت سے مستنیر

معانی: حبشی زادہ: حبشی نسل کا، سیاہ فام نسل ۔ نورِ نبوت: حضور اکرم کی روشنی، اسلام کی محبت ۔ مستنیر: روشن ۔
مطلب: لیکن بلال جو ایک معمولی حبشی زادہ تھا جس نے انوار نبوت سے روشنی پائی تھی ۔

جس کا امیں ازل سے ہوا سینۂ بلال
محکوم اس صدا کے ہیں شاہنشہ و فقیر

معانی: سینہ: مراد دل ۔ اس صدا: یعنی اذان ۔ شاہنشہ و فقیر: مراد بلند مرتبہ اور حقیر سبھی لوگ ۔
مطلب: آواز اس کے سینے میں خالق حقیقی کی امانت تھی وہ آج بادشاہ سے لے کر فقیر تک سب پر حکومت کرتی ہے ۔

ہوتا ہے جس سے اَسود و اَحمر میں اختلاط
کرتی ہے جو غریب کو ہم پہلوئے امیر

معانی: اسود: سیاہ، کالا ۔ احمر: سرخ ۔ اختلاط: ملاپ، مراد نماز میں کھڑے ہوتے وقت کسی رنگ، نسل یا مرتبے کا فرق نہیں رہتا ۔ ہم پہلو: یعنی کندھے کے ساتھ کندھا ملانے والا ۔
مطلب: یہی اذان کی آواز ہے جس کو سن کر دنیا بھر کے مسلمان سجدے میں جھک جاتے ہیں ۔ یہی اذان مسلمانوں میں اخوت اور میل جول پیدا کرتی ہے اور جس کے سبب محمود و ایاز ایک ہی صف میں کھڑے ہو کر عبادت خداوندی کرتے ہیں ۔

ہے تازہ آج تک وہ نوائے جگر گداز
صدیوں سے سن رہا ہے جسے گوشِ چرخ پیر

معانی: نوائے جگر گداز: دل کو جذبہ عشق کی گرمی سے پگھلانے والی آواز ۔ گوش: کان ۔ چرخ پیر: بوڑھا آسمان ۔
مطلب: یہی اذان کی آواز جو دلوں کو جذبہ عشق کی گرمی سے پگھلا دیتی تھی صدیوں سے تازگی کی مظہر ہے اورر دلوں کو گرماتی رہتی ہے ۔

اقبال کس کے عشق کا یہ فیضِ عام ہے
رومی فنا ہوا حبشی کو دوام ہے

معانی: فیض عام: سب کو فائدہ پہنچانے کی کیفیت ۔ رومی: یعنی سکندر رومی، یونانی ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ یہ آواز تو نبوت کا فیض عام ہے ۔ یعنی سکندر جیسا فاتح فنا ہو گیا جب کہ اسی آواز کے طفیل بلال حبشی کو دائمی زندگی حاصل ہے ۔

مسلمان اور تعلیم جدید
(تضمین بر شعر ملک قمی)

مرشد کی یہ تعلیم تھی اے مسلمِ شوریدہ سر
لازم ہے رہرو کے لیے دنیا میں سامانِ سفر

معانی: جدید تعلیم: دورِ حاضر کی تعلیم جس پر مغربی قوموں کی تعلیم کا اثر ہے ۔ ملک قمی: ایران کے مشہور شہر قم کا رہنے والا تھا 1579ھ میں دکن پہنچا جہاں ابراہیم عادل شاہ والی بیجا پور نے اسے درباری شاعر بنایا ۔ مرشد: رہنما ۔ شوریدہ سر: دیوانہ، جس کا دماغ کام نہ کر رہا ہو ۔ رہرو: مسافر ۔ سامانِ سفر: زادِ راہ ۔
مطلب: مجھے مرشد نے یہ تعلیم دی تھی کہ اے مسلمان! اس دنیا میں ہر راہ رو کے لیے لازم ہے کہ ہر لمحے سامان سفر تیار رکھے ۔ مراد یہ ہے کہ کسی لمحے بھی اسے موت کا سامنا کرنا پڑ سکتا ہے ۔ لہذا اپنا رخت سفر ہمیشہ تیار رکھے ۔

بدلی زمانے کی ہوا ، ایسا تغیر آ گیا
تھے جو گراں قیمت کبھی، اب ہیں متاعِ کس مخر

معانی: تغیر: تبدیلی ۔ گراں قیمت: بہت مہنگی ۔ متاعِ کس مخر: ایسی شے جسے کوئی نہ خریدے ۔
مطلب: لیکن اب زمانے کی ہوا اس طرح بدلی ہے اور ایسا انقلاب آیا ہے کہ دنیا کی نادر و نایاب چیزیں بھی اپنی قدر و قمیت کھو بیٹھیں ۔

وہ شعلہَ روشن ترا، ظلمت گریزاں جس سے تھی
گھٹ کر ہوا مثلِ شرر، تارے سے بھی کم نور تر

معانی: شعلہَ روشن تر: مراد عربی، فارسی اور مشرقی علوم کی تعلیم ۔ ظلمت: تاریکی، جہالت ۔ گریزاں : دوڑ جانے، دور ہونے والا ی ۔ گھٹنا: کم ہونا ۔ مثلِ شرر: چنگاری کی طرح ۔ کم نور تر: بہت کم روشنی والا ۔
مطلب: تجھ میں ایک شعلہ تھا وہ تاریکی کا خاتمہ کر دیتا تھا وہ بتدریج ختم ہوتا رہا ۔ اب تو اس میں ستارے سے بھی کم روشنی ہے ۔

شیدائیِ غائب نہ رہ، دیوانہَ موجود ہو
غالب ہے اب اقوام پر معبودِ حاضر کا اثر

معانی: شیدائی غائب: آنکھوں سے اوجھل شے کا دیوانہ عاشق ۔ معبودِ حاضر: موجودہ دور کے معبود یعنی مال و دولت اور اہل حکومت جن کی اب لوگ گویا پوجا کرتے ہیں ۔
مطلب: اب قوموں پر موجودہ تہذیب کے اثرات اس طرح سے مسلط ہو گئے ہیں کہ وہ خالق حقیقی سے روگردانی کر کے مال و دولت اور حکمرانوں کی بت پرستی کی طرف مائل ہیں ۔

ممکن نہیں اس باغ میں کوشش ہو بارآور تری
فرسودہ ہے پھندا ترا ، زیرک ہے مرغِ تیز تر

معانی: بارآور: کامیاب جس کا کوئی نتیجہ سامنے آئے ۔ فرسودہ: گھسا ہوا، بہت پرانا ۔ پھندا: جال ۔ زیرک: چالاک، ہوشیار ۔ مرغِ تیزتر: تیز اڑنے والا پرندہ، یہاں کی دوسری قومیں جو تعلیم میں آگے تھیں ۔
مطلب: اے اقبال ! لگتا تو یوں ہے کہ اس معاشرے میں تیری انقلابی کوششیں بارآور نہ ہو سکیں اس لیے کہ تیرے نظریات فرسودہ ہیں اور تہذیب جدید زیادہ تیز طرار ہے ۔

اس دور میں تعلیم ہے امراضِ ملت کی دوا
ہے خونِ فاسد کے لیے تعلیم مثلِ نیشتر

معانی: امراض: جمع مرض، بیماریاں ۔ خونِ فاسد: گندا خون ۔ نیشتر: رگ کو چھیڑ کر خون نکالنے والا اوزار ۔

مطلب: سچ تو یہ ہے کہ اس عہد میں تمام معاشرتی نقاءص کا علاج تعلیم اور صرف تعلیم کا حصول ہے فی الواقع تعلیم ہی خون فاسد کے لیے نیشتر کی مانند ہے ۔

رہبر کے ایما سے ہوا تعلیم کا سودا مجھے
واجب ہے صحرا گرد پر تعمیلِ فرمانِ خضر

معانی: ایما: حکم، اشارہ ۔ سودا: جنون، عشق ۔ واجب: ضروری ۔ صحرا گرد: ریگستانوں ،جنگلوں میں پھرنے والا ۔ خضر: مراد رہنما ۔

مطلب: چنانچہ اقبال کہتے ہیں کہ اپنے رہبر کے ارشاد کے سبب میں نے بھی حصول علم کی خاطر دن رات ایک کر دیے لیکن ہوا یوں کہ میں حقیقی راہ سے بھٹک کر رہ گیا ۔

لیکن نگاہِ نکتہ بیں دیکھے زبوں بختی مری
رفتم کہ خار از پا کشم محمل نہاں شد از نظر
یک لحظہ غافل گشتم و صد سالہ راہم دور شد

معانی: نکتہ بیں : بھیدوں کو جاننے والا، گہری باتوں سے آگاہ ۔ زبوں بختی: بد نصیبی ۔

مطلب: لیکن میری بد نصیبی کہ میرے بھیدوں کو جاننے والا دل نے دیکھا اور مجھے معلوم ہوا کہ جدید تعلیم چھوٹے امراض کا علاج تو ہے لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ بڑے امراض میں مبتلا کر دیتی ہے اور انسان حقیقت سے غافل ہو

جاتا ہے ۔ میں لیلیٰ کے محمل کا تعاقب کر رہا تھا اور ذرا پاؤں کا کانٹا نکالنے لگا تو اس غفلت میں محمل آنکھوں سے اوجھل ہوگیا ۔ گویا ایک لمحے کی غفلت سے مرا راستہ صدیوں دور جا پڑا ۔

پھولوں کی شہزادی

کلی سے کہہ رہی تھی ایک دن شبنم گلستاں میں
رہی میں ایک مدت غنچہ ہائے باغِ رضواں میں

معانی: غنچہ ہائے باغِ رضواں : بہشت کی کلیاں ۔
مطلب: اس نظم میں شبنم اور کلی کا ایک مکالمہ پیش کیا گیا ہے ۔ اس کے مطابق ایک روز باغ میں شبنم کلی سے کہہ رہی تھی کی میں ایک مدت سے باغوں کے پھولوں کی قربت میں قیام پذیر ہوں ۔

تمہارے گلستاں کی کیفیت سرشار ہے ایسی
نگہ فردوس در دامن ہے میری چشمِ حیراں میں

معانی: سرشار: مست کر دینے والی ۔ نگہ: نگاہ ۔ فردوس در دامن: جس کے دامن میں جنت ہو ۔ چشمِ حیراں : حیرت اور تعجب میں ڈوبی ہوئی آنکھ، آنکھیں ۔
مطلب: لیکن یہ تمہارا جو باغ ہے وہ ایسی مست کر دینے والی اور خوشگوار فضا کا حامل ہے کہ جب اس پر نظر ڈالتی ہوں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے بہشت کے کسی منظر میں داخل ہو رہی ہوں ۔

سنا ہے کوئی شہزادی ہے حاکم اس گلستاں کی
کہ جس کے نقشِ پا سے پھول ہوں پیدا بیاباں میں

مطلب: میں نے یہ چیز سنی ہے کہ اس باغ کی سربراہ کوئی ایسی شہزادی ہے کہ اگر وہ کسی ویرانے اور صحرا میں بھی چلی جائے تو اس کے نازک قدموں کے نشان پھول اگاتے چلے جاتے ہیں ۔

کبھی ساتھ اپنے اس کے آستاں تک مجھ کو تو لے چل
چھپا کر اپنے دامن میں برنگِ موجِ بو لے چل

معانی: آستاں : دہلیز، دربار ۔ برنگِ موجِ بو: خوشبو کی لہر کی طرح ۔
مطلب: اے کلی ! کبھی تو اپنے ہمراہ اس شہزادی کے پاس لے چل ۔ اگر اس میں کوئی قباحت ہے تو اپنے دامن میں اس طرح چھپا کر لے چل جیسے تو نے خوشبو کو چھپایا ہوتا ہے ۔

کلی بولی ، سریر آرا ہماری ہے وہ شہزادی
درخشاں جس کی ٹھوکر سے ہوں پتھر بھی نگیں بن کر

معانی: سریر آرا: یعنی تخت نشین ۔ درخشاں : چمکدار، روشن ۔ ٹھوکر: پاؤں کی ضرب ۔ نگیں : ترشا ہوا ہیرا جو انگوٹھی میں لگایا جاتا ہے ۔
مطلب: کلی نے شبنم کی گفتگو سنی تو بولی! کہ اے شبنم ! واقعی تیری بات بڑی حد تک درست ہے ہماری پھولوں کی شہزادی میں یہ صلاحیت موجود ہے کہ اگر وہ پتھر کو بھی ٹھوکر مارے تو وہ موتی بن کر چمکنے لگتا ہے ۔

مگر فطرت تری افتندہ اور بیگم کی شان اونچی
نہیں ممکن کہ تو پہنچے ہماری ہم نشیں بن کر

معانی: افتندہ: گرنے والی ۔ شان اونچی ہونا: بلند مرتبہ، بڑی عزت والا ہونا ۔ ہم نشیں : ساتھ بیٹھنے والی، ساتھی ۔
مطلب: لیکن تیری اس تک رسائی یوں ممکن نہیں کہ تو ایک ادنٰی شے ہے اور شہزادی بڑی عالی مرتبت ہے ۔

پہنچ سکتی ہے تو لیکن ہماری شاہزادی تک
کسی دُکھ درد کے مارے کا اشکِ آتشیں بن کر

معانی: دکھ درد کا مارا: غموں دکھوں کا شکار۔ اشکِ آتشیں: آگ کی طرح گرم آنسو، پر سوز آنسو۔
مطلب: لیکن صرف ایک ایسا ذریعہ ہے جو تجھے اس شہزادی تک پہنچا سکتا ہے کہ تو اگر کسی مصیبت زدہ کا آنسو بن جائے تو شہزادی تک رسائی ممکن ہے۔

نظر اس کی پیامِ عید ہے اہلِ محرم کو
بنا دیتی ہے گوہر غمزدوں کے اشکِ پیہم کو

معانی: پیامِ عید: مراد خوشیوں کا پیغام۔ اہلِ محرم: یعنی غموں دکھوں کے ستائے ہوئے لوگ۔ غمزدہ: غموں کا مارا ہوا۔ اشکِ پیہم: لگاتار بہتے ہوئے آنسو۔
مطلب: اس لیے کہ غمزدہ لوگوں کے لیے ہماری شہزادی مسرت کا پیغام لاتی ہے اور ان کے آنسوؤں کو موتیوں میں ڈھال دیتی ہے

تضمین بر شعر صائب

کہاں اقبال تو نے آ بنایا آشیاں اپنا
نوا اس باغ میں بلبل کو ہے سامانِ رسوائی

معانی: صائب : فارسی کا مشہور شاعر مرزا محمد علی، تخلص صائب ۔ تبریز میں پیدا ہوا ۔ افغانستان آ کر فکر معاش میں کابل کے صوبہ دار ظفر خاں کے دربار سے منسلک ہوگیا ۔ آخر اصفہان چلا گیا جہاں 1669ھ میں فوت ہوا ۔ سامانِ رسوائی: ذلت کا باعث ۔

مطلب: اقبال خود سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں اے اقبال! تو نے نہ جانے کیا سوچ کر اس شہر میں قیام کیا ہے جہاں شعر تو الگ رہا زبان سے کوئی بات نکالنا بھی ذلت کا سبب بن جاتا ہے ۔

شرارے وادیَ ایمن کے تو بوتا تو ہے لیکن
نہیں ممکن کہ پھوٹے اس زمیں سے تخمِ سینائی

معانی: شرارے وادیِ ایمن کے: مراد ایسے اشعار جو دلوں کو اسلام سے محبت ، حرارت اور جوش و ولولہ پیدا کرتے ہیں ۔ پھوٹنا: بیج کا اگ کر زمین سے باہر آنا ۔ تخمِ سینائی: مراد اسلام کی اشاعت بڑھنے کا عمل ۔

مطلب: بے شک تو اس بنجر زمین سے امن و ارتقا کا تقاضا کر رہا ہے لیکن اس زمین سے یہ توقعات وابستہ کرنا بے معنی سی بات ہے

کلی زورِ نفس سے بھی وہاں گل ہو نہیں سکتی
جہاں ہر شے ہو محرومِ تقاضائے خود افزائی

معانی: زورِ نفس: بہت تیز پھونک ۔ گل ہونا: کھل کر پھول بننا ۔ تقاضائے خود افزائی: خود کو آگے بڑھانے کی خواہش ۔
مطلب: جہاں افراد میں خود ترقی کرنے اور عملی جدوجہد کا جذبہ موجود نہ ہو وہاں یہ عمل ایسا ہی ہے جیسے سانس کی قوت سے کلی کو پھول بنانے کی سعی کی جائے ۔

قیامت ہے کہ فطرت سو گئی اہلِ گلستاں کی
نہ ہے بیدار دل پیری، نہ ہمت خواہ برنائی

معانی: قیامت ہے: بہت دکھ کی بات ہے ۔ فطرت سو جانا: انسان کا بالکل بے حس ہو جانا ۔ اہلِ گلستاں: ملت کے لوگ ۔ بیدار دل: جہدو عمل کے جذبوں سے پر دل ۔ پیری: بڑھاپا، مراد بوڑھی نسل کے لوگ ۔ ہمت خواہ: ہمت چاہنے والی ۔ برنائی: جوانی، نوجوان نسل ۔
مطلب: کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ ملت اسلامیہ اپنی کارکردگی اور عمل سے محروم ہو چکی ہے نہ اس کے بوڑھوں میں بیداری رہی ہے نا ہی جوانوں میں ہمت و حوصلہ موجود ہے ۔

دلِ آگاہ جب خوابیدہ ہو جاتے ہیں سینوں میں
نوا گر کے لیے زہراب ہوتی ہے شکر خائی

معانی: دل آگاہ: باخبر دل، قومی و مذہبی تقاضوں سے باخبر ۔ خوابیدہ: سویا ہوا ۔ نواگر: نغمہ گانے والا یعنی شاعر ۔ زہراب: زہر ملا پانی، زہر ۔ شکر خائی: شکر چبانا، دل کش اور شیریں اشعار کہنا ۔
مطلب: جب باشعور لوگوں میں جذبہ احساس ختم ہو جاتا ہے تو شاعر کے لیے نغمہ گری کا عمل تلخ نوائی کا سبب بن جاتا ہے ۔

نہیں ضبطِ نوا ممکن تو اُڑ جا اس گلستاں سے
کہ اس محفل سے خوشتر ہے کسی صحرا کی تنہائی

معانی: محفل: بزم، انجمن، قوم ۔ خوشتر: زیادہ اچھی ۔ تنہائی: اکیلا پن ۔
مطلب: تیرے لیے بہتر یہی ہے کہ اس بے حس مقام سے کہیں اور چلا جا کہ یہاں سے تو اجاڑ صحرا ہی بہتر ہے ۔

ہماں بہتر کہ لیلیٰ در بیاباں جلوہ گر باشد
ندارد تنگ نائے شہر تابِ حسنِ صحرائی

مطلب: بہتر تو یہی ہے کہ لیلیٰ بیابان میں اپنا جلوہ دکھائے کیونکہ شہر کی تنگ جگہ یعنی تنگ دل لوگ صحرائی حسن کو برداشت نہیں کر سکتی ۔ یعنی صائب کہتے ہیں کہ مردہ دل قوم کے لیے زندہ قوموں کے ترانے بے معنی ہوتے ہیں ۔ یہ ترانے تو زندہ قوموں کو ہی زیب دیتے ہی

فردوس میں مکالمہ

ہاتف نے کہا مجھ سے کہ فردوس میں اک روز
حالی سے مخاطب ہوئے یوں سعدیِ شیراز

معانی: مکالمہ: باہم گفتگو، بات چیت ۔ ہاتف: غیب کا فرشتہ، غیبی آواز ۔ حالی: اردو کے مشہور شاعر اور غالب کے شاگردِ خاص ۔ مخاطب ہونا: بات کرتے وقت دوسرے کو متوجہ کرنا ۔ سعدیِ شیراز: فارسی کے مشہور شاعر، گلستان اور بوستان جیسی بین الاقوامی شہرت کی مالک کتابوں کے مصنف، نام شرف الدین، لقب مصلح، تخلق سعدی ۔
مطلب: یہ نظم ایک تصوراتی مکالمے پر مبنی ہے جس کے دو کردار شیخ سعدی اور مولانا حالی ہیں ۔ منظر بہشت ہے ۔ اقبال کہتے ہیں کہ مجھ سے ہاتف غیبی یعنی غیب سے آواز دینے والا فرشتہ نے کہا کہ اک روز بہشت میں شیخ سعدی اور مولانا حالی یکجا ہو گئے ۔

اے آنکہ ز نورِ گہرِ نظمِ فلک تاب
دامن بہ چراغِ مہ و اختر زدہ ای باز

مطلب: اے وہ شخص (حالی) تو نے آسمان کو چمکانے والی اپنی شاعری کے موتی کی روشنی سے چاند اور ستاروں کا چراغ بجھا دیا ہے

کچھ کیفیتِ مسلم ہندی تو بیاں کر
واماندۂ منزل ہے کہ مصروفِ تگ و تاز

معانی: واماندہَ منزل: منزل سے پیچھے رہا ہوا ۔ مصروفِ تگ و تاز: بھاگ دوڑ یعنی جدوجہد میں لگا ہوا ۔
مطلب: ازراہ کرم مجھے ہندوستان کے مسلمانوں کے حالات سے آگاہ کیجیے کہ وہ عملی جدوجہد میں مصروف ہیں یا کہیں تھک کر تو نہیں بیٹھ گئے ۔

مذہب کی حرارت بھی ہے کچھ اس کی رگوں میں
تھی جس کی فلک سوز کبھی گرمیِ آواز

معانی: مذہب کی حرارت: اسلام کا پرجوش جذبہ ۔ فلک سوز: آسمان کو جلانے والی ۔ گرمیِ آواز: آواز میں ایسی حرارت جو دلوں کو پگھلا دے ۔
مطلب: یہ فرمائیے کہ وہ لوگ جن کی صداؤں کی حرارت و تپش سے آسمان کے فرشتے بھی متاثر ہوئے بغیر نہیں رہ سکتے تھے کیا اب ان کی کیفیت وہی ہے ۔ کیا ان میں اپنے مذہب کی حرارت باقی ہے کہ اسلامی اصولوں کی بنیاد پر ہی وہ کامرانی حاصل کر سکتے تھے ۔

باتوں سے ہوا شیخ کی حالی متاثر
رو رو کے لگا کہنے کہ اے صاحبِ اعجاز

معانی: شیخ: مراد شیخ سعدی ۔ صاحبِ اعجاز: معجزہ دکھانے والا، ایسا شاعر جس کا کلام کرامت کی طرح ہے ۔
مطلب: مولانا حالی نے جس وقت شیخ سعدی کی باتیں سنیں تو ان سے متاثر ہو کر حالی کی آنکھوں میں اشک بھر آئے اور جواباً بولے! کہ صاحبِ اعجاز

جب پیرِ فلک نے ورق ایام کا الٹا
آئی یہ صدا، پاؤ گے تعلیم سے اعزاز

معانی: پیرِ فلک: بوڑھا آسمان یعنی آسمان ۔ ورق ایام کا الٹا: زمانے کے ورق بدلے یعنی انقلاب آیا ۔ صدا: آواز ۔ اعزاز: عزت، شان ۔

مطلب: حقیقت یہ ہے کہ جب ہندوستان میں مسلمانوں کا اقتدار ختم ہوا اور یورپ سے آکر فرنگی مسلط ہو گئے تو یہ فطری امر ہے کہ اپنی تہذیب، تعلیم اور زبان بھی ہمراہ لے کر آئے ۔ تو مسلم زعماَ نے سوچا کہ اب اس جدید تعلیم کو اپنائے بغیر ملت کامیابی کے مراحل طے کر سکتی ہے نہ اس معاشرے میں باوقار انداز میں بسر اوقات کر سکتی ہے ۔

آیا ہے مگر اس سے عقیدوں میں تزلزل
دنیا تو ملی طائر دیں کر گیا پرواز

معانی: عقیدہ: مذہبی خیال، اعتقاد ۔ تزلزل: مراد تبدیلی، انقلاب ۔ طائرِ دیں کر گیا پرواز: یعنی دین سے محبت ختم ہو گئی ۔
مطلب: لیکن اس جدید تعلیم کا ردعمل یہ ہوا کہ مسلمانوں کے عقائد متزلزل ہو کر رہ گئے چنانچہ صورت یہ ہے کہ دنیاوی عزو جاہ تو کسی حدتک حاصل ہو گیا لیکن مذہب کا تصور دھندلا پڑ گیا ۔

دیں ہو تو مقاصد میں بھی پیدا ہو بلندی
فطرت ہے جوانوں کی زمیں گیر، زمیں تاز

معانی: زمیں گیر: زمیں پکڑنے والی، پست ۔ زمیں تاز: یعنی صرف دنیا کے مادی فائدے حاصل کرنے کے لئے کوشش کرنے والے ۔
مطلب: اپنے بیان کو جاری رکھتے ہوئے مولانا حالی نے کہا اگر دین باقی رہا ہو تو پھر مقاصد میں بھی بلندی پیدا ہو جاتی ہے لیکن جب دین ہی باقی نہ رہے تو نوجوانون سے کسی کار خیر کی توقع عبث ہے ۔ ان میں الحاد کے تاثرات پیدا ہو جائیں تو یہ ایک فطری امر ہے ۔

مذہب سے ہم آہنگیِ افراد ہے باقی
دیں زخمہ ہے، جمعیتِ ملت ہے اگر ساز

معانی: زخمہ: مضراب، لوہے کا چھلا جس سے ساز بجایا جاتا ہے ۔ جمعیت ملت: قوم کا جماعت کی صورت میں ہونا ۔
مطلب: مذہب کے طفیل ہی ملت کے افراد میں اتفاق و اتحاد برقرار رہ سکتا ہے اور اسی کے سبب ملت عملی جدوجہد کے لیے متحرک رہتی ہے ۔

بنیاد لرز جائے جو دیوارِ چمن کی
ظاہر ہے کہ انجامِ گلستاں کا ہے آغاز

معانی: لرزنا: ہلنا ۔
مطلب: چنانچہ یہ جان لینا چاہیے کہ کسی عمارت کی بنیاد لرز جائے تو اس عمارت کے انجام کا آغاز ہو چکا ہے یعنی ملت نے اپنے اصولوں کو چھوڑ کر خود اپنے زوال کا سامان پیدا کر لیا ہے ۔ ملت کا استحکام تو اسی صورت میں ممکن ہے کہ اپنے اصولوں اور تعلیمات پر مضبوطی سے قائم رہیں ۔

پانی نہ ملا زمزمِ ملت سے جو اس کو
پیدا ہیں نئی پود میں الحاد کے انداز

معانی: زمزم: کعبہ اور صفا و مروہ کے درمیان واقع چشمہ جو حضرت اسماعیل کی شیر خوارگی کے زمانے میں ،پیاس کے مارے ان کے ایڑیاں رگڑنے سے زمین سے جاری ہوا تھا اور آج بھی اس کا پانی حاجی اپنے ساتھ لاتے ہیں ۔
مطلب: تاہم اب صورت حال یہ ہے کہ جدید تہذیب کے سبب مسلم نوجوانوں نے اپنی تعلیمات کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے تو ان کا الحاد یعنی کفر کی طرف مائل ہو جانا کوئی حیران کن بات نہیں ۔

یہ ذکر حضورِ شہ یثرب میں نہ کرنا
سمجھیں نہ کہیں ہند کے مسلم مجھے غماز

معانی: ذکر: بات ۔ حضور: خدمت ۔ شہِ یثرب: یعنی حضور اکرم ﷺ ۔ غماز: چغلی کھانے والا ۔
مطلب: شیخ صاحب! میں نے حقیقت آپ کے روبرو رکھ دی ہے ۔ لیکن خدا کے لئے آنحضرت کے دربار میں حاضری دیں تو اس صورت حال کا ذکر نہ کرنا ورنہ ہندی مسلمان مجھے چغل خور سمجھیں گے ۔

خرما نتواں یافت ازاں خار کہ کشتیم
دیبا نتواں بافت ازاں پشم کہ رشتیم

مطلب: جو کانٹا ہم نے بویا ہے اس سے کھجور کا پھل حاصل نہیں کیا جا سکتا ۔ اس اون سے جو ہم نے کاتی ہے ریشم نہیں بنا جا سکتا ۔

مذہب

اپنی ملت پر قیاس اقوامِ مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسولِ ہاشمی

معانی: قیاس کرنا: دو چیزوں کو ایک جیسا سمجھنا ۔ اقوامِ مغرب: یورپ کی قومیں ۔ خاص: خاصیت ۔ ترکیب: بناوٹ ۔ رسول ہاشمی: حضرت محمد ﷺ جو حضرت ہاشم کی اولاد سے تھے ۔

مطلب: اس مختصر سی نظم میں اقبال مسلمان کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تجھے اپنی ملت اور اس کی تعلیمات کا تقابل اقوام مغرب سے نہیں کرنا چاہیے ۔ اس لیے کہ اپنی ترتیب و تنظیم کے اعتبار سے آنحضرت کی امت دنیا بھر کی دوسری قوموں سے قطعی مختلف واقع ہوئی ہے ۔

ان کی جمیعت کا ہے ملک و نسب پر انحصار
قوتِ مذہب سے مستحکم ہے جمیعت تری

معانی: جمیعت: جماعت کی صورت ۔ ملک: جغرافیائی حدود پر مشتمل زمین ۔ انحصار: دارومدار ۔ مستحکم: مضبوط، محکم ۔

مطلب: مغربی اقوام کا دارومدار تو خطہ ارض اور ان کی نسل و خون کی نسبت پر ہے جب کہ اے مسلمان تیری جمیعت کا انحصار اتحاد اور مذہب کی قوت پر ہے ۔ انہی کے سبب ملت میں استحکام پیدا ہوتا ہے ۔

دامنِ دیں ہاتھ سے چھوٹا تو جمیعت کہاں
اور جمیعت ہوئی رخصت تو ملت بھی گئی

معانی: جمعیت کہاں: یعنی جمعیت ختم ۔ رخصت ہونا: مراد ختم ہونا ۔ ملت بھی گئی: قوم کا وجود بھی مٹ گیا ۔

مطلب: اے مسلمان! یہ نکتہ ذہن نشین کر لے کہ اگر تو نے دین کو ترک کر کے مغرب کے لوگوں کی طرح مذہب کو ذاتی اور انفرادی معاملہ تصور کر لیا تو تیری جمعیت کا اتحاد پارہ پارہ ہو جائے گا اور جمعیت کا خاتمہ ہوا تو قوم و ملت کا وجود ختم ہو جائے گا ۔

جنگِ یرموک کا ایک واقعہ

صف بستہ تھے عرب کے جوانانِ تیغ بند
تھی منتظر حنا کی عروسِ زمینِ شام

معانی: جنگ یرموک: یرموک دمشق کے قریب ایک میدان کا نام ہے جس میں 15 ھ میں مسلمانوں اور رومیوں کے درمیان جنگ ہوئی ۔ یہ وہ میدان ہے جہاں حضرت ابوعبیدہبن جراح کی سپہ سالاری میں صرف بیس ہزار مسلمان سپاہیوں کے لشکر نے روم کے ان عساکر کو شکست فاش دی جن کی تعداد دو لاکھ بتائی جاتی ہے ۔ حضرت ابو عبیدہبن جراح نے اس معرکے کے بعد فاتح شام کی حیثیت سے شہرت پائی ۔ اس جنگ کے آغاز میں ایک حیرت انگیز واقعہ پیش آیا جس کو اقبال نے ان اشعار میں نظم کیا ہے ۔ صف بستہ: قطار باندھے ہوئے ۔ جوانانِ تیغ بند: تلواروں سے مسلح فوجی ۔ عروس: دلہن ۔ زمیں ِشام: ملک شام کی سرزمین ۔
مطلب: میدان جنگ میں رومی افواج کے مقابلے پر عرب افواج کے تیغ وتلوار سے مسلح دستے صف آرا تھے اور شام کی سرزمین پر ہر دو افواج کے سرفروشوں کا خون بہنے والا تھا ۔

اک نوجوان صورتِ سیماب مضطرب
آ کر ہوا امیرِ عساکر سے ہم کلام

معانی: صورتِ سیاب مضطرب: پارے کی طرح بے قرار ۔ امیر: سردار، سالار ۔ عساکر: جمع عسکر، فوجیں ۔ ہم کلام: کسی دوسرے کے ساتھ بات کرنے والا ۔
مطلب: اس لمحے مسلمان افواج سے ایک نوجوان بڑی تیزی سے اپنی صف سے برآمد ہوا اور امیر لشکر حضرت ابوعبیدہ سے دست بستہ درخواست کی ۔

اے ابو عبیدہ ! رخصتِ پیکار دے مجھے
لبریز ہو گیا مرے صبر و سکوں کا جام

معانی: ابو عبیدہ : اسلامی فوج کے سپہ سالار، عامر نام، ابو عبیدہ کنیت ۔ آپ صحابیِ رسول تھے ۔ رخصتِ پیکار: لڑنے کی اجازت ۔ لبریز ہونا: بھر جانا ۔ جام :پیالہ ۔
مطلب: کہ اے ابو عبیدہ میرا صبر و سکون دشمنوں سے نبرد آزمائی کے لیے رخصت ہو چکا ہے ۔ لہذا مجھے سب سے پہلے جنگ کی اجازت دیجیے ۔

بیتاب ہو رہا ہوں فراقِ رسول میں
اک دم کی زندگی بھی محبت میں ہے حرام

معانی: فراق: دوری ۔ دم: پل، گھڑی ۔ حرام: مراد بے مزہ ۔
مطلب: اس لیے کہ میں تو آنحضرت کی جدائی میں بیتاب ہو رہا ہوں اور محسوس کرتا ہوں کہ عشق رسول میں ایک لمحے کی زندگی بھی حرام ہے ۔

جاتا ہوں میں حضورِ رسالت پناہ میں
لے جاؤں گا خوشی سے اگر ہو کوئی پیام

معانی: حضورِ رسالت پناہ میں : حضور اکرم کی خدمت اقدس میں ۔
مطلب: بندہ پرورا میں تو بلا تاخیر آنحضرتکی بارگاہ میں حاضر ہونے کا خواہاں ہوں ۔ ہاں اگر آپ ان کے لیے کوئی پیغام دینا چاہیں تو میں بخوشی حضورتک پہنچا دوں گا ۔

یہ ذوق و شوق دیکھ کے پرنم ہوئی وہ آنکھ

جس کی نگاہ تھی صفتِ تیغِ بے نیام

معانی: ذوق و شوق: جذبہ جہاد ۔ پرنم ہونا: آنسو آنا ۔ تیغ بے نیام: ننگی تلوار، کاٹ ڈالنے والی تلوار ۔

مطلب: لشکر اسلام کے امیر ابو عبیدہ ایک لمحے تک خاموش رہے اور اس نوجوان میں راہ حق میں شہادت کا جوش و خروش دیکھ کر شدت جذبات سے ان کی آنکھیں نم ہو گئیں ۔ ہرچند کہ ان نگاہوں میں تلوار کی سی کاٹ تھی پھر بھی آنسو بہنے لگے ۔

بولا امیرِ فوج کہ وہ نوجوان ہے تو

پیروں پہ تیرے عشق کا واجب ہے احترام

معانی: پیروں: جمع پیر، بوڑھے، بڑی عمر کے بزرگ ۔ عشق: حضور اکرم سے محبت اور جہاد کا جذبہ ۔

مطلب: وہ نوجوان سے مخاطب ہو کر کہنے لگے کہ تیری شہادت کی آرزو رب ذوالجلال پوری کرے تاہم یہ ثابت ہو گی کہ حضور سے تیری محبت کا مقام بہت بلند ہے ۔

پوری کرے خدائے محمد تری مراد

کتنا بلند تیری محبت کا ہے مقام

معانی: خدائے محمد: یعنی محمد کا خدا ۔ مراد: آرزو، خواہش ۔

مطلب: حضرت محمد کے خدا تیری خواہش پوری کرے ۔ تیری محبت کا مقام بہت اعلیٰ و بلند ہے ۔

پہنچے جو بارگاہِ رسولِ امین میں تو
کرنا یہ عرض مری طرف سے پس از سلام

معانی: بارگاہ: دربار۔ رسولِ امین: حضور اکرم جنھیں صادق اور امیں کہا جاتا ہے۔ پس از سلام: سلام کے بعد۔
مطلب: اے نوجوان! جب تو اپنی مراد پالے اور بارگاہ رسالتمیں پیش ہو تو اس غلام کی جانب سے بعد از سلام دست بستہ گزارش کرنا۔

ہم پر کرم کیا ہے خدائے غیور نے
پورے ہوئے جو وعدے کیے حضور نے

معانی: غیور: غیرت مند۔
مطلب: کہ ہم پر رب ذوالجلال نے اپنی رحمتوں کی بارش کر دی ہے اور حضور نے امت مسلمہ سے جو وعدے کیے تھے وہ ایک ایک کر کے پورے ہو رہے ہیں۔

مذہب

تضمین بر شعر میرزا بیدل

تعلیمِ پیرِ فلسفۂ مغربی ہے یہ
ناداں ہیں جن کو ہستیِ غائب کی ہے تلاش

معانی: میرزا بیدل: میرزا عبدالقادر، تخلص بیدل، عظیم آباد میں 1054ھ میں پیدا ہوئے۔ برصغیر کے مشہور فارسی شاعروں میں سے ہیں۔ پیرِ فلسفۂ مغربی: یورپ کا سب سے بڑا فلسفی۔ ہستیِ غائب: مراد خدا کا وجود۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ مغرب کے جدید فلسفیوں نے اپنے اس نقطہ نظر کی تبلیغ میں سر پیر کا زور لگا دیا ہے کہ وہ لوگ نادان اور احمق ہیں جو اس دنیا میں رہتے ہوئے ایسی ہستی کو حقیقت مطلق تصور کرتے ہیں جو ہمیشہ نگاہوں سے غائب رہی ہے۔ اور بظاہر اس کا کوئی وجود نہیں ہے

پیکر اگر نظر سے نہ ہو آشنا تو کیا
ہے شیخ بھی مثالِ برہمن صنم تراش

معانی: پیکر: جسم، وجود۔ نظر سے آشنا ہونا: سامنے نظر آنا۔ شیخ: مسلمانوں کا مذہبی رہنما۔ برہمن: ہندووَں کا مذہبی پیشوا۔ صنم تراش: بت گھڑنے والا۔
مطلب: اس پروپیگنڈے کا نتیجہ یہ برآمد ہوا ہے کہ مسلمان زعماَ بھی غیر مسلموں کی طرح خدا کے وجود سے غافل ہو کر بتوں یعنی ظاہری اشیا کو سب کچھ سمجھنے لگے ہیں۔

محسوس پر بنا ہے علومِ جدید کی
اس دور میں ہے شیشہ عقائد کا پاش پاش

معانی: محسوس: جو نظر آئے یا انسانی حواس اسے پا لیں ۔ بنا: بنیاد ۔ عقائد: مذہبی اعتقادات، خیالات ۔ پاش پاش: ٹکڑے ٹکڑے ۔

مطلب: امر واقعہ یہ ہے کہ علوم جدید کی بنیاد حواس خمسہ پر ہے اسی سبب آج دنیا بھر کے مذہبی عقائد ریزہ ریزہ ہو کر رہ گئے ہیں ۔

مذہب ہے جس کا نام وہ ہے اک جنونِ خام
ہے جس سے آدمی کے تخیل کو انتعاش

معانی: جنونِ خام: کچی دیوانگی، یعنی عقل کے خلاف، حماقت ۔ تخیل: ذہن میں پیدا ہونے والے خیالات جنھیں لفظوں میں بیان کیا جائے ۔ انتعاش: بلند ہونے کی کیفیت ۔

مطلب: مغربی دانشوروں کے نزدیک مذہب ایک ناپختہ جنون کی حیثیت رکھتا ہے ۔ بس اسی ناپختہ جنون کی بنیاد پر مذہب پر یقین رکھنے والے لوگوں کے حوصلے بلند رہتے ہیں ۔

کہتا مگر ہے فلسفہَ زندگی کچھ اور
مجھ پر کیا یہ مرشدِ کامل نے راز فاش

معانی: مرشدِ کامل: یعنی میرزا بیدل ۔ فاش کرنا: کھولنا، ظاہر کرنا ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ ان مغربی دانشوروں کے مقابلے پر میرزا بیدل نے اپنے کمال علم کی بنیاد پر یہ راز فاش کیا ہے ۔

باہر کمال اند کے آشفتگی خوش است
ہرچند عقلِ کل شدہ ای بے جنوں مباش

مطلب: جو بھی کمال حاصل ہو اس کے ساتھ کسی قدر دیوانگی، ذہنی انتشار ہونا اچھا ہے ۔ اگرچہ تو عقلِ کل ہی کیوں نہ بن گیا ہو پھر بھی دیوانگی کے بغیر مت رہ ۔ یعنی دنیا میں ہر کمال کے لیے تھوڑا سا جنون اور دیوانگی بھی درکار ہوتی ہے ۔ جنون کے بغیر تو عقل کل بھی بے معنی شے ہے ۔

فاطمہ بنتِ عبداللہ

(عرب لڑکی جو طرابلس میں غازیوں کو پانی پلاتی ہوئی شہید ہوئی)

اے فاطمہ تو آبروئے امتِ مرحوم ہے
ذرہ ذرہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے

معانی: امت مرحوم: وہ امت جس پر اللہ کی رحمت ہوئی ہو، ملت اسلامیہ ۔ مشتِ خاک: مراد جسم ۔ معصوم: گناہوں سے پاک ۔
مطلب: اقبال فرماتے ہیں اے فاطمہ بنت عبداللہ تو اس امت کی عزت و آبرو ہے جس پر باری تعالیٰ نے اپنی رحمت کا نزول فرمایا ۔ سچ تو یہ ہے کہ تیرے جسم کا ذرہ ذرہ تمام گناہوں سے پاک و منزہ ہے ۔

یہ سعادت حورِ صحرائی تری قسمت میں تھی
غازیانِ دیں کی سقائی تری قسمت میں تھی

معانی: حورِ صحرائی: عرب لڑکی ہونے کے سبب ریگستانی حور کہا ہے ۔ غازیان: جمع غازی، باطل کے خلاف جہاد کرنے والے ۔ سقائی: پانی پلانے کا عمل ۔
مطلب: اے حور صحرائی دراصل یہ سعادت تیرے حصے میں آئی تھی کی دین کی راہ میں جان نثار کرنے والوں اور فاتح جوانوں کو میدان کارزار میں پانی پلانے کا شرف حاصل کرے ۔

یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر
ہے جسارت آفریں شوقِ شہادت کس قدر

معانی: بے تیغ و سپر: تلوار اور ڈھال یعنی جنگی ہتھیاروں کے بغیر ۔ جسارت آفریں : دلیری پیدا کرنے والا ۔ شہادت: اللہ کی راہ میں جان دینا ۔ کس قدر: بہت زیادہ ۔
مطلب: سچ تو یہ ہے کہ تو نے اللہ کی راہ میں کسی تلوار اور ڈھال کے بغیر حیرت انگیز طور پر بڑی جی داری کے ساتھ جہاد کیا ۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ شوق شہادت نے تجھے کس قدر جرات مند اور بہادر بنا دیا تھا ۔

یہ کلی بھی اس گلستانِ خزاں منظر میں تھی
ایسی چنگاری بھی یارب اپنی خاکستر میں تھی

معانی: گلستانِ خزاں منظر: اجڑی ہوئی یا زوال کی ماری قوم ۔ خاکستر: راکھ، یعنی ماضی کے مجاہدوں کی موجودہ نسل جو ایسے جذبے سے خالی ہے ۔
مطلب: تیری مختصر زندگی اور موت کے پیش نظر حیرت زدہ ہو کر یہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ خدایا! ہمارے اجڑے ہوئے باغ میں ایسی کلی بھی موجود تھی ۔ یہی نہیں بلکہ ملت اسلامیہ جو دیکھا جائے تو راکھ کا ڈھیر بن چکی ہے اس ڈھیر میں ایسی تابناک اور باطل کو جلا دینے والی چنگاری بھی موجود تھی ۔

اپنے صحرا میں بہت آہو ابھی پوشیدہ ہیں
بجلیاں برسے ہوئے بادل میں بھی خوابیدہ ہیں

معانی: صحرا: مراد قوم، ملت ۔ بجلیاں جمع بجلی مراد جہاد کے جذبے ۔ برسے ہوئے بادل: ماضی کے عظیم مجاہدوں کی موجودہ نسل، قوم ۔ خوابیدہ: سوئی ہوئیں یعنی موجود ۔
مطلب: لیکن مایوس ہونے کی ضرورت نہیں ۔ اس لیے کہ ہمارے صحرا میں اتنے جیالے آہو ابھی تک چھپے ہوئے ہیں اور جو بادل برس چکا ہے اس میں ابھی بجلیاں چھپی ہوئی ہیں ۔ مراد یہ کہ قوم میں ابھی بھی جوہر قابل اور جان نثاروں کی کمی نہیں ہے ۔

فاطمہ گو شبنم افشاں آنکھ تیرے غم میں ہے
نغمہَ عشرت بھی اپنے نالہَ ماتم میں ہے

معانی: شبنم افشاں : آنسو بہانے والی ۔ نغمہَ عشرت: خوشی و مسرت کا گیت ۔ نالہَ ماتم: مرنے والے کے غم میں رونا ۔

مطلب: اے فاطمہ! ہرچند کہ تیرے غم میں ہماری آنکھیں اشکبار ہیں لیکن آہ وزاری کے ان مراحل میں کچھ طاقت بخش پہلو بھی موجود ہیں ۔

رقص تیری خاک کا کتنا نشاط انگیز ہے
ذرہ ذرہ زندگی کے سوز سے لبریز ہے

معانی: رقص: ناچ، تحریک ۔ نشاط انگیز: مراد خوشیوں مسرتوں سے بھرا ہوا ۔ زندگی کا سوز: زندگی کی حرارت ۔ لبریز: بھرا ہوا ۔

مطلب: تیری حیات اور موت کے واقعات ہمارے لیے بے حد حوصلہ افزا ہیں ۔ تیری خاک کا ذرہ ذرہ زندگی کے سوز سے بھرپور ہے ۔

ہے کوئی ہنگامہ تیری تربتِ خاموش میں
پل رہی ہے ایک قومِ تازہ اس آغوش میں

معانی: تربت: قبر، مزار ۔ قومِ تازہ: نئی قوم، نئی نسل ۔

مطلب: تیری قبر کا سکوت بھی ایک ہنگامے کا پتہ دیتا ہے یوں محسوس ہوتا ہے کہ اس قبر کی آغوش میں ایک نئی اور زندہ قوم پرورش پا رہی ہے ۔

بے خبر ہوں گرچہ ان کی وسعتِ مقصد سے میں
آفرینش دیکھتا ہوں ان کی اس مرقد سے میں

معانی: وسعتِ مقصد: ارادے یا غرض کا پھیلاوَ ۔ آفرینش: پیدائش، ولادت، وجود میں آنا ۔ مرقد: آرام گاہ، قبر ۔
مطلب: یہ درست ہے کہ میں اس نئی قوم کی وسعت اور اس کے بنیادی مقاصد سے آگاہی نہیں رکھتا ۔ تاہم اس قدر یقین ہے کہ اس نئی قوم کی پیدائش کا آغاز تیری قبر سے ہو رہا ہے ۔

تازہ انجم کا فضائے آسماں میں ہے ظہور
دیدہَ انساں سے نامحرم ہے جن کی موجِ نور

معانی: تازہ انجم: نئے نئے ستارے، یعنی روشن دل مسلمان ۔ فضائے آسمان: مراد دنیا ۔ دیدہ: آنکھ ۔ نامحرم: ناواقف، بے خبر ۔ موجِ نور: روشنی کی لہر ۔
مطلب: اے فاطمہ بنت عبداللہ میری چشم بصیرت افروز اس حقیقت کا نظارہ کر رہی ہے کہ آسمان پر ایک نئے اور تابندہ ستارے کا ظہور ہو رہا ہے ۔ ہرچند کہ عام انسانوں کی نظروں کو اس کا ادراک نہیں ہے یہ محض ایک ستارہ نہیں بلکہ بہت سے ستارے ہیں ۔ یہ ستارے ابھی وقت اور ماحول کی اندھیرے سے نمودار ہو رہے ہیں ۔

جو ابھی ابھرے ہیں ظلمتِ خانہَ ایام سے
جن کی ضو ناآشنا ہے قیدِ صبح و شام سے

معانی: ظلمت خانہَ ایام: زمانے کا تاریک گھر، اس دور کی تاریکیاں ۔ ضو: روشنی ۔
مطلب: یہ ستارے ابھی وقت اور ماحول کے اندھیرے سے نمودار ہو رہے ہیں اور ان کی روشنی ابھی تک دن رات

اور صبح و شام کی پابندیوں سے آزاد ہے ۔ مراد یہ ہے کہ ملت مسلمہ کے لیے عروج وارتقا کے نئے مواقع فراہم کئے جا رہے ہیں تاکہ وہ حال کے ساتھ اپنے مستقبل کی تعمیر کر سکے ۔

جن کی تابانی میں اندازِ کہن بھی، نو بھی ہے
اور تیرے کوکبِ تقدیر کا پرتو بھی ہے

معانی: تابانی: چمک ۔ اندازِ کہن: پرانے طور طریقے ۔ نو: نئے ۔ کوکب تقدیر: مقدر کا ستارہ ۔ پرتو: روشنی، عکس ۔

مطلب: اے فاطمہ! یہ جو ستارے نمودار ہو رہے ہیں انکی روشنی اور چمک دمک میں قدیم اور نئے انداز کے ساتھ تیرے مقدر کے ستارے کا عکس بھی موجود ہے ۔

پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

ڈالی گئی جو فصلِ خزاں میں شجر سے ٹوٹ
ممکن نہیں ہری ہو سحابِ بہار سے

معانی: پیوستہ رہنا: وابستہ یا ساتھ ملے رہنا ۔ شجر: درخت، قوم ۔ ڈالی: ٹہنی ۔ فصل: موسم ۔ ہری ہونا: تروتازہ، سرسبز ہونا ۔ سحاب: بادل بہار: موسم بہار ۔

مطلب: علامہ اقبال کہتے ہیں کہ موسم خزاں سے اگر کوئی شاخ جھڑ کر درخت سے جدا ہو گئی تو بہار کے موسم میں کتنے ہی بادل برسیں وہ شاخ کسی مرحلے پر شاداب و سرسبز نہیں ہو سکتی ۔

ہے لازوال عہدِ خزاں اس کے واسطے
کچھ واسطہ نہیں ہے اسے برگ و بار سے

معانی: زوال: موسمِ بہار ۔ زوال: ختم نہ ہونے والا ۔ عہد: زمانہ، موسم ۔ برگ و بار: پتے اور پھل ۔

مطلب: خزاں کا موسم اس شاخ کے لیے لازوال حیثیت کا مالک ثابت ہو گا اور اس شاخ کا درخت کے دوسرے پتوں اور شاخوں کے ساتھ کوئی ربط و تعلق نہیں رہے گا ۔

ہے تیرے گلستاں میں بھی فصلِ خزاں کا دور
خالی ہے جیبِ گل زرِ کامل عیار سے

معانی: جیبِ گل: پھول کی تھیلی، مراد مسلمان ۔ زرِ کامل عیار: کسوٹی پر پورا اترنے والا، خالص سونا مراد ایمان ۔
مطلب: جب کہ اے مسلمان تیرے گلستان میں بھی ایک طرح سے خزاں کے دور کا تسلط ہے اور ملت ہر نوع کی صلاحیت سے عاری ہو چکی ہے ۔

جو نغمہ زن تھے خلوتِ اوراق میں طیور

رخصت ہوئے ترے شجرِ سایہ دار سے

معانی: نغمہ زن: چہچہانے والے ۔ خلوتِ اوراق: پتوں کی تنہائی ۔ طیور: جمع طائر، پرندے، یعنی وہ پرانے مسلمان جو اپنے جذبوں اور عمل سے باغِ اسلام کی رونق کا باعث تھے ۔ شجرِ سایہ دار: گھنے پتوں کے سبب سایہ رکھنے والا درخت، مراد ملت ۔
مطلب: تیری ملت کے زعماء جن کی رہنمائی سے حالات روبہ اصلاح تھے وہ ہمیشہ کے لیے رخصت ہو گئے ۔

شاخِ بریدہ سے سبق اندوز ہو کہ تو

نا آشنا ہے قاعدہَ روزگار سے

معانی: شاخِ بریدہ: درخت کی کٹی ہوئی ٹہنی، مراد قوم سے کٹا ہوا فرد ۔ سبق اندوز: سبق، عبرت حاصل کرنے والا ۔ نا آشنا: بے خبر، ناواقف ۔ قاعدہَ روزگار: زمانے کا دستور، طور طریقہ ۔
مطلب: اے مسلمان! درخت کی اس جھڑ جانے والی شاخ سے سبق حاصل کر کہ تو آج بھی زمانے کے دستور سے آگاہ نہیں ہے ۔

ملت کے ساتھ رابطہَ استوار رکھ

پیوستہ رہ شجر سے، امیدِ بہار رکھ

معانی: رابطۂ استوار: مضبوط تعلق ۔ شجر: قوم ۔

مطلب: تیری بہتری اسی میں ہے کہ ملت و قوم کے ساتھ اپنا رابطہ برقرار رکھے اور خزاں کے بعد متوقع موسم بہار سے تعلقات استوار کرے ۔

شب معراج

اختر شام کی آتی ہے فلک سے آواز
سجدہ کرتی ہے سحر جس کو وہ ہے آج کی رات

معانی: شبِ معراج: 26 اور 27 ویں رجب کی درمیانی رات جس میں حضور اکرم حضرت جبرئیل کی معیت میں براق پر سوار ہو کر آسمانوں پر تشریف لے گئے ۔ اخترِ شام: شام، رات کا ستارہ ۔ سحر کا رات کو سجدہ کرنا: مراد وہ رات اتنی منور تھی کی صبح کی روشنی اس کے سامنے ہیچ تھی ۔
مطلب: آسمان کی وسعتوں سے ستارہَ شام کی آواز آ رہی ہے کہ شب معراج ایسی عظمتوں والی رات ہے جس کو سحر بھی سجدہ کرتی ہے یعنی اس کا احترام کرتی ہے ۔

رہِ یک گام ہے ہمت کے لیے عرشِ بریں
کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات

معانی: رہِ یک گام: ایک قدم کا راستہ، بہت تھوڑا فاصلہ ۔ عرشِ بریں: خدا تعالیٰ کا عرش، تخت ۔
مطلب: یہ شب معراج مسلمانوں کو سبق دے رہی ہے کہ ہمت ہو تو عرش بریں کا فاصلہ صرف ایک قدم کی راہ ہے ۔

پھول

تجھے کیوں فکر ہے اے گل! دل صد چاکِ بلبل کی
تو اپنے پیرہن کے چاک تو پہلے رفو کر لے

معانی: دلِ صد چاک: سیکڑوں، بہت سے سوراخوں والا یا زخمی دل ۔ رفو کرنا: ٹانکا لگانا ۔
مطلب: اقبال زیر تشریح نظم میں پھول سے مکالمہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ اے پھول! بلبل کا دل اگر کسی کے فراق میں ریزہ ریزہ ہوتا ہے تو تجھے اس کی اتنی فکر کیوں ہے کہ تیرے لبادے میں جو چاک ہیں پہلے ان کو تو رفو کرنے کی فکر کر ۔ مراد یہ کہ دوسروں سے ہمدردی جتانے سے پہلے اپنے بریدہ دامن کا جائزہ بھی تو لینا چاہیئے ۔

تمنا آبرو کی ہو اگر گلزارِ ہستی میں
تو کانٹوں میں الجھ کر زندگی کرنے کی خو کر لے

معانی: گلزار ہستی: وجود کا باغ، دنیا ۔ کانٹوں میں الجھنا: مراد مشکلات کا مقابلہ کرنا ۔ خو: عادت ۔ زندگی کرنا: زندگی گزارنا ۔

مطلب: اگر اس گلزار ہستی میں آبرو اور عزت و وقار کی خواہش ہو تو اس کے لیے لازم یہ ہے کہ کانٹوں کے مابین زندہ رہنے کی عادت بھی اختیار کر لی جائے ۔ مراد یہ ہے کہ زندگی تو بے پناہ مشکلات سے عبارت ہے اس کو باوقار طریقے سے گزارنے کے لیے یہ امر لازم ہے کہ مشکلات سے عہد برآ ہونے کی عادت ڈال لی جائے ۔ یہ کامیابی اور کامرانی کا واحد راستہ ہے ۔

صنوبر باغ میں آزاد بھی ہے، پا بہ گل بھی ہے
انھی پابندیوں میں حاصل آزادی کو تو کر لے

معانی: صنوبر: سرو کی ایک قسم، یہ درخت بہار اور خزاں میں آزادی کی نوید ہے ۔ پا بہ گل: جس کے پاؤں، جڑیں مٹی میں دھنسے ہوں ۔

مطلب: صنوبر کا درخت ہر نوع کے پھل سے بے نیاز ہے ۔ اسی لیے اس درخت کو آزاد تصور کیا جاتا ہے ۔ اس آزادی کے باوجود پابند بھی ہے کہ اس کی جڑیں زمین میں پیوست ہیں تو بھی صنوبر کی طرح سے آزادی حاصل کر لے کہ وہ آزاد بھی ہے اور ایک حد تک پابند بھی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ مادر پدر قسم کی آزادی تو کسی مرحلے پر بھی مفید نہیں ہو سکتی ۔

تنک بخشی کو استغنا سے پیغام خجالت دے
نہ رہ منت کشِ شبنم، نگوں جام و سبو کر لے

معانی: تنک بخشی: تھوڑا یا ضرورت سے کم دینے کی کیفیت ۔ استغنا: بے نیازی، بے پروائی ۔ خجالت: شرمندگی ۔ منت کش: احسان اٹھانے والا ۔ نگوں: الٹا ۔ سبو: پیالہ ۔

مطلب: اگر کوئی شخص تجھے برائے نام فیاضی سے ممنون احسان کرنا چاہے تو تیری انا کا تقاضا یہ ہے کہ ایسی فیاضی کو قبول نہ کرے ۔ اگر تیرے پیمانے میں کوئی شراب کے محض چند قطرے ڈالنا چاہے تو ان کو قبول کرنے سے کہیں بہتر ہے کہ اپنا پیمانہ الٹا کر رکھ دے یعنی شراب کے چند قطروں کو قبول کرنے سے بہتر یہ مناسب ہے کہ پیمانہ خالی ہی رہے ۔

نہیں یہ شانِ خودداری، چمن سے توڑ کر تجھ کو
کوئی دستار میں رکھ لے، کوئی زیبِ گلو کر لے

معانی: خودداری: غیرت، دوسروں کا احسان نہ اٹھانے کا عمل ۔ دستار: پگڑی ۔ زیب گلو کرنا: گلے کا ہار بنا لینا ۔
مطلب: یہاں اقبال پھول سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ یہ شانِ خودداری تو نہیں کہ باغ میں جا کر کوئی تجھ کو شاخ سے توڑ لے اور پھر کوئی اپنی پگڑی میں لگا لے تو کوئی ہار میں پرو کر گلے کی زینت بنا لے ۔

چمن میں غنچۂ گل سے یہ کہہ کر اڑ گئی شبنم
مذاقِ جورِ گل چیں ہو، تو پیدا رنگ و بو کر لے

معانی: غنچۂ گل: پھول کی کلی ۔ مذاق: ذوق و شوق ۔ جورِ گل چیں: پھول توڑنے والے کا ظلم ۔ رنگ و بو: رنگ اور خوشبو ۔
مطلب: شبنم اس راز کو غنچۂ گل پر منکشف کر کے اڑ گئی کہ اگر تجھے پھول توڑنے والے کے ظلم برداشت کرنے کا حوصلہ ہے تو اس کے لیے اپنے دامن میں رنگ و بو پیدا کر لے ۔ مراد یہ کہ گلچیں تو محض پھول کو اسی وقت توڑنے کا خواہشمند ہوتا ہے جب وہ اس میں رنگ و بو محسوس کر لیتا ہے ۔

اگر منظور ہو تجھ کو خزاں نا آشنا رہنا
جہانِ رنگ و بو سے پہلے قطعِ آرزو کر لے

معانی: خزاں نا آشنا: جس پر خزاں نہ آئے، جو کبھی نہ مرجھائے ۔ جہانِ رنگ و بو: یہ مادی دنیا، کائنات ۔ قطعِ آرزو: خواہش ختم کر لینا

مطلب: اے پھول اگر تو چاہتا ہے کہ تجھے کبھی خزاں سے واسطہ نہ پڑے تو پھر رنگ و بو کے حصول سے اجتناب کر بلکہ اس اجتناب سے قبل رنگ و بو کے حصول کی خواہش ترک کر دے ۔

اسی میں دیکھ مضمر ہے کمالِ زندگی تیرا
جو تجھ کو زینتِ دامن کوئی آئینہ رُو کر لے

معانی: مضمر: چھپا ہوا ۔ کمال: ترقی، خوبی ۔ زینت دامن: پلو کی سجاوٹ، گلے کا ہار ۔ آئینہ رُو: مراد حسین عورت ۔
مطلب: ساری صورتحال کے برعکس اے پھول! تیری زندگی کا کمال اسی حقیقت میں پوشیدہ ہے کہ تجکو کوئی خوبصورت چہرہ اپنے دامن کی زینت بنا لے ۔

شیکسپیئر

شفقِ صبح کو دریا کا خرام آئینہ
نغمہَ شام کو خاموشیِ شام آئینہ

معانی: شیکسپیئر: ولیم شیکسپیئر، انگریزی زبان کا مشہور ترین ڈرامہ نگار اور شاعر ۔ شفق: سرخی ۔ خرام: چلنا، بہنا ۔ آئینہ: یعنی پانی میں آسمانی سرخی نظر آتی ہے ۔ نغمہَ شام: شام کا ترانہ، یعنی شام ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ علی الصبح جب شفق پھوٹتی ہے اور اس کا سرخ عکس بہتے دریا پر پڑتا ہے تو یوں محسوس ہوتا ہے کہ شفق کے لیے دریا کا شفاف رواں پانی آئینے کی حیثیت رکھتا ہے ۔ اسی طرح شام کے وقت نغمہ ریزی کے لیے اس لمحے کا سکوت آئینے کا کام دیتا ہے

برگِ گل آئینہ عارضِ زیبائے بہار
شاہدِ مے کے لیے حجلہَ جام آئینہ

معانی: برگِ گل: پھول کی پتی ۔ عارضِ زیبا: خوبصورت گال ۔ شاہد: حسین، محبوب ۔ حجلہ: سجا ہوا ۔

مطلب: بہار کے خوبصورت رخسار کے لیے پھولوں کی پتیاں بھی آئینے کی مثال ہوتی ہیں اورپیمانہ شراب کے لیے آئینے کا کام دیتا ہے ۔

حسن آئینہ حق اور دل آئینہَ حسن
دلِ انساں کو ترا حسنِ کلام آئینہ

معانی: آئینہ حق: یعنی حسن کو دیکھ کر خدا کی قدرت کا پتا چلتا ہے ۔ حسنِ کلام: دل کش شاعری ۔
مطلب: اسی بنیاد پر یہ کہا جا سکتا ہے کہ حقیقت اور سچائی کے لیے حسن آئینے کی صفت رکھتا ہے ۔ اس منظر نامے میں اگر شیکسپیئر کے کلام کا جائزہ لیا جائے تو وہ قاری کے لیے انسانی نفسیات کے اسرار و رموز کو سمجھنے کے لیے آئینہ ہے ۔

ہے ترے فکرِ فلک رس سے کمالِ ہستی
کیا تری فطرتِ روشن تھی مآلِ ہستی

معانی: فکرِ فلک رس: آسمان تک پہنچنے والا یعنی بلند تخیل ۔ کمالِ ہستی: زندگی، وجود کی تکمیل یا ہنر۔ فطرتِ روشن: ایسا مزاج، تخلیقی قوت جس کی روشنی میں انسانی جذبوں کا پتا چلے ۔ مآل: انجام، اخیر۔
مطلب: اقبال اس شعر میں شیکسپیئر کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تیرے بلند فکر کلام نے انسان کو زندگی کے حالات سے روشناس ہونے کے مواقع فراہم کیے ۔ کیا تیری روشن فطرت زندگی کے انجام سے عبارت تھی یا پھر تیرے بعد تجھ سا دوسرا کوئی پیدا نہیں ہوا ۔

تجھ کو جب دیدۂ دیدارِ طلب نے ڈھونڈا
تابِ خورشید میں خورشید کو پنہاں دیکھا

معانی: دیدۂ دیدار طلب: دیکھنے کی خواہشمند آنکھیں ۔ تابِ خورشید: سورج کی روشنی ۔ پنہاں : چھپا ہوا ۔
مطلب: یہاں اقبال کہتے ہیں کہ اے شیکسپیئر! تو وہ عظیم تخلیق کار ہے کہ جب بھی کسی مداح نے تیرا دیدار کرنا چاہا تو اس طرح محسوس کیا جیسے سورج کی تیز اور آنکھوں کو چندھیا دینے والی روشنی میں سورج کے وجود کو دیکھ رہا ہے ۔

چشمِ عالم سے تو ہستی رہی مستور تری
اور عالم کو تری آنکھ نے عریاں دیکھا

معانی: مستور: چھپی ہوئی ۔ عریاں : ظاہر۔
مطلب: ہر چند کہ دنیا کی نگاہوں سے تیرا وجود پوشیدہ رہا لیکن اس حقیقت سے بھی انکار کی گنجائش نہیں کہ تیری بصیرت افروز نگاہوں نے ساری کائنات کو عریاں اور بے پردہ دیکھ لیا۔

حفظِ اسرار کا فطرت کو ہے سودا ایسا
رازداں پھر نہ کرے گی کوئی پیدا ایسا

معانی: سودا: دُھن ۔ رازداں ایسا: یعنی شیکسپیئر جس نے قدرت کے مظاہر کا گہرا مشاہدہ کیا۔
مطلب: آخری بات یہ ہے کہ اپنے رازوں کو چھپانے کا فطرت کو ایسا جنون ہے کہ تیرے بعد شاید کوئی شخص تخلیق نہ کیا جا سکے جو تیری طرح فطرت کے رازوں کو افشاں کرنے کی صلاحیت رکھتا ہو۔

اسیری

ہے اسیری اعتبار افزا جو ہو فطرت بلند
قطرۂ نیساں ہے زندانِ صدف سے ارجمند

معانی: اعتبار افزا: عزت، ساکھ بڑھانے والی ۔ فطرت بلند ہونا: انسانی سرشت کا پاک نفس اور اعلیٰ سوچ رکھنے والی ہونا ۔ قطرۂ نیساں : موسمِ بہار کی بارش کی قطرہ جو پسی کے منہ میں پڑ کر موتی بنتا ہے ۔ صدف : سیپی ۔ ارجمند: قیمت، قدر والا ۔

مطلب: اگر فطرت بلند ہو تو اسیری اور نظر بندی انسانی وقار میں اضافے کا سبب بنتی ہیں ۔ اس کی مثال وہ بارش کے ایک معمولی قطرے سے دیتے ہیں جو سیپی میں بند ہو کر ایک نایاب موتی کی شکل اختیار کر لیتا ہے ۔

مشکِ ازفر چیز کیا ہے، اک لہو کی بوند ہے
مشک بن جاتی ہے ہو کر نافۂ آہو میں بند

معانی: مشک ازفر: خالص اور تیز خوشبو والی مشک ۔ اک لہو کی بوند: ہرن کی ناف سے نکلنے والے خون کی جمی ہوئی خوشبودار بوند ۔ نافۂ آہو: ہرن کی ناف ۔

مطلب: اسی طرح وہ مشک کے حوالے سے ایک دوسری مثال بھی پیش کرتے ہیں کہ خالص مشک خون کا ایک قطرہ ہی تو ہے جو ہرن کی ناف میں منجمد ہو کر خالص مشک کی شکل اختیار کر لیتا ہے اور نایاب شے بن جاتا ہے ۔

ہر کسی کی تربیت کرتی نہیں قدرت مگر
کم ہیں وہ طائر کہ ہیں دام و قفس سے بہرہ مند

معانی: تربیت: زندگی گزارنے کے طور طریقے سکھانے کا عمل ۔ طائر: پرندہ ۔ دام: جال ۔ قفس: پنجرہ ۔ بہرہ مند: حصہ پانے والے ۔
مطلب: لیکن قدرت اس انداز میں ہر کسی کی تربیت نہیں کرتی ۔ دنیا میں کم ہی ایسے پرندے ہیں جنہیں جال اور پنجرے میں رکھا جاتا ہے ۔

شہپرِ زاغ و زغن دربندِ قید و صید نیست
ایں سعادت قسمتِ شہباز و شاہیں کردہ اند

مطلب: بقول حافظ شیرازی کے کوے اور چیل کے بڑے پر پنجرے میں بند کرنے اور شکار کرنے کے لائق نہیں ہیں ۔ یہ خوش بختی تو شہباز اور شاہین جیسے پرندوں کے لیے لکھی گئی ہے ۔

دریوزہَ خلافت

اگر ملک ہاتھوں سے جاتا ہے، جائے
تو احکامِ حق سے نہ کر بے وفائی

معانی: دریوزہَ خلافت: خلافت کی بھیک ۔ ہاتھوں سے جانا: اپنے قبضے سے نکل کر دوسروں کے قبضے میں جانا ۔ احکامِ حق: خدا نے جو حکم دیے ہیں ۔

مطلب: اقبال تحریک خلافت کے حق میں نہیں تھے ۔ ان کا نظریہ تھا کہ اقتدار کوئی بھیک میں نہیں دیتا بلکہ قوت بازو سے حاصل ہوتا ہے ۔ اس کی واضح مثال پہلی عالمی جنگ میں ترکی پر انگریزوں کا تسلط اور ہندوستانی مسلمانوں سے ان کی بد عہدی تاریخی شواہد کے طور پر علامہ کے سامنے تھی ۔ اقبال کہتے ہیں کہ اے ملت اسلامیہ کے فرزندو! بے شک یہ ایک بڑا المیہ ہے کہ تمہارے ملک پر دوسرے لوگ مسلط ہو جائیں لیکن اگر ملک ہاتھوں سے چلا بھی گیا تو احکام حق سے بے وفائی کرنا کسی طرح بھی مناسب نہیں ہے ۔

نہیں تجھ کو تاریخ سے آگہی کیا
خلافت کی کرنے لگا تو گدائی

معانی: آگہی: آگاہی، واقفیت، باخبری ۔ خلافت: مسلمانوں کا طرزِ حکومت جس کا سربراہ خلیفہ کہلاتا ہے ۔ گدائی: بھیک مانگنا ۔

مطلب: وہ استفسار کرتے ہیں کہ آج تم لوگ خلافت کی گدائی کرنے لگے ہو ۔ تو کیا تمہیں تاریخ سے واقفیت حاصل نہیں ہے ۔ تاریخ تو واضح طور پر اس امر کا انکشاف کرتی ہے کہ حکومت اور سلطنت مانگنے سے نہیں ملا کرتی بلکہ قوت بازو سے حاصل ہوتی ہے ۔

خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشائی

معانی: لہو سے خریدنا: یعنی باقاعدہ جہاد کر کے حاصل کرنا ۔ ننگ: ذلت کا باعث ۔ پادشائی: بادشاہت، حکمرانی، حکومت ۔

مطلب: اور یہ کہ جس بادشاہی کو اپنے لہو سے نہ خریدا جائے وہ تو مسلمانوں کے لئے باعث ننگ ہے ۔

مرا از شکستن چناں عار ناید
کہ از دیگراں خواستن مومیائی

مطلب: اقبال کہتے ہیں میرے نزدیک اپنی ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کے علاج کی خاطر غیروں سے مرہم حاصل کرنا بے غیرتی کی بات ہے ۔

ہمایوں

(مسٹر جسٹس شاہ دین مرحوم)

اے ہمایوں زندگی تیری سراپا سوز تھی
تیری چنگاری چراغِ انجمن افروز تھی

معانی: ہمایوں : میاں محمد شاہ دین، ہمایوں تخلص ۔ پنجاب کے ایک خاندان سے تعلق تھا ۔ شاعری کرتے تھے ۔ مجموعہ کلام جذباتِ ہمایوں ہے ۔ سراپا سوز: پورے طور پر مجسم جذبوں کی گرمی والی ۔ چنگاری: شرارہ ۔ چراغِ انجمن افروز: محفل کو روشن کرنے والا دیا، مراد بے حد مفید ۔

مطلب: میاں دیں محمد کا شمار پنجاب کے ان زعماء میں کیا جاتا ہے جو بیسوی صدی کے اوائل میں اس خطہ ارض کی عزت و تحریم کا سبب تھے ۔ وہ اقبال کے قریبی دوستوں میں سے تھے ۔ 1918 میں وفات پائی تو اقبال نے تعزیتی اشعار لکھے ۔ اقبال فرماتے ہیں اے ہمایوں ! تیری زندگی تو ملت کے لیے سراپا سوز کی حیثیت رکھتی تھی تیری ذات ایک ایسے چراغ کی مانند تھی جو ساری محفل کے لیے روشنی کا سبب بنتا ہے ۔

گرچہ تھا تیرا تنِ خاکی نزار و دردمند
تھی ستارے کی طرح روشن تری طبعِ بلند

معانی: تنِ خاکی: جسم ۔ نزار: کمزور، دبلا پتلا ۔ طبعِ بلند: یعنی بلند ارادوں والی طبیعت ۔

مطلب: ہرچند کہ تیرا جسم ناتواں خاک کا ایک مختصر سا تودہ تھا لیکن تیری روشن طبع تو ستاروں کی طرح سے منور تھی ۔

کس قدر بیباک دل اس ناتواں پیکر میں تھا
شعلہَ گردوں نورد اک مشتِ خاکستر میں تھا

معانی: ناتواں پیکر: دبلا، پتلا، کمزور بدن ۔ شعلہَ گردوں نورد: آسمان طے کرنے ، پھرنے والا شعلہ ۔ مشتِ خاکستر: مٹھی بھر راکھ، مٹی یعنی جسم ۔

مطلب: اے ہمایوں جو لوگ تیری شخصیت سے آشنا تھے وہ اس حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں کہ تیرے ناتواں جسم میں کس قدر بیباک اور نڈر دل موجود تھا ۔

موت کی لیکن دلِ دانا کو کچھ پروا نہیں
شب کی خاموشی میں جز ہنگامہَ فردا نہیں

معانی: شب کی خاموشی میں جز ہنگامہَ فردا نہیں : رات کی خاموشی میں آنے والے کل کی رونق اور چہل پہل کے سوا کچھ نہیں یعنی رات کے بعد ایک نئی زندگی ہے ۔

مطلب: لیکن دانشمند لوگ موت کی قطعی پروا نہیں کرتے ۔ وہ جانتے ہیں کہ رات کے سکوت میں آنے والی کل کے ہنگامے پوشیدہ ہوتے ہیں ۔

موت کو سمجھے ہیں غافل اختتامِ زندگی
ہے یہ شامِ زندگی، صبحِ دوامِ زندگی

معانی: یہ شامِ زندگی: یعنی موت ۔ صبحِ دوامِ زندگی: زندگی ہمیشہ ہمیشہ رہنے کی صبح ۔

مطلب: موت کو احمق لوگ زندگی کے خاتمے سے تعبیر کرتے ہیں جب کہ یہ زندگی کی شام تو انسان کو ہمیشگی بخشنے والی صبح کی مانند ہے ۔

خضرِ راہ

شاعر

ساحلِ دریا پہ میں اک رات تھا محوِ نظر
گوشۂ دل میں چھپائے اک جہانِ اضطراب

معانی: خضرِ راہ: اس نظم میں اس دور کے مسلمانوں کی زبوں حالی کو بذریعہ سوالات پیش کیا ہے ۔ خلافت کا خاتمہ اور عربوں کی ترکوں سے غداری وغیرہ اس نظم کا پس منظر ہیں ۔ یہ نظم انجمن حمایت اسلام لاہور کے سالانہ اجلاس میں پڑھی گئی ۔ نظم پڑھتے وقت علامہ اور سامعین پر گریہ طاری رہا ۔ ساحلِ دریا: سمندر یا دریا کا کنارہ ۔ محوِ نظر: دیکھنے، نظارہ کرنے میں مصروف ۔ گوشہ: کونا ۔ جہانِ اضطراب: بے چینی کی دنیا

مطلب: اس نظم کی تشکیل حضرت خضر علیہ السلام اور ایک شاعر کے مابین مکالمے سے ہوئی ہے ۔ حضرت خضر کا ذکر قرآن پاک میں بھی آیا ہے ۔ اقبال نے اپنے اشعار میں بے شمار مقامات پر حضرت خضر اور ان کے خصوصی کردار کا ذکر کیا ہے ۔ اقبال کہتے ہیں کہ ایک شاعر رات میں ساحل دریا پر سرگرداں پھر رہا تھا ۔ ان لمحات میں نہ جانے میرا دل کس لیے اضطراب اور بے چینی میں مبتلا تھا ۔

شب سکوت افزا، ہوا آسودہ، دریا نرم سیر
تھی نظر حیراں کہ یہ دریا ہے یا تصویرِ آب

معانی: سکوت افزا: خاموشی بڑھانے والی ۔ آسودہ: آرام کرنے والی ۔ نرم سیر: آہستہ آہستہ بہنے والا ۔ تصویرِ آب: پانی کا عکس ۔

مطلب: وہ رات انتہائی خاموشی بڑھانے والی تھی، ساحل پر خوشگوار ہوا کا دور دورہ تھا اور اسی مناسبت کے ساتھ دریا بھی بڑی آہستگی اور نرم روی کے ساتھ بہہ رہا تھا۔ شاعر کہتا ہے کہ اس لمحے دریا کا نظارہ کرتے ہوئے مجھے حیرانی اس امر کی تھی کہ یہ دریا ہے یا پھر پانی کی تصویر ہے۔

جیسے گہوارے میں سو جاتا ہے طفلِ شیر خوار
موجِ مضطر تھی کہیں گہرائیوں میں مستِ خواب

معانی: گہوارہ: جھولا۔ طفلِ شیر خوار: دودھ پینے والا بچہ۔ موجِ مضطر: بے قرار لہر۔ مستِ خواب: نیند میں ڈوبی ہوئی۔
مطلب: دریا کو دیکھ کر یوں لگتا تھا جیسے گہوارے میں کوئی شیر خوار بچہ خواب خرگوش کے مزے لے رہا ہو۔ یا پھر پانی کی مضطرب موج تھک تھکا کر محو خراب ہو۔

رات کے افسوں سے طائر آشیانوں میں اسیر
انجمِ کم ضو گرفتارِ طلسمِ ماہتاب

معانی: فسوں: جادو۔ طائر: پرندہ، پرندے۔ آشیانوں: گھونسلوں۔ اسیر: قیدی۔ انجم کم ضو: تھوڑی روشنی والے ستارے۔ گرفتارِ طلسمِ ماہتاب: چاندنی، چاند کے جادو میں بندھے ہوئے۔
مطلب: ان لمحات میں پرندے اپنے آشیانوں میں رات کے سحر میں گرفتار ہو کر سو رہے تھے۔ اور کم روشنی والے ستارے غالباً چاند کے طلسم میں گرفتار تھے۔

دیکھتا کیا ہوں کہ وہ پیکِ جہاں پیما خضر
جس کی پیری میں ہے مانندِ سحر رنگِ شباب

معانی: پیکِ جہاں پیما: دنیا بھر میں گھومنے پھرنے والا قاصد ۔ رنگِ شباب: جوانی کی سی تازگی ۔
مطلب: اس لمحے سامنے نظر پڑی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ساری دنیا کی رہنمائی کرنے والا خضر رو برو کھڑا ہے اور اس کی ضعیفی میں بھی صبح کی طرح عالم شباب کا رنگ موجود ہے ۔

کہہ رہا ہے مجھ سے اے جویائے اسرارِ ازل
چشمِ دل وا ہو تو ہے تقدیر عالم بے حجاب

معانی: جویا: جاننے کا خواہشمند ۔ اسرارِ ازل: قدرت کے بھید ۔ چشمِ دل: مراد بصیرت کی آنکھ ۔ تقدیرِ عالم: دنیا، کائنات کی حقیقتیں ۔ بے حجاب: بے پردہ ہونا ۔
مطلب: چند لمحے خاموش رہنے کے بعد وہ مجھ سے مخاطب ہو کر یوں گویا ہوا کہ اے شاعر تو جو ابتدائے آفرینش سے کائنات کے تمام رازوں سے آگاہی رکھنے والا ہے ۔ اس حقیقت کو بھی پوری طرح جان لے کہ دل کی آنکھیں روشن ہوں تو پوری کائنات کی تقدیر اور اس کے بارے میں تفصیلات واضح ہو کر پردے سے باہر آ جاتی ہیں ۔

دل میں یہ سن کر بپا ہنگامہَ محشر ہوا
میں شہید جستجو تھا، یوں سخن گستر ہوا

معانی: ہنگامہَ محشر بپا ہونا: قیامت کا سا شور اٹھنا، پیدا ہونا ۔ شہید جستجو: تلاش کا مارا ہوا ۔ سخن گستر: بات کرنے والا ۔
مطلب: حضرت خضر کی زبان سے یہ نکتہ میری سماعت سے ٹکرایا تو دل میں ایک محشر سا بپا ہو گیا ۔ میں تو ابتدا سے ہی حقیقت کی تلاش و جستجو میں مگن رہا تھا ۔ حضرت خضر سے مخاطب ہو کر بولا ۔

اے تری چشمِ جہاں بیں پر وہ طوفاں آشکار
جن کے ہنگامے ابھی دریا میں سوتے ہیں خموش

معانی: چشمِ جہاں بیں : ایسی آنکھ، نگاہ جس نے دنیا کو خوب دیکھا ہو۔ سوتے ہیں خموش: یعنی ابھی برپا نہیں ہوئے ۔
مطلب: اے خضر تو بے شک صاحب بصیرت انسان ہے جس کی نگاہیں ان طوفانوں سے بھی آگاہی رکھتی ہیں جو ابھی خاموش کے ساتھ دریا میں محو خواب ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ تو انقلابات سے بھی واقف ہے جو ابھی وقوع پذیر نہیں ہوئے ۔

کشتیِ مسکین و جانِ پاک و دیوارِ یتیم
علمِ موسیٰ بھی ہے تیرے سامنے حیرت فروش

معانی: کشتیِ مسکین: ایک واقعہ کی طرف اشارہ ہے حضرت خضر اور حضرت موسیٰ ایک غریب کی کشتی میں سوار ہوئے تو خضر نے اس کشتی میں سوراخ کر دیا ۔ حضرت موسیٰ نے اعتراض کیا تو جواب دیا کہ بادشاہ کے آدمی بیکار میں کشتیاں پکڑ رہے تھے ۔ سوراخ اس لیے کیا تا کہ اس غریب کی کشتی بچ جائے ۔ جانِ پاک: اسی مذکورہ سفر میں خضر نے ایک نوجوان کو قتل کر دیا جس پر حضرت موسیٰ معترض ہوئے ۔ خضر نے جواب دیا کہ یہ نوجوان ملحد تھا اور ماں باپ مومن، اس کی کوشش تھی کی والدین بھی ملحد ہوں اس لیے اسے قتل کر دیا ۔ دیوارِ یتیم: اسی طرح ایک بستی سے گزرے تو لوگوں سے کھانا مانگا تو انھوں نے انکار کر دیا ۔ کچھ آگے بڑھے تو ایک مکان جس کی دیوار گرنے والی تھی حضرت خضر نے اس کی مرمت کر دی اور اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس دیوار کے نیچے دو یتیموں کے باپ کا خزانہ دفن ہے اگر دیوار گر جاتی تو لوگ یہ خزانہ اٹھا لیتے اس کو محفوظ رکھنے کے لیے یہ دیوار بنائی ۔ علمِ موسیٰ: حضرت موسیٰ کی بصیرت اور معجزے ۔ حیرت فروش: بیحد حیران ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال سورہ کہف میں بیان کردہ ایک واقعہ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ایک یتم و مسکین کی کشتی کو خراب کرنے ایک بے گناہ بچے کا قتل اور ضیافت سے انکار کر دینے کے باوجود یتیم بچے کی دیوار کو ازسر نو تعمیر کرنا اور ان کے بارے میں حضرت موسی سے اعتراضات اور سوالات سے اس امر کی نشاندہی ہوتی ہے کہ نبی ہونے کے باوجود حضرت موسیٰ جیسے پیغمبر کا علم بھی تیرے سامنے حیرت زدہ ہو کر رہ جاتا ہے ۔

چھوڑ کر آبادیاں رہتا ہے تو صحرا نورد

زندگی تیری ہے بے روز و شبِ فردا و دوش

معانی: صحرا نورد: جنگلوں ، ریگستانوں میں گھومنے پھرنے والا ۔ بے روز و شب و فردا و دوش: دن رات آنے والے کل اور گزرے ہوئے کل کے بغیر، یعنی وقت کی قید سے آزاد ۔

مطلب: اے خضر آخر یہ کیا تماشا ہے کہ تو آبادیوں کو چھوڑ کر ریگستانوں میں گھومنے پھرنے میں مصروف رہتا ہے ۔ اور تیری زندگی دیکھا جائے تو رات دن کے علاوہ آج اور کل یعنی ماضی و مستقبل کے تصورات سے قطعی آزاد ہے ۔

زندگی کا راز کیا ہے ، سلطنت کیا چیز ہے

اور یہ سرمایہ و محنت میں ہے کیسا خروش

معانی: زندگی کا راز: زندگی کی حقیقت، اصلیت ۔ خروش: شور، ٹکراوَ۔

مطلب: لیکن اتنا بتا دے کہ یہ جو انسان کی زندگی ہے اس کا حقیقی بھید کیا ہے سلطنت و حکومت کی نوعیت کیا ہے اور یہ جو سرمایہ و محنت کے مابین آویزش ہے اس کی بنیاد کیا ہے یعنی سرمایہ دار اور محنت کش کے مابین تصادم کی فضا کیوں قائم ہے ۔

ہو رہا ہے ایشیا کا خرقہَ دیرینہ چاک

نوجوان اقوامِ نو دولت کے ہیں پیرایہ پوش

معانی: دیرینہ چاک ہونا: پرانی گدڑی کا پھٹ جانا، مراد پرانے طور طریقے اور خصوصیات چھوڑ دینا ۔ نوجوان: یعنی نئی نسل کے لوگ ۔ اقوامِ نو دولت: وہ قومیں جنھیں نئی دولت ہاتھ لگی ہو ۔ پیرایہ پوش: یعنی نقالی، پیروی کرنے والا ۔

مطلب: اے خضر دانا! آج صورتحال یہ ہے کہ ایشیائی ممالک کی تہذیب و ثقافت دم توڑ رہی ہے اور نئی نئی اقوام ہیں کہ اقتدار حاصل کر رہی ہیں ۔ یہی نہیں بلکہ نئی نسلیں ان تازہ ترقی پزیر قوموں کے انداز و اطوار اپنا رہی ہیں ۔

گرچہ اسکندر رہا محرومِ آبِ زندگی
فطرتِ اسکندری اب تک ہے گرمِ ناوَ ونوش

معانی: اسکندر: سکندرِ رومی ۔ آبِ زندگی: آب حیات جسے پینے والا ہمیشہ زندہ رہتا ہے ۔ فطرتِ اسکندری: سکندر کا مزاج، فتوحات، بادشاہت ۔ گرم ناوَ نوش: پینے پلانے میں مصروف ۔

مطلب: ہر چند کہ سکندر جیسا اولوالعزم فاتح پوری کوشش اور جدوجہد کے باوجود آب حیات سے محروم رہا اور ہمیشگی کی زندگی نہ اپنا سکا اس کے باوجود آج بھی سکندر کی مانند جنگ و جدل اور فتح و شکست کا سلسلہ جاری و ساری ہے ۔

بیچتا ہے ہاشمی ناموسِ دینِ مصطفیٰ
خاک و خوں میں مل رہا ہے ترکمانِ سخت کوش

معانی: ہاشمی: مراد عرب حکمران جنھوں نے 1916 میں ترکوں کے ساتھ غداری کی جس سے ترکی خلافت ختم ہو گئی ۔ بیچتا ہے: اشارہ ہے عربوں کی اسی غداری کی طرف ۔ ناموسِ دینِ مصطفی: حضور اکرم کے دین، اسلام کی عزت ۔ خاک و خون میں ملنا: بری طرح تباہ ہونا ۔ سخت کوش: بیحد محنتی جفاکش ۔

مطلب: ہاشمی جن کے طفیل ساری دنیا میں اسلام وسعت پذیر ہوا آج ناموس رسول مقبول کو داوَ پر لگائے بیٹھے ہیں اور ترک جو ایک عرصے تک اسلام کے مخالف رہے اب اس کی بقا کے لیے اپنی جانیں قربان کر رہے ہیں ۔

آگ ہے، اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے
کیا کسی کو پھر کسی کا امتحاں مقصود ہے

معانی: آگ ہے اولادِ ابراہیم ہے نمرود ہے: اشارہ ہے 1914 کی عالمگیر جنگ کی آگ کی طرف ۔ اولادِ ابراہیم یعنی مسلمان اور نمرود یعنی یہ جنگ چھیڑنے والی یورپی قومیں ۔ مقصود ہے: خواہش ہے ۔

مطلب: ماضی کی طرح حضرت ابراہیم کی اولاد اور نمرود کے مابین آویزش جاری ہے ۔ یعنی حق و باطل میں بدستور تصادم ہے ۔ اتنا بتا کہ کیا اب بھی مسلمان امتحان کے مراحل سے گزر رہے ہیں ۔

جواب خضر

صحرانوردی

کیوں تعجب ہے مری صحرانوردی پر تجھے
یہ تگا پوئے دمادم زندگی کی ہے دلیل

معانی: صحرانوردی: جنگلوں، بیابانوں میں چلنے پھرنے کی حالت ۔ تگاپوئے دمادم: لگاتار بھاگ دوڑ ۔

مطلب: شاعر کے استفسارات کے جواب میں خضر یوں گویا ہوتے ہیں کہ اے شاعر! میں جو صحرانوردی کے شغل سے دوچار ہوں تو تجھے اگر میرے اس عمل پر تعجب کس لیے ہے کہ میری یہ مسلسل بھاگ دوڑ اور جدوجہد عملاً زندگی کی دلیل ہے ۔

اے رہینِ خانہ تو نے وہ سماں دیکھا نہیں
گونجتی ہے جب فضائے دشتِ میں بانگِ رحیل

معانی: سماں : منظر۔ فضائے دشت: جنگل کا ماحول ۔ بانگِ رحیل: کوچ کرنے ، روانہ ہونے کی آواز کا اعلان ۔
مطلب: اے گھر کی چار دیواری تک محدود رہنے والے شاعر! تو نے وہ منظر نہیں دیکھا جب صحرا میں قافلے رواں دواں ہوتے ہیں اور ان کے اونٹوں کی گھنٹیاں عالم سکوت میں نغمے بکھیرتی ہیں ۔

ریت کے ٹیلے پہ وہ آہو کا بے پروا خرام
وہ حضر بے برگ و ساماں ، وہ سفر بے سنگ و میل

معانی: آہو: ہرن ۔ بے پرواخرام: بے خوفی اور مزے سے چلنا ۔ حضر: موجود رہنا، سفر کی ضد ۔ بے برگ و ساماں : ساز و اسباب کے بغیر ۔ بے سنگ و میل: مسافت کے تعین کے بغیر ۔
مطلب: ریت کے ٹیلے پر ہرن بڑی بے نیازی کے ساتھ چوکڑیاں بھر رہا ہوتا ہے اور قافلے بغیر سامان کے کسی سنگ میل کی رہنمائی کے بغیر سفر کرتے ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ وہ ہر نوع کی پابندیوں سے بے نیاز ہوتے ہیں

وہ نمودِ اخترِ سیماب پا ہنگامِ صبح
یا نمایاں بامِ گردوں سے جبینِ جبرئیل

معانی: نمود: ظاہر ۔ اخترِ سیماب پا: پارے کے سے پاؤں والا یا ہلتے رہنے والا ستارہ ۔ بامِ گردوں : آسمان کی چھت ۔ جبین : پیشانی ۔
مطلب: اور صبح کی وقت جب سیابی فطرت رکھنے والے ستارے طلوع ہوتے ہیں تو یوں محوس ہوتا ہے جیسے آسمان کی بلندی سے حضرت جبرئیل کی پیشانی نمودار ہو رہی ہے ۔

وہ سکوتِ شامِ صحرا میں غروبِ آفتاب
جس سے روشن تر ہوئی چشمِ جہاں بینِ خلیل

معانی: سکوتِ شامِ صحرا: ریگستان میں شام کے وقت کی خاموشی ۔ خلیل: حضرت ابراہیم جنھوں نے سورج، چاند وغیرہ کو دیکھ کر کہا تھا کہ میرے خدا ہیں لیکن جب وہ غروب ہوگئے تو آپ نے فرمایا غروب ہونے والے میرے خدا نہیں ہو سکتے ۔ اور یوں خدائے واحد پر ان کا ایمان پکا ہوا ۔

مطلب: اے شاعر! تو اس منظر سے کیسے آشنا ہو سکتا ہے جبکہ شام کے سمے صحرا کے سکوت میں سورج غروب ہو رہا ہو یہی منظر حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی وسعت نظر میں اضافے کا سبب بنا ۔

اور وہ پانی کے چشمے پر مقامِ کارواں
اہلِ ایماں جس طرح جنت میں گردِ سلسبیل

معانی: مقامِ کارواں : قافلے کا پڑاو ڈالنا ۔ سلسبیل: بہشت کا ایک چشمہ، نہر ۔

مطلب: پھر جب قافلے تھک کر پانی کے چشمے پر قیام کرتے ہیں تو یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جنت میں سلسبیل کے گرد اہل ایمان جمع ہوں ۔

تازہ ویرانے کی سودائے محبت کو تلاش
اور آبادی میں تو زنجیری کشت و نخیل

معانی: تازہ ویرانہ: نئی غیر آباد جگہ ۔ سودائے محبت: محبت کا مارا ہوا ۔ زنجیریِ کشت و نخیل: کھیتی اور کھجور کے درختوں سے دلچسپی میں پھنسا ہوا ۔

مطلب: جو لوگ عشق و محبت کے جویا ہوتے ہیں وہ تو نئے نئے صحراؤں کی جستجو میں رہتے ہیں جب کہ تیری ذات محض آبادی تک محدود رہتی ہے ۔

پختہ تر ہے گردشِ پیہم سے جامِ زندگی
ہے یہی اے بے خبر رازِ دوامِ زندگی

معانی: اے شاعر! حقیقت یہ ہے کہ مسلسل گردش اور صحرا نوردی ہی حرکت اور عمل کی دلیل ہوتے ہیں چنانچہ حقیقی زندگی کا راز ہی یہی ہے ۔

زندگی

برتر از اندیشۂ سود و زیاں ہے زندگی
ہے کبھی جاں اور کبھی تسلیمِ جاں ہے زندگی

معانی: برتر از سود و زیاں : فائدے اور نقصان سے بالاتر ۔ تسلیمِ جاں : جان ، زندگی خدا کی راہ میں قربان کرنا ۔
مطلب: اے شاعر! زندگی تو ایک ایسا عمل ہے جو نفع نقصان کے تصور سے بلند ہوتا ہے ۔ کہ زندگی کا صحیح مفہوم اس حقیقت میں ہی مضمر ہے کہ زندگی کو اس کے حقیقی تناظر میں دیکھا جائے ۔

تو اسے پیمانۂ امروز و فردا سے نہ ناپ
جاوداں ، پیہم دواں، ہر دم جواں ہے زندگی

معانی: پیمانۂ امروز و فردا: مراد وقت، زمان کا پیمانہ ۔ پیمانہ : ناپنے کا آلہ ۔ پیہم دواں : مسلسل، لگاتار حرکت میں رہنے والی ۔ ہر دم جواں : ہمیشہ تروتازہ رہنے والی ۔

مطلب: اے شاعر! تو زندگی کو آج اور کل کے پیمانے سے کیوں ماپ رہا ہے ۔ یہ تو ہر دم موجود رہنے والی ہے اور ہر دم جوان و زندہ شے ہے ۔

اپنی دنیا آپ پیدا کر اگر زندوں میں ہے
سرِ آدم ہے ضمیرِ کن فکاں ہے زندگی

معانی: آپ پیدا کر: یعنی جدوجہد اور عمل سے خود بنا ۔ زندوں میں ہونا: جوش و جذبہ اور ولولہ والا ہونا ۔ سرِ آدم: انسان کی حقیقت، بھید ۔ ضمیر: باطن، بھید، باطنی قوت ۔ کن فکاں : قرآنی حوالہ، کائنات پیدا کرتے وقت خدا نے فرمایا ہو جا وہ ہو گئی یعنی کائنات وجود میں آگئی ۔

مطلب: اگر تجھے زندہ جذبوں والے لوگوں میں شامل ہونے کا شوق ہے تو اس کے لیے لازم ہے کہ دوسروں کی جدوجہد پر قناعت کرنے کے بجائے اپنی دنیا خود پیدا کر ۔ اسی صورت میں تو یہ جان سکے گا کہ تخلیق آدم کا راز اور دنیا میں ہر شے کے وجود کا کرشمہ زندگی کے عمل سے ہی عبارت ہے ۔

زندگانی کی حقیقت کوہ کن کے دل سے پوچھ
جوئے شیر و تیشہ و سنگِ گراں ہے زندگی

معانی: کوہ کن : پہاڑ کھودنے والا، فرہاد، شیریں کا عاشق ۔ جوئے شیر: دودھ کی ندی ۔ تیشہ: پتھر کاٹنے والا لوہے کا اوزار ۔ سنگِ گراں : بھاری پتھر مراد پہاڑ جسے فرہاد نے کاٹا ۔

مطلب: اے شاعر! اگر تو فی الواقع زندگی کی حقیقت جاننے کا خواہاں ہے تو اس ضمن میں فرہاد سے رجوع کر جس نے اپنے مقصد عشق کو حاصل کرنے کے لیے پہاڑ کاٹ کر وہاں سے دودھ کی نہر جاری کرنے کا کام کیا تھا ۔ اس سے خود بخود اندازہ ہو سکے گا کہ زندگی عیش و عشرت کا نام نہیں بلکہ عمل اور سخت کوشی کا نام ہے ۔

بندگی میں گھٹ کے رہ جاتی ہے اک جوئے کم آب
اور آزادی میں بحرِ بیکراں ہے زندگی

معانی: جوئے کم آب: تھوڑے پانی والی ندی ۔ بحر بیکراں: وسیع سمندر جس کا کوئی کنارہ نہ ہو ۔
معانی: یہ بھی جان لے کہ زندگی کا عمل غلامی میں محدود ہو کر رہ جاتا ہے جب کہ آزادی میں یہی زندگی وسعت پذیر ہو کر بحر بے کنار کی مانند ہو جاتی ہے ۔

آشکارا ہے یہ اپنی قوتِ تسخیر سے
گرچہ اک مٹی کے پیکر میں نہاں ہے زندگی

معانی: قوتِ تسخیر: فتح کرنے یا اپنا تابع بنانے کی طاقت ۔ مٹی کا پیکر: انسانی جسم ۔ نہاں: چھپی ہوئی ۔
مطلب: ہرچند یہ اس کا تعلق خاک کے عنصر سے ہے لیکن اس میں دوسروں کو تسخیر کرنے کی بے پناہ صلاحیت بھی موجود ہے ۔

قلزمِ ہستی سے تو اُبھرا ہے مانندِ حباب
اس زیاں خانے میں تیرا امتحاں ہے زندگی

معانی: قلزمِ ہستی: وجود کا سمندر، کائنات ۔ ابھرنا: اونچا آنا ۔ مانندِ حباب: بلبلے کی طرح ۔ زیاں خانہ: نقصان کا گھر ۔
مطلب: اے شاعر! اگر ہستی کو ایک سمندر تسلیم کر لیا جائے تو تیرا وجود اس میں ایک بلبلے کی مانند ہے اور سچ پوچھیے تو یہاں یہ زندگی تیرے لیے ایک آزمائش اور امتحان کی حیثیت کی حامل ہے ۔

خام ہے جب تک تو ہے مٹی کا اک انبار تو
پختہ ہو جائے تو ہے شمشیر بے زنہار تو

معانی: خام: کچا، جذبہ عمل سے خالی ۔ پختہ: پکا ہوا، عمل اور جدوجہد کرنے والا ۔ شمشیرِ بے زنہار: ایسی تلوار جس سے بچنا ممکن نہ ہو ۔
مطلب: یہ جان لے کہ جب تک تیری زندگی کا عمل ناپختہ ہے تو تیرا وجود محض ایک مٹی کے ڈھیر کی مانند ہے لیکن جب پختہ ہوا تو پھر شمشیر آبدار کی طرح ہے ۔

ہو صداقت کے لیے جس دل میں مرنے کی تڑپ
پہلے اپنے پیکرِ خاکی میں جاں پیدا کرے

معانی: مرنے کی تڑپ: جہاد میں شہید ہونے کی خواہش ۔ پیکرِ خاکی: مٹی کا ڈھانچا، انسانی جسم ۔ جاں: روح، جذبہ عشق ۔
مطلب: خضر کہتا ہے کہ اے شاعر! اس حقیقت کا ادراک بھی تیرے لیے لازم ہے کہ جس دل میں سچائی کے لیے مرنے کی تڑپ موجود ہوتی ہے تو اس کے لیے عملِ ناگزیر ہے کہ پہلے وہ اپنے خاکی جسم میں قوت عمل پیدا کرے ۔

پھونک ڈالے یہ زمین و آسمانِ مستعار
اور خاکستر سے آپ اپنا جہاں پیدا کرے

معانی: مستعار: دوسروں سے ادھار مانگے ہوئے ۔ خاکستر: راکھ ۔
مطلب: یہ زمین و آسمان تو ایک طرح سے بنے ہوئے ہیں ۔ قوت عمل تو اس امر کا نام ہے کہ انسان خاکستر سے اپنا زمین و آسمان خود تخلیق کرے ۔ مراد یہ ہے کہ مستعار لی ہوئی کوئی شے اتنی کارآمد نہیں ہوتی بلکہ نفسیاتی سطح پر اس کے

اچھے اثرات مرتب نہیں ہوتے اس لیے انسان پر لازم ہے کہ جو کچھ حاصل کرے وہ اپنی محنت اور قوت بازو سے حاصل کرے ۔

زندگی کی قوتِ پنہاں کو کر دے آشکار
تا یہ چنگاری فروغِ جاوداں پیدا کرے

معانی: قوتِ پنہاں : چھپی ہوئی طاقت ۔ یہ چنگاری: یعنی زندگی کی قوت ۔ فروغِ جاوداں : ہمیشہ ہمیشہ کی روشنی جو کبھی ختم نہ ہو۔
معانی: زندگی میں جو قوت پوشیدہ ہے اس کو آشکارا کرنا بھی ضروری ہے کہ یہی قوت ابدی حیثیت کی حامل ہوتی ہے ۔

خاکِ مشرق پر چمک جائے مثالِ آفتاب
تا بدخشاں پھر وہی لعلِ گراں پیدا کرے

معانی: خاک مشرق: مراد مشرق میں واقع ممالک ۔ بدخشاں : افغانستان کا ایک شہر جہاں کے لعل مشہور ہیں ۔ لعلِ گراں : قیمتی لعل ۔
مطلب: کامیابی و کامرانی کے لیے مشرق میں سورج کی مانند چمکنا بھی ناگزیر ہے ۔ یہی عمل ماضی کی مثبت کارکردگی کی طرف لے جا سکتا ہے ۔ اور یہاں پہلے کی طرح ممتاز دانشور، فلاسفر اور صاحب فن پیدا ہو سکتے ہیں ۔

سوئے گردوں نالہَ شب گیر کا بھیجے سفیر
رات کے تاروں میں اپنے رازداں پیدا کرے

معانی: سوئے گردوں : آسمان کی طرف ۔ نالۂ شب گیر: رات کے وقت بلند ہونے والی گریہ وزاری ۔ سفیر: ایلچی ۔ رازداں : واقفِ حال ۔

مطلب: یہ بھی لازم ہے کہ تیری آسمان تک رسائی ہو تیری گرفت ستاروں پر بھی ہونی چاہیے ۔

یہ گھڑی محشر کی ہے تو عرصہَ محشر میں ہے
پیش کر غافل عمل کوئی اگر دفتر میں ہے

معانی: یہ گھڑی: یہ دور ۔ محشر: قیامت ۔ عرصہَ محشر: قیامت کا میدان ۔ پیش کر: سامنے لا ۔ عمل: نیک کام ۔ دفتر: کتاب، مراد نامہ اعمال ۔

مطلب: اے شاعر یہ نہ بھول کہ تیرا عہد قیامت کی طرح ابتلا کا عہد ہے جس کے لیے فرد پر لازم ہو جاتا ہے کہ اگر کوئی اچھا کام اعمال نامے میں موجود ہے تو اسے پیش کیا جائے ۔ مراد یہ کہ محض ترقی پانے کی خالی خولی خواہش سے کچھ حاصل نہیں ہوتا بلکہ کامیابی کے لیے قوت عمل درکار ہوتی ہے ۔

سلطنت

آ بتاؤں تجھ کو رمزِ آیہَ اِنَّ الملوک
سلطنت اقوامِ غالب کی ہے اک جادوگری

معانی: رمز: اشارہ، بھید، حقیقت ۔ ان الملوک: سورہ نمل آیت 34 جب بادشاہ کسی گاؤں قصبے میں فتح کے بعد داخل میں ہوتے ہیں تو اسے تباہ کر دیتے ہیں ۔ اقوامِ غالب: غلبے والی، حکمران قومیں ۔ جادوگری: جادو، دھوکے فریب کا انداز ۔

مطلب: شاعر نے چونکہ خضر سے استفسارات میں سلطنت کے بارے میں بھی سوال کیا تھا کہ اس کی نوعیت کیا ہے چنانچہ اس کے جواب میں خضر نے کہا کہ اے شاعر! آمیں تجھے اس حوالے سے قرآن پاک کی ایک سورہ کی معنویت

بتاتا ہوں جس میں کہا گیا ہے کہ سلطنت صرف اور صرف طاقتور لوگوں کی طرف سے کمزور لوگوں کا استحصال کرنے اور ان پر حکمرانی کرنے کا نام ہے ۔ یہ عمل تو ایک ایسے طلسم کی مانند ہے کہ اگر کوئی کمزور قوم یا فرد اپنی آزادی کے لیے جدوجہد کرتا ہے اور استحصالی قوتوں کی خلاف نبرد آزما ہوتا ہے تو طاقتور حکمران اپنے سحر انگیز حربوں سے ان کی قوت مدافعت کو ختم کر دیتا ہے ۔ اس طرح اپنا جابرانہ نظام مسلط کیے رکھتے ہیں ۔ اے شاعر! جان لے کہ ایسے حکمران جب غلام قوموں پر اپنا طلسم بکھیرتے ہیں تو وہ طوق غلامی پر بھی فخر کرنے لگ جاتے ہیں ۔

خواب سے بیدار ہوتا ہے ذرا محکوم اگر
پھر سلا دیتی ہے اس کو حکمراں کی ساحری

معانی: خواب: یعنی غفلت ۔ سلا دینا: ایسا چکر دینا کہ وہ جدوجہد نہ کر سکے ۔ ساحری: جادوگری ۔
مطلب: اگر محکوم قوم پڑی خواب غفلت سے بیدار ہوتی ہے تو اس کو حکمرانوں کی جادوگری پھر سے سلا دیتی ہے ۔

جادوئے محمود کی تاثیر سے چشمِ ایاز
دیکھتی ہے حلقۂ گردن میں سازِ دلبری

معانی: محمود: مراد سلطان محمود غزنوی جسے اپنے غلام ایاز سے بہت محبت تھی ۔ ایاز: محمود غزنوی کا غلامِ خاص ۔ حلقۂ گردن: گردن میں ڈالا ہوا لوہے کا حلقہ جو غلاموں کی پہچان تھا ۔ سازِ دلبری: محبوب یا پیار ہونے کا باجا ۔
مطلب: اے شاعر جان لے کہ ایسے حکمران جب غلام قوموں پر اپنا طلسم بکھیرتے ہیں تو ایاز جیسے غلام اپنے آقا محمود کا گردن میں ڈالے ہوئے غلامی کے حلقہ سے بھی پیار کرنے لگتی ہے ۔

خونِ اسرائیل آجاتا ہے آخر جوش میں
توڑ دیتا ہے کوئی موسیٰ طلسمِ سامری

معانی: اسرائیل: حضرت موسیٰ کی قوم ۔ خون جوش میں آجانا: غیرت کے سبب طیش میں آنا ۔ سامری: جس نے حضرت موسیٰ کی غیر موجودگی میں سونے کا بچھڑا بنا کر بنی اسرائیل سے اس کی پوجا کروائی تھی ۔

مطلب: یہ صورتحال ایک حد تک قائم رہتی ہے کہ جب غلام قوموں پر حقیقت حال واضح ہوتی ہے تو ان کی غیرت و حمیت جاگ اٹھتی ہے اور جس طرح حضرت موسیٰ نے سامری کے طلسم کو توڑ کر اپنی قوم کو حقیقت حال سے باخبر کر کے بیدار کر دیا تھا اسی طرح کوئی بھی غلام اٹھ کر استحصالی قوتوں کو ختم کر دیتا ہے اور اپنی قوم کو آزادی کی نعمت سے مالامال کر دیتا ہے ۔

سروری زیبا فقط اس ذاتِ بے ہمتا کو ہے

حکمراں ہے اک وہی ، باقی بتانِ آزری

معانی: زیبا: لائق، موزوں ۔ ذاتِ بے ہمتا: یعنی خدا تعالیٰ جس کا کوئی شریک نہیں ۔ بتانِ آزری: آزر کے تراشے ہوئے بت، باطل چیزیں ۔

معانی: اے شاعر! یہ حقیقت ہے کہ حکمرانی تو صرف رب ذوالجلال کی ذات تک محدود ہے صرف خدا ہی حقیقی حکمران ہے باقی سب لوگ مصنوعی حیثیت کے حامل ہیں کہ ان کی حکومتیں عارضی ہوتی ہیں جو کبھی بنتی ہیں اور کبھی ٹوٹ جاتی ہیں ۔

از غلامی فطرتِ آزاد را رُسوا مکن

تا تراشی خواجہَ از برہمن کافر تری

مطلب: لہذا تجھے چاہیے کہ اپنی آزاد فطرت کو غلامی سے رسوا اور بدنام نہ کرے ۔ اس کی برعکس اگر تو خدائے واحد کے چنے ہوئے کے سوا کسی اور کو اپنا آقا تصور کرے گا تو جان لے کہ تو برہمن سے بھی بڑا کافر ہے ۔

ہے وہی سازِ کہن مغرب کا جمہوری نظام
جس کے پردوں میں نہیں غیر از نوائے قیصری

معانی: سازِ کہن: پرانا باجا، مراد پرانا بادشاہت کا نظام ۔ مغرب: یورپ ۔ جمہوری نظام: عوام کی حکومت ۔ غیر از: سوائے ۔ نوائے قیصری: قیصر ہونے کی لے، سر یعنی بادشاہت ۔
مطلب: مغرب کا نیا نظام جسے دنیا بھر کے سیاستدان اور دانشور جمہوریت سے تعبیر کرتے ہیں فی الواقعہ وہی پرانا نظام ہے جو بادشاہت اور قیصریت سے ہم آہنگ رہا ہے ۔

دیوِ استبداد جمہوری قبا میں پائے کوب
تو سمجھتا ہے یہ آزادی کی ہے نیلم پری

معانی: دیوِ استبداد: ایک آدمی کی حکومت کا جن، شیطان ۔ جمہوری قبا: مراد عوام کی حکومت کا پردہ، لباس ۔ پائے کوب: ناچنے والا ۔ نیلم پری: ہندوستان کے ایک قدیم راجا اندر کے دربار کی خوبصورت نیلی پری ۔
مطلب: جمہوریت تو ایک ایسے دیو کی مانند ہے ظلم و ستم جس کا شعار ہے ۔ بد قسمتی سے تو اسے انفرادی آزادی کا پیغام لانے والا تصور کرتا ہے ۔

مجلسِ آئین و اصلاح و رعایات و حقوق
طبِ مغرب میں مزے میٹھے، اثر خواب آوری

معانی: مجلسِ آئین: قانون ساز اسمبلی ۔ اصلاح و رعایات و حقوق: مراد ملک، عوام کی بہتری کے لیے اصلاحات ۔ طبِ مغرب: یورپ کا طریق علاج ۔ مزے میٹھے: بظاہر بڑی مزیدار دوائی یعنی دیکھنے میں جمہوری نظام بہت عمدہ ہے ۔ خواب آوری: نیند لانا، غافل کر دینے کا عمل ۔

مطلب: بد قسمتی سے تو اسے انفرادی آزادی کا پیغام لانے والا تصور کرتا ہے اس کے علاوہ موجودہ جمہوری نظام میں عوام کی زندگی کو منتظم کرنے، ان کی اصلاح کے لیے ادارے قائم کرنے اور لوگوں کو رعایتیں اور حقوق دینے کے لئے جو ادارے قائم کیے گئے ہیں وہ مغربی استعماریت کا نسخہ ہے جس کے اثرات بظاہر شیریں ہیں لیکن لوگوں کو اپنے حقوق سے غافل کر دیتا ہے ۔

گرمیِ گفتارِ اعضائے مجالس الاماں
یہ بھی اک سرمایہ داروں کی ہے جنگِ زرگری

معانی: گرمی گفتار: پرجوش باتیں، تقریریں ۔ اعضا: جمع عضو، رکن، ممبر۔ مجالس: جمع مجلس، پارلیمنٹ، اسمبلیاں ۔ سرمایہ دار: بہت دولت والے جنگِ زرگری: یعنی مزید دولت حاصل کرنے کے لیے بھاگ دوڑ۔

معانی: اور یہ اسمبلیاں اور ان کے ارکان کی پرجوش تقریروں سے اس امر کا اظہار ہوتا ہے کہ عوامی مسائل چشم زدن میں حل ہو جائیں گے لیکن غور کیجئے تو یہ سرمایہ داروں کی طرف سے مزید دولت حاصل کرنے کا ذریعہ ہیں ۔

اس سرابِ رنگ و بو کو گلستاں سمجھا ہے تو
آہ! اے ناداں قفس کو آشیاں سمجھا ہے تو

معانی: سرابِ رنگ و بو: یعنی نظروں اور دل و دماغ کو فریب دینے والی سیاسی چالیں ۔ قفس: پنجرہ ۔ آشیاں : گھونسلا ۔

مطلب: اے شاعر! یہ جمہوریت کا نظام تو ایک فریب کے سوا اور کچھ نہیں جب کہ تو اسے ملک و ملت کے مفاد کے لئے بہترین طرز عمل سمجھے بیٹھا ہے ۔ دیکھا جائے تو اس سراب کو رنگ و بو سے مزین گلستان سمجھا ہوا ہے بلکہ اس قدر ناداں ہے کہ قفس کو بھی اپنے آشیاں سے تعبیر کر رہا ہے ۔

سرمایہ و محنت

بندۂ مزدور کو جا کر مرا پیغام دے
خضر کا پیغام کیا، ہے یہ پیامِ کائنات

معانی: بندۂ مزدور: کارخانوں وغیرہ میں اجرت پر کام کرنے والا ۔ پیامِ کائنات: یعنی عالمی پیغام ۔
مطلب: اے شاعر تو سرمایہ و محنت کے حوالے سے بندۂ مزدور کو جا کر یہ پیغام سنا دے اور یہ امر خود بھی ذہن نشین کر لے کہ یہ پیغام صرف میرا ہی نہیں بلکہ پوری کائنات کا ہے ۔

اے کہ تجھ کو کھا گیا سرمایہ دارِ حیلہ گر
شاخِ آہو پر رہی صدیوں تلک تیری برات

معانی: شاخِ آہو پر برات ہونا: کچھ حاصل حصول نہ ہونا یعنی سرمایہ دار کا مختلف بہانوں سے مزدور کو اس کا حق نہ دینا ۔
مطلب: چونکہ ذرا غور سے دیکھا جائے تو مختلف مسائل پر ساری کائنات پیغام دیتی نظر آتی ہے کہ مزدور یہ حقیقت ہے کہ تیری محنت کا پھل بہانے بہانے سے سرمایہ دار کھا جاتے ہیں

دستِ دولت آفریں کو مزد یوں ملتی رہی
اہلِ ثروت جیسے دیتے ہیں غریبوں کا زکات

معانی: دست: ہاتھ ۔ دولتِ آفریں : دولت پیدا کرنے والا ۔ مزد: مزدوری، اجرت ۔
مطلب: تو دولت اپنی محنت سے پیدا کرتا ہے لیکن اس کا معمولی سا معاوضہ سرمایہ دار اس انداز سے دیتا ہے جیسے تجھے زکواۃ کی رقم دے رہا ہو ۔

ساحرِ الموط نے تجھ کو دیا برگِ حشیش
اور تو اے بے خبر سمجھا اسے شاخِ نبات

معانی: ساحر الموط: الموط کا جادوگر، حسن بن صباح، اسماعیلی فرقہ کا داعی، قلعہ الموط پر 483ھ میں اس نے ایک جنت بنائی جس میں خوبصورت عورتیں رکھیں ۔ جو لوگ مرید بنتے انہیں بھنگ پلا کر مدہوش کر کے جنت میں لے جاتے ۔ چند روز وہاں رکھنے کے بعد انھیں پھر بھنگ کے نشے میں گویا دنیا میں واپس لایا جاتا اور دوبارہ جنت کے لالچ میں ان کے مخصوص مقاصد کے لئے کام کرتے ۔ ہلاکو خان تاتاری نے قلعہ فتح کر کے اس سلسلہ کو ختم کیا ۔ برگِ حشیش: بھنگ کا پتا، بھنگ پلانے کی طرف اشارہ ہے ۔ شاخِ نبات: مصری کی ڈلی ۔
مطلب: فی الواقعہ دیکھا جائے تو سرمایہ دار حسن بن صباح کی مانند ہے ۔ حسن بن صباح اپنے معتقدین کو بھنگ پلا کر مدہوش کر دیتا تھا وہ سمجھتے تھے کہ انہیں دنیا کی بہت بڑی دولت مل رہی ہے ۔ سرمایہ دار بھی مزدوروں کو ان کے حقوق سے غافل کرنے کے لئے اسی طرح سے جل دیتا ہے اور بے چارہ محنت کش اپنی ناعاقبت اندیشی کے سبب زہر کو بھی مصری کی ڈلی سمجھ کر نگل لیتا ہے ۔

نسل، قومیت، کلیسا، سلطنت، تہذیب، رنگ
خواجگی نے خوب چن چن کے بنائے مُسکرات

معانی: نسل: خاندان، قبیلہ ۔ قومیت: یعنی ایک وطن کے لوگ ایک الگ قوم ۔ کلیسا: گرجا، مراد مذہبی نظریات، یورپ کی عوام پر حکومت ۔ سلطنت: آمریت ۔ تہذیب: زندگی گزارنے کے طریقے ۔ رنگ: انسانی رنگ جو ملکوں کے مطابق کالا، زرد، سرخ وغیرہ ہوتا ہے ان کی بنا پر تعصب پیدا کیا جاتا ہے ۔ خواجگی: آقائی، حکمرانی ۔ مُسکرات: جمع مسکر، نشہ لانے والی چیزیں ۔
مطلب: سرمایہ داروں نے نسل، قومیت، عبادت گاہیں ، سلطنت ، تہذیب اور رنگ کے ایسے ایسے نشے ایجاد کر

رکھے ہیں اور محنت کش انہی کو سب کچھ سمجھتے ہوئے سرمست و سرشار ہو جاتا ہے ۔ حالانکہ یہ سب عناصر سرمایہ دار کے استحصالی نظام کے ستونوں کی حیثیت رکھتے ہیں ۔

کٹ مرا ناداں خیالی دیوتاؤں کے لیے
سکر کی لذت میں تو لٹوا گیا نقدِ حیات

معانی: کٹ مرا: لڑ لڑ کر جان دے دی ۔ خیالی دیوتا: مراد مذکورہ نسلی و قومی تعصبات ۔ سکر کی لذت: نشے کا مزہ ۔ نقدِ حیات: زندگی کی نقدی، دولت ۔

مطلب: جب کہ عام مزدور انہی عناصر کے نشے کے سبب اپنے ذاتی اثاثے سے بھی محروم ہو جاتا ہے ۔

مکر کی چالوں سے بازی لے گیا سرمایہ دار
انتہائے سادگی سے کھا گیا مزدور مات

معانی: چال: طریقہ ، رویہ ۔ بازی لے جانا: جیت جانا ۔ انتہائی سادگی: بیحد بھولا پن، کم سمجھی ۔ مات: شکست ۔

مطلب: حالانکہ بغور دیکھا جائے تو مکر و فریب کی چالوں کے سبب سرمایہ دار محنت کشوں کا سب کچھ سمیٹ کر لے جاتے ہیں اور غریب مزدور اپنی سادگی کی بنا پر ہمیشہ مار کھا جاتا ہے ۔

اٹھ کہ اب بزمِ جہاں کا اور ہی انداز ہے
مشرق و مغرب میں تیرے دور کا آغاز ہے

معانی: اٹھ: ہوش کر، بیدار ہو جا ۔ بزمِ جہاں: مراد دنیا ۔ انداز: طور طریقہ ۔ مشرق و مغرب: پوری دنیا ۔ تیرے دور کا: مزدور کا یا مسلمانوں، اسلام کی ترقی کے زمانے کا ۔ آغاز: ابتدا ۔

مطلب: لیکن اے مزدور اس خواب غفلت سے بیدار ہو کہ یہ استحصالی نظام اب زیادہ دیر جاری نہیں رہنا چاہیے ۔ کائنات کی فضا بدل چکی ہے اور اب تو مغرب ہو یا مشرق ہر جگہ بہرحال ساری دنیا میں تیرے دور کا آغاز ہو چکا ہے ۔ مراد یہ کہ حالات ایسے پیدا ہو رہے ہیں جب مروجہ استحصالی نظام بدلے گا اور سرمایہ دار مزدور کے حقوق غصب نہیں کر سکیں گے ۔

ہمتِ عالی تو دریا بھی نہیں کرتی قبول
غنچہ ساں غافل ترے دامن میں شبنم کب تلک

معانی: ہمت عالی: بلند حوصلہ، ارادہ ۔ غنچہ ساں: کلی کی طرح ۔ دامن: پلو ۔
مطلب: اے شاعر! اگر انسان میں بلند ہمتی اور حوصلہ ہو تو وہ شبنم کا قطرہ تو الگ رہا اسے دریا بھی بخش دیا جائے تو وہ اس کو قبول کرنے کے لیے آمادہ نہیں ہوتا ۔ تو آخر کب تک قناعت کرے گا ۔

نغمہَ بیداریِ جمہور ہے سامانِ عیش
قصہَ خواب آورِ اسکندر و جم کب تلک

معانی: بیداریِ جمہور: عوام کی بیداری کا نعرہ ۔ سامانِ عیش: آرام و راحت کی زندگی کا باعث ۔ قصہَ خواب آور: نیند لانے والی کہانی ۔ اسکندر: سکندر رومی ۔ جم: جمشید، ایران کا قدیم بادشاہ ۔
مطلب: ذرا غور سے دیکھ کہ اصل حقیقت تو عوام کی بیداری میں پوشیدہ ہے ۔ آخر سکندر و جمشید جیسے بادشاہوں کے مبہوت کرنے والے واقعات کب تک سنے گا ۔

آفتابِ تازہ پیدا بطنِ گیتی سے ہوا
آسماں! ڈوبے ہوئے تاروں کا ماتم کب تلک

معانی: آفتابِ تازہ: نیا سورج ۔ بطنِ گیتی: زمانے کا پیٹ ۔ ڈوبے ہوئے تارے: مراد بادشاہتیں ، آمرانہ حکومتیں ۔

مطلب: دیکھ کہ زمین کے بطن سے ایک نیا سورج طلوع ہو رہا ہے آخر ان ستاروں کا ماتم کب تک کرے گا جو عرصہ ہوئے ڈوب چکے ہیں ۔

توڑ ڈالیں فطرتِ انساں نے زنجیریں تمام
دُوریِ جنت سے روتی چشمِ آدم کب تلک

معانی: زنجیریں : رکاوٹیں ۔ دوری: دور ہونے کی حالت ۔

مطلب: انسانی فطرت نے آج ان تمام زنجیروں کو توڑ ڈالا ہے جسے استعماری نظام سے مسلط کی تھیں ۔ یہ درست ہے کہ آدم کا جنت سے نکلنا ایک بڑا سانحہ تھا لیکن اب اس سانحہ کو یاد کر کے کیوں ذہنی کرب کا شکار ہو جائے ۔

باغبانِ چارہ فرما سے یہ کہتی ہے بہار
زخمِ گل کے واسطے تدبیرِ مرہم کب تلک

معانی: باغبانِ چارہ فرما: علاج کرنے والا، طبیب مالی ۔ زخمِ گل: پھول یعنی مزدور کا زخم ۔

مطلب: جس طرح پھولوں کا کھلنا ایک فطری امر ہے اسی طرح محنت کشوں کی بیداری بھی ایک فطری امر ہے ۔ اب اس میں کوئی بھی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا ۔

کرمکِ ناداں طوافِ شمع سے آزاد ہو
اپنی فطرت کے تجلی زار میں آباد ہو

معانی: کرمک: چھوٹا سا کیڑا، پتنگا، مزدور۔ طواف: کسی شے کے گرد چکر لگانے کا عمل ۔ شمع: مراد سرمایہ دار۔ تجلی زار: روشنیوں کی کثرت کی جگہ ۔ آباد ہونا: مراد مستقبل شاندار بنانا ۔

مطلب: اس شعر میں خضر ایک بار پھر محنت کشوں کی توجہ اس امر کی طرف منعطف کراتا ہے کہ اپنے معمولی مفاد کے لئے سرمایہ داروں کے گرد طواف کرنے سے کچھ حاصل نہ ہو گا بلکہ اپنی عظمت کا احساس کرو اور اپنے حقوق جس طرح بھی ممکن ہیں حاصل کرو۔

دنیائے اسلام

کیا سناتا ہے مجھے ترک و عرب کی داستاں
مجھ سے کچھ پنہاں نہیں اسلامیوں کا سوز و ساز

معانی: ترک و عرب کی داستاں : ترکوں کے ساتھ عربوں کی غداری کا ماجرا ۔ اسلامیوں : یعنی مسلمانوں ۔

مطلب: خضر عالم اسلام کے بارے میں استفسار پر شاعر سے مخاطب ہو کر کہتا ہے کہ اے شاعر! تو مجھے ترک و عرب یعنی عالم اسلام کی داستان کیا سناتا ہے ۔ کہ میں اس سے پوری طرح آگاہ ہوں اور اس ضمن میں مجھ سے کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے ۔

لے گئے تثلیث کے فرزند میراثِ خلیل
خشتِ بنیادِ کلیسا بن گئی خاکِ حجاز

معانی: تثلیث کے فرزند: عیسائی، یعنی انگریز حکمران (عیسائیوں کے نزدیک توحیدِ خداوندی کی تین شاخیں ہیں) ۔ میراثِ خلیل: حضرت ابراہیم کی خوبیاں یعنی اخلاق حسنہ ۔ خشت: اینٹ ۔ بنیادِ کلیسا: گرجے ، عیسائیت کی بنیاد ۔ خاکِ حجاز: حجاز کی مٹی ۔

مطلب: صورت حال یہ ہے کہ حضرت ابراہیم کا ورثہ تو اب مسلمانوں کی بجائے عیسائیوں نے حاصل کر لیا اور حجاز کی جو خاک تھی وہ اب کلیسا کی تعمیر میں کام آ رہی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ مغرب کی سیاست نے ملت مسلمہ کی شان وشوکت کو زیر وزبر کر دیا ۔

ہو گئی رُسوا زمانے میں کلاہِ لالہ رنگ
جو سراپا ناز تھے ، ہیں آج مجبورِ نیاز

معانی: کلاہِ لالہ رنگ: سرخ رنگ کی ٹوپی، مراد پھندے والی سرخ ٹوپی جو ترک پہنا کرتے تھے ۔ سراپا ناز: پورے طور پر فخر والے، مسلمان ۔

مطلب: یہی وجہ ہے کہ ترک جیسی اولوالعزم قوم کی سرخ ٹوپی جو ساری دنیا میں باعث افتخار سمجھی جاتی تھی اب بدنام اور رسوا ہو کر رہ گئی ہے ۔

لے رہا ہے مے فروشانِ فرنگستاں سے پارس
وہ مئے سرکش، حرارت جس کی ہے میناگداز

معانی: مے فروشاں: جمع مے فروش، شراب بیچنے والے ۔ فرنگستان: یورپ ۔ پارس: فارس یعنی ایران ۔ مئے سرکش: نافرمانی کی شراب، مراد غیر اسلامی تصورات ۔ میناگداز: صراحی کو پگھلا دینے والی یعنی ایسا تمدن تہذیب جو ایران کی اسلامی روایات کو ختم کر دے ۔

مطلب: دوسری طرف اہل ایران اپنی تہذیب وتمدن اور اس کے تشخص سے ہاتھ دھو بیٹھے ہیں اور مغرب کی نقالی میں مصروف ہیں ۔

حکمتِ مغرب سے ملت کی یہ کیفیت ہوئی
ٹکڑے ٹکڑے جس طرح سونے کو کر دیتا ہے گاز

معانی: حکمتِ مغرب: یورپ کی سیاسی چالبازی اور سیاست ۔ کیفیت: حالت ۔ گاز: گیس، تیزاب

مطلب: یہی اسباب ہیں کہ اہل یورپ کی سیاست اور عیاری کے سبب ملت مسلمہ اس طرح پارہ پارہ ہو چکی ہے جیسے تیزاب سونے کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے رکھ دیتا ہے ۔

ہو گیا مانندِ آب ارزاں مسلماں کا لہو
مضطرب ہے تو کہ تیرا دل نہیں دانائے راز

معانی: مانندِ آب: پانی کی طرح ۔ دانائے راز: صحیح صورتحال یا حقیقت سے باخبر۔

مطلب: آج تمام دنیا میں مسلمانوں کا خون پانی کی طرح بہہ رہا ہے اور اے شاعر تو اس صورتحال پر مضطرب اور بے چین ہے ۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ تو نے حالات کا پوری طرح تجزیہ کرنے کی کوشش نہیں کی ۔

گفت رومی ہر بنائے کہنہ کآباداں کنند
می ندانی اول آں بنیاد را ویراں کنند

مطلب: اے شاعر مولانا رومی کا قول ہے کہ کسی عمارت کو از سر نو تعمیر کرنا ہو تو پہلے اس کی بنیاد کو اکھاڑ دیتے ہیں اس کے بعد ہی وہ نئے سرے سے بنائی جا سکتی ہے ۔

ملک ہاتھوں سے گیا، ملت کی آنکھیں کھل گئیں
حق ترا چشمے عطا کردست غافل در نگر

معانی: ملک ہاتھوں سے گیا: اشارہ ہے مسلمانوں کے قبضے سے دہلی بغداد اور دمشق کے نکل جانے کی طرف ۔
آنکھیں کھلنا: ہوش آ جانا ۔
مطلب: اے شاعر اس میں کوئی شک نہیں کہ ملک اور سلطنت پر غیروں نے تسلط جما لیا اور ملت اسلامیہ اقتدار سے محروم ہو گئی ۔ یہ صریحاً ناقابل تلافی نقصان تھا پھر بھی اس نقصان سے یہ فائدہ ضرور پہنچا کہ مسلمانوں کی آنکھیں کھل گئیں ہیں ۔ اور ان کو اپنے نقصان کا احساس ہونے لگا ہے کہ خدا نے اسے بصارت کے ساتھ بصیرت بھی بخشی ہے ۔

مومیائی کی گدائی سے تو بہتر ہے شکست
مورِ بے پر! حاجتے پیشِ سلیمانے مبر

معانی: مومیائی کی گدائی: ہڈی جوڑنے کی بھیک، مراد مسلمانوں کا اپنی بری حالت سنوارنے کے لیے دوسرے ملکوں سے مدد مانگنا ۔ شکست: ہڈی ٹوٹنے کا عمل ۔
مطلب: انسانی تعمیر کے لیے مانگی ہوئی دواؤں کے حصول سے یہ امر زیادہ بہتر ہے کہ انسان ٹوٹ پھوٹ کر رہ جائے اور عارضی سطح پر شکست کو قبول کر لے ۔ اس لیے کہ تیرا وجود ایک معمولی چیونٹی کی مانند بھی ہو پھر بھی تجھے حضرت سلیمان جیسے عظیم فرمانروا کی روبرو حاجت روائی کے لیے دست طلب دراز نہیں کرنا چاہیے ۔

ربط و ضبطِ ملت بیضا ہے مشرق کی نجات
ایشا والے ہیں اس نکتے سے اب تک بے خبر

معانی: ربط و ضبط: آپس میں اتفاق، اتحاد و میل ملاپ ۔ ملتِ بیضا: روشن قوم، ملت اسلامیہ ۔ مشرق کی نجات: یعنی اسلامی ملکوں کی آزادی ۔ ایشیا والے: ایشا کے لوگ، قومیں ۔

مطلب: مشرق کی نجات اسی نکتے میں مضمر ہے کہ ملت بیضا میں ہر چہار جانب اتحاد و نگانگت اور باہمی ارتباط کا سلسلہ از سر نو قائم ہو جائے لیکن بد قسمتی یہ ہے کہ ایشیا کے لوگ ابھی تک اس نکتے سے آگاہی نہیں رکھتے ۔

پھر سیاست چھوڑ کر داخل حصارِ دیں میں ہو
ملک و دولت ہے فقط حفظِ حرم کا اک ثمر

معانی: حصار دیں : دین کا قلعہ مراد اسلام کی طرف متوجہ ہو ۔ ملک و دولت: ملک اور حکومت ۔ حفظِ حرم: کعبہ کی حفاظت ۔ حرم: اسلام ۔

مطلب: اے شاعر میری بات غور سے سن کہ ملت کی نجات اسی عمل میں پوشیدہ ہے کہ سیاست کو ترک کر کے مسلمان از سر نو اپنے دین کی طرف رجوع کریں ۔ اس لیے ملک و دولت کا بنیادی مقصد تو صرف اسی قدر ہے کہ حرم یعنی مذہب اور اپنی اقدار کا تحفظ کیا جا سکے ۔

ایک ہوں مسلم حرم کی پاسبانی کے لیے
نیل کے ساحل سے لے کر تابخاکِ کاشغر

معانی: نیل: دریائے نیل، مصر کا مشہور دریا ۔ تابخاکِ کاشغر: کاشغر کی سرزمین، ترکستان کا ایک شہر ۔

مطلب: چنانچہ یہ امر ناگزیر ہے کہ حرم اور دین کا تحفظ اسی صورت میں ممکن ہو سکتا ہے کہ دریائے نیل کے ساحل سے لے کر کاشغر تک مسلمان متحد ہو کر صف آرا ہوں یعنی افریقہ سے لے کر ترکی تک مسلمان اپنے تمام اختلاف بھلا کر ایک ہو جائیں اسی اتحاد میں ملت اسلامیہ کی نجات ہے ۔

جو کرے گا امتیازِ رنگ و خوں مٹ جائے گا
ترک خرگاہی ہو یا اعرابیِ والا گہر

معانی: رنگ و خوں : نسل، قبیلہ، علاقائی تعصب ۔ ترک خرگاہی: شاہی خیمے والا ترک، ترک قوم ۔ اعرابی: عربوں کی بدو قوم ۔ والا گہر: اعلیٰ خاندان ۔

مطلب: اے شاعر! یہ بھی گوش ہوش سن لے کہ اگر ملت میں اختلافات باقی رہے تو وہ ہمیشہ کے لیے مٹ کر رہ جائے گی اس ضمن میں کوئی تخصیص نہیں کہ اختلاف کرنے والے خواہ شاہی خیموں میں رہنے والے ترک ہوں یا بلند مرتبہ خاندان سے تعلق رکھنے والے عرب ہوں کہ رنگ و نسل کا امتیاز ہمیشہ تباہی کا باعث ہوتا ہے ۔ چنانچہ ضروری ہے کہ امتیازات کو ختم کر کے دین کے حقیقی بنیاد پر پیروی کی جائے کہ دنیا میں یہی عمل کامیابی و کامرانی کا سبب بن سکتا ہے ۔

نسل اگر مسلم کی مذہب پر مقدم ہوگئی
اُڑ گیا دنیا سے تو مانندِ خاکِ رہ گزر

معانی: مقدم: افضل، بڑھ کر، بالاتر ۔

مطلب: یہ بھی جان لے کہ رنگ و نسل کی لعنت اگر دین پر مغربی اقوام کی طرح مسلط ہوگئی تو ملت اسلامیہ اس طرح صفہ ہستی سے مٹ کر رہ جائے گی جس طرح راہ میں پڑا ہوا غبار باد سموم کے جھونکوں سے اڑ کر اپنا وجود کھو دیتا ہے ۔

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

معانی: خلافت کی بنا: صحیح اسلامی حکومت کی بنیاد ۔ اسلاف کا قلب و جگر: پرانے مسلمانوں کا سا دل و دماغ یعنی توحید اور اسلام سے محبت کا جوش و جذبہ ۔

مطلب: اے شاعر یاد رکھ کہ ملت اسلامیہ اسی وقت اپنے مقاصد میں کامیاب ہوکر برسراقتدار آسکتی ہے جب کہ وہ ہر معاملے میں دین کی پیروی کرے ۔ اس کے لیے لازم ہے کہ اپنے اسلاف جیسی ہمت اور حوصلہ پیدا کیا جائے ۔

اے کہ نشنا سی خفی را از جلی ہشیار باش
اے گرفتارِ ابوبکر و علی ہشیار باش

معانی: اس شعر میں مسلمانوں کے مابین فرقہ بندی کو ہدف تنقید بناتے ہوئے کہا گیا ہے کہ تم لوگ ابوبکر اورامام علی کی بڑائیاں کرنے کے چکر میں ایک دوسرے سے دست وگریبان ہو اور فرقہ پرستی کو ہوا دے کر اپنی صفوں میں انتشار پیدا کر رہے ہو۔ تمہیں ہوش و خرد کا دامن ہاتھوں سے تھامنا چاہیے۔ اس لیے بھی ضروری ہے کہ تم پوشیدہ اور ظاہر باتوں میں امتیاز پیدا کرنے کی صلاحیت نہیں رکھتے۔ اس لیے تمہیں خبردار ہو جانا چاہیے۔

عشق کو فریاد لازم تھی سو وہ بھی ہو چکی
اب ذرا دل تھام کر فریاد کی تاثیر دیکھ

معانی: فریاد: احتجاج، شکایت۔ دل تھام کر: ذرا حوصلے اور صبر کے ساتھ۔ تاثیر: اثر کی کیفیت۔
مطلب: اب آخری مرحلے پر خضر یوں کہتا ہے کہ اے شاعر! ملت پر متوقع مصائب کے بارے میں خدائے ذوالجلال کے حضور جو فریاد کرنی چاہیے تھی عشق حقیقی کے طفیل وہ فریاد بھی ہو چکی۔ اب اس کے بعد یہی مناسب ہے کہ اس فریاد کے اثرات کا جائزہ لیا جائے کہ بارگاہ ایزدی میں اس فریاد کا کیا ردعمل ہوتا ہے۔

تو نے دیکھا سطوتِ رفتارِ دریا کا عروج
موجِ مضطر کس طرح بنتی ہے اب زنجیر دیکھ

معانی: سطوتِ رفتار دریا: دریا کے بہاوَ کی شان و شوکت یعنی اسلام دشمنوں کی سازشیں۔ عروج: بلندی، ترقی۔ موجِ مضطر: بے چین لہر یعنی غیر مسلمانوں کی شورشیں۔ زنجیر: بیڑی یعنی ان کے لیے وبال جان۔
مطلب: تو نے ابھی اس کی عظمت اور رفتار کی تیزی ہی دیکھی ہے اب ذرا یہ دیکھ کہ دریا کی تیز اور مضطرب موج خود

اس کے لیے زنجیر کس طرح سے بنتی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ مغربی تہذیب نے مسلمانوں کو بے شک تہذیبی اور سیاسی سطح پر تو مفلوج کر کے رکھ دیا ہے لیکن اس تہذیب کا اپنا کیا حشر ہو گا یہ حقیقت بھی عنقریب سامنے آجائے گی ۔

عام حریت کا جو دیکھا تھا خواب اسلام نے
اے مسلماں آج تو اس خواب کی تعبیر دیکھ

معانی: عام حریت: سب انسانوں کے لیے آزادی ۔ تعبیر: خواب کی وضاحت ۔
مطلب: تمام دنیا کے لیے جو آزادی اور حریت فکر کا خواب اسلام نے دیکھا تھا وہ اب تعبیر کے مراحل میں داخل ہونے والا ہے ۔

اپنی خاکستر سمندر کو ہے سامانِ وجود
مر کے پھر ہوتا ہے پیدا یہ جہانِ پیر دیکھ

معانی: خاکستر: راکھ ۔ سمندر: چوہے کی قسم کا ایک جانور جو آگ میں رہتا ہے مگر جلتا نہیں ۔ جہانِ پیر: بوڑھی دنیا ۔
مطلب: اس کی مثال سمندر کی سی ہے ۔ سمندر وہ کیڑہ جو آگ میں پیدا ہوتا ہے پھر اسی میں جل کر خاک ہو جاتا ہے ۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ اپنی راکھ سے خود ہی جنم لیتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ عالم اسلام اپنے انتہائی زوال کے بعد اب ترقی کی راہ پر از سر نو گامزن ہو گا ۔

کھول کر آنکھیں مرے آئینہ گفتار میں
آنے والے دور کی دھندلی سی اک تصویر دیکھ

معانی: کھول کر آنکھیں : پوری توجہ اور غور کے ساتھ ۔ آئینہ گفتار: باتوں کا آئینہ، مراد بصیرت سے بھری باتیں ۔ دھندلی سی: جو پوری طرح صاف نہ ہو ۔ آنے والے دور کی تصویر: مستقبل میں پیش آنے والے حالات و واقعات کا نقشہ، خاکہ ۔

مطلب: خضر کہتا ہے کہ اے شاعر! میری گفتگو میں تجھے آنے والے دور کی تصویر یقیناً نظر آئے گی ہر چند کہ یہ تصویر فی الحال قدرے دھندلی ہے تا ہم رفتہ رفتہ یہ تصویر واضح ہوتی چلی جائے گی ۔

آزمودہ فتنہ ہے اک اور بھی گردوں کے پاس
سامنے تقدیر کے رسوائی تدبیر دیکھ

معانی: آزمودہ: آزمایا ہوا ۔ گردوں :آسمان ۔ تدبیر: انسانی کوششیں ۔ رسوائی: ذلت، بے بسی ۔
مطلب: لیکن اس حقیقت کو نہ بھولو کہ فلک کج رفتار کے پاس ایک آزمودہ فتنہ بھی ہے جس کا نام تقدیر ہے ۔ جان لے کہ تقدیر وہ شے ہے جس کے بالمقابل تدبیر کے سارے حربے ناکام ہو کر رہ جاتے ہیں ۔

مسلم استی سینہ را از آرزو آباد دار
ہر زماں پیشِ نظر لایخلف المیعاد دار

معانی: تو اگر مسلمان ہے تو اپنے دل میں عظمت اسلام اور ملت اسلامیہ کی ترقی و سربلندی کی آرزو زندہ رکھ اور اس قرآنی آیت کو ہر وقت اپنے سامنے رکھ کہ خدا تعالیٰ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا ۔

طلوعِ اسلام

دلیلِ صبحِ روشن ہے ستاروں کی تنک تابی
اُفق سے آفتاب ابھرا، گیا دورِ گراں خوابی

معانی: طلوع: سورج کا نکلنا، مراد اسلام کی اشاعت ۔ تنک تابی: ہلکی روشنی، ٹمٹماہٹ ۔ افق: آسمان کا کنارہ ۔ آفتاب ابھرا: سورج نکلا ہے ۔ گراں خوابی: گہری نیند سونے یعنی غفلت کا زمانہ ۔

مطلب: شب کے آخری لمحات میں ستاروں کی روشنی جس طرح سے ماند پڑی رہی ہے اس سے اس امر کا بخوبی اندازہ ہو سکتا ہے کہ صبح نمودار ہونے والی ہے ۔ جلد ہی افق سے سورج طلوع ہو گا اور پوری کائنات گہری نیند سے بیدار ہو جائے گی ۔

عروقِ مردۂ مشرق میں خونِ زندگی دوڑا
سمجھ سکتے نہیں اس راز کو سینا و فارابی

معانی: عروقِ مردہ: بے جان رگیں ۔ مشرق: مشرق بالخصوص مسلم ممالک ۔ خونِ زندگی دوڑا: بیداری کی لہر پیدا ہو گئی ۔ سینا و فارابی: بو علی سینا اور محمد بن طرخان ابو نصر فارابی دونوں مشہور فلسفی، مراد تمام فلسفی ۔

مطلب: چنانچہ مشرق کی مردہ رگوں میں اسی سبب زندگی کا گرم لہو دوڑنے لگا ہے تاہم اس صورت حال ایک ایسے راز سے ہم آہنگ جسے بو علی سینا اور فارابی جیسے دانشور اور فلسفی بھی نہیں سمجھ سکتے ۔

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفانِ مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی

معانی: مسلماں کر دیا: صحیح معنوں میں اسلام کا شیدائی بنا دیا ۔ طوفانِ مغرب: یورپ کا ہنگامہ ۔ تلاطم ہائے: تلاطم کی جمع ۔ تھپیڑے، پانی کی طغیانی ۔ گوہر: موتی مراد مسلمان ۔ سیرابی: تازگی، چمک دمک ۔

مطلب: مغرب میں جو تہذیب و تمدن کو فروغ ہوا ہے اور وہاں کے استعمار نے جس طرح کمزور ملکوں خصوصیت سے مسلم حکومتوں کو زیر نگیں کر لیا ہے اس کا رد عمل بالاخر دنیا بھر کے مسلمانوں میں رونما ہونے لگا ہے ۔ اس صورت حال نے انہیں پھر سے اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع ہونے کی ترغیب دی ہے ۔ اس لیے موجوں کے تند و تیز تھپیڑے ہی ایک معمولی قطرہَ آب کو قیمتی گوہر میں ڈھال دیتے ہیں ۔

عطا مومن کو پھر درگاہِ حق سے ہونے والا ہے
شکوہِ ترکمانی، ذہنِ ہندی ، نُطقِ اعرابی

معانی: درگاہ حق: خدا کی بارگاہ، دربار ۔ شکوہ ترکمانی: ترکوں کا سا دبدبہ اور شوکت ۔ ذہن ہندی: ہندوستان کے لوگوں کی سی دانائی اور بصیرت ۔ نطقِ اعرابی: عربوں کی زبان یعنی عربوں کی سی فصاحت ۔

مطلب: اب وقت آپہنچا ہے کہ مرد مسلمان کو ایک بار پھر ترکوں جیسی شان و شوکت، ہندوستانیوں جیسی فکر اور عربوں جیسی تہذیب اور فصاحت و بلاغت کے جوہر عطا ہوں ۔

اثر کچھ خواب کا غنچوں میں باقی ہے تو اے بلبل
نوا را تلخ تر می زن چو ذوقِ نغمہ کم یابی

معانی: غنچوں: کلیوں یعنی مسلمانوں ۔ بلبل: شاعر، خود علامہ اقبال ۔

مطلب: اس کے باوجود اگر مسلمانوں میں ذہنی سطح پر زوال کے کچھ اثرات باقی ہیں تو یہ اب شاعروں اور دانشوروں کی ذمہ داری ہے کہ وہ انہیں زیادہ بلند آواز کے ساتھ خواب غفلت سے بیدار کریں ۔

تڑپ صحنِ چمن میں، آشیاں میں، شاخساروں میں
جدا پارے سے ہو سکتی نہیں تقدیرِ سیمابی

معانی: تڑپ: بے چینی، جذبہ عشق کے سبب بے قراری ۔ شاخسار: درخت کا اوپر کا حصہ جو بہت ٹہنیوں والا ہوتا ہے ۔ تقدیرِ سیمابی: پارے کی طرح ہلتے رہنے کی حالت ۔
مطلب: یہ امر پیش نظر رکھتے ہوئے کہ پارے کی فطرت میں جو اضطرابی کیفیت ہے وہ کسی طور پر بھی نہیں بدل سکتی ۔

وہ چشمِ پاک بیں کیوں زینتِ برگستواں دیکھے
نظر آتی ہے جس کو مردِ غازی کی جگر تابی

معانی: چشمِ پاک بیں : صاف یا واضح دیکھنے والی آنکھ ۔ برگستواں : گھوڑے کا ساز و زین، مراد ظاہری سجاوٹ ۔ جگر تابی: دل کی تڑپ، باطن کی بیقراری ۔
مطلب: وہ صاف اور واضح طور پر دیکھنے والی آنکھ جنگ میں دوڑتے ہوئے گھوڑے کی آرائش کو کیوں دیکھے جبکہ اس کو ایک مردِ غازی کی جگر کی بے قراری پر بھی نگاہ پہنچ گئی ہے ۔

ضمیرِ لالہ میں روشن چراغِ آرزو کر دے
چمن کے ذرے ذرے کو شہیدِ جستجو کر دے

معانی: ضمیرِ لالہ: یعنی مسلمان کا باطن ۔ آرزو: عظمتِ اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی کی خواہش ۔ چمن کا ذرہ ذرہ: یعنی ملت کا ہر فرد ۔ شہید: مارا ہوا یعنی شیدائی ۔
مطلب: اے شاعر یہ تیری ذمہ داری ہے کہ مسلمانوں کے مردہ دلوں میں پھر سے زندگی کی تڑپ بھر دے ۔ آرزوؤں

اور امیدوں کے چراغ روشن کر دے ۔ یہی نہیں بلکہ تیرے پیغام میں اتنی شدت ہو کہ ملت کا ایک ایک فرد تحقیق و جستجو کا والہ و شیدا بن جائے ۔

سرشکِ چشمِ مسلم میں ہے نیساں کا اثر پیدا
خلیل اللہ کے دریا میں ہوں گے پھر گہر پیدا

معانی: سرشک: آنسو ۔ نیساں: بارش کا وہ قطرہ جو سیپی کے منہ میں پڑ کر موتی بنتا ہے ۔ خلیل اللہ: خدا کا دوست، حضرت ابراہیم کا لقب ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ جس طرح موسم بہار کے بادلوں سے تازگی اور قوت تخلیق کے اثرات نمودار ہوتے ہیں یہی کیفیت اب مسلمانوں کی آنکھوں سے بہنے والے آنسووَں میں موجود دکھائی دیتی ہے ۔ اس سے یہ اندازہ لگانا دشوار نہیں کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد میں پھر سے وہ قوت عمل بیدار ہونے لگی ہے جو کبھی ان کے اسلاف کا ورثہ ہوا کرتی تھی ۔

کتابِ ملتِ بیضا کی پھر شیرازہ بندی ہے
یہ شاخِ ہاشمی کرنے کو ہے پھر برگ و بر پیدا

معانی: ملت بیضا: روشن قوم، ملت اسلامیہ ۔ شیرازہ بندی: یعنی اتفاق، تنظیم، اور اتحاد ۔ شاخِ ہاشمی: یعنی دنیائے اسلام ۔ برگ و بر: پتے اور پھول ۔

مطلب: ملت مسلمہ ایک بار پھر سے یکجا و متحد ہو کر باطل کے خلاف صف آرا ہو رہی ہے جس کے نتیجے میں امت محمدی اپنی منزل مقصود کی جانب رواں دواں ہونے کو ہے ۔

ربود آں ترک شیرازی دلِ تبریز و کابل را
صبا کرتی ہے بوئے گل سے اپنا ہم سفر پیدا

معانی: صبا: صبح کی خوشگوار ہوا ۔ بوئے گل: پھول کی خوشبو ۔ ہم سفر: سفر کا ساتھی ۔
مطلب: اس شیرازی محبوب نے تبریز اور کابل کا دل اڑا لیا ہے ۔ جس طرح صبا پھولوں کی خوشبو کو اپنا ہم سفر بنا لیتی ہے اسی طرح دوسرے علاقوں کے مسلمان بھی ترکوں کی طرح بیدار ہو گئے ہیں ۔

اگر عثمانیوں پر کوہِ غم ٹوٹا تو کیا غم ہے
کہ خونِ صد ہزار انجم سے ہوتی ہے سحر پیدا

معانی: عثمانیوں : ترک، جن کے بزرگ کا نام عثمان تھا ۔ کوہِ غم ٹوٹا: اشارہ ہے 1914 کی عالمگیر جنگ کی طرف جب بے شمار ترک مارے گئے ۔ خون صد ہزار انجم : لاکھوں ستاروں کا خون ۔
مطلب: اس امر میں کوئی شک نہیں کہ اس عمل میں ترکوں کو بے حد قربانیاں دینی پڑیں اور بے حد دکھ اٹھانے پڑے لیکن اس سے کچھ فرق نہیں پڑتا کہ لاکھوں ستاروں کی موت سے ہی نمود سحر کامیاب بنتی ہے ۔ یعنی قربانیوں کے بغیر کامیابی ممکن نہیں ۔

جہانبانی سے ہے دشوار تر کارِ جہاں بینی
جگر خوں ہو تو چشم دل میں ہوتی ہے نظر پیدا

معانی: جہانبانی: دنیا پر حکومت کرنے کا طور طریقہ ۔ جہاں بینی: دنیا کے حالات و واقعات پر نظر ۔ دشوار تر: زیادہ مشکل ۔ کار: کام ۔ جگر خون ہونا: بیحد جدوجہد، تکالیف برداشت کرنا ۔ چشم دل: بصیرت ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ اس حقیقت میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے کہ گردوپیش کے معاملات اور ان

کے بارے میں حقیقت تک رسائی کا عمل کسی ملک پر حکمرانی سے زیادہ مشکل امر ہے ۔ اس لیے کہ دل خون ہو کر بہ جائے تو چشم بصیرت وا ہوتی ہے ۔

ہزاروں سال نرگس اپنی بے نوری پہ روتی ہے
بڑی مشکل سے ہوتا ہے چمن میں دیدہ ور پیدا

معانی: ہزاروں سال: ایک طویل مدت تک ۔ بے نوری: آنکھوں کا روشن نہ ہونا ۔ نرگس: وہ پھول جس اس کی شکل کی بنا پر آنکھ سے تشبیہ دی جاتی ہے ۔ دیدہ ور: آنکھوں والا، صاحب نظر ۔
مطلب: نرگس کا پھول جو آنکھ سے مشابہت رکھتا ہے وہ ہزار ہا سال بینائی سے محرومی کے کرب میں مبتلا رہتا ہے اس کے باوجود بصارت پھر بھی اس کا مقدر نہیں بنتی کہ اس کا حصول بے حد مشکل ہے ۔ مراد یہ ہے کہ انسان آنکھیں رکھنے کے باوجود بصیرت حاصل کرنے کے لئے بڑے مرحلوں سے گزرتا ہے ۔

نوا پیرا ہو اے بلبل کہ تیرے ترنم سے
کبوتر کے تنِ نازک میں ہو شاہیں کا جگر پیدا

معانی: نوا پیرا ہونا: چہچہانا، مراد جوش و جذبہ ابھارنے والے شعر کہنا ۔ بلبل: شاعر ۔ کبوتر: مشہور پرندہ، مراد کمزور اور محکوم مسلمان ۔ شاہیں کا جگر: مراد شاہین کی سی جرات، دلیری اور بے خوفی ۔
مطلب: اے شاعر! اب تجھ پر یہ امر پھر سے لازم ہو گیا ہے کہ افراد ملت جو ایک عرصے سے بے عملی کا شکار رہے ہیں تیرے پر جوش نغموں سے ان کے خون میں حدت پیدا ہو جائے اور وہ ماضی کی طرح جرات و ہمت سے کام لے کر صف آرائی کے لئے تیار ہو سکیں ۔

ترے سینے میں ہے پوشیدہ رازِ زندگی کہہ دے
مسلماں سے حدیثِ سوز و سازِ زندگی کہہ دے

معانی: حدیث: بات ۔ سوز و ساز: جلنے اور بنانے کی حالت ۔

مطلب: اس مقصد کے لیے یہ امر ناگزیر ہے کہ اے شاعر! تیرے سینے میں زندگی کا جو راز پوشیدہ ہے وہ منکشف کر دے اور مسلمانوں کو زندگی کے ان تمام نشیب و فراز سے آگاہ کر دے جو ان کی نظروں سے پوشیدہ ہیں ۔

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو، زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

معانی: لم یزل: ہمیشہ باقی رہنے والا، لازوال ۔ دست: ہاتھ ۔ قدرت: قوت، طاقت، اقتدار ۔ یقیں پیدا کر: اپنی صلاحیتوں پر اعتماد پیدا کر ۔

معانی: اے شاعر! اب وقت آگیا ہے کہ مرد مسلمان کو اس حقیقت سے آشنا کر دے کہ اس دنیا میں تو ہی ازل سے ابد تک رب ذوالجلال کا نائب ہے تو ہی اس کی زبان اور قدرت کاملہ کا مظہر ہے ۔ چنانچہ اپنی حقیقت کو پوری طرح سے جاننے کے لئے یقین و اعتماد حاصل کرنا ناگزیر ہے ۔

پرے ہے چرخِ نیلی فام سے منزل مسلماں کی
ستارے جس کی گردِ راہ ہوں ، وہ کارواں تو ہے

معانی: پرے ہے: یعنی بلند تر ہے ۔ چرخ: آسمان ۔ گردِ راہ: مسافر کے پاؤں سے اڑنے والی مٹی ۔

مطلب: اے مسلمان ذرا غور تو کر کہ تیری منزل مقصود تو آسمان سے بھی کہیں آگے ہے ۔ تیرے بلند مقاصد کے سامنے ستارے بھی گرد کارواں کی حیثیت رکھتے ہیں ۔

مکاں فانی، مکیں آنی، ازل تیرا، ابد تیرا
خدا کا آخری پیغام ہے تو، جاوداں تو ہے

معانی: مکیں : رہنے والا ۔ آنی: وقتی، فانی ۔ ازل تیرا ابد تیرا: یعنی ازل سے لیکر ابد تک جو کچھ بھی ہے تیرا ہے ۔ خدا کا آخری پیغام : آخری ہادی ۔
مطلب: اس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں کہ یہ عالم امکاں فانی ہے اور اس میں موجود باشندے بھی فانی ہیں ۔ ان کی ذات آنی جانی ہے ۔ صرف ایک تو ہی ایسی قوم سے تعلق رکھتا ہے ۔ ازل سے ابد تک جس کی زندگی باقی رہے گی اس لیے کہ ایک تو ہی رب ذوالجلال کا آخری پیغام ہے ۔ اسی باعث اے مسلمان تو ہمیشہ قائم دائم رہے گا ۔

حنا بندِ عروسِ لالہ ہے خونِ جگر تیرا
تری نسبت براہیمی ہے، معمارِ جہاں تو ہے

معانی: حنا بند عروس لالہ : دنیا کے باغ کی دلہن کو مہندی لگانے والا ۔ خونِ جگر تیرا: تیری توحید پرستی، حسنِ عمل ۔ معمارِ جہاں : دنیا کی تعمیر کرنے والا ۔ توحید پرستی کے سبب اسے امن و سکون کی دنیا بنانے والا ۔
مطلب: تیرا خونِ جگر اس دنیا کے باغ کی دلہن کو مہندی لگانے والا ہے ۔ تیری نسبت حضرت ابراہیم سے ہے جنھوں نے خدا کا گھر تعمیر کیا تھا ۔ لیکن تیری ذمے داری کچھ اور زیادہ ہے یعنی یہ کہ ساری دنیا کی تعمیر کرے اس کو منتظم کرے ۔

تری فطرت امیں ہے ممکناتِ زندگانی کی
جہاں کے جوہرِ مضمر کا گویا امتحاں تو ہے

معانی: ممکناتِ زندگانی: انسانی زندگی کی فلاح و بہبود سے متعلق ممکن ہو سکنے والی باتیں ۔ جوہر مضمر: خدا تعالیٰ کی چھپی ہوئی نعمتیں ۔

معانی: زندگی کی جس قدر بھی امکانات موجود ہیں دیکھا جائے تو تو ان کا امانت دار ہے اس اعتبار سے یہ پوشیدہ امکانات تیری وساطت سے ہی اہل عالم پر ظاہر ہونگے ۔

جہانِ آب و گل سے عالمِ جاوید کی خاطر
نبوت ساتھ جس کو لے گئی، وہ ارمغاں تو ہے

معانی: جہانِ آب و گل: پانی اور مٹی کی دنیا، یہ کائنات ۔ عالمِ جاوید: ایسی دنیا جسے کبھی فنا نہیں ، ابدی دنیا ۔ ارمغان: تحفہ ۔

مطلب: اس عالم فانی سے جو پانی اور مٹی جیسے عناصر سے بنا ہوا ہے جب نبوت ہمیشہ کے لئے عالم جاوداں کے لیے رخصت ہوئی تو صرف اور صرف تیرا وجود ہی اس کے ہمراہ تھا ۔

یہ نکتہ سرگزشتِ ملتِ بیضا سے ہے پیدا
کہ اقوامِ زمینِ ایشیا کا پاسباں تو ہے

معانی: سرگزشت: ماجرا، واقعہ ۔

مطلب: ایک باریک بات جو اس ملت روشن کی گزرے ہوئے ماجرے سے پیدا ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ تو ایشیا کی تمام اقوام کا پاسباں ہو گا ۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا، شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا

معانی: امامت: پیشوائی، الہی منصب ۔

مطلب: اے مسلمان تجھ سے دنیا کی امامت کا کام لیا جانا ہے اس لیے ضروری ہے کہ تو صداقت، عدالت اور شجاعت کا سبق پڑھ ۔

یہی مقصودِ فطرت ہے، یہی رمزِ مسلمانی
اخوت کی جہانگیری، محبت کی فراوانی

معانی: مقصود فطرت: قدرت کی اصل غرض ۔ رمز مسلمانی: مسلمان ہونے کی حقیقت، بھید ۔ اخوت کی جہانگیری: دنیا میں انسانی بھائی چارے کا پھیلاوَ ۔

مطلب: اے مرد مسلمان تیرے لیے لازم ہے کہ تو محبت اور بھائی چارے کے رویے کو ساری دنیا میں عام کر دے ۔ بغور جائزہ لیا جائے تو فطرت کا مقصود بھی یہی ہے اور اسلام کی تعلیمات میں بھی انہی رویوں کو زیادہ اہمیت دی گئی ہے ۔

بتانِ رنگ و خوں کو توڑ کر ملت میں گم ہو جا
نہ تورانی رہے باقی، نہ ایرانی ، نہ افغانی

معانی: بتانِ رنگ و خوں : رنگ ، نسل، قبیلے کا تعصب ۔ ملت میں گم ہو جا: اتحاد و اتفاق سے ایک قوم بن جا ۔

مطلب: یہ جو رنگ اور نسل کے بت ہیں ان کو تور کر ہی تو ملت کا ایک جزو بن سکتا ہے ۔ اتحاد و اتفاق کے لیے اب ضرورت اس امر کی ہے کہ تیری شناخت تورانی، ایرانی اور افغانستانی باشندے کے حوالے سے نہیں بلکہ ملت کے فرد کے طور پر ہو ۔

میانِ شاخساراں صحبتِ مرغِ چمن کب تک
ترے بازو میں ہے پروازِ شاہین قہستانی

معانی: میانِ شاخساراں : ٹہنیوں کے درمیان ۔ صحبت: باہم مل بیٹھنے کی حالت ۔ پرواز: اڑنے کی قوت ۔ شاہین قہستانی: پہاڑی علاقے کا شاہین ۔
مطلب: اے مرد مسلماں تو غیروں کے درمیان کب تک اپنی انفرادیت کو گم کرتا رہے گا جب کہ تیرے بازو میں ایسی قوت ہے کہ تو اپنا جہاں آپ تعمیر کر سکتا ہے ۔ تیری ذات تو شاہین جیسی ہے جو بلندی پروازی کے ذریعے اپنے لیے خود ہی شکار کرتا ہے ۔

گماں آبادِ ہستی میں یقیں مرد مسلماں کا
بیاباں کی شبِ تاریک میں قندیلِ رہبانی

معانی: گمان آباد ہستی: یہ دنیا جس میں رہنے والے وہم و گمان اور شک و شبہ کا شکار رہتے ہیں ۔ شبِ تاریک: اندھیری رات ۔ قندیل رہبانی: ترک دنیا کرنے والے کا چراغ ۔
مطلب: یوں بھی تیری ذات میں یقین و اعتماد کا جو عنصر ہے وہ اس اعتماد و یقین سے خالی دنیا میں ایک روشن چراغ کی مانند ہے اور اس روشن چراغ کی ہیئت اس انداز کی ہے جیسے صحرا کی اندھیری رات میں کوئی دیا جگمگا رہا ہو ۔

مٹایا قیصر و کسریٰ کے استبداد کو جس نے
وہ کیا تھا زورِ حیدر فقرِ بوذر صدقِ سلمانی

معانی: قیصر و کسریٰ کا استبداد: مراد شخصی حکومتوں کا ظلم و ستم ۔ زورِ حیدر: حضرت علی علیہ السلام کی قوت بازو ۔ فقرِ بوذر: حضرت ابوذر غفاری کا صبر و قناعت جو مشہور ہے ۔ صدق سلمانی: حضرت سلمان فارسی کی سچائی ، حضور اکرم کو آپ کی

سچائی پر پورا بھروسا تھا ۔

مطلب: تو اس حقیقت سے بھی بے خبر نہ ہو گا کہ ایران و روم کے قیصر و کسریٰ کی ہیبت و سطوت کو حضرت علی کی قوت و شجاعت اور ابوذر غفاری کے فقر اور درویشی کے علاوہ حضرت سلمان فارسی کی صداقت نے ہی تہہ و بالا کر رکھ دیا تھا ۔

ہوئے احرارِ ملت جادہ پیما کس تجمل سے
تماشائی شگافِ در سے ہیں صدیوں کے زندانی

معانی: احرارِ ملت: قوم کے آزاد لوگ یعنی مسلمان ۔ جادہ پیما: راستہ طے کرنے والا ۔ تجمل: شان و شوکت ۔ تماشائی: دیکھنے والا ۔ شگافِ در: دروازے کی پٹ کا چھوٹا سا سوراخ ۔ زندانی: قیدی ۔

مطلب: اے مرد مسلمان تیرے بزرگوں کی تاریخ اس امر کی غماز ہے کہ تیرے جرات مند بہادر اسلاف کس شان و شوکت سے اپنے دشمنوں کے خلاف صف آرا ہوئے تھے اور ان کو شکست فاش دی تھی ۔ یہ مناظر ابھی تک تاریخ کا حصہ ہیں ۔

ثباتِ زندگی ایمانِ محکم سے ہے دنیا میں
کہ المانی سے بھی پائندہ تر نکلا ہے تورانی

معانی: ثباتِ زندگی: زندگی کا پائیدار ہونا ۔ محکم: مضبوط، پختہ ۔ المانی: المان یعنی جرمنی کا رہنے والا ۔ پائندہ تر: زیادہ قائم رہنے والا ۔ تورانی: توران، ترکی کا باشندہ ۔

مطلب: یہ بھی جان لے کہ ایمان محکم ہی وہ خصوصیت ہے جس کے طفیل زندگی پائیدار و استوار ہو سکتی ہے ۔ اس کی مثال جرمن اور ترک ہیں کہ جرمن ہر طرح کے اسلحہ سے لیس ہونے کے باوجود بے وسیلہ ترکوں کے جذبہ حریت سے شکست کھا گئے ۔

جب اس انگارۂ خاکی میں ہوتا ہے یقیں پیدا
تو کر لیتا ہے یہ بال و پرِ روح الامیں پیدا

معانی: انگارۂ خاکی: انسان، اس کے دل کے سوز کی بنا پر انگارہ کہا ۔ بال و پر روح الامیں : حضرت جبرئیل کی سی قوتِ پرواز ۔
مطلب: اے مسلمان اگر تیرے خاکی جسم میں موجود دل میں عشق کا شعلہ جل جائے اور تو یقین کی منزل پر پہنچ جائے تو تُو بے سروسامانی میں بھی حضرت جبرئیل علیہ السلام جیسی قوت پرواز حاصل کر سکتا ہے ۔

غلامی میں نہ کام آتی ہیں شمشیریں نہ تدبیریں
جو ہو ذوقِ یقیں پیدا تو کٹ جاتی ہیں زنجیریں

معانی: شمشیریں : تلواریں ۔ تدبیریں : کوشش، منصوبے ۔ ذوقِ یقیں :پختہ ایمان ۔ زنجیریں کٹ جانا: ہر طرح کی رکاوٹیں، پابندیاں ختم ہو جانا ۔
مطلب: اقبال کے نظریے کے مطابق غلامی کے دور میں اسلحہ اور تدابیر عملاً اس وقت تک مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں جب تک کہ متعلقہ اقوام کے افراد یقین و اعتماد کی منزل تک نہ پہنچیں ۔ یہی وہ صورت ہے جو غلامی کی زنجیروں کو کاٹنے میں مدد گار ثابت ہو سکتی ہے ۔

کوئی اندازہ کر سکتا ہے اس کے زورِ بازو کا
نگاہِ مردِ مومن سے بدل جاتی ہیں تقدیریں

معانی: مردِ مومن: پختہ ایمان والا مسلمان، مومن کامل ۔

مطلب: ایک مرد مومن جس کا ایمان پختہ ہو چکا ہو اور جو مومن کامل بن چکا ہو اس کے زور بازو کا اندازہ کرنا کسی کے بس کا روگ نہیں کہ اس کی نگاہ ہی میں قوموں کی تقدیر بدلنے کی صلاحیت موجود ہوتی ہے ۔

ولایت ، پادشاہی ، علمِ اشیاَ کی جہانگیری
یہ سب کیا ہیں فقط اک نکتہَ ایماں کی تفسیریں

معانی: ولایت: الہٰی حکومت ۔ علم اشیاَ: کائنات کی اشیاَ کی حقیقت جاننے کا علم ۔ نکتہ ایماں: ایمان کی گہری بات ۔ تفسیریں: وضاحتیں، تشریحات ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ سلطنت، حکومت اور علمی سائنس جس کے ذریعے انسان ہر نوع کی مادی ترقی حاصل کرتا ہے یہ سب ایمان کے ایک نکتے کی توضیح و تشریح سے ہم آہنگ ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ اگر ایمان پختہ ہو تو جملہ عناصر فطری طور پر انسان کے زیر ہو کر رہ جاتے ہیں ۔

براہیمی نظر پیدا مگر مشکل سے ہوتی ہے
ہوس چھپ چھپ کے سینوں میں بنا لیتی ہے تصویریں

معانی: براہیمی نظر: حضرت ابراہیم کی سی بصیرت ۔ تصویریں بنانا: خاکہ، نقشہ بنانا ۔

مطلب: حضرت ابراہیم علیہ السلام جیسی یقین کامل اور پر اعتماد نظر عام انسان میں پیدا ہونا ناممکنات سے نہیں لیکن یہ عمل اتنا سہل بھی نہیں ہے ۔ اس لیے کہ عام طور پر ہوتا یہ ہے کہ انسانی ہوس اور خواہشات اپنے لیے ایسی راہ متعین کر لیتی ہیں جو ذاتی مفادات کی آئینہ دار ہو ۔

تمیزِ بندہ و آقا فسادِ آدمیت ہے
حذر اے چیرہ دستاں! سخت ہیں فطرت کی تعزیریں

معانی: حذر: بچو، ڈرو ۔ چیرہ دست: زور، زبردستی سے کام نکالنے والا ۔ فطرت کی تعزیریں: قدرت کی سزائیں ۔
مطلب: قدرت نے انسانوں کو اگرچہ مادی حقوق کا اہل قرار دیا ہے لیکن مفاد پرست اور خودغرض لوگوں نے انہیں آقا اور غلام میں تقسیم کر کے رکھ دیا ہے ۔ اور یہی تفریق خلق خدا کے مابین فساد کا سبب بنی ہے ۔ آقا صرف وہی ہو سکتا ہے جسے خدا نے ولایت عطا کی ہو ۔ اس تفریق و امتیاز کے ذمے دار لوگوں کو خبردار رہنا چاہیے کہ وہ باز نہ آئے تو قدرت ان کو سخت سزا بھی دے سکتی ہے ۔

حقیقت ایک ہے ہر شے کی خاکی ہو کہ نوری ہو
لہو خورشید کا ٹپکے اگر ذرے کا دل چیریں

معانی: خاکی: مٹی کا بنا ہوا، انسان ۔ نوری: فرشتہ: لہو ٹپکنا: قطرہ قطرہ خون گرنا ۔
مطلب: ہر شے خواہ وہ مٹی سے پیدا ہوئی ہو یا نور سے وجود میں آئی ہو ان سب کی حقیقت ایک جیسی ہی ہے ۔ یعنی اگر ذرے کا دل چیرا جائے تو اس میں سے سورج کا لہو ٹپکے گا ۔ اس سے مراد یہ ہے کہ مٹی کا ایک ذرہ اور سورج جو منور ہے عملاً ایک جیسے خواص کے حامل ہیں اس کا حوالہ تابکار ذرات بھی بن سکتے ہیں ۔

یقیں محکم ، عمل پیہم ، محبت فاتحِ عالم
جہادِ زندگانی میں ہیں یہ مردوں کی شمشیریں

معانی: یقیں محکم: پکا ایمان ۔ عمل پیہم: مسلسل اور لگاتار جدوجہد ۔ فاتِح عالم: دنیا کو فتح کرنے والی، انسانی دلوں پر قبضہ کرنے والی ۔ جہادِ زندگانی: مراد زندگی کی کشاکش ۔ مردوں: دلیروں، مجاہدوں ۔ شمشیریں: تلواریں ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ زندگی کی جدوجہد اور اس کی تسخیر میں یقین کامل، مسلسل جدوجہد اور سب سے محبت اور شفقت ایسے اسلحہ کی مانند ہے جو مردِ مومن کی فتح کا ذریعہ بن جاتی ہیں ۔

چہ باید مرد را، طبعِ بلندے، مشربِ نابے
دلِ گرمے ، نگاہِ پاک بینے ، جانِ بیتابے

معانی: ایک مرد کامل کو کیا چاہیے، بلند فطرتی، خالص دین یعنی محبوب حقیقی کی محبت، جذبوں سے پرجوش وگرم دل، دنیوی حرص و ہوس سے پاک نگاہ اور جذبہ عشق کے سبب بے چین روح ۔

عقابی شان سے جھپٹے تھے جو بے بال و پر نکلے
ستارے شام کے خونِ شفق میں ڈوب کر نکلے

معانی: عقابی شان سے: مراد رعب و دبدبہ سے، اشارہ ہے یونانیوں کے ترکوں پر حملے کی طرف ۔ ستارے شام کے خونِ شفق میں ڈوب کر نکلے: جس طرح آسمانی سرخی میں ستاروں کی روشنی ہلکی پڑ جاتی ہے اور سرخی ہٹتے ہی وہ چمکنے لگتے ہیں ۔ اسی طرح ترک، یونانیوں لشکر کے اس حملے میں جوابی کاروائی کر کے سرخرو ٹھہرے ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ جو قوم اپنے بے شمار سامان جنگ کے ساتھ اپنے حریفوں کے خلاف نبرد آزما ہوئی اس قدر قوت رکھنے کے باوجود شکست کھا گئی اور یوں لگا کہ وہ تو ایک بے بس قوم کی مانند تھی ۔ جبکہ وہ قوم جس کے پاس بظاہر وسائل نہ ہونے کے برابر تھے اپنی جنگ آزادی میں بالاخر کامیاب و کامران ٹھہری (اس مصرعہ میں اشارہ ترکی کی جانب ہے) ۔

ہوئے مدفونِ دریا، زیرِ دریا تیرنے والے
طمانچے موج کے کھاتے تھے جو، بن کر گہر نکلے

معانی: زیرِ دریا تیرنے والے: یونانیوں کی آبدوز کشتیاں جنھیں ترکوں نے ڈبو دیا۔ طمانچے: تھپیڑے۔
مطلب: ہر چند کہ اہل جرمن فنون حرب میں مہارت کے سبب سمندروں کی تہہ میں بھی تیرنے کی صلاحیت رکھتے تھے پھر بھی وہ آخر کار وہیں غرق ہو کر رہ گئے۔ اس کے برعکس جو وسائل اور مہارت کی کمی کے سبب موجوں کے تھپیڑے کھا رہے تھے وہ بالآخر سمندر کی تہوں سے کامیاب و کامران بن کر برآمد ہوئے۔

غبارِ رہ گزر ہیں، کیمیا پر ناز تھا جن کو
جبینیں خاک پر رکھتے تھے جو، اکسیر گر نکلے

معانی: غبارِ رہ گزر: راستے کی مٹی، خاک یعنی یونانی۔ کیمیا: زر سازی، خاص دوا جو دھات کی ہیت کو بدل دیتی ہے۔
جبینیں خاک پر رکھنے والے: اللہ کے حضور سجدے کرنے والے یعنی ترک مسلمان۔ اکسیر گر: کیمیا بنانے والے
مطلب: جن لوگوں کو اپنی سائنسی اور مادی ترقی پر ناز تھا جیسے آج امریکہ کو ہے ان کو شکست کے سوا کچھ حاصل نہ ہو سکا اور وہ ترک جو زمین پر عاجزی و انکساری کے ساتھ سجدہ ریز ہوتے تھے وہ دشمن کے بالمقابل قدآور ثابت ہوئے اور ان کا غرور خاک میں ملا گیا۔

ہمارا نرم رَو قاصد پیامِ زندگی لایا
خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں وہ بے خبر نکلے

معانی: نرم رو قاصد: آہستہ چلنے والا پیامی۔ پیامِ زندگی لایا: مسلمانوں کی بیداری کا باعث بنا۔ خبر دیتی تھیں جن کو بجلیاں: ایسی افواج جن کے پاس بے پناہ وسائل ہوں۔ بے خبر نکلے: یعنی وہ سب کچھ ہوتے ہوئے بے خبر رہے۔
مطلب: ہمارا آہستہ چلنے والا پیامی زندگی یعنی نئی دنیا کا پیغام لے کر آیا جبکہ جن کے پاس وسائل کے انبار تھے وہ بالآخر بے خبر ہی رہے۔

حرم رُسوا ہوا پیرِ حرم کی کم نگاہی سے
جوانانِ تتاری کس قدر صاحبِ نظر نکلے

معانی: پیرِ حرم: یعنی حجاز کا گورنر شریف مکہ جس نے غداری کی ۔ کم نگاہی: انجام کا خیال نہ کرنے کی حرکت ۔ جوانانِ تتاری: ترکی فوج کے جوان ۔ صاحبِ نظر: اہل نظر، بصیرت والے ۔
مطلب: اس جنگ کے دوران شریف مکہ نے ترکوں کے ساتھ غداری کی جس کے نتیجے میں وہ بدنام و رسوا ہوا جب کہ ترک جوانوں نے عالم اسلام میں بھی سرخروئی حاصل کی ۔

زمیں سے نوریانِ آسماں پرواز کہتے تھے
یہ خاکی زندہ تر ، پائیندہ تر، تابندہ تر نکلے

معانی: نوریانِ آسماں پرواز: آسمانوں پر اڑنے والے فرشتے ۔ یہ خاکی: یہ مٹی کے بنے ہوئے انسان، یعنی ترک ۔ زندہ تر، زیادہ جاندار، قوی ۔ پائندہ تر: زیادہ ثابت قدم ۔ تابندہ تر: زیادہ روشن ۔
مطلب: اقبال نے یہاں اس واقعہ کی نشاندہی کی ہے کہ فرشتے بھی ان کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہتے تھے کہ یہ ترک تو زیادہ زندہ دل، زیادہ عزم محکم رکھنے والے اور زیادہ روشن دماغ ثابت ہوئے ۔

جہاں میں اہلِ ایماں صورتِ خورشید جیتے ہیں
ادھر ڈوبے، اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے، اِدھر نکلے

معانی: صورتِ خورشید: سورج کی طرح ۔
مطلب: فی الواقع اہل ایمان دنیا میں اسی طرح سے زندگی کا سفر طے کرتے ہیں جس طرح آسمان پر سورج کہ مشرق سے طلوع ہوتا ہے تو مغرب میں ڈوب جاتا ہے اور مغرب میں طلوع ہوتا ہے تو مشرق میں غروب ہو جاتا ہے ۔

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیرِ ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گرِ تقدیرِ ملت ہے

معانی: سرمایۂ تعمیر ملت: پوری قوم کی سربلندی اور ترقی کا باعث ۔ یہی قوت: ہر فرد کا یقینِ محکم ۔ صورت گر: یعنی بنانے والی ۔

مطلب: کسی قوم کے افراد میں یقین کی دولت ہی اس قوم کا سرمایہ ہوتی ہے یہی قوت ہے جس سے ملت کی تعمیر و تنظیم ہوتی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ یقین کامل کے بغیر کسی قوم کی تعمیر و عروج ممکن نہیں ۔

تو رازِ کن فکاں ہے، اپنی آنکھوں پر عیاں ہو جا
خودی کا راز داں ہو جا ، خدا کا ترجماں ہو جا

معانی: رازِ کن فکاں: کن فکاں یعنی اس کائنات کا بھید، حقیقت ۔ خودی: اپنی چھپی ہوئی شخصیت ۔ ترجماں: توحیدِ خداوندی سے آگاہ ہو کر دوسروں کو بتانے والا ۔

مطلب: اے مرد مسلماں! تیری حیثیت اس عالم رنگ و بو میں قدرت کے ایک راز کی سی ہے ۔ تیرے لیے یہ امر لازم ہے کہ اپنی حقیقت و تشخص سے آگہی حاصل کر لے اور خدائے ذوالجلال کے احکامات کی ترجمانی کرتے ہوئے خودی کی حکمت سے آشنائی حاصل کر لے ۔

ہوس نے کر دیا ہے ٹکڑے ٹکڑے نوعِ انساں کو
اخوت کا بیاں ہو جا ، محبت کی زباں ہو جا

معانی: ہوس: لالچ ۔ ٹکڑے ٹکڑے کرنا: قوموں اور قبیلوں میں تقسیم کر دینا ۔ نوعِ انساں: مراد تمام انسان، انسانوں کی جماعت ۔ اخوت کا بیاں ہو جا: بھائی چارے کا درس دینے والا بن جا ۔ محبت کی زباں: باہمی اتفاق و محبت کا پیغام ۔

مطلب: اس وقت کیفیت یہ ہے کہ لالچ اور خواہشاتِ بد نے انسان کو ذاتوں، قبیلوں اور دیگر گروہوں میں تقسیم کر کے رکھ دیا ہے ۔ تجھ پر فرض عائد ہوتا ہے کہ بھائی چارے اور محبت کے رشتوں میں پرو کر ایک بار پھر انسانی برادری کو گروہی تقسیم سے نجات دلائے ۔ اور ان میں اتفاق و اتحاد کی ایسی فضا قائم کر دے کہ وہ ہر طرح کی نفرتوں اور رقابتوں کو چھوڑ کر ہمیشہ کے لیے ایک ہو جائے ۔

یہ ہندی، وہ خراسانی، یہ افغانی، وہ تورانی
تو اے شرمندۂ ساحل اُچھل کر بیکراں ہو جا

معانی: یہ ہندی ۔ ۔ ۔ تورانی: مراد مختلف قوموں میں بٹے ہونا ۔ بے کراں ہو جا: وسیع یعنی علاقائی حدود سے آزاد ہو کر پوری ملت اور انسانیت کی بات کرنے والا بن جا ۔
مطلب: اس وقت صورت یہ ہے کہ یہ ہندوستانی ہے وہ خراسانی ہے یہ افغانی ہے وہ تورانی غرض لوگ مختلف فرقوں اور ذاتوں میں بٹے ہوئے ہیں حالانکہ ان کی مثال ایک سمندر کی موجوں کی طرح ہے جو بے شک الگ الگ اپنا عمل جاری رکھتی ہے لیکن ایک نقطہ پر پہنچ کر آپس میں مربوط ہو جاتی ہیں اور کسی طور پر ایک دوسرے سے جدا نہیں ہوتیں کہ اسی میں ان کی عافیت ہے ۔

غبار آلودۂ رنگ و نسب ہیں بال و پر تیرے
تو اے مرغِ حرم اُڑنے سے پہلے پر فشاں ہو جا

معانی: غبار آلودۂ رنگ و نسب: تنگ نظری کی مٹی میں اٹا ہوا ۔ بال و پر تیرے: تیری قوتیں اور صلاحیتیں ۔ مرغِ حرم: یعنی مسلمان ۔ اڑنا: یعنی ارتقا کی فضا میں اڑنے کا عمل ۔ پرُفشاں ہونا: پر پھڑپھڑانا تاکہ مٹی اور گرد جھڑ جائے ۔
مطلب: اے مردِ مومن! تو خود اس نوع کے امتیازات میں الجھا ہوا ہے حالانکہ تیرا تعلق حرم کعبہ سے ہے جو اتحاد و

یگانگت کی علامت ہے تیرے لیے اپنے مقاصد کی تکمیل کے لیے جدوجہد اور عمل ناگزیر ہے تاہم اس کے لیے ضروری ہے کہ گروہی سیاست اور نفاق کی پالیسی کو ختم کر دے ۔

خودی میں ڈوب جا غافل! یہ سرِ زندگانی ہے
نکل کر حلقۂ شام و سحر سے جاوداں ہو جا

معانی: حلقۂ شام و سحر: مراد ہر قسم کے تعصبات ۔ جاوداں : ہمیشہ کی زندگی پانے والا، بقا کا مالک ۔
مطلب: اے غفلت شعار اگر تو اپنی حیثیت ہمیشہ کے لیے مستحکم کرنے کا خواہاں ہے تو پھر صبح و شام یعنی تعصبات کے مخمصوں سے نکل کر اپنی خودی میں ڈوب جا کہ یہ حقیقی زندگی کا راز ہے ۔

مصافِ زندگی میں سیرتِ فولاد پیدا کر
شبستانِ محبت میں حریر و پرنیاں ہو جا

معانی: مصافِ زندگی: زندگی کا میدانِ جنگ، یعنی زندگی کی تگ و دو اور کشمکش ۔ سیرتِ فولاد: فولاد کی سی خصلت، خوبی، مصیبتوں میں بھی ثابت قدم رہنے کی عادت ۔ شبستانِ محبت: مراد نیا بھر کے مسلمانوں کی بزم محبت ۔ حریر و پرنیاں : ریشم کی دو قسیں ، مراد نرم ۔
مطلب: عملی جدوجہد کے مابین جہاں حریفوں سے معرکے درپیش ہوں وہاں تیرا وجود فولاد کی طرح سخت ہونا چاہیے اور جہاں اپنوں میں ہو وہاں تجھے محبت و شفقت سے پیش آنا چاہیے ۔ ایسے مقامات پر نرم روی سے کام لینے کی ضرورت ہوتی ہے ۔

گزر جا بن کے سیلِ تند رَو کوہ و بیاباں سے
گلستاں راہ میں آئے تو جوئے نغمہ خواں ہو جا

معانی: سیلِ تند رو: پانی کا تیز چلنے والا طوفان ۔ کوہ وبیاباں سے: پہاڑ اور اجاڑ یعنی مصیبتوں، تکلیفوں اور اسلام کے دشمنوں سے ٹکراتے ہوئے ۔ گلستاں : باغ، یعنی مسلمانوں کی محفل ۔ جوئے نغمہ خواں : گاتی ہوئی ندی، مراد فائدہ پہنچانے والا ۔

مطلب: جب پہاڑوں اور صحراؤں کو عبور کرنا ہو تو سیلاب کی سی تندی وتیزی اختیار کر اور راہ میں کوئی گلستاں آ جائے تو پھر اسی ندی کی طرح رواں رہ جو نغمے گاتی ہوئی بہتی چلی جاتی ہے ۔ یعنی اپنوں سے محبت و شفقت اختیار کر اور دشمنوں سے سختی ۔

ترے علم و محبت کی نہیں ہے انتہا کوئی
نہیں ہے تجھ سے بڑھ کر سازِ فطرت میں نوا کوئی

معانی: سازِ فطرت: قدرت کا باجا، سارنگی ۔ نوا: لے، سر ۔

مطلب: اے مرد مسلماں ! اس امر میں کسی شک کی گنجائش نہیں ہے کہ تیرا علم اور تیرا جذبہ محبت دونوں بیکراں ہیں یعنی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں اور مظاہر کائنات میں بھی تیرا وجود سب سے اعلیٰ اور بلند ہے ۔

ابھی تک آدمی صیدِ زبونِ شہر یاری ہے
قیامت ہے کہ انساں نوعِ انساں کا شکاری ہے

معانی: صیدِ زبوں : برے حالوں والا شکار ۔ شہریاری: بادشاہت، ایک فرد کی حکومت ۔ قیامت ہے: کتنے دکھ کی بات ہے ۔ شکاری: ظلم و ستم کرنے والا ۔

مطلب: اقبال یہاں طبقاتی صورت حال کے حوالے سے کہتے ہیں کہ دنیا ترقی کر کے کہیں سے کہیں جا چکی ہے لیکن آج کا ایک عام انسان ملوکیت اور آمریت کے روبرو انتہائی ذلت و حقارت کی نظر سے دیکھا جا رہا ہے ۔ اس سے بڑھ کر المیہ کیا ہو گا کہ انسان خود ہی آج بھی انسان کا استحصال کرنے میں فخر محسوس کرتا ہے ۔

نظر کو خیرہ کرتی ہے چمک تہذیبِ حاضر کی
یہ صناعی مگر جھوٹے نگوں کی ریزہ کاری ہے

معانی: خیرہ کرنا: آنکھیں چندھیا دینا ۔ چمک: ظاہری ٹپ ٹاپ ۔ تہذیبِ حاضر: موجود دور کا تمدن جس پر یورپی تہذیب کی چھاپ ہے ۔ صناعی: کاریگری ۔ جھوٹے رنگ: وہ نگینے جو اصلی نہ ہوں ۔ ریزہ کاری: چھوٹے ریزوں کو جوڑ کر نگینہ بنانے کا کام ۔

مطلب: ہر چند کہ عصر حاضر کی تہذیب بظاہر چمک دمک اور تزئین و آرائش کے اعتبار سے نگاہوں کو چندھا دیتی ہے اس کے باوجود بغور جائزہ لیا جائے تو اندازہ ہوتا ہے کہ مصنوعی تہذیب جھوٹے موتیوں کی مانند ہے جو چمک تو دیتے ہیں لیکن قدر و قیمت کے اعتبار سے کوئی اہمیت نہیں رکھتے ۔

وہ حکمت ناز تھا جس پر خرد مندانِ مغرب کو
ہوس کے پنجۂ خونیں میں تیغِ کار زاری ہے

معانی: خردمندان: جمع خرد مند، دانا، فلسفی ۔ پنجۂ خونیں: خون سے لتھڑا ہوا ہاتھ ۔ تیغِ کارزاری: جنگ کی تلوار ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ وہ حکمت و دانش جس پر مغربی دنیا کے فلسفیوں اور دانشوروں کو ناز رہا ہے دیکھا جائے تو ایک ایسی تلوار کی مانند ہے جس سے اپنی ہوس کی تکمیل کے لیے خون بہانے کا کام لیا جاتا ہے ۔ یعنی اس حکمت و دانش کو محض اپنے ذاتی مفاد اور کمزور قوموں کے استحصال کی خاطر استعمال کیا جاتا ہے ۔

تدبر کی فسوں کاری سے محکم ہو نہیں سکتا
جہاں میں جس تمدن کی بنا سرمایہ داری ہے

معانی: تدبر: غور و فکر، سوچ بچار کرنے کی حالت ۔ فسوں کاری: جادوگری ۔ بنا: بنیاد ۔ سرمایہ داری: بہت زیادہ مالدار، دولت مند ہونا ۔

مطلب: یہ جان لینا چاہیے کہ جس نظام کی بنیاد سرمایہ داری پر مبنی ہے اسے فکر و تدبیر مستحکم نہیں کر سکتے کہ اس نوع کے تمدن زیادہ دیر پا ثابت نہیں ہوتا خواہ اس کو کتنا ہی استحکام بخشنے کی کوشش کی جائے ۔

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

معانی: عمل: جدوجہد، انسانیت کی خیر خواہی کے لیے کام کرنا ۔ نوری: نور سے بنا ہوا، فرشتہ ۔ ناری: آگ سے بنا ہوا، شیطان، یعنی برا ۔

مطلب: امر واقعہ یہ ہے کہ یہ صرف عمل اور جدوجہد ہی ہے جو زندگی کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں ۔ انہی کے سبب انسانی زندگی جنت بھی بن سکتی ہے اور عمل درست نہ ہو تو وہ جہنم کا عذاب بھی بن سکتا ہے ۔ اس لیے پیدائشی سطح پر انسان نہ تو جنتی ہے نا دوزخی بلکہ اس کے اچھے اعمال اور برے اعمال ہی دراصل دنیا اور آخرت کی بھلائی اور برائی کے ذمہ دار ہیں ۔

خروش آموزِ بلبل ہو، گرہ غنچے کی وا کر دے
کہ تو اس گلستاں کے واسطے بادِ بہاری ہے

معانی: خروش آموزِ بلبل: بلبل یعنی مسلمانوں کو باہمی اتفاق کی باتیں سکھانے والا ۔ گرہ غنچے کی وا کر دے: کلی کی گانٹھ کو کھول دے یعنی مسلمانوں میں باہمی چپقلش دور کر دے ۔

مطلب: اے مسلمان دانشور! یہ قدرت نے تجھ میں ہی صلاحیت پیدا کی ہے کہ ملت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کر سکے اور اس کے پیچیدہ مسائل کا حل تلاش کرے تاکہ وہ کامیابی کے ساتھ اپنی منزل کی طرف گامزن ہو ۔

پھر اٹھی ایشیا کے دل سے چنگاری محبت کی
زمیں جولاں گہِ اطلس قبایانِ تتاری ہے

معانی: جولانگہ: میدان جہاں گھوڑا دوڑاتے ہیں ۔ اطلس قبایانِ تتاری: چمکیلا لباس پہننے والے ترک، مراد مسلمان جہاد کے لیے اٹھ کھڑے ہوئے ہیں ۔
مطلب: زیر تشریح شعر میں اقبال ایک بار پھر یہ خوش خبری سناتے ہیں کہ پھر ایک بار ایشیا کے باشندے صورتحال کو سمجھنے لگے ہیں اور اس کے نتیجے ہیں کہ باہمی اتحاد و محبت ہی پر سکون اور خوشحال زندگی کے لیے ناگزیر ہیں یوں لگتا ہے جیسے زمین پر ان ترکوں کے وہ گھوڑے دوڑ رہے ہیں جنھوں نے اطلسی لباس زیب تن کیا ہوا ہے ۔

بیا پیدا خریدار است جانِ ناتوانے را
پس از مدّت گزار اُفتاد بر ما کاروانے را

مطلب: یہ شعر معمولی سی ترمیم کے ساتھ نظیری کا ہے ۔ جس میں کہا گیا ہے آکہ کمزور جان کا خریدار پیدا ہو گیا ہے ۔ ایک مدت کے بعد ایک قافلہ ہماری طرف سے گزر رہا ہے ۔ مراد یہ کہ ملت کی بہبودی کے دن نزدیک آ گئے ہیں اور افراد قوم اب متحد و متفق ہو کر اپنی منزل مقصود کی جانب چل پڑے ہیں ۔

بیا ساقی نوائے مرغ زار از شاخسار آمد
بہار آمد ، نگار آمد، نگار آمد، قرار آمد

مطلب: اے ساقی آجا کہ شاخوں پر سے پریشان حال پرندے کی چہکار سنائی دی ہے ۔ یعنی بہار آگئی ہے ، محبوب آگیا اور جب محبوب آگیا تو دل کا قرار آگیا ۔

کشید ابرِ بہاری خیمہ اندر وادی و صحرا
صدائے آبشاراں از فرازِ کوہسار آمد

مطلب: موسمِ بہار کے بادل نے وادی اور صحرا میں خیمے لگا دیے ہیں اور پہاڑ پر سے آبشاروں کے گرنے کی آواز آنے لگی ہے ۔

سرت گردم تو ہم قانونِ پیشیں ساز دہ ساقی
کہ خیلِ نغمہ پردازاں قطار اندر قطار آمد

مطلب: اے ساقی تیرے قربان جاؤں تو بھی ذرا پہلے والا ساز چھیڑ دے کہ گیت گانے، چہچہانے والے قطار در قطار آ گئے ہیں ۔

کنار از زاہداں بر گیر و بیباکانہ ساغر کش
پس از مدّت ازیں شاخِ کہن بانگِ ہزار آمد

معانی: زاہدوں ، پرہیزگاروں سے کنارہ کشی کر لے جو شراب ناب کے مخالف ہیں اور بے خوف ہو کر پینا پلانا شروع کر دے کیونکہ ایک مدت کے بعد اس پرانی ٹہنی یعنی ملت اسلامیہ سے بلبل کی آواز سنائی دی ہے ۔

بہ مشتاقاں حدیثِ خواجہَ بدر و حنین آور
تصرف ہائے پنہانش بچشمِ آشکار آمد

مطلب: اے ساقیا آ! اور بدر و حنین کے آقا آنحضرت ﷺ کا ذکرِ خیر ان کے عشاق کو سنا ۔ آنحضرت نے جو راز ہائے دروں محفوظ رکھے تھے وہ اب مجھ پر ظاہر ہو گئے ہیں ۔

دگر شاخِ خلیل از خونِ ما نمناک می گردد
ببازارِ محبت نقدِ ما کامل عیار آمد

مطلب: اب پھر شاخِ خلیل حضرت ابراہیم یعنی ملت اسلام ہمارے خون سے تروتازہ و سرسبز ہو رہی ہے یعنی محبت کی منڈی میں ہماری نقدی خالص اور کھری قرار پائی ہے ۔

سرِ خاک شہیدے برگہائے لالہ می پاشم
کہ خونش با نہالِ ملتِ ما سازگار آمد

مطلب: میں اس شہید کی قبر پر لالہ کی پتیاں بکھیرتا ہوں جس کا خون ہماری ملت کے پودے کے لیے مفید ثابت ہوا ۔ یہاں اقبال کا اشارہ یقیناً واقعات کربلا اور شہادت عظمیٰ کی جانب ہے ۔

بیا تا گل بیفشانیم و مے در ساغر اندازیم
فلک را سقف بشگافیم و طرحِ دیگر اندازیم

مطلب: آ کہ ہم پھول بکھیریں اور شراب جام میں انڈیلیں ، اس طرح آسمان کی چھت پھاڑ ڈالیں اور ایک نئی زندگی کی بنیاد رکھیں ۔ اس شعر میں مسلمانوں کو محبت و اتفاق کا درس دیا ہے ۔

(۱)

گلزارِ ہست و بود نہ بیگانہ وار دیکھ
ہے دیکھنے کی چیز، اسے بار بار دیکھ

معانی: گلزار ہست وبود: مراد یہ دنیا ۔ بیگانہ وار: غیروں کی طرح ۔ دیکھنے کی چیز: دل لبھانے والی چیز۔
مطلب: کہ فنا و بقا سے مربوط دنیا کو اے باشعور انسان اجنبیوں اور بیگانوں کے انداز میں نہ دیکھ یہ تو ایک ایسا عالم رنگ بو ہے جسے بار بار دیکھنے کی ضرورت ہے ۔ اس دنیا کے جملہ عناصر پر غور و خوض ہی لطف و مسرت کا سبب بن سکتا ہے ۔

آیا ہے تو جہاں میں مثالِ شرار دیکھ
دم دے نہ جائے ہستیِ ناپایدار دیکھ

معانی: مثالِ شرار: مراد چنگاری کی طرح تھوڑی زندگی والا ۔ دم دینا: دھوکا دینا ۔ ہستیِ ناپایدار: فانی زندگی ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ دنیا میں تیرا وجود ایک ایسی چنگاری کے مانند ہے جس کی زندگی انتہائی مختصر ہوتی ہے بے شک تیری زندگی بھی بہت کم ہے ۔ ایسا نہ ہو کہ یہ زندگی تجھے فریب دے جائے اور تو اپنے حقیقی مقاصد کی تکمیل سے محروم رہے ۔

مانا کہ تیری دید کے قابل نہیں ہوں میں
تو میرا شوق دیکھ، میرا انتظار دیکھ

دید: دیدار ۔ قابل: لائق، مناسب ۔ ذوقِ دید: محبوب کے دیکھنے کا شوق ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال اپنے محبوب کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ بے شک میں تیرے التفات و توجہ کے قابل نہیں ۔ پھر بھی میرے شوق اور انتظار کی کیفیت ایسی نہیں کہ بے اعتنائی برتی جا سکے ۔

کھولی ہیں ذوقِ دید نے آنکھیں تری اگر
ہر رہ گزر میں نقشِ کفِ پائے یار دیکھ

معانی: ذوقِ دید: محبوب کے دیکھنے کا شوق ۔ رہ گزر: راستہ ۔ نقش: نشان ۔ کفِ پائے یار: محبوب کے پاؤں کے تلوے ۔

مطلب: اس امر میں شک کی گنجائش نہیں کہ جلوۂ محبوب کا نظارہ کرنے کے مذاق و شوق نے تیری آنکھیں کھلی رکھیں ہیں چنانچہ اگر اب مجھے ہر گلی کوچے میں نقش کف پائے یار نظر آجائے تو پھر کوئی حیرت کی بات نہیں ۔

(۲)

نہ آتے ہمیں اس میں تکرار کیا تھی
مگر وعدہ کرتے ہوئے عار کیا تھی

معانی: تکرار: جھگڑا ۔ عار: شرم ۔
مطلب: اس غزل کے مطلع میں محبوب کو مخاطب کر کے کہا گیا ہے کہ میری دعوت پر بے شک تو نہ آتا نہ ہی ہمیں اس پر کسی بحث و تمحیص کی ضرورت تھی تاہم دل رکھنے کے لیے محض وعدہ ہی کر لیتا تو اس میں کیا قباحت ہوتی ۔

تمہارے پیامی نے سب راز کھولا
خطا اس میں بندے کی سرکار کیا تھی

معانی: پیامی: پیغام لانے لے جانے والا ۔ راز کھولنا: بھید کی بات بتا دینا ۔ بندہ: غلام، اپنے لیے عاجزی کا لفظ ۔ سرکار: آقا، محبوب کے لیے ادب کا لفظ ۔
مطلب: اس شعر میں اپنے محبوب سے عاشق کہتا ہے کہ میں نے تو تمام معاملات عشق کو دوسروں سے پوشیدہ رکھا تھا اگر اس راز پر سے پردہ اٹھا تو اس کا ذمہ دار تیرا قاصد ہے اس ضمن میں مجھے کسی طرح بھی خطا کار نہیں ٹھہرایا جا سکتا ۔

بھری بزم میں اپنے عاشق کو تاڑا
تری آنکھ مستی میں ہشیار کیا تھی

معانی: بھری بزم میں : مراد سب حاضرین کے سامنے ۔ تاڑنا: بھانپ، جان لینا ۔ مستی: نشہ، مدہوشی ۔ ہشیار: ہوش میں رہنے والی ۔

مطلب: اے محبوب! تو نے تو بھری محفل میں سب کو نظر انداز کر کے صرف اور صرف اپنے عاشق کو ہی تاڑ لیا۔ بے شک تیری آنکھیں مستی اور سرشاری کے باوجود بہت ہوشیار ثابت ہوئیں ۔ عاشق کو تاڑنے کا عمل اس حقیقت کا مظہر ہے ۔

تامل تو تھا ان کو آنے میں قاصد
مگر یہ بتا طرزِ انکار کیا تھی

معانی: تامل: سوچ ۔ طرز: طریقہ، انداز ۔

مطلب: اس شعر میں عاشق اپنے محبوب کے پاس جانے والے قاصد سے استفسار کرتا ہے بے شک تیرے کہنے کے مطابق اس نے میری دعوت کے بارے میں تامل سے تو کام لیا مگر اتنا ضرور بتا دے کہ اس کے انکار کا انداز کیا تھا ۔ تاکہ حقیقت حال کا اندازہ کیا جا سکے ۔

کھنچے خود بخود جانبِ طور موسیٰ
کشش تیری اے شوقِ دیدار کیا تھی

معانی: کھنچے: کشش کے سبب آگے بڑھے ۔ جانب: طرف ۔ طور: طورِ سینا، جہاں حضرت موسیٰ نے خدا کا جلوہ دیکھا ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال خداوند تعالیٰ سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نہ جانے کس جذبے کے تحت کوہ طور کی جانب کھنچے چلے گئے ۔ شاید یہ تیرا جلوہ دیکھنے کی کشش ہی تھی کہ انجام و عواقب سے بے نیاز ہو کر برق طور کی پروا بھی نہ کی ۔

کہیں ذکر رہتا ہے اقبال تیرا
فسوں تھا کوئی، تیری گفتار کیا تھی

معانی: ذکر رہنا: کسی کے متعلق باتیں ہونا ۔ فسوں : جادو ۔ گفتار: باتیں ، مراد شاعری ۔
مطلب: اے اقبال! اتنا بتا دے کہ تیری گفتگو میں کونسا سحر پوشیدہ تھا کہ محبوب کی بزم میں اب ہر لمحے تیرا ذکر خیر ہوتا رہتا ہے ۔

(۳)

عجب واعظ کی دیں داری ہے یارب

عداوت ہے اسے سارے جہاں سے

معانی: عجب: حیران کرنے والی ۔ واعظ: مسجد کے منبر پر کھڑے ہوکر وعظ کرنے والا ۔ دیں داری: دین، شریعت کی پابندی ۔ عداوت: دشمنی ۔

مطلب: واعظ جو بزعم خود نیکی وپارسائی اور اخوت و مساوات کا دعویدار بنتا ہے جب کہ اس کا ذاتی کردار قطعی مختلف ہے ۔ اس کے قول و فعل میں تضادات کا یہ عالم ہے کہ ہر نوع کی دینداری کے دعووں کے باوجود عملاً اسے اپنے سوا سارے جہان کے لوگوں سے عداوت ہے بالفاظ دگر اس کے دل میں نفرت کے سوا اور کچھ نہیں ۔

کوئی اب تک نہ یہ سمجھا کہ انساں

کہاں جاتا ہے ، آتا ہے کہاں سے

مطلب: آج کی دنیا میں بے شک عقلی اور ذہنی سطح پر انسان بے حد ترقی کر چکا ہے ۔ بڑے بڑے سائنسدانوں اور موجدوں نے حیرت انگیز انکشافات اور ایجادات کی ہیں تاہم اب تک اس حقیقت کو کوئی بھی نہیں جان سکا کہ یہ جو انسان دنیا میں آتا ہے کہاں سے آتا ہے ۔ یعنی تمام تر ذہنی اور شعوری ارتقاء کے باوجود انسان کی حقیقت ابھی تک پوشیدہ ہے ۔

وہیں سے رات کو ظلمت ملی ہے

چمک تارے نے پائی ہے جہاں سے

معانی: ظلمت: اندھیرا ۔

مطلب: یہ نظام قدرت ہے کہ شب کی سیاہی بھی اسی قوت کی ودیعت کردہ ہے جس نے ستاروں کو روشنی عطا کی ہے یعنی یہ رب ذوالجلال کے احکامات کا کرشمہ ہے کہ تاروں کو روشنی بھی انہی کے تحت ملتی ہے اور رات کو تاریکی بھی وہیں سے فراہم ہوتی ہے ۔

ہم اپنی درد مندی کا فسانہ
سنا کرتے ہیں اپنے رازداں سے

معانی: دردمندی: تکلیف، دکھ کی حالت ۔ فسانہ: کہانی ۔ رازداروں: واقف حال ۔

مطلب: ہم اس قدر درد مند واقع ہوئے ہیں کہ ہمارے رازدار لوگ ہی اس ہمدردانہ رویے کا احوال بیان کرتے ہیں جو ہمارا دوسروں کے ساتھ رہا ہے جب کہ ہم اسے فراموش کر چکے ہوتے ہیں ۔

بڑی باریک ہیں واعظ کی چالیں
لرز جاتا ہے آوازِ اذاں سے

معانی: باریک: گہری ۔ چالیں: جمع چال، دھوکا دینے کے طریقے ۔ لرز جانا: کانپ اٹھنا ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال واعظ پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ اس قدر چالاک و عیار شخص ہے کہ اذان کی آواز سنتے ہی کانپنے لگ جاتا ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کا یہ عمل محض دوسروں کو متاثر کرنے کے لیے ہوتا ہے ۔

(۴)

لاؤں وہ تنکے کہاں سے آشیانے کے لیے
بجلیاں بیتاب ہوں جن کو جلانے کے لیے

معانی: بیتاب: بے چین ۔
مطلب: بقول اقبال اپنے گھر کی تعمیر کے لیے ایسے افراد کو جمع کر رہا ہوں جو ہمت اور پامردی کے ساتھ ان عناصر کے خلاف صف آرا ہونے کی صلاحیت رکھتے ہوں جو اس گھر کی تخریب کے درپے ہیں ۔

وائے ناکامی فلک نے تاک کر توڑا اسے
میں نے جس ڈالی کو تاڑا آشیانے کے لیے

معانی: فلک: آسمان ۔ تاک کر: نشانہ باندھ کر ۔ تاڑا: دیکھا ۔

آنکھ مل جاتی ہے ہفتاد دو ملت سے تری
ایک پیمانہ ترا سارے زمانے کے لیے

معانی: ہفتاد دو ملت: بہتر فرقے، مراد دنیا کے مختلف مذاہب ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال افراد کی وسعت قلبی کے حوالے سے کہتے ہیں کہ اگر ہم سب مذاہب کو ایک ہی نظر سے دیکھیں تو اختلاف اور تفرقہ کی گنجائش نہیں رہتی ۔

دل میں کوئی اس طرح کی آرزو پیدا کروں
لوٹ جائے آسماں میرے مٹانے کے لیے

معانی: لوٹ جانا: تڑپ جانا۔
مطلب: میری محرومی کا یہ عالم ہے کہ میں نے اپنا آشیانہ بنانے کے لیے جس شاخ کا انتخاب کیا تھا فلک کج رفتار نے اسی شاخ کو مشق ستم بنایا۔

جمع کر خرمن تو پہلے دانہ دانہ چن کے تو
آ ہی نکلے گی کوئی بجلی جلانے کے لیے

پاس تھا ناکامیِ صیاد کا اے ہم صفیر
ورنہ میں اور اڑ کے آتا ایک دانے کے لیے

معانی: ہم صفیر: ساتھ چہچہانے والا، ساتھی پرندہ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال اپنے کسی دوست کو مخاطب کر کے کہتے ہیں کہ فی الوقت مجھے اپنے دشمن کی ناکامی کا پاس تھا ورنہ کسی پرندے کی طرح میں محض ایک دانے کی خاطر اپنی آزادی سے کیوں محروم ہوتا۔

اس چمن میں مرغِ دل گائے نہ آزادی کا گیت
آہ یہ گلشن نہیں ایسے ترانے کے لیے

مطلب: اس آخری شعر میں کہا گیا ہے کہ میرے وطن کی حالت زار ایسی ہے کہ یہاں آزادی کے ترانے الاپنا بے معنی سی بات ہے ۔

(۵)

کیا کہوں اپنے چمن سے میں جدا کیونکر ہوا
اور اسیرِ حلقۂ دامِ ہوا کیونکر ہوا

معانی: اسیر: قیدی ۔ حلقۂ دام ہوا: لالچ، ہوس کے جال کی ڈوری ۔
مطلب: اس غزل کے مطلع میں اقبال حضرت آدم کے حوالے سے جنت سے نکالے جانے والے واقعہ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ انسان کا حقیقی وطن تو جنت ہی تھا لیکن وہاں سے جس طرح اسے نکالا گیا اس کے بارے میں حقائق کا اظہار میرے لیے ممکن نہیں ۔ چنانچہ یہ بھی بتانا ممکن نہیں کہ زمین پر پہنچ کر انسان حرص و ہوس کے چنگل میں کیسے پھنس گیا ۔

جائے حیرت ہے برا سارے زمانے کا ہوں میں
مجھ کو یہ خلعت شرافت کا عطا کیوں کر ہوا

معانی: شرافت کا خلعت: مراد انسان کے تمام مخلوق میں افضل، اشرف ہونے کا خاص لباس ۔
مطلب: جب سارا زمانہ انسان کو برا سمجھ کر حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے تو یہ مقام حیرت ہے کہ رب العزت نے اسے اشرف المخلوقات کا خطاب کیوں عطا کیا ۔

کچھ دکھانے دیکھنے کا تھا تقاضا طور پر
کیا خبر ہے تجھ کو اے دل فیصلہ کیوں کر ہوا

مطلب: اس شعر میں واقعہ طور کی طرف اشارہ کر کے کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر خداوند عزوجل سے اس کا جلوہ دکھانے کا تقاضا کیا تھا اور کہا تھا رب ارنی یعنی اے خدا اپنا جلوہ دکھا دے ۔ تو خدا کی جانب سے اپنے پیغمبر کو جواب ملا تھا کہ لن ترانی اے موسیٰ تو میرا جلوہ دیکھنے کی تاب نہیں لا سکتا چنانچہ ہوا بھی یہی کہ حضرت موسیٰ کے اصرار پر خدا نے اپنا جلوہ دکھایا تو وہ اس کی تاب نہ لا سکے اور بے ہوش ہو گئے ۔ اقبال کہتے ہیں کہ یہ جلوہ دیکھنے اور دکھانے کا معاملہ کس طرح سے طے ہوا اس کے بارے میں کوئی نہیں جانتا ۔

ہے طلب بے مدعا ہونے کی بھی اک مدعا
مرغِ دل دامِ تمنا سے رہا کیوں کر ہوا

معانی: دامِ تمنا: خواہش کا جال ۔ رہا ہونا: چھوٹ جانا ۔

مطلب: قلب انسان ہمیشہ آرزووَں اور تمنا کا مسکن رہا ہے تا ہم اگر انسان اس امر کا خواہاں ہو کہ اس کا دل ہر آرزو اور تمنا سے بے نیاز ہو جائے تو یہ امر کی آرزو اور تمنا کے مترادف ہے ۔ اس صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ قلب انسان آرزووَں اور تمناوَں سے خالی ہو جائے ۔

دیکھنے والے یہاں بھی دیکھ لیتے ہیں تجھے
پھر یہ وعدہ حشر کا صبر آزما کیوں کر ہوا

مطلب: حشر: قیامت ۔ صبر آزما: تکلیف دینے والا ۔

مطلب: جو نیک بندے معرفت الہیٰ کی صلاحیت رکھتے ہیں وہ تو دنیا میں بھی خدا کا جلوہ کسی نہ کسی طور پر دیکھ لیتے ہیں ۔ چنانچہ خدا نے قیامت کے روز اپنا جلوہ دکھانے کا جو وعدہ کیا ہے یقینا صبر آزما ہونے کے ساتھ فہم انسانی سے بالاتر ہے ۔

حسن کامل ہی نہ ہو اس بے حجابی کا سبب
وہ جو تھا پردوں میں پنہاں، خود نما کیوں کر ہوا

معانی: حسنِ کامل: مکمل حسن، مراد قدرت کا حسن ۔ بے حجابی: پردے کے بغیر ہونا ۔ وہ: مراد محبوب حقیقی ۔
مطلب: اس کائنات کے پیدا کرنے والے نے ہزار پردوں میں خود کو چھپانے کے باوجود اپنی صفات کے حوالے سے ظاہر اور نمایاں کر دیا ۔ اس کا سبب یہی ہے کہ وہ حسن کامل ہے اور حسن کامل پردوں میں چھپا نہیں رہ سکتا ۔

موت کا نسخہ ابھی باقی ہے اے دردِ فراق
چارہ گر دیوانہ ہے، میں لادوا کیوں کر ہوا

معانی: چارہ گر: طبیب، حکیم ۔ دیوانہ: پاگل ۔ لادوا: لا علاج ۔
مطلب: محبوب سے ہجر و فراق کا مداوا بے شک میرے چارہ گر کے نزدیک کچھ نہ ہو لیکن میں سمجھتا ہوں کہ موت اس کا حقیقی مداوا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ موت کے ساتھ ہی ہجر و فراق کا مسئلہ بھی ختم ہو کر رہ جاتا ہے ۔

تو نے دیکھا ہے کبھی اے دیدۂ عبرت کہ گل
ہو کے پیدا خاک سے رنگیں قبا کیوں کر ہوا

معانی: دیدۂ عبرت: سبق حاصل کرنے والی آنکھ ۔ رنگیں قبا: سرخ لباس والا ۔
مطلب: اقبال اس شعر میں کہتے ہیں کہ دیدۂ عبرت سے دیکھا جائے تو اس پر کوئی حیرت نہیں ہو گی کہ پھول پیدا تو مٹی سے ہوتا ہے اس کے باوجود اس کی پتیاں خوش نما رنگوں کی حامل ہوتی ہیں ۔ یعنی انسان کی صحبت کتنی ہی بری ہو اس میں اچھا بننے کی صلاحیت ہوتی ہے ۔

پرُسشِ اعمال سے مقصد تھا رسوائی مری
ورنہ ظاہر سبھی کچھ، کیا ہوا! کیوں کر ہوا

معانی: پرسش اعمال: عملوں کے بارے میں پوچھ گچھ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ یہ جو انسان کے گناہ و ثواب کا معاملہ ہے تو اس کا مقصد اس کی رسوائی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے جب کہ خدا علیم و بصیر ہوتے ہوئے اس امر سے پوری طرح آگاہی رکھتا تھا کہ انسان سے جملہ گناہ ثواب کیسے اور کیوں سرزد ہوئے۔

میرے مٹنے کا تماشا دیکھنے کی چیز تھی
کیا بتاؤں ان کا میرا سامنا کیوں کر ہوا

مطلب: اپنے محبوب سے ملاقات کے لمحات کا اندازہ تو دیکھنے سے ہی ہو سکتا ہے کہ میں اس پر کسی طرح سے مر مٹا۔ یہ کیفیت زبان سے بیان کرنا ممکن نہیں۔

(۶)

انوکھی وضع ہے ، سارے زمانے سے نرالے ہیں
یہ عاشق کون سی بستی کے یارب رہنے والے ہیں

معانی: انوکھی وضع: نرالی شکل و صورت ۔ بستی: آبادی، شہر۔
مطلب: اس غزل کے مطلع میں اقبال کہتے ہیں کہ یہ جو حاملان عشق و محبت ہیں اپنی وضع قطع کے اعتبار سے انہوں نے خود کو باقی دنیا کے لوگوں سے الگ تھلگ کیا ہوا ہے ۔ ان کو دیکھنے پر انسان یہ سوچنے پر مجبور ہو جاتا ہے کہ نہ جانے یہ لوگ کس دنیا کے باشندے ہیں کہ ان کے طور طریقے تو دوسروں سے قطعی طور پر مختلف نظر آتے ہیں ۔

علاجِ درد میں بھی درد کی لذت پہ مرتا ہوں
جو تھے چھالوں میں کانٹے نوکِ سوزن سے نکالے ہیں

معانی: درد: مراد عشق کا دکھ ۔ نوکِ سوزن: سوئی کا سرا ۔
مطلب: اپنے دکھ درد کے علاج کے دوران میں اس لذت کو نظرانداز نہیں کر سکتا جو درد میں ہوتی ہے ۔ اسی سبب اپنے پاؤں کے آبلوں میں سے کانٹے نکالنے ہوں تو اس کے لیے بھی سوئی کا استعمال کرتا ہوں جس سے بے شک تکلیف تو ہوتی ہے لیکن اس میں بھی یک گونہ لذت کا احساس ہوتا ہے ۔

پھلا پھولا رہے یارب چمن میری امیدوں کا
جگر کا خون دے دے کر یہ بوٹے میں نے پالے ہیں

معانی: پھلا پھولا: سرسبز۔ جگر کا خون دینا: بہت غم اٹھانا۔ بوٹے پالنا: پودوں کی پرورش کرنا۔
مطلب: اے خدائے ذوالجلال! تجھ سے بس اتنی دعا ہے کہ میری آرزوؤں اور تمناؤں کو پھلا پھولا رکھ۔ اس لیے کہ ان کی پرورش کے لیے میں نے اپنا خون دیا ہے۔

رُلاتی ہے مجھے راتوں کو خاموشی ستاروں کی
نرالا عشق ہے میرا، نرالے میرے نالے ہیں

معانی: نرالا: سب سے الگ۔
مطلب: راتوں میں جب میں ستاروں کو سناٹے کے عالم میں خاموش دیکھتا ہوں تو یہ صورتحال میرے لیے دل شکستگی اورآہ وزاری کا سبب بن جاتی ہے۔ میرے نزدیک ستاروں کی یہ خامشی کسی دکھ کے سبب ہے۔ یہی وجہ ہے کہ میری سوچ دوسرے لوگوں سے مختلف ہے کہ اظہار عشق میں میں بھی ہائے وائے کرنے کی بجائے خامشی کا قائل ہوں۔

نہ پوچھو مجھ سے لذت خانماں برباد رہنے کی
نشیمن سیکڑوں میں نے بنا کر پھونک ڈالے ہیں

معانی: خانماں برباد: جس کا گھربار تباہ ہو۔ نشیمن: گھونسلا۔ سیکڑوں: بہت سے۔ پھونک ڈالنا: جلا دینا۔
مطلب: حقیقت یہ ہے کہ میری تباہی میں کسی دوسرے کا ہاتھ نہیں۔ اس کے برعکس میں نے تو خود ہی اپنے آپ کوتباہ وبرباد کیا ہے۔ اس کا ثبوت یہ ہے کہ اپنے لیے سیکڑوں ٹھکانے بنائے اور بعد میں خود ہی ان کونذرآتش کر دیا۔ یہ بربادی تو خود لذتیت کی مظہر ہے۔

نہیں بیگانگی اچھی رفیقِ راہِ منزل سے
ٹھہر جا اے شرر ہم بھی تو آخر مٹنے والے ہیں

معانی: بیگانگی: غیر ہونا ۔ رفیق راہِ منزل: مراد سفر کا ساتھی ۔ ٹھہر جا: رک جا ۔ شرر: چنگاری ۔ مٹنے والا: فنا ہونے والا ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال انسان کی عمر فانی کے اختصار کی نشاندہی کرتے ہوئے اسے ایک چنگاری کے مانند قرار دیتے ہیں کہ جس طرح آگ کی ایک چنگاری لمحے بھر کے لیے اپنے وجود کا احساس دلا کر پھر ہمیشہ کے لیے ختم ہو جاتی ہے اسی طرح انسانی زندگی بھی ہے ۔ مصرعہ اولیٰ میں وہ چنگاری کو خطاب کرتے ہوئے یوں گویا ہوتے ہیں کہ جب ہم انسان اور تو یکساں خصوصیت کے حامل ہیں تو تیرے لیے یہ لازم نہیں کہ ہم سے بیگانگی کا اظہار کرے ۔ تیری اور ہم انسانوں کی عمر قریب قریب یکساں ہی ہے ۔

اُمیدِ حور نے سب کچھ سکھا رکھا ہے واعظ کو
یہ حضرت دیکھنے میں سیدھے سادے بھولے بھالے ہیں

معانی: امید: مراد خواہش ۔ واعظ: مسجد میں وعظ کرنے والا ۔ سیدھا سادہ: بھولا بھالا، جسے کوئی تجربہ نہ ہو ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ یہ حضرت واعظ جو بظاہر سیدھے سادے اور بھولے بھالے نظر آتے ہیں عملاً یہ بڑے چالاک اور کائیاں ہیں ان کے ذہن میں تو ہر لمحے جنت کی حوروں کا تصور رقصاں رہتا ہے اور حوروں کے اس تصور نے ہی عملی سطح پر انہیں دنیاوی مسائل کے بارے میں بہت کچھ سکھا دیا ہے ۔ ان کی یہ جو خاموشی ہے وہ ایک طوفان کی سی حیثیت رکھتی ہے ۔

مرے اشعار اے اقبال کیوں پیارے نہ ہوں مجھ کو
مرے ٹوٹے ہوئے دل کے یہ دردانگیز نالے ہیں

معانی: اشعار: شعر کی جمع ۔ ٹوٹا ہوا دل: محبت میں مایوسی کا شکار دل ۔ درد انگیز نالے: درد بھرے گیت ۔
مطلب: غزل کے مقطع میں اقبال خود کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرے اشعار مجھ کو اتنے پیارے اور جان و دل سے زیادہ عزیز کیوں نہ ہوں اس لیے کہ یہ تو میرے دل شکستہ کے درد انگیز نالوں کی مانند ہیں ۔

(۷)

ظاہر کی آنکھ سے نہ تماشا کرے کوئی
ہو دیکھنا تو دیدۂ دل وا کرے کوئی

معانی: ظاہر کی آنکھ: ماتھے والی آنکھیں ۔ دیدۂ دل: مراد بصیرت کی آنکھ ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ اس عالم کون و مکاں پر نظر ڈالنے سے کچھ حاصل نہ ہو گا اس مقصد کے لیے تو لازم ہے کہ اس نگاہ سے دیکھا جائے جو باطن میں بھی اتر جاتی ہے ۔ مراد یہ کہ دنیا پر محض نگاہ غلط انداز ڈالنے کا کوئی فائدہ نہیں بلکہ اسے گہری تجزیاتی نگاہ سے دیکھنا ضروری ہے ۔

منصور کو ہوا لبِ گویا پیامِ موت
اب کیا کسی کے عشق کا دعویٰ کرے کوئی

معانی: منصور: حسین بن حلاج فارس کے ایک قصبہ سے تعلق تھا ۔ انا الحق کہنے پر علمائے وقت نے ان کے خلاف فتویٰ دیا جس پر خلیفہ بغداد، مقتدر کے حکم پر انہیں پھانسی دی گئی ۔ لبِ گویا: مراد زبان ۔ پیام موت: مراد موت کا باعث ۔ دعویٰ کرنا: مراد اظہار کرنا ۔
مطلب: منصور حلاج نے اپنی زبان سے انا الحق کا نعرہ بلند کر کے معرفت خداوندی کی انتہا کر دی لیکن یہ نعرہ جو ایک طرح سے عشق کا دعویٰ تھا اس کے لیے موت کا پیغام بن گیا ۔ سننے والوں نے اسی نعرے کی بنا پر منصور کو سولی چڑھا دیا ۔ ایسی صورت میں کسی کے عشق کا دعویٰ موت سے ہمکنار ہونے کے مترادف نہیں تو بھلا اور کیا ہے

ہو دید کا جو شوق تو آنکھوں کو بند کر
ہے دیکھنا یہی کہ نہ دیکھا کرے کوئی

معانی: دید: محبوب کا دیدار ۔
مطلب: یہاں اقبال کہتے ہیں کہ حقیقت مطلق تک رسائی کی خواہش ہے تو پھر اسے ظاہری آنکھ سے دیکھنے کی بجائے باطن کی نگاہ سے دیکھو کہ اپنے مقصود کی معرفت کا یہی ایک طریقہ ہے ۔

میں انتہائے عشق ہوں تو انتہائے حسن
دیکھے مجھے کہ تجھ کو تماشا کرے کوئی

معانی: انتہائے عشق: مراد عشق کا پورا، مکمل جذبہ رکھنے والا ۔
مطلب: اے میرے محبوب جہاں تک میری ذات کا تعلق ہے تو اس کی حدیں عشق کی انتہا سے جا ملتی ہیں اور تیرے حسن کی کیفیت بھی یہی ہے ۔ اب تو یہ بتا کہ ان دو انتہاؤں کے پیش نظر دیکھنے والا مجھے دیکھے کہ تیرا نظارہ کرے ۔ اسکے لیے تو یہ صورت حال تذبذب کا باعث بن جاتی ہے ۔

عذر آفریں جرمِ محبت ہے حسنِ دوست
محشر میں عذرِ تازہ نہ پیدا کرے کوئی

معانی: عذر آفریں: بہانے گھڑنے، تراشنے والا ۔
مطلب: رب ذوالجلال کے جلوے کا تصور یہاں اس دنیا میں میرے عشق کے جذبے میں مزید شدت پیدا کر رہا ہے لیکن خدشہ اس امر کا ہے کہ روز قیامت بھی وہ اپنی رونمائی کے ضمن میں کوئی اور عذر نہ تراش لے ہر چند کہ خدا نے اس امر کا وعدہ کر رکھا ہے ۔

چھپتی نہیں ہے یہ نگہِ شوق ہم نشیں
پھر اور کس طرح انہیں دیکھا کرے کوئی

مطلب: محبت کی نظر سے اپنے محبوب کو کتنا بھی چھپ کر دیکھا جائے یہ نظر چھپ نہیں سکتی فوراً پہچان لی جاتی ہے ۔ اس صورت میں اے میرے ہم نشیں تو ہی بتا کہ میں اور کس انداز سے اپنے محبوب کو دیکھوں کہ کسی اور پر میری محبت کا راز افشاء نہ ہو سکے ۔

اڑ بیٹھے کیا سمجھ کے بھلا طور پر کلیم
طاقت ہو دید کی تو تقاضا کرے کوئی

مطلب: یہ غزل کا انتہائی خوبصورت شعر ہے جس میں اقبال اپنے انداز میں کہتے ہیں کہ حضرت موسیٰ نے خدا سے کوہ طور پر جلوہ دکھانے کی ضد کیا سمجھ کر کی جب کہ ان میں اتنی قوت برداشت نہ تھی ورنہ جلوہ دیکھتے ہی بے ہوش کیوں ہوتے ۔ مراد یہ کہ جلوہَ خداوندی کا دیکھنا ہر کسی کے بس کا روگ نہیں ۔ نہ جانے حضرت موسیٰ نے اس کے لیے اصرار کیوں کیا ۔

نظارے کی یہ جنبشِ مژگاں بھی بار ہے
نرگس کی آنکھ سے تجھے دیکھا کرے کوئی

معانی: جنبشِ مژگاں : پلکوں کا جھپکنا ۔

مطلب: حسن کے نظارے کے لیے تو پلک جھپکنا بھی بار سے کم نہیں ۔ اس کے لیے لازم ہے کہ نرگس کے پھول کے مانند مسلسل ایک جانب ہی نگاہ رکھی جائے ۔ چشم نرگس کا حوالہ اسی طور پر آتا ہے ۔

کھل جائیں کیا مزے ہیں تمنائے شوق میں
دو چار دن جو میری تمنا کرے کوئی

مطلب: میرا محبوب اگر میری طرح سے دو چار دن میرے عشق میں مبتلا رہنے کی زحمت گوارا کرے تو اس پر عشق میں جو مرحلے آتے ہیں وہ اس پر منکشف ہو جائیں ۔

(۸)

جنھیں میں ڈھونڈتا تھا آسمانوں میں، زمینوں میں
وہ نکلے میرے ظلمت خانۂ دل کے مکینوں میں

معانی: جنھیں: مراد محبوب حقیقی ۔ ظلمت خانہ: تاریک گھر، جگہ ۔ مکیں: رہنے والا ۔
مطلب: اس غزل کے مطلع میں اقبال کہتے ہیں کہ خدائے وحدہُ لا شریک تک رسائی حاصل کرنے کے لیے میں زمینوں اور آسمانوں کو کھنگالتا رہا جب کہ ذرا گہرائی سے دیکھا تو وہ میرے دل میں ہی موجود تھا ۔ اس لمحے مجھ پر یہ حقیقت منکشف ہوئی کہ خدا تو انسان کے دل میں ہی رہتا ہے تا ہم اس حقیقت کے ادراک کے لیے معرفت کا شعور بنیادی شرط ہے ۔

حقیقت اپنی آنکھوں پر نمایاں جب ہوئی اپنی
مکاں نکلا ہمارے خانۂ دل کے مکینوں میں

مطلب: اس شعر کا مفہوم بھی کم و بیش پہلے شعر سے ملتا جلتا ہے اس میں کہا گیا ہے کہ جب مجھے اس امر سے آگاہی ہوئی کہ میری حقیقت کیا ہے تو اس امر کا علم بھی ہوا کہ اللہ تعالیٰ تو خود میرے دل میں موجود ہے ۔ مراد یہ ہے کہ رب ذوالجلال کو پانے کے لیے اپنی حقیقت تک رسائی بھی ناگزیر ہے ۔

اگر کچھ آشنا ہوتا مذاقِ جبہ سائی سے
تو سنگِ آستانِ کعبہ جا ملتا جبینوں میں

معانی: آشنا: واقف ۔ مذاقِ جبہ سائی: ماتھا گھسانے یعنی سجدہ کرنے کا ذوق ۔ سنگِ آستان کعبہ: کعبہ کی چوکھٹ کا پتھر ۔
مطلب: اس شعر میں کہا گیا ہے کہ خانہ کعبہ کا وہ پتھر جس کی جانب رخ کر کے ہم سجدہ ریز ہوتے ہیں اگر اس میں بھی جذبہ اور ذوق موجود ہوتا تو متحرک ہو کر خود ہماری پیشانیوں سے ہم آہنگ ہو جاتا ۔

کبھی اپنا بھی نظارہ کیا ہے تو نے اے مجنوں
کہ لیلیٰ کی طرح تو خود بھی ہے محمل نشینوں میں

معانی: مجنوں: لیلیٰ کا عاشق ۔ لیلیٰ: عرب کی مشہور حسینہ جس کا رنگ کالا تھا ۔ محمل نشینوں: اونٹ پر لدے کجاوہ، پردہ میں بیٹھنے والی ۔
مطلب: اس شعر میں مجنوں کو مخاطب کر کے اقبال استفسار کرتے ہیں کہ اتنا بتا دے کہ محض عشق میں مگن رہنے کے سوا کچھ تو نے اپنی ذات میں بھی جھانک کر دیکھا ہے اس لیے کہ میرے نزدیک تو تو بھی اسی طرح پردے میں چھپا ہوا ہے جس طرح کہ تیری محبوبہ لیلیٰ محمل نشین تھی ۔ مراد یہ ہے کہ کوئی شخص بھی اس وقت تک خود کو نہیں پہچان سکتا جب تک کہ وہ اپنی ذات سے باہر نکل کر خود کو نہ دیکھے ۔

مہینے وصل کے گھڑیوں کی صورت اُڑتے جاتے ہیں
مگر گھڑیاں جدائی کی گزرتی ہیں مہینوں میں

معانی: وصل: محبوب سے ملاپ ۔ گھڑیوں کی صورت: مراد بڑی تیزی سے ۔ مہینوں میں: مراد بہت آہستہ ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال محبوب سے وصل اور فراق کے معاملات کا جائزہ لیتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب محبوب سے وصال یعنی ملاپ کے مواقع عاشق کو حاصل ہوتے ہیں تو مہینے بھی لگا کر چند لمحوں میں اڑ جاتے ہیں جب کہ اس سے جدائی کے چند لمحات بھی مہینوں پر محیط دکھائی دیتے ہیں ۔

مجھے روکے گا تو اے ناخدا کیا غرق ہونے سے
کہ جن کو ڈوبنا ہو، ڈوب جاتے ہیں سفینوں میں

معانی: ناخدا: ملاح، کشتی چلانے والا ۔ غرق ہونا: ڈوبنا ۔ سفینوں : جمع سفینہ، کشتیاں ۔
مطلب: اے ملاح جب ڈوبنا ہی میرا مقدر ٹھہرا تو سمندر میں کودنے سے بھلا تو مجھے کس طرح روک سکے گا ۔ اس لیے کہ ڈوبنے والے تو کشتی میں بیٹھے بٹھائے بھی ڈوب جاتے ہیں ۔

چھپایا حسن کو اپنے کلیم اللہ سے جس نے
وہی ناز آفریں ہے جلوہ پیرا نازنینوں میں

معانی: کلیم اللہ : خدا سے باتیں کرنے والا، حضرت موسیٰ کا لقب ۔ جس نے : خدا نے ۔ ناز آفریں : ادا پیدا کرنے والا، مراد ناز و ادا کرنے والا ۔ جلوہ پیرا: مراد اپنا حسن، تجلی ظاہر کرنے والا ۔ نازنینوں : جمع نازنین، مراد کل مخلوقات جس میں خدا کا جلوہ ہے ۔
مطلب: رب ذوالجلال نے بے شک اپنے پیغمبر حضرت موسیٰ کو کوہ طور پر اپنا جلوہ دکھانے سے گریز کیا بلکہ اس کا وجود تو دنیا کی ہر خوبصورت چیز میں پوشیدہ ہے ۔ مراد یہ ہے کہ جن لوگوں میں معرفت الٰہی کی صلاحیت موجود ہے وہ تو اس کا جلوہ ہر حسین شے میں دیکھنے کے اہل ہوتے ہیں ۔

جلا سکتی ہے شمعِ کشتہ کو موجِ نفس ان کی
الٰہی کیا چھپا ہوتا ہے اہلِ دل کی سینوں میں

معانی: شمعِ کشتہ : بجھی ہوئی موم بتی ۔ موجِ نفس : سانس کی لہر، پھونک ۔ اہلِ دل : مراد عشق کا جذبہ رکھنے والے ۔
مطلب: اے رب ذوالجلال! یہ تو بتا کہ اہل دل کے سینوں میں وہ کون سی قوت پوشیدہ ہو سکتی ہے جو اپنی ایک

پھونک سے بجھی ہوئی شمع کو پھر سے روشن کر سکتے ہیں ۔ مراد یہ ہے کہ ان لوگوں میں تو نے ایسی کون سی صلاحیت پیدا کی ہے جو نا ممکن بنانے کی اہل ہوتی ہے ۔

تمنا دردِ دل کی ہو تو کر خدمت فقیروں کی
نہیں ملتا یہ گوہر بادشاہوں کے خزینوں میں

معانی: دردِ دل: مراد عشق الہیٰ ۔ گوہر: موتی، دولت ۔ خزینوں: جمع خزینہ، خزانے ۔
مطلب: اگر تجھے جذبہ عشق کے حصول کی تمنا ہے تو پھر ادھر اُدھر بھٹکنے کی بجائے ان درویشوں کے پاس جا جو ہر شے سے بے نیاز ہو کر عبادت خداوندی کے علاوہ عام انسانوں کے کام آتے ہیں ۔ یہ جان لے کہ جذبہ عشق ایسا جوہر ہے جو کسی بادشاہ کے خزانے میں نہیں مل سکتا کہ یہ خزانے تو محض ہوس کے آماجگاہ ہیں ۔

نہ پوچھ ان خرقہ پوشوں کی، ارادت ہو تو دیکھ ان کو
یدِ بیضا لیے بیٹھے ہیں اپنی آستینوں میں

معانی: خرقہ پوش: گدڑی پہننے والا ۔ ارادت: عقیدت، اعتقاد ۔ یدِ بیضا: روشن ہاتھ، حضرت موسیٰ کا ایک معجزہ ۔
مطلب: ان گدڑی پوش لوگوں کے بارے میں تحقیق و تجس بے معنی بات ہے ۔ اے شخص اگر تجھے ان سے کچھ عقیدت و محبت ہے تو یہ راز خود ہی تجھ پر منکشف ہو جائے گا کہ یہ لوگ تو معجز نما ہیں اور اپنی آستینوں میں معجزے چھپائے بیٹھے ہوتے ہیں ۔

ترستی ہے نگاہِ نارسا جس کے نظارے کو
وہ رونق انجمن کی ہے انھی خلوت گزینوں میں

معانی: نگاہِ نارسا: محبوب تک نہ پہنچنے والی نظر ۔ خلوت گزیں : تنہائی اختیار کرنے والا، اللہ والا ۔
مطلب: اس شعر میں کہا گیا ہے کہ وہ آنکھیں جن کی حقیقت تک رسائی نہیں وہ ان گدڑی پوشوں کے نظارے کو ترستی رہیں گی حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہی خلوت نشین گدڑی والے بزرگوں سے ہی اس دنیا کی رونق قائم ہے ۔ ان کے بغیر تو اندھیرا ہی اندھیرا ہے ۔

کسی ایسے شرر سے پھونک اپنے خرمنِ دل کو
کہ خورشیدِ قیامت بھی ہو تیرے خوشہ چینوں میں

معانی: شرر: چنگاری ۔ پھونکنا: جلانا ۔ خرمن : غلے کا ڈھیر ۔ خورشید قیامت : قیامت کے روز نکلنے والا سورج ۔ خوشہ چیں : مراد فیض حاصل کرنے والا ۔
مطلب: اے میرے حبیب تو اس کائنات کی حقیقت جاننے کا خواہاں ہے تو تو اپنے خرمن دل کو ایسی چنگاری سے پھونک دے کہ آفتاب کو بھی تجھ پر رشک آئے اور وہ بھی تیرے خوشہ چینوں میں شمار ہو سکے ۔ مراد یہ ہے کہ کائنات کا احوال جاننے کے لیے اس علم کی روشنی حاصل کر جو آفتاب کے لیے بھی رشک کا سبب بن جائے ۔

محبت کے لیے دل ڈھونڈ کوئی ٹوٹنے والا
یہ وہ مے ہے جسے رکھتے ہیں نازک آبگینوں میں

معانی: ٹوٹنے والا دل: ذرا سی ٹھیس سے متاثر ہونے والا دل ۔ نازک: جو مضبوط نہ ہو ۔ مے: شراب ۔ آبگینوں : جمع آبگینہ، شیشے کا برتن ۔
مطلب: اگر تجھے طلب عشق ہے تو وہ حساس دل تلاش کر جو شکستگی کا آئینہ دار ہو کہ عشق و محبت تو ایسی حقیقتیں ہیں جو انتہائی نازک اور حساس عوامل سے ہم آہنگ ہو سکیں ۔ مراد یہ ہے عشق ہر کسی کے بس کا روغ نہیں ۔ یہ تو ایسے دل میں جگہ پا سکتا ہے جو نازک آبگینوں کی مانند ہوتے ہیں ۔

پھڑک اٹھا کوئی ، تیری ادائے ما عرفنا پر
ترا رتبہ رہا بڑھ چڑھ کے سب ناز آفرینوں میں

معانی: پھڑک اٹھا: تڑپ اٹھا، عش عش کر اٹھا ۔ ادا: انداز ۔ ما عرفنا: حضور اکرم ﷺ کی حدیث ہے ہم نے اے خدا تجھے ویسا نہیں پہچانا ہے جیسا پہچاننے کا حق ہے ۔

مطلب: یہ شعر عملاً نعتیہ ہے جس میں حضور سرور کائنات کے اس ارشاد کی جانب اشارہ ہے جس میں حضور نے فرمایا تھا کہ ہم نے خدائے بزرگ و برتر کو پہنچانا تو ضرور، تاہم اس طرح نہیں پہچانا جیسا کہ اس کا حق تھا ۔ چنانچہ سرور دوعالم کا یہ عجز خالق حقیقی کو بہت بھایا اور اس نے حضور کا مقام و مرتبہ دنیا بھر کے خوبصورت لوگوں سے بڑھا دیا اور ان کے مراتب مزید بلند کر دیے ۔

نمایاں ہو کے دکھلا دے کبھی ان کو جمال اپنا
بہت مدت سے چرچے ہیں ترے باریک بینوں میں

جمال: حسن ۔ چرچے: جمع چرچا، شہرتیں ۔ باریک بیں : جس کا فہم بہت تیز ہو ۔

مطلب: اقبال حضور سرور کائنات سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ دنیا بھر کے فلسفی اور دانشور ایک عرصے سے آپکی ذات والا صفات اور مراتب کے حوالے سے تذبذب میں مبتلا ہیں یہ ان پر کرم ہو گا کہ حضور خود ہی ان کو اپنا جلوہ دکھا دیں تو ساری صورتحال ان کی سمجھ میں آجائے گی ۔

خموش اے دل! بھری محفل میں چلاّنا نہیں اچھا
ادب پہلا قرینہ ہے محبت کے قرینوں میں

معانی: چلانا: زور سے بولنا ۔ ادب: دوسروں کا پاس لحاظ ۔ قرینہ: سلیقہ، ڈھنگ ۔

مطلب: اقبال یہاں کہتے ہیں کہ اے دل ناصبور! تجھے تو اپنے محبوب سے حقیقی عشق کا دعویٰ ہے اس کے باوجود تو بھری محفل میں نالہ و فریاد کر رہا ہے ۔ حالانکہ جو لوگ عشق و محبت کے دعویدار ہوتے ہیں انہیں اس حقیقت کا ادراک بھی یقیناً ہوتا ہے محبت جو قرینے ہیں ان میں ادب و احترام اولین قرینہ ہے ۔

برا سمجھوں انھیں مجھ سے تو ایسا ہو نہیں سکتا

کہ میں خود بھی تو ہوں اقبال اپنے نکتہ چینوں میں

معانی: نکتہ چین: عیب ڈھونڈنے والا ۔

مطلب: اس غزل کے مقطع میں اقبال یوں گویا ہیں کہ جو لوگ میرے نکتہ چیں اور ناقد ہیں انکو میں کس طرح برا کہہ سکتا ہوں جب کہ میں تو خود اپنی ذات کے نکتہ چینوں اور ناقدوں میں سے ہوں ۔

(۹)

کہوں کیا آرزوئے بے دلی مجھ کو کہاں تک ہے
مرے بازار کی رونق ہی سودائے زیاں تک ہے

معانی: آرزوئے بیدلی: عاشقی کی تمنا ۔ سودائے زیاں: گھاٹے، نقصان کا کاروبار ۔
مطلب: میرے لیے اس امر کا انکشاف ناممکنات میں سے ہے کہ میرے دل میں مبتلائے عشق ہونے کی کتنی آرزو ہے ۔ یوں بھی یہ حقیقت ہے کہ میں نے زندگی میں ہمیشہ خسارے کا سودا ہی کیا ہے ۔ یہ خسارہ خواہ عشق میں ہو خواہ عام معاملات میں، بہرحال یہ خسارہ ہی میری تقدیر کا بنیادی عنصر ہے ۔

وہ میکش ہوں فروغِ مے سے خود گلزار بن جاؤں
ہوائے گل فراقِ ساقیِ نامہرباں تک ہے

معانی: مے کش: شراب پینے والا ۔ فروغ: چمک، روشنی ۔ گلزار: گلاب کے پھولوں کا باغ ۔
مطلب: میں تو اس نوع کا شراب نوش ہوں کہ جس کا چہرہ نشے کی زیادتی کے سبب خود مانند گلاب سرخ ہو جاتا ہے ۔ میرا نامہربان ساقی جب شراب پلا کر مجھے مدہوش کر دیتا ہے تو میں خود اپنی ذات میں اس قدر محو ہو جاتا ہوں کہ مجھے پھولوں اور گلزار کی طرف دیکھنے کی حاجت ہی نہیں ہوتی ۔

چمن افروز ہے صیاد میری خوشنوائی تک
رہی بجلی کی بے تابی، سو میرے آشیاں تک ہے

معانی: چمن افروز: باغ کو روشن کرنے والی ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال آلام و مصائب کی نشاندہی کرتے ہیں جن سے انسان دوچار رہتا ہے ۔ وہ کہتے ہیں کہ جب میں چمن میں خوش الحانی سے نغمے گاتا رہوں گا تو صیاد میری تاک میں رہے گا اور پھر موقع ملتے ہی مجھے پابند قفس کر دے گا ۔ اسی طرح بجلی بھی اسی وقت تک بیتاب و مضطرب رہے گی جب تک کہ وہ میرا آشیانہ جلا کر خاک نہ کر دے ۔

وہ مشتِ خاک ہوں ، فیضِ پریشانی سے صحرا ہوں
نہ پوچھو میری وسعت کی، زمیں سے آسماں تک ہے

معانی: مشتِ خاک: مٹی کی مٹھی ۔ مراد محدود شے ۔ فیض پریشانی: بکھرنے کے طفیل
مطلب: میں ایک ایسی مشت خاک کی مانند ہوں کہ منتشر ہو جاؤں تو صحرا بن جاؤں اور جہاں تک میری وسعت کا سوال ہے تو یوں سمجھ لو کہ زمین سے آسمان تک احاطہ کیے ہوئے ہوں ۔

جرس ہوں ، نالہَ خوابیدہ ہے میرے ہر رگ وپے میں
یہ خاموشی مری وقتِ رحیلِ کارواں تک ہے

معانی: جرس: گھنٹی ۔ نالہ: سور، فریاد ۔ خوابیدہ: سویا ہوا ۔ ہر رگ و پے میں : نس نس، رویں رویں میں ۔ رحیل کارواں : قافلے کا روانہ ہونا ۔
مطلب: میں قافلے کی ایک ایسی گھنٹی کے مانند ہوں جس کی نس نس میں ایک خاموش فریاد چھپی ہوئی ہے ۔ اس لیے کہ ابھی میرا قافلہ منتشر اور افتراق کا شکار ہے تو مجھے بھی خامشی اختیار کرنا پڑ رہی ہے ۔ جوں ہی میرا قافلہ منظم ہو کر اپنی منزل کی جانب گامزن ہوا میں بھی متحرک ہو جاؤں گا ۔

سکونِ دل سے سامانِ کشودِ کار پیدا کر
کہ عقدہ خاطرِ گرداب کا آبِ رواں تک ہے

معانی: سمان پیدا کرنا: چارہ ڈھونڈنا، بندوبست کرنا ۔ کشودِ کار: مشکل کا حل ۔ عقدہ: گرہ ۔ خاطرِ گرداب: بھنور کا دل ۔ آبِ رواں : بہتا ہوا پانی ۔

مطلب: اقبال اس شعر میں اہل قافلہ سے مخاطب ہوکر کہتے ہیں کہ اگر تم مسائل سے عہدہ برآ ہوکر اپنے لیے سہولتیں اورآسانیاں فراہم کرنے کے خواہاں ہوتو اس امر کی ضرورت ہے کہ اطمینان قلب حاصل کر لو کہ پانی میں گرداب یعنی بھنورا سی وقت تک پڑتے رہتے ہیں جب تک کہ وہ رواں دواں رہتا ہے اورجوں ہی اس کی روانی ختم ہوئی اور وہ ایک مقام پر ٹھہر گیا تو بھنور پڑنا بھی ختم ہو جاتے ہیں ۔ چنانچہ مشکلات بھی انسانی زندگی میں اس وقت تک برقرار رہتی ہیں جب تک وہ منتشر ہو لہذا سکون قلب کے حصول کی خاطر یہ امر ناگزیر ہے کہ انتشار اور افتراق کا خاتمہ کیا جائے ۔

چمن زار محبت میں خموشی موت ہے بلبل
یہاں کی زندگی پابندی رسمِ فغاں تک ہے

چمن زار: جہاں کئی چمن ہوں ، مراد باغ ۔ پابندیِ رسمِ فغاں : فریاد کی رسم کو باقاعدگی سے نبھانا ۔

مطلب: اس شعر میں کہا گیا ہے کہ عشق و محبت میں خموشی موت کے مترادف ہے اس کو زندہ رکھنا ہے تو پھر نالہ و فریاد بھی ناگزیر ہے کہ یہی عشق و محبت کی بنیادی رسم ہے ۔

جوانی ہے تو ذوقِ دید بھی لطفِ تمنا بھی
ہمارے گھر کی آبادی قیامِ مہماں تک ہے

معانی: ذوقِ دید: دیدارِ محبوب کا شوق ۔ لطف تمنا: خواہش کا مزہ ۔ قیام: ٹھہرنا ۔
مطلب: انسان جب تک عالم شباب کا حامل ہوتا ہے تو محبوب کے دیکھنے کا لطف اور اس کے حصول کی تمنا بھی برقرار رہتی ہے اور جب شباب ہی رخصت ہو جائے تو اس نوع کے جذبے فطری طور پر دم توڑ دیتے ہیں ۔

زمانے بھر میں رسوا ہوں مگر اے وائے نادانی
سمجھتا ہوں کہ میرا عشق میرے رازداں تک ہے

معانی: اے وائے: افسوس ہے ۔ رازداں: واقفِ حال ۔
مطلب: غزل کے اس آخری شعر میں اقبال کہتے ہیں کہ میں دنیا بھر میں بدنام اور رسوا ہو چکا ہوں تا ہم یہ احمقانہ سوچ میرے ذہن پر حاوی ہے کہ میری عشق کی داستان محض میرے رازداں کے سوا اور کسی کو بھی معلوم نہیں جب کہ اس کا انکشاف سارے زمانے پر ہو چکا ہے ۔

(۱۰)

ترے عشق کی انتہا چاہتا ہوں
مری سادگی دیکھ کیا چاہتا ہوں

معانی: انتہا: اخیر۔ سادگی: بھولپن ۔
مطلب: اس غزل کے مطلع میں محبوب سے مخاطب ہوکر شاعر کہتا ہے کہ میں تیرے عشق کے ان انتہائی مراحل تک رسائی حاصل کرنے کا خواہاں ہوں جن سے آگے اور کچھ نہیں لیکن یہ خواہش میری سادگی کے علاوہ بظاہر اور کچھ نظر نہیں آتی ۔

ستم ہو کہ ہو وعدۂ بے حجابی
کوئی بات صبر آزما چاہتا ہوں

معانی: بے حجابی: مراد کھل کر سامنے آنا ۔ صبر آزما: جس سے قوتِ برداشت پرکھی جائے ۔
مطلب: میرے نزدیک ظلم و ستم اور وعدے وعید ایک ہی نوعیت کے ہیں کہ عشق و محبت میں یہی کچھ ہوتا ہے اور اسی قسم کی توقعات رکھی جانی چاہیں ۔

یہ جنت مبارک رہے زاہدوں کو
کہ میں آپ کا سامنا چاہتا ہوں

معانی: زاہدوں: جمع زاہد، عبادت گزار۔ آپ کا سامنا: مراد خدا کا سامنے ہونا۔
مطلب: بہشت کا تصور تو زاہدوں کو ہی مبارک ہو کہ ان کا زہد و تقویٰ اسی مقصد کا حامل ہوتا ہے جب کہ میرے لیے تو اپنے محبوب سے ملاقات ہی کافی ہے۔ یہ ملاقات ہی میرے لیے جنت سے کم نہیں۔

ذرا سا تو دل ہوں، مگر شوخ اتنا
وہی لن ترانی سنا چاہتا ہوں

معانی: لن ترانی: تو مجھ نہیں دیکھ سکتا، حضرت موسیٰ کے درخواست پر خدا کا جواب۔
مطلب: ہرچند کہ میرا دل مختصر سا ہے لیکن اس میں جو تمنا موجزن ہے وہ یہی کہ اپنے محبوب سے بار بار ملاقات کے وعدے وعید اور پھر ان سے انکار کا تذکرہ سنوں۔

کوئی دم کا مہماں ہوں اے اہلِ محفل
چراغِ سحر ہوں، بجھا چاہتا ہوں

معانی: کوئی دم کا مہماں: مراد فانی انسان۔ اہلِ محفل: دنیا والے۔ چراغ سحر: صبح سویرے کا چراغ جسے کسی وقت بجھایا جا سکتا ہے۔
مطلب: اے دنیا والو! میں تو اب صرف چند گھڑیوں کا مہمان ہوں۔ میری کیفیت تو صبح کے چراغ کی مانند ہے جو کسی لمحے بھی بجھ سکتا ہے۔

بھری بزم میں راز کی بات کہہ دی
بڑا بے ادب ہوں، سزا چاہتا ہوں

معانی: بے ادب: گستاخ ۔

مطلب: اس آخری شعر میں اقبال کہتے ہیں کہ میں تو اس قدر منہ پھٹ واقع ہوا ہوں کہ جو باتیں دوسروں سے چھپا کر رکھنے کی ہوتی ہیں ان کو بھی بھری بزم میں منکشف کر دیا یقینا یہ عمل ایک جرم کے مترادف ہے ۔ مجھے اس کی سزا ملے تو بے شک میں یہ سزا بھگتنے کو ہر طرح سے تیار ہوں ۔

(۱۱)

کشادہ دستِ کرم جب وہ بے نیاز کرے
نیاز مند نہ کیوں عاجزی پہ ناز کرے

معانی: کشادہ کرنا: کھولنا ۔ دستِ کرم: سخاوت، بخشش کا ہاتھ ۔ وہ بے نیاز: مراد خدا تعالیٰ ۔ نیاز مند: عاجزی کرنے والا ۔ ناز کرے: فخر کرنا ۔

مطلب: اس غزل کے مطلع میں کہا گیا ہے کہ خدائے عزوجل جب انسان پر کرم نوازی کرتا ہے تو وہ جو بے شک مجبور و تہی دامن ہے اس انسان کو تو اس کرم نوازی پر فخر و ناز ہونا چاہیے ۔

بٹھا کے عرش پہ رکھا ہے تو نے اے واعظ
خدا وہ کیا ہے جو بندوں سے احتراز کرے

معانی: واعظ: مسجد میں وعظ کرنے والا ۔ احتراز کرنا: دور رہنا ۔

مطلب: اقبال اس شعر میں واعظ کو مخاطب کرتے ہوئے ایک نازک مسئلے کو بڑے حقیقت پسندانہ انداز میں چھیڑا ہے ۔ ان کے مطابق واعظ اپنی تقریروں میں بار بار اس امر کا اعادہ کرتا ہے کہ خدائے تعالیٰ آسمان پر مقیم ہے ۔ اقبال اس مفروضے پر طنز کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ وہ خدا ہی کیا جو اپنی مخلوق سے احتراز کرتے ہوئے اتنی دور جا بیٹھا ہے حالانکہ اس کائنات کو پیدا کرنے والا خدا تو وہ ہے جو صرف آسمان پر ہی نہیں ہر جگہ موجود ہے ۔ اقبال کے بقول واعظوں نے تو خدا کے وجود کو بھی محدود کر کے رکھ دیا ہے ۔ یہ امر ان کی تنگ نظری کے سوا اور کیا ہے

مری نگاہ میں وہ رند ہی نہیں ساقی
جو ہوشیاری و مستی میں امتیاز کرے

معانی: رند: شراب پینے والا ۔ ساقی: شراب پلانے والا ۔ ہوشیاری: ہوش میں ہونا ۔ مستی: مدہوشی، ہوش میں نہ رہنا ۔ امتیاز کرے: فرق کرنا ۔
مطلب: اس شعر میں کہا گیا ہے کہ میرے نزدیک وہ بادہ نوش صحیح معنوں میں بادہ نوش نہیں ہو سکتا جو ہوش اور مستی کی کیفیتوں میں تمیز کرنے کا اہل ہو ۔ مراد یہ ہے کہ حقیقی بادہ نوش وہی شخص ہے جو ہر لمحے مست و سرشار رہے حتیٰ کہ اپنے آپ کو بھی فراموش کر دے اور سب کچھ بھول جائے ۔

مدام گوش بہ دل رہ ! یہ ساز ہے ایسا
جو ہو شکستہ تو پیدا نوائے راز کرے

معانی: مدام: ہمیشہ ۔ گوش بہ دل رہنا: دل کی طرف متوجہ رہنا، کان لگائے رہنا ۔ ساز: موسیقی کا آلہ ۔ شکستہ: ٹوٹا ہوا، محبت میں چور ۔ نوائے راز: بھید کا گیت ۔
مطلب: اے انسان تیرے لیے لازم ہے کہ ہر لمحے مستعد اور دل کی آواز کی طرف متوجہ رہے کہ جب یہ شکستگی کے عمل سے گزرتا ہے تو پھر اسرار حیات منکشف ہونے لگتے ہیں ۔

کوئی یہ پوچھے کہ واعظ کا کیا بگڑتا ہے
جو بے عمل پہ بھی رحمت وہ بے نیاز کرے

معانی: واعظ: مسجد میں وعظ کرنے والا ۔ بے عمل: جس نے کوئی نیک عمل نہ کیا ہو ۔ رحمت: مہربانی، بخشش ۔
مطلب: کوئی حضرت واعظ سے یہ پوچھنے کی زحمت گوارا کرے کہ اگر رب العزت کسی گناہ گار پر کرم نوازی کرتا ہے تو

حضرت یہ فرمائیے کہ اس میں آپ کا کیا نقصان ہے ۔ مراد یہ ہے کہ واعظان کرام کا طرز عمل تو یہی ہے کہ وہ لوگوں کو جرم و گناہ کے حوالے سے اپنی تقریروں میں خوفزدہ کرتے رہتے ہیں جب کہ خدا رحیم بھی ہے کریم بھی ۔

سخن میں سوز، الہٰی کہاں سے آتا ہے
یہ چیز وہ ہے کہ پتھر کو بھی گداز کرے

معانی: سخن: بات، شاعری ۔ سوز: تپش، گرمی، تاثر ۔ گداز کرنا: پگھلانا ۔
مطلب: اقبال اس شعر میں خالق کائنات سے استفسار کرتے ہیں کہ شعر و سخن میں جو سوز پیدا ہوتا ہے اس کے محرکات کیا ہیں ۔ اس لیے کہ سوز تو ایسی حقیقت ہے جو انسان تو انسان پتھر کو بھی پگھلا کر رکھ دیتا ہے ۔

تمیزِ لالہ و گل سے ہے نالہَ بلبل
جہاں میں وا نہ کوئی چشمِ امتیاز کرے

معانی: تمیز: فرق کرنا ۔ لالہ و گل: مختلف قسم کے پھول ۔ نالہَ بلبل: بلبل کا رونا ۔ واکرنا: کھولنا ۔ چشمِ امتیاز: فرق کرنے والی آنکھ ۔
مطلب: بلبل کو گلاب کے پھول سے تو عشق ہے اور لالے کے پھول سے بے تعلق رہتی ہے گلاب کے مرجھانے پر اسی لیے وہ اداس ہو جاتی ہے چنانچہ اگر وہ دوسرے پھولوں کو بھی گلاب کی مانند چاہے تو پھر اس کو نالہ و فریاد کی ضرورت نہ ہوگی ۔ مراد یہ کہ اس نوع کا امتیازی سلوک مناسب نہیں ہوتا ۔

غرورِ زہد نے سکھلا دیا ہے واعظ کو
کہ بندگانِ خدا پر زبان دراز کرے

معانی: غرور: خود کو بڑا کہنا ۔ غبار: گرد، مٹی ۔
مطلب: یہ عبادت و زہد کا غرور ہے جو حضرت واعظ کو دوسرے بندگان خدا کے خلاف زبان دراز کرنے پر مجبور کرتا ہے ۔

ہوا ہو ایسی کہ ہندوستاں سے اے اقبال
اُڑا کے مجھ کو غبارِ رہِ حجاز کرے

معانی: غرور: خود کو بڑا کہنا ۔ غبار: گرد، مٹی ۔ رہِ حجاز: حجاز کا راستہ، مراد اسلام و حضور سے عقیدت ۔
مطلب: اقبال اس آخری شعر میں تمنا کرتے ہیں کہ کوئی ایسی ہوا آئے جو مجھے ہندوستان سے اڑا کر مدینے کی طرف لے جائے ۔

(۱۲)

سختیاں کرتا ہوں دل پر، غیر سے غافل ہوں میں
ہائے کیا اچھی کہی ظالم ہوں میں ، جاہل ہوں میں

معانی: سختی کرنا: ظلم کرنا ۔ غیر: مراد اللہ کے سوا جو کچھ ہے ۔ کیا اچھی بات کہی: ظالم ہوں ، جاہل ہوں ۔ ایک قرآنی آیت کی طرف اشارہ ہے جس میں انسان کو ظلوماً جہولا یعنی ظالم جاہل کہا گیا ہے ۔
مطلب: اس غزل کے مطلع میں اقبال کہتے ہیں کہ اپنے دشمن کی ہر زیادتی کو نظر انداز کر کے میں خود اپنی ذات پر ایک طرح سے جبر کر رہا ہوں ۔ اس کے باوجود اس امر کا طعنہ دیا جاتا ہے کہ میں ظالم اور جاہل ہوں ۔

میں جبھی تک تھا کہ تیری جلوہ پیرائی نہ تھی
جو نمودِ حق سے مٹ جاتا ہے ، وہ باطل ہوں میں

معانی: جبھی تک: اس وقت تک ۔ جلوہ پیرائی: مراد خدا کی تجلی ظاہر ہونا ۔ نمودِ حق: حق ، خدا کا ظہور ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال حق تعالیٰ کو خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میرا وجود ان لمحات تک ہی برقرار تھا جب تک کہ تو نے اپنا جلوہ نہیں دکھایا تھا ۔ دراصل میری ذات تو ایسے باطل کی طرح ہے جو سچائی کے نمودار ہوتے ہی غائب ہو جاتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ میں جلوہَ خداوندی کا ادراک حاصل ہوتے ہی خود کو اس میں ایسے جذب کر لیا جیسے حقیقت کے نمودار ہوتے ہی جھوٹ غائب ہو جاتا ہے ۔

علم کے دریا سے نکلے غوطہ زن گوہر بدست
وائے محرومی! خزف چین لبِ ساحل ہوں میں

معانی: غوطہ زن: ڈبکی لگانے والا، والے ۔ گوہر بدست: ہاتھوں میں موتی لیے ۔ وائے محرومی: افسوس ہے بدنصیبی پر ۔ خزف چین: ٹھیکریاں چننے والا ۔ لبِ ساحل: کنارے پر ۔

مطلب: اگر علم کو ایک دریا تصور کر لیا جائے تو اہل طلب اس دریا میں غوطہ لگا کر جب سطح پر برآمد ہوئے تو وہ علم سے مالا مال تھے ۔ اس کے برعکس میری کیفیت یہ تھی کہ میں اس دریا کے کنارے کھڑا کنکر چنتا رہا ۔ مراد یہ ہے میں نے حصول علم کے لیے کوئی تگ و دو نہ کی چنانچہ یہ فطری امر ہے کہ اس دولت سے محروم رہا ۔

ہے مری ذلت ہی کچھ میری شرافت کی دلیل
جس کی غفلت کو ملک روتے ہیں ، وہ غافل ہوں میں

شرافت: شریف ہونا ۔ جس کی: مراد انسان کی ۔ غفلت: لاپرواہی، بھول چوک ۔ ملک: فرشتہ ۔ روتے ہیں : افسوس کرتے ہیں ۔

مطلب: اس شعر میں اقبال نے حضرت آدم کے جنت سے نکلنے کے واقعہ کی طرف اشارہ کیا ہے کہ یہ تذلیل عملاً میری شرافت کی دلیل بن گئی کہ اپنی غفلت کے سبب جب مجھے جنت سے نکلنے کا حکم دیا گیا تو اس حکم پر فرشتے بھی گریاں کناں ہوئے تھے ۔

بزم ہستی ! اپنی آرائش پہ تو نازاں نہ ہو
تو تو اک تصویر ہے محفل کی اور محفل ہوں میں

معانی: بزم ہستی: وجود کی محفل، کائنات ۔ آرائش: سجاوٹ ۔ نازاں ہونا: فخر کرنا ۔ محفل ہوں میں : انسان ہی سے کائنات میں رونق ہے ۔

مطلب: اے دنیا! نہ جانے کس لیے تجھے اپنی آرائش و زیبائش پر اس قدر فخر و غرور ہے حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ تو جس

محفل کا پرتو ہے وہ محفل میں ہی تو ہوں ۔ مراد یہ ہے کہ انسان کا وجود ہی دراصل دنیا کی آرائش وزیبائش کا سبب ہے ۔ انسان نہ ہو تو یہ دنیا ایک ویرانہ بن کر رہ جائے ۔

ڈھونڈتا پھرتا ہوں اے اقبال اپنے آپ کو
آپ ہی گویا مسافر ، آپ ہی منزل ہوں میں

مطلب : غزل کے اس مقطع میں اقبال خود شناسی کے عمل کی جانب اشارہ کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ میں تو خود ہی اپنے وجود کی تلاش میں سرگرداں ہوں حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ میں تو خود ہی مسافر اور خود ہی منزل ہوں ۔

(۱۴)

مجنوں نے شہر چھوڑا تو صحرا بھی چھوڑ دے
نظارے کی ہوس ہو تو لیلیٰ بھی چھوڑ دے

معانی: نظارے کی ہوس: مراد محبوب حقیقی کو دیکھنے کی شدید خواہش ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ اگر مجنوں نے اپنی محبوبہ لیلیٰ کے عشق میں شہر چھوڑ کر صحرا میں ڈیرہ جما لیا تھا تو یہ کوئی بڑا کارنامہ نہیں ہے ۔ لطف تو جب آتا ہے کہ وہ شہر کی طرح صحرا کو بھی ترک کر دیتا ۔ پھر اگر اسے رب ذوالجلال کا جلوہ دیکھنے کی خواہش تھی تو پھر لیلیٰ کے تصور سے بھی دستبردار ہونا ضروری تھا ۔ مراد یہ ہے کہ دنیوی عشق کوئی ایسی اہم بات نہیں ہے عشق کی آرزو ہے تو اس خالق کائنات سے کرو جس نے تمہیں پیدا کیا ہے ۔

واعظ! کمالِ ترک سے ملتی ہے یاں مراد
دنیا جو چھوڑ دی ہے تو عقبیٰ بھی چھوڑ دے

معانی: کمالِ ترک: دنیا اور آخرت سے پوری طرح بے نیاز ہو جانا ۔ عقبیٰ: آخرت ۔
مطلب: اس شعر میں واعظ کو خطاب کرتے ہوئے یہ نکتہ بیان کرتے ہیں کہ اگر ترک علائق ہی تیرا کمال ہے اور اسی حوالے سے تو دنیا کو چھوڑنے پر مصر ہے تو پھر آخرت کے تصور کو بھی چھوڑ دے کہ خالق کائنات تک رسائی تو اسی صورت میں ممکن ہے کہ انسان اپنی خواہشات اور تمناؤں کو ترک کر کے اس سے لو لگا لے ۔

تقلید کی روش سے تو بہتر ہے خودکشی
رستہ بھی ڈھونڈ، خضر کا سودا بھی چھوڑ دے

معانی: تقلید: پیروی، کسی کے پیچھے چلنا ۔ روش: طریقہ ۔ خودکشی: اپنے ہاتھوں خود کو مار لینا ۔ خضر: رہنما ۔ سودا: خیال ۔
مطلب: اس شعر میں کہا گیا ہے کہ کسی دوسرے کی تقلید اور پیروی سے تو بہتر یہی ہے کہ انسان خودکشی کر لے ۔ ضرورت اس امر کی ہے منزل تک پہنچنے کے لیے اپنا راستہ بھی تلاش کیے جائے اور وہاں تک رہنمائی کے لیے حضرت خضر کی امداد کا تصور بھی ترک کر دیا جائے کہ اسی صورت میں انسان اپنی ذاتی جدوجہد کے ذریعے منزل تک رسائی حاصل کر سکتا ہے ۔

مانند خامہ تیری زباں پر ہے حرفِ غیر
بیگانہ شے پہ نازشِ بے جا بھی چھوڑ دے

معانی: مانندِ خامہ: قلم کی طرح ۔ حرف غیر: مراد غیر اللہ کی بات ۔ بیگانہ: غیر، پرایا ۔ شے: چیز ۔ نازش بے جا: غلط قسم کا فخر ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال قلم کی مثال دیتے ہوئے کہتے ہیں کہ قلم سے علم و حکمت کی کیسی کیسی باتیں رقم ہوتی ہیں لیکن یہ کمال دیکھا جائے تو قلم کا نہیں بلکہ اس لکھنے والے کا ہے جو اس قلم کے ذریعے دانش و حکمت کے جواہر دکھاتا ہے ۔ لہذا اگر انسان زندگی میں کمال چاہتا ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس کے لیے جدوجہد کرے ۔ دوسروں کے عمل کی تقلید پھر اس پر فخر و مباہات تو بے معنی بات ہے ۔ یہ رویہ کبھی بھی اپنانا نہیں چاہیے اس عمل میں انسان سرخروئی حاصل کرتا ہے ۔

لطفِ کلام کیا جو نہ ہو دل میں دردِ عشق
بسمل نہیں ہے تو، تو تڑپنا بھی چھوڑ دے

معانی: لطفِ کلام: شاعری کا مزہ ۔ دردِ عشق: مراد عشق کا شدید جذبہ ۔ بسمل: زخمی ۔
مطلب: اگر دل میں عشق کا درد موجود نہیں تو شعر و سخن میں بھی سوز اور حقیقت کے رنگ نہیں بھرے جا سکتے ۔ اس کی مثال یوں ہو سکتی ہے کہ وہی شخص تکلیف اور درد کے باعث تڑپتا ہے جو فی الواقع زخموں سے نڈھال ہو ۔

شبنم کی طرح پھولوں پہ رو اور چمن سے چل
اس باغ میں قیام کا سودا بھی چھوڑ دے

مطلب: اس شعر میں اقبال کہتے ہیں کہ دنیا میں قیام انسان کے لیے ایک عارضی حیثیت کا حامل ہے ۔ بالاخر چند روزہ زندگی کے بعد جب موت کو گلے ہی لگانا ہے تو پھر اے انسان شبنم کی پیروی کر کہ وہ چند لمحوں تک پھولوں پر آنسو بہا کر باغ سے اڑ جاتی ہے ۔ تو بھی یہ طرز عمل اختیار کر لے ۔ اور اس چند روزہ زندگی کا جنون چھوڑ دے ۔

ہے عاشقی میں رسم الگ سب سے بیٹھنا
بت خانہ بھی، حرم بھی، کلیسا بھی چھوڑ دے

معانی: الگ بیٹھنا: مراد مذہبی فرقہ پرستی کے تعصب سے دور رہنا ۔ بتخانہ، حرم، کلیسا: مراد مختلف قوموں کے عبادت خانے ۔
مطلب: عشق و عاشقی کی رسم تو یہی ہے کہ ہر شے کو ترک کر کے انسان گوشہ تنہائی اختیار کر لے ۔ لہذا تو بھی اسی طرز عمل کی پیروی کرتے ہوئے بتخانہ، کعبہ اور کلیسا کو چھوڑ کر اپنی دنیا الگ بسا اور خالق حقیقی سے لو لگا لے ۔

سوداگری نہیں، یہ عبادت خدا کی ہے
اے بے خبر! جزا کی تمنا بھی چھوڑ دے

معانی: سوداگری: کاروبار۔ جزا: ثواب۔

مطلب: رب ذوالجلال کی عبادت تو صمیم قلب سے کی جانی چاہیے۔ اس عمل کے لیے محض جزا کو پیش نظر رکھنا غلوص دل سے عبادت کے منافی ہے۔ بلکہ بالفاظ دگر یہ تو ایک طرح سے سوداگری کے مترادف ہے۔ یوں بھی عبادت سوداگری نہیں ہوتی۔ اگر دل میں خلوص ہو تو پھر جزا اور انعام کا تصور بے معنی شے بن جاتا ہے۔

اچھا ہے دل کے ساتھ رہے پاسبانِ عقل
لیکن کبھی کبھی اسے تنہا بھی چھوڑ دے

معانی: پاسبان: چوکیدار، حفاظت کرنے والا۔

مطلب: یہ امر بڑی حد تک مناسب ہے کہ مسئلہ کوئی بھی ہو اس کو بروئے کار لانے کے عمل میں دل اور عقل کے مابین رابطہ برقرار رہے اس کے باوجود کبھی کبھی یہ بھی مناسب ہوتا ہے کہ عقل کے بجائے محض اس جذبے کے تحت کام کیا جائے جس کا تعلق محض دل سے ہو۔

جینا وہ کیا جو ہو نفسِ غیر پر مدار
شہرت کی زندگی کا بھروسا بھی چھوڑ دے

معانی: نفسِ غیر: دوسرے کی ذات، کوئی دوسرا۔ مدار: انحصار۔

مطلب: ایسی زندگی قطعی طور پر بے معنی ہوتی ہے جس کا انحصار دوسروں پر ہو۔ چونکہ شہرت کا تعلق بھی دوسروں کی امداد سرپرستی سے ہے اس لیے شہرت کی تمنا ترک کر کے اپنے لیے راستہ خود ہی بنانا چاہیے۔

شوخی سی ہے سوالِ مکرر میں اے کلیم
شرطِ رضا یہ ہے کہ تقاضا بھی چھوڑ دے

معانی: سوالِ مکرر: بار بار سوال کرنا ۔ کلیم: حضرت موسیٰ کلیم اللہ ۔ شرطِ رضا: مراد خدا کی مرضی پر خوش رہنے کی شرط ۔
مطلب: حضرت موسیٰ نے جلوہَ خداوندی کے لیے جو بار بار تقاضا کیا تو ان کا یہ عمل محض شوخی ہے نہیں بلکہ سوئے ادب کے مترادف تھا ۔ حق تعالیٰ کی رضا کا پاس تو اسی صورت میں ممکن ہے کہ وہ جو چاہے اس کے روبرو سر خم کر دیا جائے ۔

واعظ ثبوت لائے جو مے کے جواز میں
اقبال کو یہ ضد ہے کہ پینا بھی چھوڑ دے

معانی: ثبوت لانا: دلیل پیش کرنا ۔ مے: عشق کی شراب ۔ ضد: اصرار ۔
مطلب: غزل کے اس شعر سے یہ حقیقت واضح ہوتی ہے کہ یہاں بھی حسب معمول اقبال واعظوں کے کردار سے بری طرح نالاں ہیں چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ شخص شراب نوشی کے جواز میں کوئی ثبوت بھی لے آئے تو میں اس کی مخالفت کرتے ہوئے شراب پینا ترک کر دوں گا ۔

غزلیات

اے بادِ صبا کملی والے سے جا کہیو پیغام مرا
قبضے سے اُمت بے چاری کے، دیں بھی گیا، دنیا بھی گئی

معانی: کملی والا: رسول اللہ ﷺ ۔ دیں قبضے سے جانا: یعنی مسلمانوں کا مذہب سے دور ہونا ۔ دنیا قبضے سے جانا: آزادی سے محروم ہو جانا ۔

مطلب: اے بادِ صبا آنحضرت کو جن کو کملی والے سے موسوم کیا جاتا ہے ازراہ کرم یہ پیغام پہنچا دینا کہ حضور کی امت کے ہاتھوں دین تو خیر گیا ہے اب دنیا بھی چلی گئی یعنی امت مسلمہ کی بے عملی کے سبب اس پر ہر شعبے میں زوال کی کیفیت ہے ۔

یہ موجِ پریشاں خاطر کو پیغام لبِ ساحل نے دیا
ہے دُور وصالِ بحر ابھی، تو دریا میں گھبرا بھی گئی

معانی: موج: لہر ۔ پریشاں خاطر: جس کا دل بے چینی کا شکار ہو ۔ وصال: ملاپ ۔ بحر: سمندر ۔

مطلب: دریا میں جو ایک موج مضطرب تھی اس کو ساحل نے یہ پیغام دیا کہ ابھی سمندر تو بہت دور ہے اور تو اس معمولی سے دریا میں ہی پریشانی سے ہم کنار ہو رہی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ انسان آزمائش کی ابتدائی گھڑی میں ہی پریشان ہو جائے تو پھر وہ منزل تک کیسے پہنچ سکے گا ۔

عزت ہے محبت کی قائم اے قیس! حجابِ محمل سے
محمل جو گیا، عزت بھی گئی ، غیرت بھی گئی، لیلا بھی گئی

معانی: قیس: مجنوں ۔ حجابِ محمل: کجاوے کا پردہ، لیلیٰ کا پردے میں بیٹھنا ۔

مطلب: اے قیس! تیری محبت کا بھرم محض اس لیے قائم ہے کہ حسن پردہ نشیں ہے اور اگر یہ پردہ ہی نہ رہا تو پھر تیری عزت و غیرت اور لیلیٰ کا ٹھکانا کہا ہو گا ۔ مراد یہ ہے کہ عشق میں جو کشش ہوتی ہے وہ محض حجاب کے سبب ہی ہوتی ہے ۔ اگر یہ حجاب ختم ہو کر رہ جائے تو پھر عشق کی تمام تر کشش بھی ختم ہو جاتی ہے ۔

کی ترک تگ و دو قطرے نے، تو آبروئے گوہر بھی ملی
آوارگیِ فطرت بھی گئی ، اور کشمکشِ دریا بھی گئی

معانی: ترک کرنا: چھوڑ دینا ۔ تگ و دو: بھاگ دوڑ، جدوجہد ۔ آبروئے گوہر: موتی کی عزت، یعنی موتی بنا ۔ آوارگی: بے مقصد ادھر اُدھر گھومنا پھرنا ۔ کشمکشِ: کھینچا تانی ۔

مطلب: پانی کا قطرہ اپنی تمام تر جدوجہد کے بعد جب ایک مقام پر ساکن ہو گیا تو گوہر آبدار بننا اس کا مقدر ہوا ایک معمولی سا بلبلہ جدوجہد کے بعد بلند مرتبے پر فائز ہو گیا ۔ چنانچہ نتیجہ یہ برآمد ہوا کہ اس کی فطرت میں آوارگی کا جو عنصر موجود تھا وہ بھی ختم ہو گیا اور دریا کے ساتھ جو کشمکش تھی وہ بھی اختتام کو پہنچی ۔

نکلی تو لبِ اقبال سے ہے، کیا جانیے کس کی ہے یہ صدا
پیغامِ سکوں پہنچا بھی گئی ، دل محفل کا تڑپا بھی گئی

معانی: صدا: آواز، شاعری

مطلب: ہرچند کہ اقبال کے لبوں سے یہ امید افزا صدا بلند ہوئی ہے ۔ تاہم نہ جانے اس کا محرک کون ہے ۔ پھر بھی یہ صدا محفل کو تڑپا گئی اور سننے والے بھی پر سکون ہو گئے ۔

نمبر۲

یہ سرودِ قمری و بلبل فریبِ گوش ہے
باطنِ ہنگامہ آبادِ چمن خاموش ہے

معانی: سرود: گانا ۔ قمری: فاختہ کی قسم کا ایک پرندہ ۔ فریبِ گوش: کانوں کے لیے دھوکا ۔ باطن: ضمیر، اندر ۔ ہنگامہ آبادِ چمن: باغ میں رونق، چہل پہل کرنے والا ۔

مطلب: یہ جو قمری اور بلبل کی نغمہ گری ہے وہ دیکھا جائے تو سراسر فریب اور دھوکا ہے اس لیے کہ ان نغموں کے پس منظر میں بظاہر ہنگاموں سے بھرا ہوا چمن اور اس کا باطن خاموشی اور بے زبانی کا مظہر نظر آتا ہے ۔ مراد یہ ہے کہ مغربی حکمرانوں کی دل خوش کن باتوں سے فریب نہیں کھانا چاہیے ۔ اس کے بجائے ملک و قوم کی بدحالی کا جائزہ لیتے ہوئے اس کا تدارک کرنا چاہیے ۔

تیرے پیمانوں کا ہے یہ اے مئے مغرب اثر
خندہ زن ساقی ہے، ساری انجمن بے ہوش ہے

معانی: پیمانہ : شراب کا پیالہ ۔ مئے مغرب: یورپ کی شراب، یورپ کی تہذیب وتمدن جو مسلمانوں نے اختیار کی ۔ خندہ زن: ہنسنے والا ۔ ساقی: مراد انگریز، یورپی ۔ ساری انجمن بیہوش ہے: مراد انگریز کی سیاست نے پوری ملت اسلامیہ کو غفلت میں ڈال رکھا ہے ۔

مطلب: اس شعر میں اشارہ اہل مغرب کی طرف ہے کہ ان حکمرانوں نے جو تہذیب وتمدن مسلمانوں پر مسلط کیے ہیں وہ ہمارے لیے کسی طرح پر بھی سود مند نہیں ۔ اس کے باوجود اس تہذیب کے سبب خود کو فراموش کر بیٹھے ہیں ۔ جبکہ انگریز ہمیں اس طرح احمق بنانے پر اظہار مسرت کر رہا ہے ۔

دہر کے غم خانے میں تیرا پتا ملتا نہیں
جرم تھا کیا آفرینش بھی کہ تو رُوپوش ہے

معانی: دہر: زمانہ، دنیا ۔ غم خانہ: دکھوں کا گھر ۔ تیرا: یعنی خدا کا ۔ جرم: خطا، غلطی ۔ آفرینش: مراد کائنات کا پیدا کرنا ۔ روپوش: منہ چھپانے والا، غائب ۔ سامنے نظر نہ آنے والا ۔

مطلب: انسان اس دنیا میں آکر اس قدر بے عمل ہوگیا ہے کہ اپنا وجود کھو بیٹھا ہے گویا فطرت نے اس کو پیدا کر کے کوئی جرم کیا تھا جو انسان یوں غائب ہوگیا ہے ۔

آہ! دنیا دل سمجھتی ہے جسے، وہ دل نہیں
پہلوئے انساں میں اک ہنگامہَ خاموش ہے

معانی: پہلو: بغل ۔ ہنگامہ خاموش: ایسا شور و غل جس کی آواز نہ ہو ۔

مطلب: یہ دنیا جس چیز کو دل تصور کرتی ہے وہ اپنی ہی ء ت کے اعتبار سے دل محسوس نہیں ہوتا بلکہ یہ تو انسان کے پہلو میں ایک ایسا عضو ہے جس میں ایک خاموش ہنگامہ برپا رہتا ہے ۔

زندگی کی رہ میں چل، لیکن ذرا بچ بچ کے چل
یہ سمجھ لے کوئی مینا خانہ بارِ دوش ہے

معانی: بچ بچ کے چل: ہر معاملے میں پوری احتیاط سے کام لے ۔ مینا خانہ: شراب کی بوتلوں کا ڈھیر ۔ بارِ دوش: کندھے کا بوجھ، ذمہ داری ۔

مطلب: زندگی کا سفر طے تو ضرور کرنا ہے لیکن اس سفر کے دوران احتیاط لازم ہے کہ انسان کو بے شمار ذمے داریوں سے عہدہ برا ہونا پڑتا ہے ۔ اور یہ ذمہ داریاں بڑی نازک ہوتی ہیں ۔

جس کے دم سے دلی و لاہور ہم پہلو ہوئے

آہ! اے اقبال ! وہ بلبل بھی اب خاموش ہے

معانی: جس کے دم سے : جس کے سبب، اشارہ ہے میرزا ارشد گورگانی دہلوی کی طرف جن کی وجہ سے لاہور میں شعر و شاعری کا چرچا رہا ۔

مطلب: جس شخص کی وجہ سے دلی اور لاہور کے مابین رابطہ قائم ہوا وہ بھی وفات پا گیا ۔ یہاں اقبال کا اشارہ میرزا ارشد گوگانی کی موت کی طرف ہے ۔

نمبر۳

نالہ ہے بلبلِ شوریدہ ترا خام ابھی
اپنے سینہ میں اسے اور ذرا تھام ابھی

معانی: شوریدہ: دیوانی ۔ خام: کچا، بے اثر ۔ تھامنا: رو کے رکھنا ۔
مطلب: اے شاعر! تو جس عصری صورت حال میں ناآسودگی کے سبب یوں آہ وزاری کر رہا ہے تو امر واقع یہ ہے کہ اس عمل میں سوز دروں شامل نہیں جس کے سبب تیرے نالے ناپختہ ہیں ۔ لہذا تجھ پر لازم ہے کہ ان میں مزید سوز اور درد پیدا کر ۔

پختہ ہوتی ہے اگر مصلحت اندیش ہو عقل
عشق ہو مصلحت اندیش تو ہے خام ابھی

معانی: مصلحت اندیش: اپنی بھلائی کا سوچنے والی ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال ایک حکیمانہ نکتہ بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ عقل اگر مصلحت اندیشی کی قائل ہو جائے تو یہ اس کی پختگی کی دلیل ہے ۔ اس کے برعکس عشق میں مصلحت اندیشی جذبے کی خامی کی مظہر ہے ۔

بے خطر کود پڑا آتشِ نمرود میں عشق
عقل ہے محوِ تماشائے لبِ بام ابھی

معانی: بے خطر: بے خوف ہو کر ۔ آتشِ نمرود: حضرت ابراہیم کے زمانے کے بادشاہ نمرود کی بھڑکائی ہوئی آگ جس میں آپ کو ڈالا گیا تو وہ حکم خدا سے گلزار بن گئی ۔ عشق: اشارہ ہے حضرت ابراہیم کی طرف جو محبوب حقیقی کے عشق سے

سرشار تھے ۔ محو: مصروف، ڈوبی ہوئی ۔ تماشائے لبِ بام: چھت پر نظارہ کرنے کا عالم ۔
مطلب: اس کا ثبوت یہ ہے کہ حضرت ابراہیم عشق الہٰی کے طفیل انجام کی پروا کیے بغیر نمرود کی آگ میں کود پڑے ۔ اس کے برعکس اگر یہ عمل عقل و دانش تک محدود ہوتا تو وہ پہلے تمام حالات کا احتیاط سے جائزہ لیتے اور فوری عمل سے گریز کرتے ۔

عشق فرمودۂ قاصد سے سبک گامِ عمل
عقل سمجھی ہی نہیں معنیِ پیغام ابھی

معانی: فرمودۂ قاصد: یعنی حضور اکرم نے جو کچھ فرمایا، حکم دیا ۔ سبک گامِ عمل: اس پر تیزی سے عمل کرنے والا ۔ معنیِ پیغام: حکم کی حقیقت، مطلب ۔
مطلب: محبوب کی جانب سے پیغام ملتے ہی عشق تو بے دریغ اس پر عمل کرنے میں مصروف ہو جاتا ہے جب کہ اپنی تمام تر تیزی و طراری کے باوجود عقل اس پیغام کو بروئے کار لانے میں تذبذب کا شکار رہتی ہے ۔

شیوۂ عشق ہے آزادی و دہر آشوبی
تو ہے زناری بت خانۂ ایام ابھی

معانی: دہر آشوبی: دنیا میں ہنگامے پیدا کرنا، انقلاب لانا ۔ زناری: گلے میں دھاگا ڈالنے والا، مراد پوجا کرنے والا ۔ بت خانۂ ایام: مراد زمانے، وقت کی گردش ۔
مطلب: عشق کا طرز عمل تو آزادی اور انقلاب سے ہم آہنگ ہے جب کہ تو دعویٰ عشق کرنے کے باوجود ابھی تک اپنے آپ میں گم ہے ۔

عذرِ پرہیز پہ کہتا ہے بگڑ کر ساقی
ہے ترے دل میں وہی کاوشِ انجام ابھی

معانی: عذرِ پرہیز: بچنے کی معذرت، بہانہ ۔ کاوش: فکر، خلش ۔

مطلب: اے شخص! تو جو عمل کے سلسلے میں حیل و حجت سے کام لے رہا ہے تو اس کا مطلب تو یہی ہوا کہ تجھے اس عمل اور اس سے پیدا ہونے والے نتاءج پر یقین نہیں ہے ۔

سعیِ پیہم ہے ترازوئے کم و کیفِ حیات
تیری میزاں ہے شمارِ سحر و شام ابھی

معانی: سعی پیہم: لگاتار کوشش، جدوجہد ۔ کم و کیف: کتنا اور کیسا ۔ ترازو: پیمانہ ، میزان ۔ شمارِ سحر و شام: یعنی گردشِ وقت میں الجھے رہنا ۔

مطلب: زندگی کی تمام کیفیات کا دارومدار جدوجہد اور عمل پر ہے جب کہ تو ابھی تک صبح و شام کے چکر میں پڑا ہوا ہے ۔

ابرِ نیساں! یہ تنک بخشیِ شبنم کب تک
مرے کہسار کے لالے ہیں تہی جام ابھی

معانی: نیساں : موسمِ بہار کا بادل ۔ تنک بخشی: بہت کم دینا ۔ کہسار: جہاں بہت سی پہاڑیاں ہوں ۔ تہی جام: خالی پیالے والے ۔

مطلب: اس شعر کا مفہوم یہی ہے کہ سمندر سے ملے پیاسے کو شبنم ۔ بخیلی ہے یہ رزاقی نہیں ہے ۔

بادہ گردانِ عجم وہ ، عربی میری شراب
مرے ساغر سے جھجکتے ہیں مے آشام ابھی

معانی: بادہ گردانِ عجم: یعنی غیر اسلامی شراب پینے والے، مراد غیر اسلامی درسگاہوں میں تعلیم پانے والے ۔ عربی میری شراب: یعنی اسلامی خیالات کی حامل شاعری ۔ ساغر: شراب کا پیالہ ۔ مے آشام: شراب پینے والے یعنی مغربی درسگاہوں کا مسلمان طالب علم ۔
مطلب: میرے نقطہ نظر کو قبول کرنے سے لوگ اس لیے جھجکتے ہیں کہ یہ ان کی فطرت اور افتاد طبع کے منافی ہے ۔

خبر اقبال کی لائی ہے گلستاں سے نسیم
نو گرفتار پھڑکتا ہے تہِ دام ابھی

معانی: نسیم: صبح کی ہوا ۔ نوگرفتار: مراد بری عادتیں چھوڑ کر نیا صحیح راستہ پر چلنے والا ۔ تہِ دام: جال کے نیچے ۔
مطلب: گلستان میں صبح کی تازہ ہوا یہ خبر لے کر آئی ہے کہ نیا نیا گرفتار ہونے والا یہ شخص اپنے قفس میں مضطرب ہے اور آزادی کے لیے جدوجہد کر رہا ہے ۔

نمبر۴

پردہ چہرے سے اُٹھا، انجمن آرائی کر
چشمِ مہرو مہ و انجم کو تماشائی کر

معانی: پردہ چہرے سے اٹھا: اے محبوب حقیقی کھل کر سامنے آ، اپنا دیدار کرا ۔ انجمن آرائی کر: پردے سے باہر نکل کر سامنے ۔ آمہر و مہ و انجم: سورج اور چاند اور ستارے مراد کائنات ۔ تماشائی کر: دیکھنے والا بنا ۔
مطلب: اے میرے محبوب! اپنا چہرے سے پردہ اٹھا کر اس طرح دیکھنے والوں کو جلوہ دکھا کہ وہ مبہوت ہو کر رہ جائیں حتیٰ کہ سورج، چاند اور ستارے بھی تیرا جلوہ دیکھنے پر مجبور ہو جائیں ۔

تو جو بجلی ہے تو یہ چشمکِ پنہاں کب تک
بے حجابانہ مرے دل سے شناسائی کر

معانی: چشمکِ پنہاں: کنکھیوں سے دیکھنا، نظر چرا کر دیکھنا ۔ بے حجابانہ: کھلے طور پر ۔ شناسائی: واقفیت، دوستی ۔
مطلب: اگر تو بجلی کی مانند رخشندہ ہے تو میں اپنے وجود کو چھپاتا کیا اے محبوب! اس صورت میں لازم ہے کہ کسی حجاب کے بغیر میرے دل میں جاگزیں ہو جا ۔

نفسِ گرم کی تاثیر ہے اعجازِ حیات
تیرے سینے میں اگر ہے تو مسیحائی کر

معانی: نفسِ گرم: گرم سانس، عشق کی تپش ۔ اعجازِ حیات: زندگی، زندہ کرنے کا معجزہ، کرامت ۔ مسیحائی: مردوں کو زندہ کرنے کا عمل ۔

مطلب: حیات انسانی میں سانس کی حرارت ایک معجزے کی حیثیت رکھتی ہے ۔ اگر تیرے میں یہ حرارت موجود ہے تو تجھے بھی عیسیٰ کی مانند مسیحائی کا درجہ حاصل ہونا چاہیے ۔

کب تلک طور پہ دریوزہ گری مثلِ کلیم
اپنی ہستی سے عیاں شعلۂ سینائی کر

معانی: طور: وادیِ ایمن کا پہاڑ، کوہ طور ۔ دریوزہ گری: بھیک مانگنے کی کیفیت ۔ مثلِ کلیم: حضرت موسیٰ کی طرح ۔ ہستی: وجود ۔ شعلہ سینائی: وہ روشنی جو حضرت موسیٰ کو طور سینا پر نظر آئی ۔
مطلب: حضرت موسیٰ نے کوہ طور پر رب ذوالجلال سے جلوہ دکھانے کی جو درخواست کی تھی بے شک وہ تو ایک طرح سے بھیک مانگنے کی حیثیت رکھتی تھی لیکن تیرے لیے لازم ہے کہ اس نوعیت کی درخواست کی بجائے اپنے ہی وجود سے کوہ طور جیسے جلوے کو برآمد کر ۔

ہو تری خاک کے ہر ذرے سے تعمیرِ حرم
دل کو بیگانۂ اندازِ کلیسائی کر

معانی: خاک کا ہر ذرہ: یعنی جسم کا رواں رُواں ، بال بال ۔ تعمیرِ حرم: اسلامی شعائر پر پورا عمل یا اسلام کی اشاعت و ترقی کے لیے جدوجہد ۔ بیگانہ: اجنبی ۔ اندازِ کلیسائی: غیر اسلامی، مغربی طور طریقے ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال براہ راست مرد مسلمان سے خطاب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ تیری خاک کے ہر ذرے میں ایسی بھرپور صلاحیت ہونی چاہیے کہ اس سے کعبے کی تعمیر ممکن ہو سکے لیکن اس کے لیے لازم ہے کہ تو کلیسا کی تہذیب سے چھٹکارا حاصل کر لے اور اپنے ماضی کی طرف لوٹ آئے ۔

اس گلستاں میں نہیں حد سے گزرنا اچھا
ناز بھی کر تو بہ اندازۂ رعنائی کر

معانی: حد سے گزرنا: اعتدال سے بڑھ جانا ۔ ناز: ادا، غمزدہ ۔ باندازۂ رعنائی: خوبصورتی، حسن و جمال ۔
مطلب: اے محبوب! اس عالم رنگ و بو میں حد سے گزرنا کسی طور پر بھی مناسب نہیں کہ تو نے اپنے ناز بھی دکھانے ہیں تو اپنی بساط کے مطابق دکھا ۔

پہلے خوددار تو مانندِ سکندر ہو لے
پھر جہاں میں ہوسِ شوکتِ دارائی کر

معانی: سکندر: سکندر رومی، یونانی ۔ شوکتِ دارائی: ایران کے قدیم بادشاہ دارا کی سی شان ۔
مطلب: پہلے سکندر کی مانند خوددار تو بن جا اس کے بعد ہی دارا جیسے بادشاہ کی شان و شوکت کی تمنا درست ثابت ہو سکتی ہے ۔ ورنہ خودداری اور غیرت مندی کے بغیر اس نوع کی کامرانی ممکن نہیں ۔

مل ہی جائے گی کبھی منزلِ لیلیٰ اقبال
کوئی دن اور ابھی بادیہ پیمائی کر

معانی: منزلِ لیلیٰ: محبوب کا ٹھکانا ۔ بادیہ پیمائی: محبوب کی تلاش میں جنگلوں بیابانوں میں پھرنا ۔
مطلب: اے اقبال آخر کار ایک روز تجھے تیری منزل مقصود ہاتھ آ ہی جائے گی تاہم اس کے لیے ضروری ہے کہ ابھی کچھ مزید جدوجہد کر ۔

نمبر۵

پھر بادِ بہار آئی ، اقبال غزل خواں ہو
غنچہ ہے اگر گل ہو، گل ہے تو گلستاں ہو

معانی: غزل خواں : غزل پڑھنے والا، شعر کہنے والا ۔ برہم ہو: بکھر جا ۔
مطلب: اقبال خود سے مخاطب ہو کر کہتے ہیں کہ آمد موسم بہار کے ساتھ مست و سرشار ہوائیں چلنے لگی ہیں لہذا تجھ پر غزلخوانی لازم ٹھہرتی ہے ۔ اگر تو غنچہ ہے تو پھول بن جا اور پھول ہے تو گلستان میں تبدیل ہو جا ۔ مراد یہ کہ موسم بہار کی رنگ آمیز فضا میں اپنے وجود کو بھی عمل ارتقاَ سے ہم آہنگ کر لینا چاہیے ۔

تو خاک کی مٹھی ہے، اجزا کی حرارت سے
برہم ہو، پریشاں ہو، وسعت میں بیاباں ہو

معانی: برہم ہو: بکھر جا ۔ پریشاں ہو: پھیل جا ۔ جنس: سودا ۔
مطلب: ہر چند کہ تو مشت خاک کی مانند ہے اس کے باوجود جملہ عناصر کی حرارت کا منبع ہے اور اگر یہ عناصر منتشر ہو جائیں تو صحرا جیسی وسعت اختیار کر سکتے ہیں ۔ مراد یہ کہ جبر کی فضا میں بھی انسان اختیار کا اہل ہوتا ہے ۔

تو جنسِ محبت ہے، قیمت ہے گراں تیری
کم مایہ ہیں سوداگر، اس دیس میں ارزاں ہو

معانی: گراں : بھاری، زیادہ ۔ کم مایہ: تھوڑی پونجی والا، والے ۔ سوداگر: تاجر، سودا خریدنے، بیچنے والا ۔ ارزاں : سستا ۔
مطلب: اے اقبال! تیرا وجود تو جنس محبت کا ہم پلہ ہے ۔ اس اعتبار سے تیری ذات انتہائی گراں قیمت رکھتی ہے ۔

لیکن تو جس سرزمین کا باشندہ ہے وہاں تو خریداری کرنے والے سوداگر ہی بہت کم مایہ اور بے وسیلہ ہیں جو تجھے موجودہ قیمت میں خریدنے کی اہلیت نہیں رکھتے لہذا اگر تجھے ان کا پاس ہے تو خود کو ارزاں کر لے اس صورت میں شاید وہ تیرے خریدار بن سکیں ۔

کیوں ساز کے پردے میں مستور ہو لے تیری
تو نغمۂ رنگیں ہے ، ہر گوش پہ عریاں ہو

معانی: مستور: چھپی ہوئی ۔ لے: سر۔ نغمۂ رنگیں: یعنی دل کش شعر کہنے والا ۔ گوش: کان، مراد سننے والے ۔ عریاں: ظاہر، یعنی جسے سب سنیں اور سمجھیں ۔

مطلب: تیری آواز آخر کار کسی ساز کے پردے میں کس لیے پوشیدہ رہے کہ تو تو ایسا رنگیں نغمہ ہے جس کی رسائی ہر فرد کے کانوں تک ہونی چاہیے ۔

اے رہروِ فرزانہ ، رستے میں اگر تیرے
گلشن ہے تو شبنم ہو، صحرا ہے تو طوفاں ہو

معانی: فرزانہ: دانا، عقل مند۔

مطلب: بے شک تو ایک دانشمند مسافر کی طرح ہے کہ جس کے دوران سفر راہ میں کوئی باغ ہو جائے تو تو اس کے لیے شبنم بن جائے اور اگر صحرا آجائے تو طوفان کا روپ دھار لے ۔

ساماں کی محبت میں مضمر ہے تن آسانی
مقصد ہے اگر منزل غارت گرِ ساماں ہو

معانی: مضمر: چھپا ہوا ۔ تن آسانی: آرام طلبی ۔ غارت گر: تباہ کرنے والا، مراد دلچسپی نہ لینے والا ۔

مطلب: اے اقبال اگر تو مسافرت کے دوران سازوسامان کا آرزومند ہے تو یہ رویہ تن آسانی کے مصداق ٹھہرتا ہے اور اگر مقصد حصول منزل ہو تو پھر کسی طرح کے زاد راہ کی ضرورت نہیں بلکہ اگر سفر کا کوئی سامان تیرے پاس موجود ہے تو اسے اٹھا کر پھینک دے کہ باہمت لوگوں کو منزل مقصود تک رسائی کے لیے کسی سامان کی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ اگر اس کے پاس کوئی مددگار شے بھی ہے تو وہ ہمت، جرات اور بلند حوصلگی ہوتی ہے ۔

نمبر۶

کبھی اے حقیقتِ منتظر ، نظر آ لباسِ مجاز میں
کہ ہزاروں سجدے تڑپ رہے ہیں مری جبینِ نیاز میں

معانی: حقیقتِ منتظر: جس حقیقت کا انتظار ہے ۔ لباسِ مجاز: یعنی جسم والا وجود ۔ تڑپ رہے ہیں : بے چین ہیں ۔ جبینِ نیاز: عاجزی اور انکساری والی پیشانی ۔

مطلب: اقبال نے رب ذوالجلال کو خطاب کر کے کہا ہے کہ اے مالک حقیقی ! تو نے خود ابتدائے آفرینش سے حجاب میں چھپا رکھا ہے ۔ لیکن تیرے بندے دیدار کے لیے ترس رہے ہیں لہذا اب ضروری ہو گیا ہے کہ حجاب سے نکل کر مجازی شکل اختیار لے کہ میری عجز و انکسار میں ڈوبی ہوئی پیشانی میں ہزار ہا سجدے مضطرب و منتظر ہیں کہ کب تو سامنے ہو اور ہم سجدہ ریز ہو جائیں ۔

طرب آشنائے خروش ہو، تو نوا ہے، محرم گوش ہو
وہ سرود کیا کہ چھپا ہوا ہو سکوتِ پردہَ ساز میں

معانی: طرب آشنائے خروش: یعنی جذبہ عشق کی دھوم مچا دینے کے لطف سے آگاہ ۔ نوا: گیت، نغمہ ۔ محرمِ گوش: کانوں سے واقف، یعنی سنا جانے والا ۔ سرود: گیت، گانا ۔ سکوت: خاموشی ۔ پردہَ ساز: سا، باجے کی لے ۔

مطلب: تجھے تو اس عالم رنگ و بو کے ہنگاموں سے لطف اندوز ہونا چاہیے کہ تیرا وجود ایک ایسی صدا کے مانند ہے جس کی رسائی عام لوگوں کی سماعت تک ہو ۔ یوں بھی ایسے نغمے کی کیا حیثیت ہے جو ساز کے پردے کی خامشی میں گم ہو کر رہ جائے ۔

تو بچا بچا کے نہ رکھ اسے، ترا آئنہ ہے وہ آئنہ

کہ شکستہ ہو تو عزیز تر ہے نگاہِ آئنہ ساز میں

معانی: شکستہ ہو: عشق کی چوٹ کھانے کی حالت ۔ عزیز تر: زیادہ پیارا، پسندیدہ ۔ آئنہ ساز: خدا ۔

معانی: اے محبوب! تیرا دل بے شک ایک آئینے کی مانند ہے یہ بھی فطری امر ہے کہ تو اسے ٹوٹنے سے بچا رہا ہے لیکن یہ عمل شاید مفید نہ ہو کہ جب دل ٹوٹ جاتا ہے تو باری تعالیٰ کی نگاہوں میں زیادہ عزیز تر ہو جاتا ہے ۔

دمِ طوف ، کرمکِ شمع نے یہ کہا کہ وہ اثرِ کہن

نہ تری حکایتِ سوز میں ، نہ مری حدیثِ گداز میں

معانی: دم: وقت ۔ طوف: طواف، اردگرد، چکر کاٹنا، لگانا ۔ کرمک: چھوٹا سا کیڑا یعنی پتنگا ۔ اثرِ کہن: پرانی تاثیر ۔ حکایت سوز: جلنے کی داستان، کیفیت ۔ حدیث گداز: پگھلنے کی بات ۔

مطلب: شمع کے گرد طواف کرتے ہوئے پروانے نے کہا کہ اے شمع! کہ ماضی کی وہ تاثیر نہ تو تیرے جلنے میں موجود ہے نا ہی میرے جل مرنے کے عمل میں باقی ہے ۔ اس لیے کہ اب ہمارے عمل میں خلوص موجود نہیں رہا ۔

نہ کہیں جہاں میں اماں ملی ، جو اماں ملی تو کہاں ملی

مرے جرمِ خانہ خراب کو ترے عفوِ بندہ نواز میں

معانی: خانہ خراب: گھر کو اجاڑ دینے والا گناہ، خطا ۔ تیرے: خدا کا ۔ عفوِ بندہ نواز: یعنی ایسی معافی جو بندوں پر مہربانی کرنے والی ہے ۔

مطلب: اے مولائے کائنات! میرے گناہ گار وجود کو ساری دنیا میں کسی مقام پر بھی پناہ نہیں مل سکی جب کہ اس

گناہ نے مجھے برباد کر کے رکھ دیا تھا ۔ پناہ ملی بھی تو محض تیرے دامنِ رحمت میں ۔ جہاں میرے گناہ کو نہ صرف یہ کہ چھپا لیا بلکہ معاف کر دیا ۔

نہ وہ عشق میں رہیں گرمیاں ، نہ وہ حسن میں رہیں شوخیاں
نہ وہ غزنوی میں تڑپ رہی ، نہ وہ خم ہے زلفِ ایاز میں

معانی: گرمیاں : جذبے، محبت کی تپش، حرارت ۔ شوخیاں : ادائیں ، دل موہ لینے والے ناز و ادا ۔ غزنوی: مشہور بادشاہ محمود غزنوی جو اپنے غلام ایاز سے بہت محبت کرتا تھا مراد عاشقی ۔ خم: زلفوں کا بل ۔ ایاز: محمود غزنوی کا غلامِ خاص مراد محبوب ہونا ۔

مطلب: اب تو صورتحال ایسی ہو گئی ہے یعنی زمانے میں اس طرح کا انقلاب رونما ہوا ہے کہ عشق میں بھی پہلے کی طرح حرارت نہیں رہی نا ہی حسن میں وہ شوخیاں باقی رہیں ۔ اس کی وجہ سے نہ تو غزنوی میں وہ تڑپ ہے نا ہی ایاز کی زلفوں میں وہ پیچ و خم باقی ہیں جو کشش کے آئینہ دار تھے ۔ مراد یہ ہے کہ عاشق اور محبوب دونوں اپنی صفات سے بیگانہ ہو چکے ہیں ۔

جو میں سر بسجدہ ہوا کبھی تو زمیں سے آنے لگی صدا
ترا دل تو ہے صنم آشنا ، تجھے کیا ملے گا نماز میں

معانی: سر بسجدہ: سجدے کی حالت ۔ صدا : یعنی غیبی آواز، ضمیر کی آواز ۔ صنم آشنا: بتوں کا عاشق، دنیاوی خلائق کی محبت میں گرفتار ۔ کیا ملے گا: یعنی اس حالت میں یہ بے فائدہ عمل ہے ۔

مطلب: اپنی بے عملی کے باوجود میں اگر کبھی سجدہ ریز ہوا تو زمین سے یہ آواز آتی سنائی دی کہ دل تو تیرا بتوں کا پرستار ہے پھر تجھے اس نماز میں آخر کیا ملے گا کہ خلوص کے بغیر کوئی عمل درست نہیں ہوتا ۔

نمبر۷

تہِ دام بھی غزل آشنا رہے طائرانِ چمن تو کیا
جو فغاں دلوں میں تڑپ رہی تھی نوائے زیر لبی رہی

معانی: تہِ دام: جال کے نیچے ۔ غزل آشنا: مراد چہچہانے والے ۔ طائران: جمع طائر، پرندے ۔ فغاں: فریاد، نالہ ۔ نوائے زیر لبی: ہونٹوں میں دبی ہوئی آواز ۔
مطلب: غلامی کے دور میں بھی اگر اہل وطن نغمہ ریزی کرتے رہے تو اس سے کیا فائدہ ۔ اس لیے کہ حصول آزادی کے لیے دل میں جو تڑپ تھی اس کا اظہار بھی کسی طور پر ممکن نہ ہو سکا ۔ ظاہر ہے کہ اس صورت میں نغمہ ریزی محض ایک منافقانہ عمل ہے ۔

ترا جلوہ کچھ بھی، تسلیِ دلِ ناصبور نہ کر سکا
وہی گریہَ سحری رہا، وہی آہِ نیم شبی رہی

معانی: جلوہ: تجلی، دیدار، روشنی ۔ تسلی: اطمینان، سکون ۔ دلِ ناصبور: بے صبر، بے قرار دل ۔ گریہَ سحری: صبح سویرے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہونے اور رونے کی حالت ۔ آہِ نیم شبی: آدھی رات کے وقت کی آہیں ۔
مطلب: اے میرے محبوب! تو نے بے شک اپنا جلوہ دکھایا لیکن اس سے مجھے اطمینان قلب حاصل نہ ہو سکا ۔ اس لیے کہ اب بھی پہلے کی طرح میں تیرے فراق میں صبحدم گریہ وزاری کرتا رہا اور وہی نصف شب کے وقت آہیں بھرتا رہا ۔

نہ خدا رہا نہ صنم رہے ، نہ رقیبِ دیر و حرم رہے
نہ رہی کہیں اسداللہی نہ کہیں ابولہبی رہی

معانی: نہ خدا رہا نہ صنم رہے: یعنی مذہب سے دوری کا زمانہ ہے، خدا اور بتوں دونوں کی عبادت ختم ہوگئی ۔ رقیب دیر و حرم: مندر اور کعبہ کے مخالف ۔ اسداللہی: خدا کا شیر ہونے کی کیفیت، اسد اللہ، حضرت علی علیہ السلام کا لقب جو ان کی شجاعت اور دلیری کے سبب انھیں دیا گیا ۔ ابولہبی: ابولہب کا سا انداز، ابولہب حضور اکرم کا چچا جو اسلام کا شدید دشمن تھا ۔

مطلب: اب تو وہ دور آگیا ہے کہ لوگ خدا سے تو الگ رہے بتوں کے تصور سے بھی بے نیاز ہو گئے ہیں نہ وہ حق اور سچائی کو اہمیت دینے کے لیے تیار ہیں نا ہی جھوٹ اور باطل کے پرستار رہے ۔ مراد یہ ہے کہ عہد موجود کا انسان کسی بھی عقیدے کا قائل نہیں رہا جس کا سبب ہر طرح کا انتشار ہے ۔

مرا ساز اگرچہ ستم رسیدہَ زخمہ ہائے عجم رہا
وہ شہیدِ ذوقِ وفا ہوں میں کہ نوا مری عربی رہی

معانی: ستم رسیدہ: جس پر ظلم ہوا ہو ۔ زخمہ ہائے عجم: غیر عربی مضرابیں یعنی غیر اسلامی خیالات ۔ شہیدِ ذوقِ وفا: ساتھ نبھانے کے ذوق شوق کا مارا ہوا ۔ نوا: آواز، شاعری ۔ عربی: یعنی اسلام اور ملت اسلامیہ سے متعلق ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ ہرچند شاعری میں میرا اظہار اور اسلوب مغربی اثرات سے نجات نہ پا سکا اس کے باوجود یہ ملت سے وفاداری کا تقاضا ہی تھا کہ میں نے خود کو ہمیشہ اسلام سے وابستہ رکھا ۔

نمبر۸

گرچہ تو زندانی اسباب ہے
قلب کو لیکن ذرا آزاد رکھ

معانی: زندانی اسباب: وسیلوں اور ذریعوں کا قیدی ۔ قلب: دل ۔ آزاد رکھ: مادہ پرستی سے دور رکھ ۔
مطلب: ہرچند اے شخص تو حالات کا مارا ہوا ہے ۔ اس کے باوجود تجھ پر لازم ہے کہ اپنے دل کو اس قید سے ضرور آزاد رکھنے کی کوشش کر ۔

عقل کو تنقید سے فرصت نہیں
عشق پر اعمال کی بنیاد رکھ

معانی: تنقید: نکتہ چینی ۔
مطلب: عقل و دانش تو ہمہ وقت تنقید و اعتراضات میں الجھی رہتی ہے چنانچہ اگر زندگی میں کچھ حاصل کرنے کا جذبہ ہے تو اپنے عمل کی بنیاد عشق کے جذبے پر رکھ ۔ کہ یہی جذبہ جدوجہد اور کامیابی سے عبارت ہے ۔

اے مسلماں ہر گھڑی پیشِ نظر
آیۂ لا یخلفُ المیعاد رکھ

معانی: آیت: قرآنی آیت ۔ لا یخلف المیعاد: اللہ تعالیٰ کبھی وعدہ خلافی نہیں کرتا، یعنی اچھے عملوں پر بخشش کا وعدہ ۔
مطلب: اے مسلمان! تیرے روبرو ہر گھڑی قرآن کی یہ آیت ہونی چاہیے کہ اللہ کے وعدے جھوٹے نہیں ہوتے بلکہ ہمیشہ سچے ہوتے ہیں ۔

یہ لسان العصر کا پیغام ہے
اِنّ وَعدَ اللہِ حق یاد رکھ

معانی: لسان العصر: زمانے کی زبان، یعنی اکبر الہ آبادی ۔ ان وعدہ اللہ حق: بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے ۔

مطلب: یہ وقت کی بات کرنے والے کا پیغام ہے کہ بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہوتا ہے اس کو ہمیشہ یاد رکھ ۔

ظریفانہ

مشرق میں اصولِ دین بن جاتے ہیں
مغرب میں مگر مشین بن جاتے ہیں

معانی: مشرق: مشرقی ممالک ۔ مغرب: یورپ، یورپی ممالک ۔ اصول: جمع اصل، قاعدے، ضابطے ۔ دین بننا: دین کی حیثیت اختیار کر لینا ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ مشرقی ممالک کے لوگ اس قدر سادہ اور قدامت پرست ہیں کہ زندگی کے عام اصولوں کو بھی دین کا درجہ دے دیتے ہیں ۔ اس کے برعکس مغربی ممالک میں سب جانتے ہیں کہ صنعتی ترقی اس نہج پر پہنچی ہوئی ہے کہ یہ اصول میکانکی بن جاتے ہیں ۔

رہتا نہیں ایک بھی ہمارے پلے
واں ایک کے تین تین بن جاتے ہیں

معانی: واں: یورپ ۔ تین تین: ذو معنی ہے ۔ اس سے مراد تثلیت ہے یعنی عیسائی مذہب کا تین خدا کا عقیدہ ۔

مطلب: نتیجہ بالعموم یہ برآمد ہوتا ہے کہ مشرقی ممالک سے جو نوجوان حصول تعلیم کے لیے مغربی ممالک جاتے ہیں وہ عام طور پر وہاں عیسائیت سے متاثر ہو کر تثلیث کے قائل ہو جاتے ہیں ۔

(**)

لڑکیاں پڑھ رہی ہیں انگریزی
ڈھونڈ لی قوم نے فلاح کی راہ

معانی: فلاح: نجات، بہتری ۔
مطلب: مسلم لڑکیاں میں انگریزی پڑھنے کا سلسلہ شروع ہوگیا ہے ۔ ان کے لیے خصوصی کالجوں کا اجرا ہو رہا ہے ۔ اقبال طنزیہ انداز میں کہتے ہیں کہ یوں لگتا ہے لڑکیوں کو انگریزی پڑھا کر قوم فلاح پا جائے گی ۔

روشِ مغربی ہے مدِ نظر
وضعِ مشرق کو جانتے ہیں گناہ

معانی: روشِ مغربی: انگریزوں کے طور طریقے ۔ مدِ نظر: نگاہوں کے سامنے ۔ وضعِ مشرق: مشرقی ملکوں کے طور طریقے ۔ گناہ جاننا: برا جاننا ۔
مطلب: لیکن ہوا یوں ہے کہ لوگوں نے اس طرح سے مغرب کی تہذیب اپنا لی ہے کہ وہ اپنی وضع کو عملی سطح پر گناہ سے تعبیر کرنے لگے ہیں ۔

یہ ڈراما دکھائے کا کیا سین
پردہ اٹھنے کی منتظر ہے نگاہ

معانی: ڈراما: لڑکیوں کا مغربی روش اختیار کرنا ۔ سین: منظر، مراد انجام ۔ پردہ اٹھنا: سٹیج کا پردہ جس کے ہٹنے پر ڈراما شروع ہوتا ہے ۔

مطلب: اگر اس صورتحال کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ نتیجہ اخذ کرنا دشوار نہ ہو گا کہ لڑکیوں میں جو انگریزی زبان عام کرنے کا عمل اپنایا گیا ہے وہ ایک ڈرامے کی حیثیت رکھتا ہے اس کا اندازہ اس وقت ہو سکے گا جب لوگوں کے سامنے نتاءج آئیں گے ۔

شیخ صاحب بھی تو پردے کے کوئی حامی نہیں
مفت میں کالج کے لڑکے ان سے بدظن ہو گئے

معانی: ملا، مذہبی پیشوا ۔ پردہ: عورتوں کا نقاب ۔ حامی: طرف دار ۔

مطلب: ایک عالم دین کی حیثیت سے اگرچہ شیخ صاحب آئے دن پردے کی حمایت میں تقریر کرتے رہتے ہیں جس کے نتیجے میں کالج کے طلبا انہیں قدامت پرست اور جدید اقدار کا دشمن سمجھتے ہوئے شیخ صاحب کے خلاف ہو گئے ۔

وعظ میں فرما دیا کل آپ نے یہ صاف صاف
پردہ آخر کس سے ہو، جب مرد ہی زن ہو گئے

معانی: جب مرد ہی زن ہو گئے: آدمیوں نے عورتوں کے سے طور طریقے اختیار کر لیے ۔

مطلب: حالانکہ اس مخالفت کی ضرورت نہ تھی جب کہ کل انھوں نے اپنے ایک وعظ میں یہ بات صاف صاف کہہ دی تھی کہ اب پردے کی قطعاً ضرورت نہیں رہی اس لیے کہ بناوَ سنگھار کے ذریعے جب نوجوانوں نے ہی خواتین کی سی وضع قطع اختیار کر لی تو پردہ پھر کس سے کیا جائے ۔

یہ کوئی دن کی بات ہے اے مردِ ہوش مند
غیرت نہ تجھ میں ہوگی، نہ زن اوٹ چاہے گی

معانی: کوئی دن کی: چند دنوں تک کی ۔ مردِ ہوشمند: دانا ۔ زن: عورت ۔ اوٹ: پردہ، نقاب ۔
مطلب: اے ہوشمند انسان! وہ دن اب زیادہ دور نہیں بلکہ بہت قریب ہے جب کہ نہ تجھ میں غیرت باقی رہے گی نا ہی عورت پردے میں مستور رہنا پسند کرے گی ۔

آتا ہے اب وہ دور کہ اولاد کے عوض
کونسل کی ممبری کے لیے ووٹ چاہے گی

معانی: عوض: بدلہ، بدلے میں ۔ کونسل: مرکزی یا صوبائی قانون ساز ادارہ ۔ ممبری: رکنیت ۔
مطلب: مستقبل میں وہ دور آنے والا ہے جب عورت کو اولاد کی قطعاً پرواہ نہ ہوگی بلکہ اس کی بجائے کونسل کی رکنیت کے لیے الیکشن میں حصہ لے گی اور لوگوں سے ووٹ مانگتی پھرے گی ۔

تعلیمِ مغربی ہے بہت جرأت آفریں
پہلا سبق ہے، بیٹھ کے کالج میں مار ڈینگ

معانی: جرات آفریں: بہادر بناتی ہے ۔ مار ڈینگ: شیخی بگھارنا ۔
مطلب: مغرب کی تعلیم انتہائی جرات انگیز ہوتی ہے اور پہلا سبق جو کسی طالب علم کو کالج میں داخلے کے بعد ملتا ہے وہ ڈینگ مارنے اور شیخی بگھارنے کا ہوتا ہے ۔

بستے ہیں ہند میں جو خریدار ہی فقط
آغا بھی لے کے آتے ہیں اپنے وطن سے ہینگ

معانی: بستے ہیں : رہتے ہیں ۔ آغا: مراد افغانی باشندہ، پٹھان ۔ ہینگ: ایک درخت کا گوند جو کئی بیماریوں کے لیے مفید ہے ۔

مطلب: کہتے ہیں ہندوستان تو ایک منڈی کی طرح ہے جہاں بیرونجات سے اشیائے ضرورت آکر فروخت ہوتی ہیں ۔ اس ملک میں خود اتنی صلاحیت نہیں کہ صنعتی سطح پر اپنے لیے کوئی سامان ضرورت تیار کرے یہاں کی حالت تو اتنی گئی گزری ہے کہ ہینگ جیسی معمولی شے بھی درکار ہو تو وہ کابل جیسے علاقے کے لوگ یہاں لے کر آتے ہیں ۔

میرا یہ حال، بوٹ کی ٹو چاٹتا ہوں میں
اُن کا یہ حکم، دیکھ! مرے فرش پر نہ رینگ

معانی: بوٹ کی ٹو چاٹنا: حکمرانوں کی خوشامد کرنا ۔ دیکھ: خبردار ۔ رینگنا: فرش پر کیڑے کی طرح آہستہ آہستہ چلنا ۔

مطلب: اقبال اہل ہند کی غلامانہ ذہنیت کا اظہار کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم تو اپنے آقاؤں کی خوشامد میں اس حد تک آگے بڑھ جاتے کہ ان کے بوٹ کی ٹو تک چاٹنے سے نہیں شرماتے اور ہمارے آقا انگریز اس قدر خوشامد کے باوجود ہم سے انتہائی متکبرانہ سلوک کرتے ہیں اور بوٹ چاٹتے ہوئے اپنا فرش خراب ہونے کا طعنہ دیتے ہیں ۔

کہنے لگے کہ اونٹ ہے بھدّا سا جانور
اچھی ہے گائے رکھتی ہے کیا نوکدار سینگ

معانی: بھدا: بدصورت ۔

مطلب: غزل کے اس شعر میں اقبال اونٹ اور گائے ، دو کردار پیش کیے ہیں ۔ اونٹ سے مراد مسلمان ہیں اور

گائے سے ہندو۔ انگریز ہندوستان میں قیام کے دوران مسلمانوں کی ہمیشہ تضحیک کرتے رہے ۔ اس کا بنیادی سبب یہی تھا کہ ہندوستان میں مقیم مسلمانوں نے ان کے اقتدار کے خلاف ہمیشہ نبرد آزمائی کی جب کہ ہندوؤں نے ان کا ساتھ دیا ۔ چنانچہ انگریز اس حوالے سے کہ مسلمان عرب سے آئے تھے اور اونٹ وہاں کارآمد ہونے کے باوجود بھدا سا جانور ہے اس کے برعکس ہندو گائے کی پرستش کرتے ہیں اس لیے انھیں گائے سے تشبیہ دی ہے ۔

(**)

کچھ غم نہیں جو حضرتِ واعظ ہیں تنگ دست
تہذیبِ نو کے سامنے سر اپنا خم کریں

معانی: حضرت واعظ: منبر پر چڑھ کر وعظ کرنے والا ۔ تنگ دست: مفلس، غریب ۔ تہذیب نو: جدید معاشرہ جس پر انگریزی تہذیب کا اثر ہے ۔ سر خم کرنا: سر جھکانا ۔
مطلب: اس میں اقبال مفاد پرست واعظوں کی طرف اشارہ کرتے ہیں جو محض چھوٹے چھوٹے مفادات کے لیے دین کے بنیادی اصولوں کی تردید سے بھی نہیں چوکتے ۔ سو اقبال کہتے ہیں کہ اگر حضرت واعظ ان دنوں معاشی طور پر پریشان ہیں تو انہیں اس کی زیادہ فکر نہیں کرنی چاہیے ۔

ردِ جہاد میں تو بہت کچھ لکھا گیا
تردیدِ حج میں کوئی رسالہ رقم کریں

معانی: ردِ جہاد: جہاد کے خلاف، ایک مرزائی رہنما نے فتویٰ دیا تھا کہ اس دور میں جہاد کی ضرورت نہیں رہی ۔ تردیدِ حج میں: یعنی حج کی بھی ضرورت نہ رہنے کے متعلق ۔ رقم کرنا: لکھنا ۔

مطلب: اسلام میں اصول جہاد کو بعض واعظوں نے غیروں کو خوش کرنے اور مال بنانے کے لیے بہت کچھ لکھا اب اس مقصد کے لیے مناسب موقعہ ہے کہ واعظ حضرت اصول حج کے خلاف بھی کوئی رسالہ لکھ ڈالیں ۔

(**)

تہذیب کے مریض کو گولی سے فائدہ

دفعِ مرض کے واسطے پِل پیش کیجیے

معانی: تہذیب کا مریض: برصغیر کا وہ شخص جس کے سر پر مغربی یعنی انگریزی تہذیب کا بھوت سوار ہو، مغرب زدہ ۔ گولی: دوائی کی چھوٹی سی ٹکی ۔ دفعِ مرض: بیماری دور کرنا: پِل: انگریزی میں دوائی کی ٹکیا ۔
مطلب: نئی تہذیب کے مارے ہوئے کسی مریض کو اگر ڈاکٹر دوا دیتا ہے اور وہ مریض سے کہتا ہے کہ یہ گولی کھا لیجیے تو وہ اس سے متاثر ہونے کی بجائے دفع مرض کے لیے پِل پیش کرنے پر اظہار مسرت کرتا ہے ۔

تھے وہ بھی دن کہ خدمتِ استاد کے عوض

دل چاہتا تھا ہدیۂ دل پیش کیجیے

مطلب: ایک دور وہ بھی تھا کہ تعلیمی اداروں میں اساتذہ جس شفقت کے ساتھ درس دیتے تھے تو ان کی عنایت پر دل پیش کرنے کو جی چاہتا تھا ۔

بدلا زمانہ ایسا کہ لڑکا پس از سبق

کہتا ہے ماسٹر سے کہ بِل پیش کیجیے

مطلب: اب اس طرح سے زمانہ اور اس کی تہذیب بدل چکی ہے کہ طالب علم استاد سے سبق لینے سے قبل اس سے مطالبہ کرتا ہے کہ یہ فرمائیے آپ کا بل یعنی معاوضہ کتنا ہے ۔

(**)

ہم مشرق کے مسکینوں کا دل مغرب میں جا اٹکا ہے
واں کنٹر سب بلوری ہیں یاں ایک پرانا مٹکا ہے

معانی: مسکین: بے کس، محتاج، غریب ۔ دل اٹکنا: محبت ہو جانا ۔ کنٹر: ڈبا، ڈبے ۔ بلوری: شیشے کا ۔ مٹکا: مٹی کا گھڑا ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ کس قدر بدقسمتی کی بات ہے کہ ہم مشرق کے لوگ اب مغربی تہذیب کی طرف مائل ہو چکے ہیں ۔ شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ مغرب کی تہذیب میں جو چمک دمک ہے وہ مشرق کی قدیم تہذیب میں نہیں ہے ۔ مغرب میں بڑی تیزی کے ساتھ نظریات اور فکر میں تبدیلی آ رہی ہے جب کی مشرق کے لوگ اپنی پرانی ڈگر سے آگے نہیں بڑھ سکے ۔

اس دور میں سب مٹ جائیں گے، ہاں باقی وہ رہ جائے گا
جو قائم اپنی راہ پہ ہے اور پکا اپنی ہٹ کا ہے

معانی: اپنی راہ پر قائم: اپنے مقصد، بات پر ڈٹا ہوا ۔ ہٹ کا پکا: ضد یا اصرار پر اڑا رہنے والا ۔
مطلب: مغرب پرست اس دور میں سب مٹ کر رہ جائیں مگر وہ باقی رہ جائے گا جو اپنی راہ پر قائم ہے اور جو اپنی ضد پر اڑا رہنے والا ہے جو اپنے مقصد سے کبھی پیچھے ہٹنے والا نہیں ۔

اے شیخ و برہمن سنتے ہو! کیا اہلِ بصیرت کہتے ہیں
گردوں نے کتنی بلندی سے ان قوموں کو دے پٹکا ہے

معانی: اہل بصیرت: دانا، عقلمند ۔ گردوں : آسمان ۔ دے پٹکا: اوپر سے نیچے گرا دینا، زوال کا شکار کرنا ۔
مطلب: اس شعر میں اقبال شیخ و برہمن یعنی مسلمانوں اور ہندوؤں کو مخاطب کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ سنو اہل بصیرت کیا کہتے ہیں کہ جو قومیں باہم دست و گریبان رہیں اور آپس میں اتحاد و اتفاق قائم نہ رکھ سکیں وہ انتشار و زوال کا شکار ہوئیں اور پستی کی تہہ میں گرتی چلی گئیں ۔

یا باہم پیار کے جلسے تھے، دستورِ محبت قائم تھا
یا بحث میں اُردو ہندی ہے، یا قربانی یا جھٹکا ہے

معانی: باہم پیار کے جلسے: آپس میں پیار محبت کے ساتھ محفلیں جمانے کا عمل ۔ اردو ہندی: مسلمان اردو کو اور ہندو ہندی زبان کو ہندوستان کی قومی زبان کہتے تھے ۔
مطلب: وہ زمانہ بھی تھا جب ہندو اور مسلمان ایک دوسرے سے مل کر محفلیں سجاتے تھے لیکن اب ان میں نفرت اور نفاق کا یہ عالم ہے کہ کبھی مل بیٹھنے کا موقع بھی ملا تو ان میں یا تو اردو ہندی کی بحث چھڑ جاتی ہے یا قربانی اور جھٹکے کے معاملات پر تلخی پیدا ہو جاتی ہے ۔ مراد یہ ہے کہ ان میں قطعی طور پر قوت برداشت نہیں ہو رہی اور چھوٹی چھوٹی باتیں ان کے مابین سر پھٹول کا سبب بن جاتی ہیں ۔

اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے
غالب کا قول سچ ہے تو پھر ذکرِ غیر کیا

معانی: اصلِ شہود و شاہد و مشہود ایک ہے: یعنی کائنات میں جو کچھ نظر آرہا ہے ، دیکھنے والا، اور دیکھا گیا سب ایک ہے ۔ غالب: اسد اللہ خان غالب ۔ قول: بات ۔
مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ غالب نے اپنے مصرعہ میں کہا ہے کہ خدا کی ذات، اس کی ذات دیکھنے والوں اور اس کی ذات کی گواہی دینے والوں میں ، یعنی ان تینوں میں بظاہر فرق نہیں ۔ وحدت الوجود کے عقیدے کے مطابق انسان، کائنات اور خدا اور حقیقت ایک ہی وجود کی ظاہری شکلیں ہیں ۔ اقبال کہتے ہیں کہ اگر غالب کا یہ قول حقیقت پر مبنی ہے تو پھر ان مسلمانوں کو جو بتوں سے تو عشق کا مظاہرہ کرتے ہیں کہ اس صورت میں برہمن سے دشمنی کا مظاہرہ کیوں ہوا ۔

کیوں اے جنابِ شیخ! سنا آپ نے بھی کچھ
کہتے تھے کعبہ والوں سے کل اہلِ دیر کیا

معانی: جنابِ شیخ: ملا صاحب، مولوی صاحب ۔ کعبہ والے: مراد مسلمان ۔ اہلِ دیر: مندر والے، ہندو ۔
مطلب: ان اشعار میں غالب کے قول کے حوالے اقبال کہتے ہیں کہ انسان جب ایک عمل کرتا ہے تو اس سے متعلق دوسرے عمل کو بھی اپنانا پڑتا ہے ۔

ہم پوچھتے ہیں مسلم عاشق مزاج سے
الفت بتوں سے ہے تو برہمن سے بیر کیا

مطلب: اس صورت میں ایک جانب تو ہندو دیویوں سے محبت کا اظہار اور دوسری جانب برہمن سے نفرت یہ امر کچھ مناسب معلوم نہیں دیتا ۔

(**)

ہاتھوں سے اپنے دامنِ دنیا نکل گیا
رخصت ہوا دلوں سے خیالِ معاد بھی

معانی: ہاتھ سے دامنِ دنیا نکل جانا: مراد دنیاوی خواہشات اور ضرورتیں پوری نہ ہونا ۔ رخصت ہونا: نکل جانا، ختم ہو جانا ۔ معاد: آخرت، عقبیٰ ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ جب دنیا ہی ہمارے ہاتھ سے نکل گئی تو سمجھ لو کہ ہم نے دین کو بھی بڑی حد تک نظر انداز کر دیا اور ہمارے دلوں میں بے دینی نے راہ پا لی ۔

قانونِ وقف کے لیے لڑتے تھے شیخ جی
پوچھو تو وقف کے لیے ہے جائداد بھی

معانی: قانونِ وقف: 1914 میں حکومت ہند کا جائداد وقف کرنے کا قانون ۔

مطلب: ان حالات میں شیخ صاحب قانون وقف علی الاولاد کے لیے آئینی جنگ تو بے شک لڑ رہے ہیں لیکن سوال یہ ہے کہ اس نوع کے وقف کے لیے جائیداد بھی موجود ہے یا نہیں کہ وہ تو ہم نے اپنی عیاشیوں میں اڑا دی ہے ۔

(**)

وہ مس بولی ، ارادہ خودکشی کا جب کیا میں نے

مہذّب ہے تو اے عاشق! قدم باہر نہ دھر حد سے

معانی: تہذیب یافتہ، سلیقے اور سمجھ بوجھ والا ۔ قدم باہر نہ دھر حد سے : یعنی اعتدال ، میانہ روی نہ چھوڑ ۔

مطلب: نوجوان عاشق کہتا ہے کہ جب اپنی انگریز محبوبہ سے مایوس ہو کر میں نے اس پر خودکشی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تو وہ محبوبہ بولی کہ اے مجھے چاہنے والے! تو تو انتہائی مہذب ہونے کا دعویدار ہے پھر اس طرح خودکشی کا ارادہ کر کے آپے سے باہر کس لیے ہو رہا ہے کہ خودکشی تو بزدل اور غیر مہذب لوگ کیا کرتے ہیں ۔

نہ جرات ہے، نہ خنجر ہے، تو قصدِ خودکشی کیسا

یہ مانا دردِ ناکامی گیا تیرا گزر حد سے

معانی: دردِ ناکامی: محبت میں کامیاب نہ ہونے کا دکھ ۔

مطلب: یوں بھی اے عاشق نامراد! نہ تو تیرے پاس خودکشی کرنے کے لیے کوئی خنجر یا پستول ہے نا ہی اتنی جرات اور حوصلہ کہ یہ قدم اٹھا سکے ۔ ہرچند کہ محبت میں ناکامی کے سبب تیری مایوسی حد سے بڑھ چکی ہے پھر بھی خودکشی تیرے بس کا روگ نہیں ۔

کہا میں نے کہ اے جانِ جہاں کچھ نقد دلوا دو

کرائے پر منگا لوں گا کوئی افغان سرحد سے

معانی: دنیا کی جان، دنیا کی رونق ۔

مطلب: انگریز محبوبہ کا یہ جواب سن کر میں نے کہا اے دل و جان سے عزیز دوشیزہ! یہ کوئی مسئلہ نہیں اس کے لیے تو اجرت پر کسی پٹھان کو سرحد سے بلوا لوں گا تم تو بس یہ کرو کہ اس مقصد کے لیے کچھ نقد رقم دلوا دو ۔

(**)

ناداں تھے اس قدر کہ نہ جانی عرب کی قدر
حاصل ہوا یہی ، نہ بچے مارپیٹ سے

مطلب: اس قطعے میں اقبال نے ایک جنگ کی طرف اشارہ کیا جس میں ترکی کو محض اس لیے شکست ہوئی کہ میدان جنگ تک اسلحہ اور رسد نہ پہنچ سکے ۔ اس وقت ترکی کے پاس کوئی بحری بیڑہ نہ تھا ۔ عربوں سے بھی شدید اختلافات تھے ۔

مغرب میں ہے جہازِ بیاباں شتر کا نام
ترکوں نے کام کچھ نہ لیا اس فلیٹ سے

مطلب : حالانکہ ان کی مدد اونٹوں کے ذریعے سامان رسد میدان جنگ تک پہنچ سکتا تھا ۔ جب کہ انہیں اس امر کا علم بھی تھا کہ اہل مغرب اونٹ کو صحرا کا جہاد کہا کرتے ہیں ۔

(**)

ہندوستاں میں جزوِ حکومت ہیں کونسلیں
آغاز ہے ہمارے سیاسی کمال کا

معانی: جزو: حصہ ۔ کونسلیں : جمع کونسل، صوبائی یا مرکزی قانون ساز ادارے ۔ کمال: ترقی ۔
مطلب: اقبال فرماتے ہیں کہ اب ہندوستان میں کونسل کا وجود حکومت کا جزو تصور کیا جانے لگا ہے ۔ یوں سیاست میں ہم ہندوستانیوں کے انتہائی عروج کا یہ نقطہ آغاز ہے ۔

ہم تو فقیر تھے ہی، ہمارا تو کام تھا
سیکھیں سلیقہ اب اُمرا بھی سوال کا

مطلب: ہم عام ہندوستانی تو خیر فقیر کی مانند اپنے مسائل کے سلسلے میں ہر لمحے دست طلب و دراز کرتے رہتے تھے تاہم اب یہ امرا پر بھی لازم ہوگیا ہے کہ وہ کونسل کے رکن کی حیثیت سے یہاں اپنے مطالبات منوانے کے لیے دست طلب دراز کرنے کا سلیقہ سیکھ لیں اس کے بغیر تو ان کی شنوائی نہ ہو سکے گی ۔

(**)

ممبری، امپیریل کونسل کی کچھ مشکل نہیں
ووٹ تو مل جائیں گے، پیسے بھی دلوائیں گے کیا

معانی: امپیریل کونسل: برصغیر میں انگریز حکومت کے دوران بنائی جانے والی حکومت جسے وائسرائے کی کونسل کہا جاتا تھا۔

مطلب: اس قطعہ میں اقبال نے انتخابات کے ضمن میں ایک ایسی لعنت کی طرف اشارہ کیا ہے جو بیسویں صدی کے آغاز میں بھی موجود تھی اور سلسلہ آج تک راءج چلا آتا ہے۔ اسمبلی اور کونسلوں کے انتخابات میں اس وقت بھی سرمایہ دار طبقہ ہی حصہ لینے کا اہل سمجھا جاتا تھا اور اسی نوے سال گزرنے کے بعد جب ہم اپنی قومی جمہوریت کے مراحل میں داخل ہو چکے ہیں یہ سلسلہ ماضی کی طرح جاری و ساری ہے۔ یعنی امیدوار سرمایہ دار ہوتا تھا جو اپنے اقتدار کے لیے ووٹروں کو خریدتا تھا۔ ظاہر ہے کہ آج بھی صورتحال پہلے سے بھی زیادہ بدتر ہو چکی ہے۔ چنانچہ اس قطعے میں اقبال نے متذکرہ قسم کے ایک امیدوار اور ووٹر کے مابین مکالمہ نظم کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت بے شک آپ پوری کونسل کی رکنیت کے اہل بھی ہیں اور اپنی انتخابی مہم میں کامیاب ہو کر کونسل میں پہنچ بھی جائیں گے۔ لیکن یہ تو فرمائیے کہ اس کا معاوضہ ہ میں کیا دلوائیں گے۔

میرزا غالب خدا بخشے ! بجا فرما گئے
ہم نے یہ مانا کہ دلی میں رہیں، کھائیں گے کیا

مطلب: اس شعر میں علامہ نے غالب کے ایک مصرعہ سے استفادہ کرتے ہوئے ووٹر کی زبان سے یہ مکالمہ دوہرایا ہے کہ حضرت آپ نے ممتاز شاعر حضرت غالب کا یہ مصرعہ تو ضرور سنا ہو گا کہ جس میں وہ فرماتے ہیں کہ بے شک ہم یہ تو تسلیم کرتے ہیں کہ دہلی میں قیام کرنا اپنی جگہ تا ہم گزر بسر اور کھانے پینے کے لیے کچھ ساز و سامان کی ضرورت ہوتی ہے سو اس کا اہتمام بھی کر دیجیے۔

(**)

دلیل مہر ووفا اس سے بڑھ کے کیا ہوگی

نہ ہو حضور سے الفت، تو یہ ستم نہ سہیں

معانی: مہر و وفا: محبت اور ساتھ نبھانا ۔ حضور: مراد حاکم ۔

مطلب: فرماتے ہیں کہ ایک خوشامدی شخص نے انگریز افسر سے کہا ہ میں حضور سے جس قدر محبت ہے اس کا اندازہ یوں ہو سکتا ہے کہ ہمارے اپنے بھائی آپ سے محبت وفاداری کی بنا پرہ میں طعن و تشنیع اور ظلم و ستم کا نشانہ بناتے ہیں ۔ یہی بات حضور سے ہماری وفاداری کی دلیل ہے ۔

مصر ہے حلقہ کمیٹی میں کچھ کہیں ہم بھی

مگر رضائے کلکٹر کو بھانپ لیں تو کہیں

مطلب: جس حلقے سے ہم کمیٹی کا انتخاب لڑ رہے ہیں وہاں کے لوگ جو ہمارے رائے دہند گان بھی ہیں یہ توقع رکھتے ہیں کہ ان کے حقوق کی بات بھی کریں جب کہ ہم اس امر کا اندازہ لگا رہے ہیں کہ ضلع کے حاکم اعلیٰ یعنی کلکٹر کا ان معاملات میں کیا نقطہ نظر ہے اور اس کی مرضی کیا ہے ۔

سند تو لیجیے ، لڑکوں کے کام آئے گی

وہ مہربان ہیں اب، پھر رہیں ، رہیں نہ رہیں

مطلب: اس شعر میں ایک ایسے مسئلے کی جانب اشارہ کیا گیا ہے جو انگریزی دور میں عام روایت بن گیا تاکہ متعدد لوگ انگریز افسروں کی خوشامدوں کی بدولت خوشنودی کی سند حاصل کر لیتے اور بعد میں اسی سند کو دکھا کر اس افسر یا اس کے بعد

آنے والے افسروں سے اپنے کام نکلواتے ۔ چنانچہ ایسا ہی ایک خوشامدی شخص کہتا ہے کہ میں اس افسر سے سند تو حاصل کر لوں تاکہ اپنے کام نکلوا سکوں بعد میں کیا پتہ یہ لوگ اسی طرح مہربان رہیں یا نہ رہیں ۔ ہوا کا رخ بدلتے دیر نہیں لگتی ۔ بد قسمتی یہ ہے کہ آج سالہا سال گزرنے کے باوجود انگریز کی یہ بدعت آج بھی بدستور قائم ہے ۔ انتخابات ہوں ، رائے دہندگان کے ووٹ خریدنے اور ملازمتوں کے حصول میں ایسی ہی قباحتیں موجود ہیں ۔

زمین پر تو نہیں ہندیوں کو جا ملتی
مگر جہاں میں ہیں خالی سمندروں کی تہیں

:معانی: ہندیوں : ہندوستان کے رہنے والے ۔ جا: جگہ

مطلب: انگریز کی غلامی کے دور میں یہ حقیقت ہے کہ ہندوستانی باشندوں کے لیے زمین تنگ کر دی گئی ہے اور کسی جگہ پر بھی انہیں عزت و وقار سے نہیں دیکھا جاتا چنانچہ غیرت مندی کا تقاضا تو یہی ہے کہ سمندروں میں کود کر خودکشی کر لیں کہ ان کی تہوں میں لاشوں کو پناہ تو بہرحال مل ہی جائے گی کہ غلامی میں دکھوں اور تکلیفوں کا علاج موت کے سوا اور کچھ نہیں ۔

مثالِ کشتیِ بے حس مطیع فرماں ہیں
کہو تو بستۂ ساحل رہیں ، کہو تو بہیں

مطلب: ہم ہندوستانی تو اس دور غلامی میں ایک ایسی کشتی کی مانند ہیں جو ساحل پر بندھی ہوئی ہے جب ملاح چاہتا ہے اسے کھول دیتا ہے اور اپنی مرضی کے مطابق جس طرف چاہے کھیتا چلا جاتا ہے ۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ہندوستانی انگریزوں کے احکام کے اس طرح مطیع ہیں کہ ان کی مرضی کے خلاف ایک قدم بھی نہیں اٹھا سکتے ۔

(**)

فرما رہے تھے شیخ طریقِ عمل پہ وعظ
کفار ہند کے ہیں تجارت میں سخت کوش

طریق عمل: عمل کرنے کا طریقہ، انداز۔ وعظ: نصیحت کی بات۔ کفار: کافر کی جمع، خدا کو نہ ماننے والے۔ سخت کوش: بہت محنت کرنے والے۔

مطلب: مسلمانوں کے اجتماع کو خطاب کرتے ہوئے واعظ کہہ رہا تھا کہ ہندوستان میں جو غیر مسلم تاجر ہیں وہ لین دین اور تجارت کے سلسلے میں بڑے سخت گیر واقع ہوئے ہیں۔

مشرک ہیں وہ جو رکھتے ہیں مشرک سے لین دین
لیکن ہماری قوم ہے محرومِ عقل و ہوش

مطلب: یہ جان لو کہ وہ لوگ جو مشرک سے لین دین رکھتے ہیں وہ بھی مشرک ہیں لیکن اس کا کیا کیا جائے کہ اس حقیقت کو جانتے ہوئے بھی ہماری قوم عقل و ہوش سے محروم ہے۔

ناپاک چیز ہوتی ہے کافر کے ہاتھ کی
سن لے، اگر ہے گوش، مسلماں کا حق نیوش

معانی: محرومِ عقل و ہوش: جسے کوئی شعور اور سمجھ بوجھ نہ ہو۔

مطلب: امرواقعہ یہ ہے کہ کافر جس چیز کو چھو لے وہ ناپاک و نجس ہو کر رہ جاتی ہے چنانچہ اے مسلمان اگر تم میں حقائق کا سامنا کرنے کی جرات ہے تو یہ بات کان کھول کر غور سے سن لو۔

اک بادہ کش بھی وعظ کی محفل میں تھا شریک
جس کے لیے نصیحتِ واعظ تھی بارِ گوش

معانی: بادہ کش: شراب پینے والا۔ بارِ گوش: کانوں کے لیے بوجھل یعنی ناپسند، ناگوار۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ واعظ کی اس محفل میں ایک شرابی بھی بیٹھا ہوا تھا۔ اس شرابی نے واعظ کی اس ناصحانہ تقریر کو سنا تو اسے یہ بات ناگوار گزری۔

کہنے لگا ستم ہے کہ ایسے قیود کی
پابند ہو تجارتِ سامانِ خورد و نوش

معانی: سامانِ خوردونوش: کھانے پینے کی چیزیں۔

مطلب: اس نے اٹھ کر بیساختہ کہا کہ حضرت آپ تو کھانے پینے کی اشیاَ پر جس طرح پابندی عائد کر رہے ہیں یہ طرز فکر تو بڑی افسوس ناک ہے۔ بھلا تجارت میں اس نوعیت کی پابندیاں جو آپ عائد کر رہے ہیں وہ کس طرح روا رکھی جا سکتی ہیں۔

میں نے کہا کہ آپ کو مشکل نہیں کوئی
ہندوستاں میں ہیں کلمہ گو بھی مے فروش

معانی: کلمہ گو: کلمہ پڑھنے والے، مسلمان ۔ مے فروش: شراب بیچنے والا ۔

مطلب: اقبال کہتے ہیں کہ میں نے اس شرابی کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ گھبرائیے نہیں آپ کو اپنے شغل میں کوئی دقت پیش نہیں آئے گی کہ یہاں مسلمان شراب فروش بھی موجود ہیں